بعون صانع مکین و مکان و فضل خلاق زمین و زمان

الحمد للہ والمنة کہ درین زمان سعید و آوان حمید نسخہ معتبر موسوم

کلیات صفدر

مصنفہ سخنور نازک خیال جناب نواب محمد صفدر علیخانصاحب رامپوری بار اول

مطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ میں طبع ہوا

اطلاع - اس مطبع مین ہر علم و فن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کے لیے موجود ہی جسکی فہرست مطول ہر ایک شائق کو چھاپہ خانہ سے مل سکتی ہی جسکے معائنہ و ملاحظہ سے شائقان اصلی حالات کتب کے معلوم فرما سکتے ہین قیمت بھی ارزان ہی اس کتاب کے ٹیٹل پیج کے تین صفحہ جو سادے ہین اُنمین بعض کتب کلیات و دواوین اُردو کی درج کرتے ہین تاکہ جس فن کی یہ کتاب ہی اُس فن کی اور بھی کتب موجودہ کارخانہ سے قدر دانون کو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
کتب کلیات و دواوین اُردو		حیدر علی - آتش لکھنوی -	۸/
کلیات ظفر - از حضرت سراج الدین ظفر بادشاہ ہر چہار جلد کامل دو جلد مین	۱۴عہ/	کلیات نعتیہ مجیدیہ مصنفہ مولوی عبد المجید خان -	عہ/
انتخاب کلیات ظفر -	۶/	کلیات نظام - از نواب مردان علیخان بہادر مرحوم -	۱۰/۹
کلیات مومن - از اُستاد مومن خان دہلوی -	۹/۱۳	کلیات امیر اللہ تسلیم شاگرد حضرت نسیم دہلوی -	۱۲/
دیوان ناسخ - از اُستاد شیخ امام بخش ناسخ لکھنوی -	۱۲/۱۴	کلیات میر تقی - از استاد مسلم الثبوت سخنوری -	۱۴عہ/
کلیات آتش - از اُستاد خواجہ		کلیات سودا - از استاد مسلم معروف	۱۴عہ/

بعون صانع مکین و مکان و فضل خلاق زمین و زمان

الحمد للہ والمنۃ کہ درین زمان سعید و اوان حمید نسخہ معتبر موسوم بہ

کلیات صفدر

مصنفہ سخنور نازک خیال جناب نواب محمد صفدر علی صاحب رامپوری بار اول

مطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ میں مرتبہ طبع ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیباچہ دیوان نگارستان الفت کہ در تاج المطابع طبع شدہ

نالہ مرا کوئی جو کبھی تا فلک گیا
قدسی پکارے بلبل سدرہ چہک گیا

سبحان اللہ کیا حکمت حکیم مطلق ہے کہ … کا قدر … کیا …
گلون کو رنگ و بو عطا ہوئی تھی ہمین چشم و دماغ عنایت نہ ہوتی تو قدر کیونکر ہوتی
بلبلون کو ترانے بخشے تھے ہمین گوش شنوا نہ ملتے تو لطف کون اٹھاتا نعمتونکو
لذتین ملین تھین ہمین مذاق نہ ملتا تو حظ کسے آتا خاتم النبیین سا رہنما بھیجا تھا
ہمین توفیق طلب ہدایت نہوتی تو دولت ایمان کسے ملتی صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ
الطاہرین الی یوم الدین اگر انتظام دار الریاست رامپور کے واسطے ایسا فرمانروائے
عادل منصف خلق نہ فرماتا تو وابستگان دامن دولت اور عام خلق خدا کس کے

ظل عاطفت مین آرام وآسایش پاتے وہ فرمانروائے رشک شاہان عالم
کون یعنی سکندر شوکت دارا منزلت سلیمان جاہ خورشید کلاہ زیبندہ سریر
حکمرانی درۃ التاج جہانبانی حاجی حرمین شریفین زاہر روضۂ شہنشاہ دارین حافظ
شرع مبین حامی دین متین مشیر قیصر ہند جناب نواب کلب علیخان صاحب بہادر
فرزند دلپذیر دولت انگلشیہ رئیس دلاور اعظم طبقہ اعلاے ستارۂ ہند دام ملکہم
واقبالہم حق یہ ہی کہ یہ شہریار عالیوقار رشک قیصر وخاقان بہمہ صفات جلیلہ
موصوف سخاوت مین حاتم عدالت مین نوشیروان شجاعت مین رستم فراست
مین افلاطون وجاہت مین یوسف شریعت مین پیرو رسول خدا طریقت مین ہمپایۂ
اولیا رعیت پرور مسافر نواز حق دوست حق شناس خلیق رحیم متقی پرہیزگار
ساکنان ہر شہر ودیار فیض عام سے شکرگذار ارباب فضل وکمال جود وعطا سے
آسودہ حال خداوند عالم عمر واقبال جناب ممدوح مین یوماً فیوماً ترقی کرامت
فرمائے اب خاکسار سراپا انکسار بندہ درگاہ لم یزلی محمد صفدر علی خلف جناب
مغفرت مآب نواب محمد سعید خان صاحب بہادر جنت آرام گاہ خلف الصدق
جناب نواب غلام محمد خان صاحب بہادر ارم آشیان خلف الرشید جناب
نواب محمد فیض اللہ خان صاحب بہادر عرش منزل خلف ارشد جناب
نواب علی محمد خان صاحب بہادر خلد مکان والیان والا ریاست مصطفی آباد
عرف رامپور خدمت ارباب سخن مین عرض پرداز ہی کہ بعد انتقال اعلی حضرت

نواب جنت آرام گاہ اِس وحید عالم ہیچمدانی کی ہر طرح سے تعلیم و تربیت جناب برادر بزرگوار نواب محمد یوسف علی خان صاحب بہادر فردوس مکان نے فرمائی کتب فارسی کا درس مولوی شیخ احمد علی او ستاد کامل وحید عصر سے ہوا بعد فراغ تحصیل خوشنویسی منشی میر عوض علی صاحب خوشنویس یکتاے روزگار سے ایک مدت مشق کی بعد تکمیل تحریر فنون سپاہگری کاملین آفاق سے حاصل کی پھر تصویر کشی کا شوق ہوا نواب فردوس مکان نے بابو منگل سین صاحب مصور عدیم المثال کو بلاکر تعلیم پر مقرر فرمایا بابو صاحب موصوف نے کُل قواعد تصویر روغنی و آبی وغیرہ بخوبی تعلیم کیے البتہ اِس فن کو مین نے اپنے فنون حاصل کردہ مین بہت نازک اور مشکل پایا جب بعنایت الٰہی اِس سے بھی استغنا ہوا تو فوٹوگراف یعنی تصویر عکسی کھینچنا مسٹر لی تورنا صاحب اور مشکور الدولہ بہادر سے بہت جلد حاصل کیا پھر کچھ دنون طلسمات وغیرہ کا چرچا رہا پھر چندے کتب تواریخ و داستان و اخلاق و تصوف و مذاہب و لغت و طب و حساب وغیرہ کی سیر مین محویت رہی پھر ایک عرصے تک صحبت فقرا اور علما رہی اُسمین ہر طرح کے مسائل مشکلہ شریعت و طریقت و توحید و تصوف حل ہوے پھر ہواے سیاحی سر مین بھری سیر دیار و امصار ہندوستان بخوبی تمام کی اتفاقات روزگار سے اُسی زمانے مین ایک پری پیکر غارتگر صبر و قرار سے دل اُلجھا مین گیا کہون وہ کیا عالم تھا دل کو اضطراب

جان کو پیچ وتاب خاطر کو گرانی حواس مین پریشانی آنکھون کو حیرت طبیعت کو
وحشت پیدا ہوئی عیش وعشرت وآرام سب چھوٹ گیا اُسی دُھن مین شاعری
خیال آیا شعر وسخن سے ابتدا سے طبیعت کو لاگ تھی آخر شوق نے اُڑا کچھ نظم
کرنے کا ذوق ہوا استاد سحر بیان اعجاز تقریر جناب منشی امیر احمد صاحب امیر
آفتاب ہند کی صفائی زبان طرز کلام حسن بندش شوخی طبیعت نہایت پسند آئی
اُنکو کلام دکھلایا اُنھون نے بکمال دلسوزی نکات شاعری تعلیم فرمائے رفتہ رفتہ
ہر قسم کا کلام مثل قصائد وغزلیات ومثنوی وواسوخت وتضمین ومخمس ومرثیہ و
سلام ورباعیات وقطعات وتاریخ وغیرہ فراہم ہوکر کلیات تیار ہوا محمد مہدی علیخان
وغیرہ بعض مخلصین نے کلیات چھپنے پر اصرار کیا مگر چونکہ ابھی نظر ثانی باقی ہے اور
مجکو فی الحال سفر کلکتہ درپیش ہے لہذا ایک مختصر سا دیوان غزلیات انتخاب کرکے
سر دست چھپوا دیا اب اپنے محفل کے ہمنشینون کو کچھ عجز کے نغمے انکسار کے ترانے
بھی سناؤن ای میرے ہمنفسو ہم مشربو ہرچند کہ مین اور تم ایک ہی خم کے
بادہ خوار ہین مگر تم زلال آشام ہو مین دردی کش تم اپنے رنگ مین مست ہو
مین اپنی بیرنگی سے غش تم آفتاب مین سہا تم شہسوار مین نقش پا تم سرود مین
ساز شکستہ تم نغمہ مین آواز خستہ تم نشے کی ترنگ مین خمار کا رنگ تم عرش پرواز
مین پر گسستہ تم طوفان مین آب بستہ تم دریا مین چاہ تم سبزہ مین کاہ مین اِس
بزم مین چراغ ہون لیکن مردہ اِس باغ مین پھول ہون مگر پژمردہ جواہر ہون

مگر بے رنگ جرس ہون لیکن بے آہنگ دریا ہون مگر بے موج اختر ہون لیکن بے اوج طوطی ہون مگر بیزبان بلبل ہون نوحہ خوان شیشہ ہون مگر بے بادہ دل ہون لیکن بے ارادہ حسرت ہون مگر خون گشتہ بخت ہون لیکن برگشتہ شمع ہون مگر بے نور صہبا ہون لیکن بے سرور زمین سخن نہ میری ملک نہ جاگیر البتہ فرمانروایان اقلیم سخن کا پیرو ہون اس تصدیعہ پردازی سے فقط اتنی غرض ہی کہ اگر زباندانان سخن سنج کہین خطا پائین تو میری عاجزی پر نظر کر کے عیب پوشی کو کام فرمائین ۵

صفدر مجھے سب کہتے ہین یکتائے زمانہ   لیکن نہین معلوم کہ مین کون ہون کیا ہون

نامہ

ای آہ دو جہان کو دکھا اپنی تیزیان   فرش زمین بساط سپہر برین الٹ

ماجرائے دل ہی کیا یارب کہ جسکا ہی یہ شوق   لب مرے مشتاق ہین میرے فسانے کے لیے

سروستان محبوبی گلبن چمنستان خوبی نسیم گلزار محبت شمیم بہار مودت زاد اللہ حسنہ وجمالہ۔ اشتیاق ملاقات فرحت آثار وتمنائے دیدار مسرت اظہار زیادہ از حد وحساب ۵ گر بصد سال نویسم صفت مشتاقی + ماند از شوق تو صد سال حکایت باقی + جانمن قبل اس سے ایک اشتیاق نامہ متضمن کیفیت صد در تسلی نامہ وشرح درد فراق وامید وصال وبیان شبہائے تنہائی وتصورات ناز و انداز ورسید تحائف روانہ کرچکا ہون یقین ہی کہ ملاحظہ سے گذرا ہوگا مگر اسکے

جواب سے بہرہ مند نہ ہوا ؎ فریاد کہ دلدار خطابے نفرستاد ؛ ما نامہ نوشتیم جوابے
نہ فرستاد ؛ واہ کیا گردش زمانہ ناہنجار ہی اور کیا نیرنگی لیل ونہار ہی کہ ابھی
چند روز پہلے آپ کی عنایتون سے مجکو اپنے مقدر پر ناز تھا یا دفعتہً آپ نے ایسا
گوشہ خاطر سے فراموش کیا کہ ہر وقت حسرت و افسوس دمساز ہی ؎ صبا غبار
رہت را بچشم ما نرساند ؛ میان باد صبا این غبار خاطر ماند ؛ ایک چشم زدن مین
کیا تھا کیا ہو گیا میرا بخت خفتہ بیدار ہو کر سو گیا نہیں معلوم ؎ دگر مرا بچہ
تقصیر متہم کردی ؛ چہ کردہ ام کہ بمن التفات کم کردی ؛ یا تو یہ عنایت تھی کہ ہر روز
خط پر خط چلے آتے تھے یا یہ فراموشی کہ جواب لکھنا بھی بار ہو گیا ؎ نہ مژدہ
وصلے نہ پیامے نہ حدیثے ؛ در کوے تو بستند مگر باد صبا را ؛ اور ایک شعر اسی
مضمون کا حسب حال یاد آیا ؎ نمی آئی نمیخواہی نمیجوئی نمی پرسی ؛ چسرا از
آشنایان این قدر کس بیخبر باشد ؛ اور یہ زمانہ ہفتے عشرے کا ایک مدت دراز
معلوم ہوتا ہی ہر وقت چشم براہ گوش برآواز ہون مگر ؎ شد عمر ہا کہ از تو پیامی
نمیرسد ؛ قاصد کجا و نامہ کجا و خبر کجا ؛ اور کبھی مین دل سے کہتا ہون ؎
سمجھو نگا میرے خط کا جواب اُسنے اب لکھا ؛ اعمال کا ملیگا جو روز شمار خط
اور کبھی دل مجھ سے کہتا ہی ؎ جسمین تحریر تھا کچھ حال ہمارے دل کا ؛
وہی ظالم نے کیا خارج دفتر کاغذ ؛ غرض کہ دونون کا ایک سا حال ہی ؎
کھلتا نہیں کہ ہم سے دلدار کیون خفا ہی ؛ مین دل سے پوچھتا ہون دل مجھ سے

پوچھتا ہی ÷ خیر آپ سے شکایت نہین اپنے مقدر سے شکایت ہی اب کچھ حال زار
اپنا تحریر کرتا ہون ہرچند سمع خراشی ہوگی لیکن اپنا وہ حال ہی ؎ وہ نفرت سے
تیوری چڑھائے گئے ÷ مگر حال دل ہم سنائے گئے ÷ ہردم دل مین آپکی یاد ہی
ہر لحظہ لب پر نالۂ و فریاد ہی ؎ تری محبت نے مار ڈالا ہزار ایذا دکھا دکھا کر ÷
رُلا رُلا کر گھُلا گھُلا کر جلا جلا کر مِٹا مِٹا کر ÷ اور اِس حال پُر ملال مین نہ کوئی انیس
نہ رازدار نہ مونس نہ غمگسار ؎ کسی سے کہہ نہین سکتے معاملہ دل کا ÷ اکیلے
بیٹھے کیا کرتے ہیں گلہ دل کا ÷ البتہ درد و بیقراری کو کچھ رازدار اور غمگسار کیسے
کس واسطے ؎ بیقراری نے بدلوائی تو کروٹ بدلی ÷ درد دل نے جو مدد کی
تو مین بستر سے اُٹھا ÷ دن تو آپ کے تصویر بنانے مین اور ذکر خیر مین بسر ہو جاتا ہی
لیکن شب تنہائی کا سحر کرنا سخت دشوار ہی ؎ کہون شب غم کی کیا مصیبت سوائے
ایذا ہوئی نہ راحت ÷ نہ موت آئی نہ نیند آئی نہ آنکھ جھپکی نہ خواب دیکھا ÷ اگر
کوئی وعدہ یا وقت ملنے کا مقرر ہوتا تو بھی صبر آتا اور دل بیقرار کو سمجھاتا لیکن
یہ بھی موعود نہین ؎ ترا اک وعدۂ دیدار اور وہ بھی قیامت پر ÷ اور اُس پر
صبر اتنا ہارے دل امیدوار دن کا ÷ خیر اسکا لکھنا بھی فضول اور سراسر طول
ہی ؎ بنگئی فرقت مین جو کچھ اپنے دل پر بنگئی ÷ ہوگیا جو کچھ ہمارے دل کا
عالم ہوگیا ÷ تصویرین آپ کی تیار ہوگئین اُنکی تعریف مین زبان قاصر ہی سچ ہی
کہ اچھون کی تصویر بھی اچھی ہوتی ہی ؎ کرون تعریف مین کیا اُسکی صفدرؔ

وہ اک تصویر ہی ناز و ادا کی ❊ جو دیکھتا ہی مثل تصویر کے سکتا ہو جاتا ہی خصوصاً
مین دلدادہ محبت پہرون محو حیرت رہتا ہون اور یہ کہتا ہون ع کھنچی تصویر یہ
کس آئینہ رو کی صفدر ❊ کر دیا حسن خداداد نے حیران مجکو ❊ ہر صبح و شام شمس و قمر
پرتو جمال سے شرماتے ہین پردہ شام و سحر مین منہہ چھپاتے ہین ع ہلال و بدر دونون
ہین تری تصویر کے خاکے ❊ وہ صورت ہی لڑکپن کی یہ نقشہ ہی جوانی کا ❊ ایک امر کا
نہایت شکر گذار ہون کہ ہمیشہ شیخ و واعظ تصویر بنانے سے ڈراتے تھے اب جو کوئی
سمجھاتا ہی تو یہ شعر زبان پہ آتا ہی ع پرسش جو ہوئی تو حشر کے دن ❊ تصویر تری
دکھائینگے ہم ❊ ہان سچ تو یہ ہی ع آفرین کیجے اُس مصور کو ❊ جسنے صورت تری بنائی ہی ❊
اگر قدر دانی فرمایئے تو بہت کچھ اسکا صلہ ہی کہ پھر کوئی آرزو میرے دل مین باقی نہ رہیگی
ورنہ ع ایک بوسے کا تم سے طالب ہون ❊ اور کوئی مدعا سوال نہین ❊ آج شیخصاحب
سب تصویرین لیکر روانہ ہوتے ہین میرا یہ حال ہی کہ قالب یہان ہی اور جان ہمراہ تصویر
کے روان ہی اور جسقدر کہ اشتیاق میرے دل مین تھے کچھ لکھے اور بہت کچھ باقی
رہگئے کچھ زبانی کہدیے ع آتی ہی بات بات مجھے یاد بار بار ❊ کہتا ہون دوڑ دوڑ کے
قاصد سے راہ مین ❊ اور کبھی قاصد سے کہتا ہون ع خط کو کمر سے باندھا آخر تو
بوجھ اُٹھایا ❊ میری زبان بھی رکھلے ❊ نامہ بر دہن مین ❊ اور کبھی یہ کہتا ہون ع
قاصد ہمارا نام نہ لینا تو یار سے ❊ کہنا کسی کی جان ہی ہونٹھون پہ آگئی ❊ اور کبھی دعا
مانگتا ہون ع وہ بدگمان نکتہ چین ہی بیٹھہ جب کہین نہ قاصد ہو قتل یارب ❊

اگرچہ لکھا ہی حرف مطلب ہزار پہلو بچا بچا کر ٭ ہر چند کہ میرے رفیق و ہمدم مجھے سمجھاتے ہین اور کہتے ہین ؎ دیکھنا کیا فساد قاصد پر ٭ تیرے طرز رقم سے اٹھتا ہی ٭ مگر مین کیا کرون مجبور ہون کہ دل میرے کہنے مین نہین ؎ ہر سخن مین گرچہ سو پہلو بچاتا ہون مگر ٭ آرزوئین ٹپکی پڑتی ہین مری تحریر سے ٭ اگر کوئی بات خلاف مزاج ہو تو معاف فرمائیے آپ نے وقت ملاقات کے مجکو بہت گستاخ کر دیا تھا ؎ شروع عشق مین گستاخ تھے اب ہین خوشامد گو ٭ سلیقہ بات کرنیکا نہ جب آیا نہ اب آیا ٭ زیادہ اشتیاق وصال ؎ شد نامہ ام تمام و سخن ناتمام ماند ٭ بگذشت جام و بادہ فرو تر ز جام ماند ٭

تحریر دیگر حالت بیتابی دلہا	نامہ	نویسد خامہ جاے مد بسم اللہ بسملہا
بیان کرتا ہون اس مزے سے مین اے صنم تیری داستانکو		لپٹ کے کرتی ہی پیار پہروں زبان دہن کو زبانکو

نونہال چمن اخلاص نورس گلشن اختصاص بوے گل محبت لذت ثمر مودت زاد اللہ حسنہ وجمالہ - اشتیاق گلچینی بوستان جمال و آرزوے گلگشت بہارستان وصال بحدیست کہ ؎ زبان خامہ بصد سال اشتیاق مرا ٭ ز صد ہزار کہ دارم یکی بیان نکند ٭ جانمن ایک مدت ہوئی کہ کوئی تسلی نامہ آپکا مجھ نحیف و زار تک نہ پہونچا ہر چند کہ کئی اشتیاق نامے ارسال ہوے لیکن ایک کے جواب سے بھی آپ نے یاد و شاد نفرمایا ؎ نہ خط رسید نہ پیغام و ماہ و سال گذشت ٭ ز ما خیال نماندت چہ در خیال گذشت ٭ حیران ہون ؎ قاصد کا پتا ہی نہ کبوتر کا نشان ہی ٭ پھرتا ہی نہین کوچۂ دلدار سے کوئی ٭ اور کبھی کہتا ہون ؎ جو وہان جاتا ہی پھر اسکی خبر ملتی نہین ٭ نامہ بر کے واسطے بھی نامہ بر

درکار ہو * کیا تحریر کرون کہ کیا کیا خیال دل پُر ملال مین گذرتے ہین اور کیا کیا
تصور بن بنکر بگڑتے ہین ع کوچۂ یار مین قاصد کو تو بھیجا ہو مگر * دلمین سو طرح کے
آتے ہین توہّم مجکو * کسی وقت خیال آتا ہو کہ شاید کوئی لفظ نامے مین خلاف مزاج
ہوا ہو اور مضمون اِس شعر کا صادق ہو ع مرا خط اُسنے پڑھا پڑھکے نامہ بر سے کہا *
یہی جواب ہو اِسکا کہ کچھ جواب نہین * اور پھر آپ ہی یہ کہتا ہون ع نہ ملا تھا جواب
نامہ اگر * آکے قاصد جواب ہی دیتا * اور کبھی قاصد پر جھنجھلاتا ہون ع قاصد یہان سے
برق تھا پر نصف راہ سے * بیمار کی ہو چال قدم ناتوان کے ہین * اور کبھی تقدیر پر
نامہ بر کی رشک کرتا ہون اور کہتا ہون ع ہم رہگئے یار تک وہ پہونچا * تقدیر تو
دیکھو نامہ بر کی * اور کسی وقت دل سراپا انتظار کو یہ کہکر مایوس کردیتا ہون ع کیسا
جواب حضرت دل دیکھیے ذرا * پیغام بر کے ہاتھ مین ٹکڑے زبان کے ہین * اور کبھی
دل کا مجھ سے بیان ہو کہ شاید ع سُنکے احوال دل صد چاک خط پرزے کیا * اُسنے
قاصد کو دیا صفحہ برابر کا جواب * سبحان اللہ کیا قدرت پروردگار ہو کہ کوئی مرے
یا جیے اور کسی کو اپنی بیخبری اور بے پروائی پر ناز ہو ع اک ترا نام کہ ہر دم ہو وظیفہ
مجکو * اک مری بات کہ برسون مین سُنی جاتی ہو * غرض کہ ایسے ایسے توہمات سے جب
دل بیقرار نہایت مضطرب ہوا قریب تھا کہ نوبت بجنون و خفقان پہونچے اُسوقت
عقل نے تدبیر بتائی کہ ع دلکو فریب چاہیے کچھ اضطراب مین * اُنکی طرف سے آپ لکھو خط
جواب مین * یہ تجویز مجھ سراپا انتظار کو پسند آئی اور قلمدان منگوا کر دلکے سمجھانیکو

آپ کی طرف سے خط لکھنا شروع کیا ابھی تمام نہ ہوا تھا فقط اِس شعر تک لکھا تھا
سے کچھ توقع کچھ یقین کچھ یاس کچھ وہم وگمان * انتظار یار کی ہی کیفیت تاخیر سے *
کہ دفعۃً سے رسید باد صبا تازہ کرد جان مرا * نفخہ داد بہن بوی دلستان مرا یعنی سے
قاصد نے دیا لاکے مجھے یار کا نامہ * یا نکہت گل لیکے نسیم سحر آئی * مگر قاصد نے کیسے کیسے
اشتیاق دلا کر اور کیا کیا انتظار دکھا کر محبت نامہ مجکو دیا سے خط مجھے لاکر دیا لیکن بڑے
اغماض سے * قاصد محبوب مین بھی ناز معشوقانہ ہی * اُسکے دیکھتے ہی قالب بیجان مین جان
آئی اور ساتھ ہی اُسکے وہ ہنگامہ صحبت اور وہ ہمنشینی یاد آئی سے چون نامہ ات رسید
کشادم گریستم * آمد ز روز وصل تو یادم گریستم * قاصد رسید و نامہ رسانید و من ز شوق *
سر زیر پاے او بنہادم گریستم * اور کبھی خوش ہوکر یہ کہتا ہون سے خط یار نے لکھا ہی تو ایسے
ہوے ہین خوش * آنکھون پہ سر پہ رکھتے ہین ہم بار بار خط * سبحان اللہ کیا صاف صاف
فقرے ہین کیا سادے سادے لفظ ہین کیا کیا پُر مزہ کنائے ہین سے مزہ ہی نامۂ دلبر مین کیا
جسوقت پڑھتا ہون * پھڑک کر کاتب اعمال اُسکو حفظ کرتے ہین * اور اگر کچھ کیفیت زبانی
نامہ بر سے دریافت کرتا ہون تو کچھ نہین کہتا اور کمال اشتیاق بڑھاتا ہی مگر مین خوب
جانتا ہون سے گو چپ ہی پر یہ جنبش لب کہہ رہی ہی صاف * قاصد کے منہ مین بھری ہی
شوخی جواب کی * بہزار دشواری و اصرار آپکے جواب اور کلمات عنایت آمیز بیان کرتا
ہی مین ہر ہر کلمہ پر از خود رفتہ ہوا جاتا ہون اور ہر دم بگوش دل سنتا ہون سے مدت
پیامبر کو بنایا ہی قصہ خوان * برسون ترا جواب ہم اُس سے سنا کیے * اب کچھ حال دل زار بھی

تحریر کرنا ضروری ہے ؎ کاتب اگر رقم کند حال دل
خراب را ÷ نالہ برآید از ورق گریہ کنان رود قلم ÷ آپکی جدائی مین ایک ایک گھڑی شب فراق کی بھاری ہے ہر دم آنکھون سے ایک نہر
اشک جاری ہے ؎ چہ می پرسی ز من حال دل غمدیدہ ات چون شد ÷ دلم شد خون و خون شد
آب و آب از دیدہ بیرون شد ÷ یاد وہ وقت تھا کہ دم بھر آپکی جدائی ناگوار تھی یا اب یہ مدت
گذر گئی نہین دیکھا جمال پاک ÷ آنکھین ترس گئین ترے دیدار کے لیے ÷ عجب انقلاب ہے ؎
کبھی یہ دل تماشا گاہ تھا عیش و مسرت کا ÷ اب اسمین حسرت و یاس و تمنا سیر کرتے ہین ÷ ہر دم
صدمۂ جدائی سے چشم پر آب ہے ہر لحظہ آتش فراق سے دل کباب ہے ؎ رونے کی آنکھین
خوگر جلنے کا شوق دلکو ÷ الفت نے روگ کیا کیا دلکو لگا دیے ہین ÷ مگر افسوس ہزار
افسوس کہ ؎ بہار اس رخ رنگین کی لوٹتا ہے خط ÷ ہم ایک عمر سے جسپر ہین سر رکھا ہوے ÷
ہمیشہ دل کی جناب باری سے یہ آرزو ہے ؎ جنت کا نہ مین خواہان حور دلکا نہ مین طالب ÷
ہوتا سا وہ قد ہوتا چھوٹا سا مکان ہوتا ÷ لیکن یہ صرف خیال ہے کیونکہ بر آنا دعاے عاشق کا
محال ہے اسی تمنا مین مر جائینگے وہ لگے خیالات ساتھ جائینگے اگر محشر مین سامنا ہوا تو بھی
صاف گوئی سے باز نہ آئینگے ؎ خدا ہے کوئی پوچھے حشر مین ہمسے ترے آگے ÷ کہ دان
تم کس پہ مرتے تھے کہین ہم اسپہ مرتے ہین ÷ جو جو کچھ آپنے کلمات محبت آمیز تحریر فرمائے
سب بجا اور درست ہین اگر آپکو مجھ سے ایسی ہی محبت ہوتی تو کیا کہنا تھا پھر تو مین عید
کے دن دیکھنے کے قابل ہوتا ؎ لگاوٹ تری خوب مین جانتا ہون ÷ مری جان لینگے
یہ جھوٹے دلاسے ÷ اور یہ جو تحریر ہے کہ دل تو دے ہی چکا ہون دل کا حال دل ہی خوب

جانتا ہی وہ حقیقت درد و بیدردی کی اُس دم آشکارا ہو * ہمارا دل تمھارا ہو تمھارا دل ہمارا ہو * اور یہ جو ارشاد ہوا کہ جان سے زیادہ کوئی چیز نہین کہ نذر کردن آپ کی قدردانی ہی کافی ہی وہ ملگیا ہمکو وفا و عشق والفت کا صلہ * بندہ پرور آپکی بس یادگاری چاہیے * دس گلوریان آپکی مرسلہ پہونچین مین کمال سرخرو ہوا اُسکی تعریف مین زبان لال ہی مگر وہ مزہ ہی کہ ساتھ اِسکے بوسہ بھی دیجیے * یہ سادی گلوری کھلانے سے حاصل * اگر کوئی بات بیجا ہو معاف فرمائیے زیادہ اشتیاق مواصلت وہ گر شب ہجر سیاہی شود و آہ قلم * نامۂ شوق محال ست بپایان آید وہ خط طویل یار کو مین نے لکھا مگر * مطلب کو دیکھیے تو کہین کچھ پتا نہین * وہ بھری ہی دل مین جو حسرت نکالو نمین اگر اُسکو * قیامت تک یہ نکلے گر نہایت کم سے کم نکلے *

نامہ

این نامۂ درد می نویسم	بر کاغذ زرد می نویسم
می نویسم نامہ و مشتاق دیدار تو ام	بستہ ام نرگس صفت بر خامہ چشم خویش را

مردمک دیدۂ اتحاد سرمۂ چشم وداد غازۂ عذار محبت گلگونۂ رخسار مودت زاد العزحسنہ وجمالہ - اشتیاق دیدار سراپا بہار کیا اظہار کردن کہ زبان محبت ترجمان معترف عجز و قصور ہی اور آرزوے وصال مدار مشتری جمال کیا تحریر کردن کہ خامۂ مقطوع اللسان خود معذور و مجبور وہ از حسرت دیدار چہ گویم چہ نویسم * دل میکشد آن یار چہ گویم چہ نویسم * خجلت کش شوق ست چہ تقریر چہ تحریر * آخر کم و بسیار چہ گویم چہ نویسم * ناچار بحرف مدعا و جا

که یه دل فگار صدمهٔ انتظار سے چشم در رہ گوش بر در دل طپان جان مضطرب ہیچکس یارب
مبادا مبتلا انتظار کا مصداق تھا دفعةً ✤ خبر از مقدم عیسیٰ نفسی داد نسیم ✤ که توان کرد بجاے
قدمش جان تسلیم ✤ یعنی ✤ قاصد رسید و نامہ رسید و خبر رسید ✤ در حیرتم که جان بکدامی کنم
نثار ✤ اسوقت کی کیفیت کیا بیان کرون ✤ من دانم و دل دانند کز نامہ چہا دیدم ✤ صدبار
زبیتابی واکردم و پیچیدم ✤ اور کبھی بصد شوق ✤ نہادم بر سر و دیدهٔ خونبار جا کردم ✤ گرفتم
در بر و آئینهٔ جان را جلا کردم ✤ اور گاہی ✤ بوسیدم و بر مردمک دیدہ نہادم ✤ پیچیدم و تعویذ
دل سوختہ کردم ✤ آخر بہزار استقلال دل بیتاب کو ٹھہرا کر تمام و کمال پڑھا ✤ خط عنبرین
رقم کسے که تسلی دل و دیدہ شد ✤ بخیال سرمہ سواد او بہ بیاض دیدہ کشیدہ شد ✤ لفظ لفظ سے
انداز معشوقانہ پیدا اور حرف حرف سے ناز دلبرانہ ہویدا ✤ حروفش چو زلف بتان چگل ✤
ہمہ جا بجان بست ماوای دل ✤ معانیش در زیر حرف سیاہ ✤ درخشندہ چون مہر روشن چو ماہ ✤
لیکن جو تعریف نامہ عنبر شمامہ کی کی بھی اس مسلوب الحواس صدمهٔ فراق سے غیر ممکن ہی لہذا
اس سے بھی گذر کر کچھ حال زار اپنا تحریر کرتا ہون ✤ بیاد جلوهٔ حسنت بچندین رنگ میسوزانم ✤
شرارم شعلہ ام طورم سپندم برق رخشانم ✤ باقی حال دل پرملال قابل دید ہی نہ لائق شنید ✤
کیا کہون حال ہی جو کچھ دل کا ✤ رقص دیکھا ہی تمنے بسمل کا ✤ اگر قلم محبت رقم مثل سوسن صد زبان
ہو تحریر الم مفارقت دشوار ہی اور اگر ہر موے تن زار ہزار دہان ہو تقریر غم مہاجرت بیش از حد شمار
✤ شب از پروانہ شرح انتہا دردے شنیدم ✤ کفن خاکستری افشاند بر دامان فانوسے ✤ شب کو
ہمیشہ اختر شماری ہی اور صبح سے شام تک فریاد و زاری صرف آپکا ذکر حاصل کائنات ہی

دل غم پرور کو یہی سبب حیات ہی جسدم وہ آپکی خوش بیانی وہ لذت شعرخوانی وہ بے تکلفانہ دریچۂ امام بارڑہ پر آنا اور برہنہ سر سراپاے معشوقانہ دکھانا یاد آتا ہی اسوقت دل حسرت پرور کیا کیا گھبراتا ہی بے اختیار یہ شعر زبان پر آتا ہی ؎ در و دیوار من آئینہ شد از کثرت شوق ٭ ہر کجا می نگرم روے ترا می بینم ٭ اور کبھی وہ خرام ناز وہ ادا و انداز ؎ وہ بھولی بھولی صورت وہ پیاری پیاری طلعت ٭ آنکھ مین پھر جاتی ہی کیفیت جلوۂ تمام محبوبان جہان نظر سے گر جاتی ہی اسوقت یہ شعر یاد آتا ہی ؎ اسکی لچک پہ دل فدا اسکی ادا پہ جان نثار ٭ ہاے وہ شاخ سی کمر ہاے وہ قد نہال سا ٭ جانمن آپکی جدائی ایسی شاق ہی کہ اگر دامن آسمان و زمین کا نام جامع المتفرقین نہوتا تو متحمل صدمہ و قلق سے شق ہو کر جان کھوتا ہر دم خاطر پر غم کو یہ کہکر بہلائے رکھتا ہون کہ اسکی ذات مقصد رواے کل مخلوقات ہی اسکے نزدیک بگڑون کا بنانا مہجورون کا ملانا کیا بات ہی۔ کوئی دن مین کوکب بخت جلوہ گر ہوتا ہی اور نخل تمنا ثمرات مراد سے بار ور چندے اور صبر درکار ہی پلک جھپکی کہ شاہد مدعا ہمکنار ہی ؎ خامہ بشکستیم و لب بستیم از تعداد شوق ٭ کین نہ در تحریر ما گنجد نہ در تقریر ما ٭ اگر کوئی لفظ جا بیجا ہوا ہو تو معاف فرمائیے گا کیونکہ محبت نامہ مین نے نہایت جلدی اور بیماری مین تحریر کیا ہی ؎ قاصد در اضطراب دل من در اضطراب ٭ من سرسری نوشتہ ام این شوق نامہ را ٭

تمام شد

نگارستان الفت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

غزل در حمد

مبتلا پیش از ظہور جلوۂ جانانہ تھا
شمع جب روشن نہ تھی محفل مین مین پروانہ تھا

خوب دیکھا نور تیرا شمع ہر کاشانہ تھا
ایک ہی جلوہ میان کعبہ و بتخانہ تھا

تیرے آگے حسن مین کیا آبرو پاتا کوئی
دونون عالم تھے صدف تو گوہر یکدانہ تھا

کھل گئی جب آنکھ دیکھا جلوہ تیرے حسن کا
کان رکھکر جو سنا جس سے ترا افسانہ تھا

شمع و گل دونومین تیرا جلوہ آتا تھا نظر
صبح کو بلبل مرا دل شام کو پروانہ تھا

کسکی جانب تھا ازل مین کلمۂ کن سے خطاب
تو ہی تو تھا کوئی اپنا تھا نہ وان بیگانہ تھا

تھا شب میثاق مین مین تیرے جلوے پر فدا
شمع جس محفل مین روشن تھی مین پروانہ تھا

اکطرف ذکر صمد تھا اک طرف شور صنم
بیچ مین ہم تھے اِدھر کعبہ اُدھر بتخانہ تھا

عشق نے میرے بڑھائی زیب تیرے حسن کی
حیرت آئینہ دل صدچاک میرا شانہ تھا

آگیا موسیٰ کو غش سمجھے کہ اب بجلی گری
اور وہان اک جلوۂ انداز معشوقانہ تھا

بیخودی مین کچھ بھی غیرت کی گنجایش نہ تھی
تھا یگانہ جبتلک مین آپ سے بیگانہ تھا

دین و دنیا کے بکھیڑون سے خبر مجھکو نہ تھی
ہوشیار اُسوقت تک تھا جبتلک دیوانہ تھا

کوئی قرآن مین نہ سمجھا معنی قالوا بلیٰ
وہ مرا روز الست اک نعرۂ مستانہ تھا

غیر ذات حق جسے دیکھا اُسے پایا فنا
میہمان سارا زمانہ ایک صاحبخانہ تھا

گور مین جاکر حقیقت ہمکو دنیا کی کھلی
زندگی کی رات چھوٹی تھی دراز افسانہ تھا

کھل گئین آنکھین تو صفدر ہمکو یہ روشن ہوا
محفل عالم مین وہ خود شمع خود پروانہ تھا

غزل در نعت

بہت مشتاق ہون یارب مین احمدؐ کی زیارت کا
ملے بخت ہمایون سے مجھے افسر سعادت کا

ابھی کیا دیکھنا بھر جوش مین دریائے رحمت کا
کوئی قطرہ ٹپکنے دو مرے اشک ندامت کا

کھلا بند نقاب روئے احمدؐ کیا قیامت مین
گنہگارون کے منھ پر کھلگیا دروازہ جنت کا

ندامت کی بدولت عاصیون نے آبرو پائی
چمک کر اشک موتی بنگیا تاج شفاعت کا

لیے آتا ہون مین دل مین شبیہ قامت دلکش
تہ و بالا نہو جائے کہین عرصہ قیامت کا

تجلی گاہ ہین تیرے ہمارے چشم و دل دونون
وہان عالم ہے جلوت کا یہان عالم ہے خلوت کا

دل پر خوف پہلو مین نہین ہے شافع محشر
بغل مین ہم گنہگارونکی محضر ہے شفاعت کا

قیامت ناز کرتی کیون نہ آئے میری تربت پر
تری رفتار کا بسمل ہون کشتہ تیری قامت کا

ترا جلوہ نظر آتا ہی جسپر آنکھ پڑتی ہی
تماشا دیکھتا ہون عالم کثرت مین وحدت کا

مٹایا ہی تمنا نے ترے پابوس کی مجھکو
الٰہی ہو ترا نقش قدم تعویذ تربت کا

شفاعت تیری آڑے آئے رسوائی سے بچ جائین
کھلے پردہ نہ محشر مین گنہگاران امت کا

سراپا جرم و عصیان ہون نگہ مین چاریاری ہون
بھروسا حشر کے دن ہی مجھے یاران حضرت کا

دماغ اہل معنی تازہ ہونگے دیکھکر صفدر
کھنچا ہی اس غزل مین عطر گلہائے محبت کا

غزل منقبت

ہمنام خدا کے ہین یہ رتبا ہی علی کا
بندہ جو خدا کا ہی وہ بندا ہی علی کا

ہمنام خدا دست خدا شیر خدا ہین
کیا جانے کوئی مرتبہ کیا کیا ہی علی کا

کعبہ مین ولادت ہوئی مسجد مین شہادت
آغاز بھی انجام بھی اچھا ہی علی کا

اسدر کی بھی ہی نظر لطف اُسی پر
سو جان سے جو عاشق شیدا ہی علی کا

صفدر رہی عیان گرمی خورشید قیامت
پر خوف ہی کیا سر پہ جو سایا ہی علی کا

بندہ تو ہون ایک مین بھی رب غفور تیرا
آنکھون مین نور تیرا دل مین ظہور تیرا

چارونطرف جہان مین پھیلا ہی نور تیرا
اک سنگ آستانہ ہی کوہ طور تیرا

تو رنگ لالہ و گل تو نور ماہ و اختر
پیش نظر ہی جلوہ نزدیک و دور تیرا

کعبہ کہ بتکدہ ہو دونون مکان ہین تیرے
یان بھی ظہور تیرا وان بھی ظہور تیرا

یہ بھولی بھولی صورت یہ پیاری پیاری طلعت
پائین کہان سے نقشہ غلمان و حور تیرا

سب جانتے ہین عاشق تیرا چھپا نہین ہون
ہمراہ میرے چرچا ہوگا ضرور تیرا

ایکی جو سامنا ہو ہین گر پڑون قدم پر
امید ہی کہین وہ بخشا قصور تیرا

ای روز حشر آ بھی مدت گذر گئی ہے
تا چند دیکھین رستہ اہل قبور تیرا

اک بوند می کسی کو دیتا نہین کبھی تو
ای چرخ گر گئے شیشہ ہو چور چور تیرا

آتے ہین کشور دل سے مشتاق دیکھنے کو
نام خدا ہی شہرا اب دور دور تیرا

آگے نہ خود نمائی اتنی مزاج مین تھی
آئینے نے بڑھایا کبر و غرور تیرا

سمجھا رہا ہی کسکو مین اور ترک الفت
چل بیٹھ جا کے ناصح دیکھا شعور تیرا

عاشق بنا کے مجکو دونون جہان سے کھویا
مین خوب جانتا ہون ای دل فتور تیرا

بدگو ہین غیر کتنے کرتے ہین روز شکوہ
تیرے حضور میرا میرے حضور تیرا

ہر چند وہ خفا ہی صفدر یہ ہی عذر لازم
چل تو معاف کر دے شاید قصور تیرا

آسے حال معلوم ہو گیا کسی کا
نہ عاشق کسی کا نہ شیدا کسی کا

عیان بیخودی مین تھا جلوا کسی کا
خودی ہو گئی اپنی پروا کسی کا

کبھی زخم ایسا نہ دیکھا کسی کا
پڑا ہاتھ بسمل پر اچھا کسی کا

کیا تونے پامال کیون دل کو ظالم
ارے تھا یہ نازدن کا پالا کسی کا

کلیجا پکڑ کر ابھی بیٹھ جاتے
سنا ہی نہین تم نے نالا کسی کا

ہوئی بلبل و گل مین کیون آج رنجش
چمن مین اگر تھا نہ چرچا کسی کا

عبث دل کو لیتے ہو ایجانِ جان تم
جو میرا نہین کیا یہ ہوگا کسی کا

بتون کو جو دیکھون نہ کر منع واعظ
تماشا ہی انکا تماشا کسی کا

دم نزع پھر جاتی ہین پتلیان تک
کرے کیا پھر انسان بھروسا کسی کا

تماشا ذرا بام پر آکے دیکھو
اُٹھا چاہتا ہی جنازا کسی کا

وہ خوش ہو رہے ہین مرے لوٹنے پر
تڑپنا ہی میرا تماشا کسی کا

دل آیا ہی اُسپر تو آئے ہمین کیا
مریگا وہی جائیگا کیا کسی کا

وہ مردے کو مٹی بھی دینے نہ آئے
کوئی خاک رکھے بھروسا کسی کا

زمانے مین ہی کیا تلون مزاجی
کبھی ہی کسی کا کبھی تھا کسی کا

شب وصل آنا نہ تھا موت تجکو
بنا کھیل تو نے بگاڑا کسی کا

جو نرگس کو دیکھا مجھے یاد آیا
وہ شرما کے آنکھین جھکانا کسی کا

اُٹھائے جو یہ ناز بیجا تمھارے
ہمارے سوا حوصلہ کیا کسی کا

سنا میرا مرنا تو بولے وہ صفدر
چلو ہو گیا قول پورا کسی کا

شوخی کے ساتھ کچھ رہے پردہ حجاب کا
آغاز ہی ابھی ترے حسن شباب کا

ہی یاد فصل گل مین وہ پینا شراب کا
کھلنا گلون کا اور وہ برسنا سحاب کا

بعد اب اُٹھائیے گوشہ نقاب کا
موقع شب وصال نہین ہی حجاب کا

اتنا غرور حسن پہ لازم نہین تبو
مہمان چند روزہ ہی عالم شباب کا

جھگڑون مین میرے روز جزا ہو گیا تمام
قصہ نہ طی ہوا دل خانہ خراب کا

کس کسطرح تڑپ کے بسر کی شب فراق
پوچھو نہ حال مجھ سے مرے اضطراب کا

چہرے کو تیرے سمجھے ہین ہم آفتاب حشر
رکھا ہی نام صبح قیامت نقاب کا

ہجر بتان سے مخمصۂ حشر خوب ہی
صدمہ اٹھیگا ہمسے کہان اس عذاب کا

پروا اگر کی کسکو ہی لا ساقیا شراب
جل جلکے دل مین ہو گیا عالم کباب کا

قطرہ ترے پسینے کا شاید ٹپک گیا
دریا مین ہر حباب ہی شیشہ گلاب کا

دیکھے جو ردے یار تو پوچھون مین شیخ سے
کیا حال ہی جناب تقدس مآب کا

ناصح سے کون بحث کرے کون سر کھپائے
یان ہی کسے دماغ سوال وجواب کا

ای شہسوار حسن ذرا روک لے عنان
لے لون مین چشم شوق سے بوسہ رکاب کا

زاہد یہ توبہ تیری سلامت نہ رہ سکے
دین اپنے ہاتھ سے جو وہ ساغر شراب کا

پی لون اگر شراب تو زاہد معاف کر
یہ موسم بہار یہ عالم شباب کا

اب زندگی بھی دیتی ہی قاصد مجھے جواب
کبتک مین منتظر رہون خط کے جواب کا

کیسا پھنسا دیا ہی بلاؤن مین عشق کی
یارب برا ہو اس دل خانہ خراب کا

دنیا کا حال خاک ہی اپنی نگاہ مین
صفدر رہا تو قصد در بوتراب کا

تھا شکایت کا جو انسے حوصلہ جاتا رہا
سامنا جب ہو گیا سارا گلہ جاتا رہا

ہاتھ سے اُن گیسوؤن کا سلسلہ جاتا رہا
کیا جنون کا دل سے میرے ولولہ جاتا رہا

فصل گل مین بیڑیان کاٹین عبث حداد نے
تھا جو سرکار جنون سے سلسلہ جاتا رہا

وائے قسمت بیخودی مین کھو گئی تصویر یار
دل کے بہلانے کا یہ بھی مشغلہ جاتا رہا

اسقدر صفدر ستم سہے ہمنے بتون کے عشق مین
دل لگانے کا کسی سے حوصلہ جاتا رہا

ساتھ یارون کا چھڑایا تو ای واماندگی
خاک اُڑاتے رہ گئے ہم قافلہ جاتا رہا

برہم و درہم مرے نالون سے دونون ہو گئے
بیچ سے ارض و سما کا فاصلہ جاتا رہا

طرفہ یہ ہے خوبرو حاکم تھا ہم عاشق مزاج
ہاتھ سے دل ہوتے ہوتے فیصلہ جاتا رہا

تھین وہ ساری وحشتین جوش جنون تک اب کہان
سر سے وہ سودا وہ دل سے ولولہ جاتا رہا

آستین دامن گریبان مین نہین ہے ایک تار
ہاتھ اب بیکار ہین وہ مشغلہ جاتا رہا

جام ٹوٹے اتنے دور چرخ مینا رنگ سے
محتسب کا شکوہ قاضی کا گلہ جاتا رہا

اُٹھ گیا پردہ دوئی کا ایک دونون ہو گئے
شکر ہے اب میرے اُنکے فاصلہ جاتا رہا

ہو گئے مانوس مرغان قفس صیاد سے
دل سے وہ فریاد کا اب حوصلہ جاتا رہا

دوستون کے ہاتھ سے صدمے اُٹھائے اسقدر
دل سے اپنے دشمنون کا بھی گلہ جاتا رہا

عہد پیری مین کہان صفدر جوانی کی ترنگ
وہ بہار آخر ہوئی وہ ولولہ جاتا رہا

وصف واعظ سے سنا کرتے ہین حسن حور کا
کون جانے جھوٹ ہے یا سچ ہے شہرہ دور کا

دیکھکر تیرے سراپا کو یہی سب کا ہے قول
آدمی کا قد پری کا رنگ چہرہ حور کا

پردہ اُٹھا رخ سے اُسنے دیکھیے ہوتا ہی کیا
سامنا ہی شکل موسیٰ آج برق طور کا

نالہ وزاری و بیتابی و فریاد و فغان
رات دن ہی شغل اہی بت یہ ترے رنجور کا

سر فرشتے کی زبان پر الامان کی ہی پکار
میرے نالون نے کیا شاید ارادہ دور کا

نالہ کرتا قبر سے اُٹھا جو تیرا نالہ کش
پھونکنا محشر مین اسرافیل بھولے صور کا

ہو سکا ہرگز نہ درد عشق کا اُنسے علاج
رہ گئے منھ دیکھکر عیسیٰ ترے رنجور کا

گوشہ گیرو پوچھتے ہو حال مجھ رہرو کا کیا
دور سے آیا ہون کہتا ہون ارادہ دور کا

سر فروشون کا کبھی صفدر نہین مٹتا ہی نام
ذکر اب تک ہی زبان دار پر منصور کا

جو وہ آئے بزم مین رات کو تو عجیب بزم کا حال تھا
کوئی مست تھا کوئی بیخبر کہین وجد تھا کہین حال تھا

ہو فروغ حسن نظر ترا مین ازل سے اُسپہ فدا ہوا
مرے مرغ دل کا تھا آشیان وہی طور پر جو نہال تھا

سوے غنچہ کاہے کو دیکھتا مین ترے دہن کا تھا مبتلا
رگ گل سے مجکو غرض تھی کیا کہ تری کمر کا خیال تھا

رہے جبتلک کہ زمانے مین ہوس وصال بتان رہی
نہ ہوا سے حشمت و جاہ تھی نہ خیال دولت و مال تھا

وہ عجب مرے کا زمانہ تھا کہ جنون سے طبع تھی آشنا

نہ کسی کی تھی مجھے کچھ خبر نہ کسی کو میرا خیال تھا
کبھی بزم عیش مین لطف سے جو وہ دیتے مجکو جگہ کہین
کوئی امر غیر محل نہ تھا اُنھین سہل مجکو محال تھا
یہ کمال شوق سے بیخبر رہے بزم وصل مین چشم و دل
نہ اُسے کچھ اِسکا خیال تھا نہ اِسے کچھ اُسکا خیال تھا
یہ خزان نے آکے غضب کیا کہ فسردہ پھولون کو کردیا
کوئی سبز تھا کوئی زرد تھا کوئی نیلگون کوئی لال تھا
رہے چند روز جہان مین ہم چلے نامراد سوے عدم
یہی زندگی کا نتیجہ تھا یہی اِس جہان کا مآل تھا
کبھی عیش وصل تھا اور ہم نہین اب نصیب سوائے غم
یہی سوچ دل مین ہے دمبدم کہ وہ خواب تھا کہ خیال تھا
نہ پسند آیا اُنھین کبھی مرا ایک شعر بھی جیتے جی
مین گذر گیا تو یہ کہتے ہین کہ اُسکے دم سے کمال تھا
کرون صفدر اور تلاش کیا نہین مجکو حرص جہان سوا
جو خدا نے مجکو عطا کیا یہ مرے موافق حال تھا

تصور روز و شب خاطر مین ہے گیسوئے جانان کا	دل صد چاک شانہ بن گیا زلف پریشان کا
مقابل پنجۂ رنگین سے ہو گیا منھ ہے مرجان کا	کہ اُسکے رشک سے دل خون ہے لعل بدخشان کا

تصور آگیا قاتل کا جب شوق شہادت مین
رگین گردن کی دم بھرنے لگین شمشیر بران کا

بڑی قسمت ہی عالم مین قتیل دست رنگین کی
دعاے مغفرت کرتا ہی اب تک پنجہ مرجان کا

نکلسکتی نہین قابو سے پریان نام کی صورت
نگین دل پر اپنے نقش ہی مہر سلیمان کا

بلاے آسمانی سے بچایا ہین نے عالم کو
ستون آہ سے روکا ہی گنبد چرخ گردان کا

انا لیلی کا غل ہی کان کھلکر آبلے سن لین
زبان قیس ہی جو خار ہی اپنے بیابان کا

تمھاری سرخی لب نے اڑایا رنگ ہنس ہنسکر
حنا کا لعل کا یاقوت کا خون شہیدان کا

مری جانب سے ای پیک صبا صیاد سے کہنا
کفن بلبل کو دینا چاہیے گلچین کے دامان کا

ہوا سب ہوگئے عاشق جو سبزہ چہرے پر آیا
سبق مرغ چمن بھولے ورق الٹا گلستان کا

اڑے پرزے گریبان کے تو ہنس ہنسکر جنون بولا
وہ شیرازہ کھلا مجموعۂ حال پریشان کا

بجا ہی بلبل خوش لہجہ گر تجکو کہین صفدر
نہین تیری غزل ہی زمزمہ مرغ خوش الحان کا

ترقی پر ہی جوبن آجکل اس ماہ تابان کا
خدا کی مہر سے عالم ہی خورشید درخشان کا

چمن مین آج گل ہنستے ہین غنچے مسکراتے ہین
دم گلگشت پر تو پڑ گیا کس روے خندان کا

رہے باقی نہ دلکو کچھ ہواے نغمۂ بلبل
سنو گر زمزمہ کوئی ہمارے طائر جان کا

وہ مومن ہون رخ دلدار کو قرآن سمجھا ہون
خط عارض یہ ہی مجکو یقین تفسیر قرآن کا

روانہ تو کیا خط دیکے پر یہ شک آتا ہی
کہ قاصد جاکے نظارہ کریگا روے جانان کا

ہوا تھا اس گل رخسار کا بلبل مین اسدن سے
معلم نے پڑھایا تھا سبق جسدن گلستان کا

ارادہ ہی جلانے کو کب بخت سیہ میرا
نہین ہو وجہ جانا آسمان پر آہ سوزان کا

پھری رہتی ہین مجھ سے رات دن یہ صورت مژگان
تری آنکھو نہین عالم دیکھتا ہون چرخ گردان کا

کھٹکتا تھا برنگ خار میرے غنچۂ دل مین
شب وصل صنم مین بھی تصور روز ہجران کا

ہوئے شوق مین سرمہ بنایا چشم بلبل نے
جہان باد بہاری سے غبار اٹھا گلستان کا

کہان کی شرم اٹھو بھی نقاب روے روشن کو
چھپانا ہی عبث فانوس مین شمع درخشان کا

نہ فرصت وصل کی دی رات بھر اس شوخ نے صفدر
کیا حیلہ سحر تک پان کا مسّی کا افشان کا

ہوا ہی عشق جب سے ابرو و مژگان دلبر کا
گلا مشتاق ہی آب دم شمشیر و خنجر کا

مری زنجیر نے زندان مین ایسا غل مچایا ہی
کہ برپا رات دن رہتا ہی اک ہنگامہ محشر کا

فقیری سے ہماری آبرو ہی تاج دولت کی
ہماری خاک سے اٹھتا ہی طوفان آب گوہر کا

مزہ ہی حق پرستی کا ہمین تو بت پرستی مین
صدا ناقوس کی نعرہ ہی یان اللہ اکبر کا

مرا مکتوب لیکر اسکے کوچے مین تو جاتا ہی
پھر آنا جلد قاصد واسطہ تجکو پیمبر کا

طواف کوچۂ محبوب سے فرصت نہین ہمکو
ثواب ای حاجیو تمکو مبارک حج اکبر کا

پسند طبع نازک سادگی ہی ذہن طفلی کے
ابھی پوشاک کا کچھ شوق ہی انکو نہ زیور کا

پگھلتے ہی نہین دل عاشقون کی آہ و زاری سے
جگر لوہے کا دل رکھتے ہین یہ بیرحم پتھر کا

تماشا خاک خوش آئے ہمین سنبل کا گلشن مین
کہ سودا سر مین ہی اس گل کے گیسوے معنبر کا

خدا کے واسطے ای سخت جانی رحم کر مجھپر
کہ پیسے ڈالتا ہی بوجھ اب احسان خنجر کا

نگاہ واپسین سے دیکھ لون حسرت نہ رہجائے ۔ نہ گھبراؤ ٹھہر جاؤ فقط وقفہ ہے دم بھر کا
اندھیرا کیون نہ چھائے کیون تہ و بالا ہو عالم ۔ ورق پہونچا ہے محشر مین مرے عصیان کے دفتر کا

بلا گردان اگر ہون خانۂ دل کا تو زیبا ہے
اسی گھر سے پتا ملتا ہے صفدر یار کے گھر کا

نظارہ روز و شب رہتا ہے اُسکے روئے انور کا ۔ بنا آئینہ دل اپنا ملا رتبہ سکندر کا
مرا سر کٹ گیا تو کٹ گیا کچھ غم نہین قاتل ۔ بہت اچھا ہوا اُترا تقاضا تیرے خنجر کا
ٹھہر جائیگا دل بیشک وہ آپہونچے وہ آپہونچے ۔ ٹھکانا ہاتھ آیا مجکو اُس کشتی کے لنگر کا
چلے دامن اُٹھا کر ناز سے جب دو قدم وہ گل ۔ اُکھڑ جائے قدم صحن گلستان مین صنوبر کا
سراپا محو ہین ہم دیکھکر اُسکے سراپا کو ۔ خبر ہے پائون کی مطلق نہ ہمکو ہوش ہے سر کا
تسلسل بارش باران کا ہے کیا صحن گلشن مین ۔ یہی ہے وقت ساقی جلد کوئی دور ساغر کا
نہین اشک مسلسل یہ لڑی ہے کوئی موتی کی ۔ تن لاغر ہے یا اُن تیون مین رشتہ گوہر کا
وہ بسمل ہون کہ وقت ذبح خون گرم سے میرے ۔ پڑین تلوار مین چھالے تو مُنھ آجائے خنجر کا
ہمین ساقی سے مطلب ہے نہ میخانے کی حاجت ہے ۔ ازل سے مست ہین یان کام کیا مینا و ساغر کا
وہی طالع ہوئی معراج کیسی خواب مین مجکو ۔ جنان کو دیکھ آئے پھر کے نقشہ ہے ترے گھر کا
ہوا سے اُڑکے کیا گیسو نے وہ چہرہ چھپایا ہے ۔ غضب ہے دست زنگی مین ہے آئینہ سکندر کا
فراق یار مین کوئی تکلف خوش نہین آتا ۔ سپیدی ہے مکان کی یا سپیدہ روز محشر کا

بھلا پھر فکر دین و رنج عقبیٰ کیا رہے اُسکو

جہان چیدہ رسا مولاے جہان حامی ہو صفدر کا

رسوا اگر جہان مین ہوا پھر کسی کو کیا
اچھا مین قیس سے بھی برا پھر کسی کو کیا

زلفون کو انکی مین نے چھوا پھر کسی کو کیا
خود ہو گیا اسیر بلا پھر کسی کو کیا

احباب منع کرتے ہین کیون مجکو عشق سے
رسوا ہوا خراب ہوا پھر کسی کو کیا

اس بیوفا کو کچھ تو سمجھکر دیا ہو دل
اچھا کیا کہ ہمنے برا پھر کسی کو کیا

سجدہ کیا بتون کو تو ناصح ہو کیون خفا
مجرم ہوا مین پیش خدا پھر کسی کو کیا

اپنی خوشی سے ہمتو چلے راہ عشق مین
دل خاک مین ملا تو ملا پھر کسی کو کیا

مر کر بھی ہم نہ ہاتھ وفا سے اٹھائینگے
کرتا ہو وہ جفا یہ جفا پھر کسی کو کیا

کیون روز طعنے دیتے ہین ہمکو خدا پرست
وہ بت اگر نہ ہمسے ملا پھر کسی کو کیا

کرتا ہون وصف حسن تو کہتے ہین ناز سے
جوبن ہے ہم پہ نام خدا پھر کسی کو کیا

ہندو سے کچھ غرض نہ مسلمان سے کچھ غرض
سب سے جدا ہو دین مرا پھر کسی کو کیا

جو ہو جہان مین اسکے ہین اعمال اسکے ساتھ
صفدر برا ہو خواہ بھلا پھر کسی کو کیا

خوشا وہ روز کہ دل عشق مین خراب تھا
یہ درد و غم یہ مصیبت یہ اضطراب نہ تھا

قیامت آئی تو فتنون کا کچھ حساب تھا
تمھاری چال کا لیکن کوئی جواب تھا

چھپایا آپ نے چہرہ نقاب مین ناحق
فروغ عارض پرنور کیا حجاب نہ تھا

خوشا وہ دن کہ حیا سے بھی تھی حیا تجکو
حجاب سے بھی ترا حسن بے حجاب نہ تھا

مین کیا کہون جو مزہ اسکی گالیون نے دیا — کرم تھا لطف تھا احسان تھا عتاب نہ تھا
دکھا رہا ہی عبث آفتاب حشر آنکھین — مجھے تو بادہ پرستی سے اجتناب نہ تھا
پہنکے اسکو نہ چونکا کوئی قیامت تک — کفن سے بڑھکے زمانے مین رخت خواب نہ تھا
تمام عمر رہی ایک دم مین کیا جاتی — تڑپ تھی دلکی یہ بجلی کا اضطراب نہ تھا
لحد مین کہتی ہی عبرت یہ اہل غفلت سے — خیال گور مین سونے کا وقت خواب تھا
کلیم طور پہ سمجھے تھے تم تجلی ذات — نقاب کی یہ چمک تھی وہ بے حجاب نہ تھا
عجب دماغ مین بو تھی عجب مزاج کا رنگ — وہ دن بہار کے تھے عالم شباب نہ تھا
مین لیکے مفت مین منت پذیر کیون ہوتا — جناب خضر کچھ آب بقا شراب نہ تھا
گنے گئے جو قیامت کے دن ہمارے گناہ — فقط یہ چھیڑ کی باتین تھین کچھ حساب تھا

ہم اٹھے صور کی آواز سنکے کیون صفدر
یہ تہلکہ تو سزا وار اضطراب نہ تھا

ستم کا نام مٹا ظلم کا نشان نہ رہا — ہمارے بعد انھین لطف امتحان نہ رہا
خزان کے آتے ہی وہ رنگ بوستان نہ رہا — وہ ہمصفیر وہ گلشن وہ آشیان نہ رہا
چراغ کونسی شب گھر مین گلفشان نہ رہا — مگر وہ ماہ کبھی آکے میہمان نہ رہا
چمن مین دشت مین زندان مین کوے جانان مین — شریک حال مرا غم کہان کہان نہ رہا
یہ بحساب اٹھائے فراق مین صدمے — فسانہ شب غم قابل بیان نہ رہا
وہی ہین جوش وہی دلولے جوانی کے — دل آجتک ہی جوان گو کہ مین جوان نہ رہا

نہ مدرسہ کوئی چھوڑا نہ تبکدہ مجھ سے
کدھر کدھر نہ گیا مین کہان کہان نہ رہا

فسانہ لیلی و مجنون کا رہ گیا باقی
وہ دشت نجد وہ ناقہ وہ ساربان نہ رہا

لیا جو ایک دل اُسنے تو دو دیے بوسے
ہزار شکر یہ سودا بہت گران نہ رہا

فساد دیر مین دیکھا لڑائی مسجد مین
مقام امن کہین زیر آسمان نہ رہا

نہ مین سکندر و دارا نہ قیصر و خاقان
کسی کا اوج زمانے مین جاودان نہ رہا

کہ دون عنایت صیاد کا ادا کیا شکر
قفس مین آکے مجھے یاد آشیان نہ رہا

نقاب مین نظر آیا مجھے وہ نور جمال
فروغ شمع کا فانوس مین نہان نہ رہا

یہ ہمنے سنگ در یار سے جبین رگڑی
کہ نام کو خط تقدیر کا نشان نہ رہا

بتون کی سنگدلی دیکھکر ہمین صفدر
ذرا ابھی حوصلہ نالہ و فغان نہ رہا

جب رخ سے نقاب اُس گل رعنا نے اُٹھایا
کیا لطف تماشا دل شیدا نے اُٹھایا

فتنہ عجب اُس زلف چلیپا نے اُٹھایا
جس سے نہ کبھی سر شب یلدا نے اُٹھایا

اُٹھا نہ فرشتون سے بھی جو بار محبت
وہ بوجھ ترے عاشق شیدا نے اُٹھایا

گلشن مین تری نرگس مخمور کے آگے
خجلت سے نہ سر نرگس شہلا نے اُٹھایا

دم بھر بھی ٹھہرنے نہ دیا باد فنا نے
سر لاکھ حباب لب دریا نے اُٹھایا

دل تھا یہ ہمارا کہ جلے عشق مین برسون
کیا داغ تھا جو لالۂ صحرا نے اُٹھایا

میخانے سے وہ مست گیا محتسب آیا
صدمہ یہ بڑا ساغر و مینا نے اُٹھایا

نخوت نہین اچھی کہ مٹا چشم زدن مین
سر کو جو حباب لب دریا نے اٹھایا

عالم کو یقین ہی کہ قیامت ہوئی برپا
فتنہ یہ عجب اُس قد رعنا نے اُٹھایا

جب سبب زنخدان کا دیا یار نے بوسہ
کیا ذائقہ اپنے دل شیدا نے اٹھایا

کب بادیہ گردی سے ہی بہتر کوئی نعمت
کانٹون کا مزہ آبلہ پا نے اُٹھایا

بچتا نظر آتا نہین بیمار محبت
مجبور ہوے ہاتھ مسیحا نے اُٹھایا

شاعر تھا مین ایسا کہ پس مرگ بھی صفدر
تابوت مرا میر نے سودا نے اُٹھایا

رونق فزاے باغ جو وہ گلبدن ہوا
بلبل تو کیا نہال چمن کا چمن ہوا

کیا انقلاب حال دل پرمحن ہوا
جو تھا خدا کا گھر وہ بتون کا وطن ہوا

کسکی شمیم زلف سنگھادی نسیم نے
مغز سر اپنا نافہ مشک ختن ہوا

کوچے مین اُسکے خون شہیدان ناز کا
جس سنگ پر گرا وہ عقیق یمن ہوا

رہتا ہی دل جو شانے کے مانند چاک چاک
شاید اسیر زلف شکن در شکن ہوا

جھنکوائیگی کنوئین کسی یوسف لقا کی چاہ
پھر دل ہمارا مائل چاہ ذقن ہوا

پھر فصل گل مین دست درازی نے جنون کی
پھر گل کی طرح چاک مرا پیرہن ہوا

کعبہ نصیب شیخ کو ہو برہمن کو دیر
مدت سے کوے یار ہمارا وطن ہوا

چوکے تم انجمن سے اُٹھانا نہ تھا مجھے
بدنام کیسے کون سر انجمن ہوا

شعر و سخن مین نکلینگے مضمون نئے نئے
پھر دل کو اپنے شوق شراب کہن ہوا

تائب خزان مین فصل بہاری مین بادہ کش
سمجھا کوئی جہان مین نہ توبہ شکن ہوا

بوے چمن عوض لائی قفس تک کبھی صبا
بلبل کو اور داغ فراق وطن ہوا

تا صبح منہ مین وصل کی شب وہ زبان رہی
میرا دہن بھی یار کا گویا دہن ہوا

مجنون کا وہ جنون تھا کہ آہو تھے اسکے گرد
وحشت کو میری دیکھ کے آہو ہرن ہوا

اس قافلے مین طرفہ مین نازک دماغ ہون
سر پھر گیا مرا جو جرس نعرہ زن ہوا

گیسو نے دیکھنے نہ دیا مجکو روے یار
کعبے کا سنگ راہ یہی برہمن ہوا

لکھا صباحت رخ محبوب کا جو وصف
خامہ ہمارا شاخ گل یاسمن ہوا

اللہ رے ضعف تاب نہ آئی خمار کی
اترا جو نشہ چور ہمارا بدن ہوا

صفدر کے دل سے اسکو نکلنا نہ تھا کبھی
نالہ عبث نکلکے غریب الوطن ہوا

نہ گلچین ہی شفیق اپنا نہ مونس باغبان اپنا
یہ دونون ہوگئے دشمن ٹھکانا اب کہان اپنا

بیان کیسا تصور سے بھی ہی قصہ نہان اپنا
زبان کا ذکر کیا دل بھی نہین ہی رازدان اپنا

ہزار افسوس مرغ بوستان نے آہ سوزان سے
بہار آمد گل مین جلایا آشیان اپنا

صبا میری طرف سے صاحب محمل سے کہدینا
کسی دن تو بنا قیس حزین کو ساربان اپنا

گیا بسمل مجھے لیکن ابھی وہ ایسے نادان ہین
ہراسان ہوگئے دیکھا جو خنجر خونچکان اپنا

مری آہ و فغان سے نخل ماتم بنگیا اکثر
گلستان مین بنایا جب شجر پر آشیان اپنا

وہ گھبراتے ہین تنہائی سے ہم غم سے تڑپتے ہین
عجب عالم ہی فرقت مین وہان انکا یہان اپنا

رگ گل ہی کمر اسکی یہ شبہہ محض باطل ہی
ہمین کیا کام تھا اس گلشن دون پر آنے سے

دہن اس گل کا غنچہ ہی غلط ہی یہ گمان اپنا
چھڑایا دانے پانی نے قدیمی آشیان اپنا

اگر وارستگی اچھی نہین صفدر کہے مذہب مین
جدا دیر و حرم سے کیون بنایا ہی مکان اپنا

تصور جیسے ابرو کا ہی کعبہ ہی مکان اپنا
بجا ہی سجدہ گاہ خلق اگر ہو آستان اپنا

جگر کا داغ کل تک انجمن افروز الفت تھا
بجھایا آج قسمت نے چراغ خانمان اپنا

سراپا حسن وہ یہ ایک چوب ناتراشیدہ
کہان سرو چمن قمری کہان سرو روان اپنا

ریاض دہر مین ہی تخم مجھپر خانہ بردوشی
کہ اپنے مشت پر کو جانتا ہون آشیان اپنا

ہمین مطلب نہین کچھ قصر و ایوان مجازی سے
طلبگار حقیقت ہین مکان ہی لامکان اپنا

شب ہلت ہوئی آخر عدم کو ہم بھی چلتے ہین
کہو شمع سحر آگے بڑھے لیکر نشان اپنا

شکر ریزی نہایت ہی سخن مین اپنے ای صفدر
بجا ہی گر لقب ہو طوطی شیرین زبان اپنا

کبھی چہرہ ہم سے چھپا لیا کبھی پردہ اسنے اٹھا دیا
کبھی دن کو رات بنا دیا کبھی شب کو روز دکھا دیا

نہ تو صبر ہی نہ قرار ہی شب و روز نالہ و زار ہی
دل بیقرار کو عشق نے یہ کہان کا روگ لگا دیا

کبھی بیڑیون سے جنون مین ہم ہوے خوفناک نہ طوق سے

سر انکسار جھکا دیا قدم ثبات بڑھا دیا
ترے کوچے مین جو گذار تھا فقط ایکدم کا قرار تھا
پر کاہ یہ تن زار تھا کہ ہوا نے آکے اُڑا دیا
ہوا جلسہ شب کو تو کیا ہوا تر ا ہجر اور بلا ہوا
نہ ملا شراب مین ذائقہ نہ کباب ہی نے مزا دیا
رہے جبتلک وہ حجاب مین رخ نازنین تھا نقاب مین
جو حجاب دل سے اُڑا دیا تو نقاب رخ سے اُٹھا دیا
وہ غنی ہون مین تہ آسمان مجھے حرص سیم و طلا کہان
جو زمین نے گنج اُگل دیا اُسے ایکدم مین لٹا دیا
وہ خفا ہوے تجھے جو نامہ بر کہی تو نے مجھ سے یہ کیون خبر
ہوے پاش پاش دل و جگر مرا درد اور بڑھا دیا
عبث آپ کو یہ خیال ہی کہ نظیر آپکا محال ہی
کہین اور بھی یہ جمال ہی تمھین آئنہ تو دکھا دیا
کہین کیا جنون مین جو حال ہی کسی پیرہن کا خیال ہی
جو کسی نے لاکے پنھا دیا وہین پرزے پرزے اُڑا دیا
مجھے غیر رنج خوشی کہان کہ فلک ہوا ہی عدوے جان
کبھی بھول کر جو ہنسا دیا تو ہنسی کے ساتھ رُلا دیا

جو دیا خدا نے کسی کو دی جو گدا ہین اُنکی دعائین لین
ترے کام آئیگا اے غنی یہی ایک روز لیا دیا
ہوے صفدر اتنے وہ مہربان کہ سُنے جو شعر کہا کہ ہان
یہ زبان ہی سحر فسون بیان تری شاعری نے مزا دیا

کسی سے کہہ نہین سکتے معاملہ دل کا — اکیلے بیٹھے کیا کرتے ہین گلہ دل کا
شب وصال ہی رہ جائیگا گلہ دل کا — نکالنے دو ذرا مجھکو حوصلہ دل کا
یہ کیا ادا ہی لگاتے ہو تیغ رُک رُک کر — بڑھاتے جاتے ہو تم آپ ہی گلہ دل کا
گلے لگاتے ہین اُسکو نہ قتل کرتے ہین — کسی طرح نہین ہوتا ہی فیصلہ دل کا
کوئی یہ نشتر مژگان کو دے مبارکباد — اُبھر چلا ہی پھر اِن روز دن آبلہ دل کا
گئی ہین اُلفت ابرو مین اپنی تاب و توان — لٹا ہی راہ مین کعبے کی قافلہ دل کا
خرام ناز سے اپنے اسے کردیا پامال — چلو وہ چال کہ طی ہو یہ مرحلہ دل کا
کمال مجھپہ پریشانیون کا احسان ہی — ملا دیا ترے گیسو سے سلسلہ دل کا
وہ زلف لینے کو آئی ہی ہوش و صبر و قرار — اندھیری رات مین لٹتا ہی قافلہ دل کا
خدا کرے وہ دم نزع دیکھنے آجائین — کہ مرتے مرتے نکلجائے حوصلہ دل کا
بجائے اشک جو آنکھون سے خون آتا ہی — کوئی تو پھوٹ گیا آج آبلہ دل کا
کوئی حسین نظر آیا ہم اُسپہ لوٹ گئے — یہان تو جان کا کھونا ہی مشغلہ دل کا
گلے مین طوق نہ پاؤن مین بیڑیان صفدر

گیا بہار کے ہمراہ ولولہ دل کا

وصل کا آج اُنھین ہی سے ہو کے سامان رہگیا
شرم تیرا ہو بُرا دونون کو ارمان رہگیا

اُٹھتے اُٹھتے نازکی سے دست جانان رہگیا
مجکو حسرت رہگئی قاتل کو ارمان رہگیا

ایک میرے قتل نے دو بوجھ رکھے دو طرف
تیرے سر پر خون میرے سر پر احسان رہگیا

بڑھ چکا تھا دست وحشت ضعف آڑے آگیا
چاک ہوتے ہوتے آج اپنا گریبان رہگیا

ساری دُنیا دیکھ آئے ہم نہین دل کا پتا
ہان مگر ڈھونڈھنے کو طاق نسیان رہگیا

بسکہ ہو اُنکی تو لذت دشت گردی مین ملی
آبلے مین ٹوٹ کر خار مغیلان رہگیا

واہ کیا شوق شہادت تھا کہ ہر عضو بدن
اُسکا دم بھرتا تہ شمشیر بران رہگیا

اہل دنیا ہین مسافر دار دنیا ہے سرا
ایک شب تو ایک شب ہین اسمین جہان رہگیا

اِسقدر چھڑکا نمک سب بھر گئے زخمون کے منھ
ہاتھ مین جلاد کے خالی نمکدان رہگیا

اوج پر بدرت سے وحشت ہے ہماری اے جنون
ماہ نو کا کسطرح ثابت گریبان رہگیا

درد و غم رنج والم سے کب رہا خالی یہ دل
چار دن کوئی نہ کوئی اسمین مہمان رہگیا

وائے قسمت ہم نہ گلشن کے نہ صحرا کے ہوے
پھول کیا کانٹون سے بھی محروم دامان رہگیا

آدمی رہتا نہین دنیا مین رہتا ہے نشان
ذکر جم باقی رہا نام سلیمان رہگیا

اور تو سب حسرتین نکلین تہ شمشیر ناز
پر تڑپنے لوٹنے کا دل مین ارمان رہگیا

ہم رہے کنج قفس مین ہو چکی فصل بہار
حسرت گل رہگئی شوق گلستان رہگیا

ابتو صفدر دلمین ہے اُسکو بھی چلکر دیکھ لین

سیر کی دنیا کی پر شہر خموشان رہگیا

وہ جوبن پر جو آئین لطف اُٹھے زندگانی کا
ابھی گھونگھٹ مین چہرہ ہی عروس نوجوانی کا

دکھادے دور ای ساقی شراب ارغوانی کا
کہ وقفہ چند روزہ ہی بہار زندگانی کا

نہین ہے امتحان کچھ لطف دعوائے زبانی کا
نزاکت آزمالے زور ہے پہلے ناتوانی کا

ہلال و بدر دونون ہین تری تصویر کے خاکے
وہ صورت ہی لڑکپن کی یہ نقشہ ہی جوانی کا

کرون مین ترک میخواری ذرا واعظ خدا سے ڈر
یہ فصل گل یہ جوش عشق یہ عالم جوانی کا

نگاہون مین ہماری قدر کیا ہو لعل و گوہر کی
شرارہ ہی وہ آتش کا یہ اک قطرہ ہی پانی کا

کلیجا مُنہ کو آجاتا ہی جو فریاد سنتا ہی
مرا ہر نالہ اک مصرع ہی دیوان فغانی کا

جسے برق تجلی جانکر موسی کو غش آیا
تجلی کیسی وہ بھی ناز تھا اک لنترانی کا

چمن مین جب نہال سبز کو بھولا پھلا دیکھا
نظر مین پھر گیا عالم تمھاری نوجوانی کا

کہا داغ جدائی عاشقون کے دل پہ کافی ہی
دم رخصت جو مین طالب ہوا اُنسے نشانی کا

بہار آئی ہی گل پھولے چمن مین سبزہ لہلہاتا ہی
پلا ساقی کوئی ساغر شراب ارغوانی کا

ہمارے عشق تیرے حسن کا چرچا ہوا ایسا
کہ دفتر مٹ گیا فرہاد و مجنون کی کہانی کا

سر گردون منجم کہکشان جسکو سمجھتا ہی
ہی اک موجہ مری بحر طبیعت کی روانی کا

پریرویون کے بھی اب ناز مجھ سے اُٹھ نہین سکتے
بڑھا ہی رفتہ رفتہ زور ایسا ناتوانی کا

مرا اک جام مین کیا ہوگا دریا نوش میکش ہون
لگا دے مُنہ سے ساقی خم شراب ارغوانی کا

نہ جا سکتا ہون مین صفدر نہ آسکتا ہی وہ یانتک

نزاکت کا ہی اُسکو عذر مجکو ناتوانی کا

وہ گیسو جو مجکو دکھاتا رہیگا
بڑے پیچ یہ دل اُٹھاتا رہیگا

جو ہنسکر وہ قاتل رُلاتا رہیگا
مرا زخم رہ کر ہنساتا رہیگا

مصاحب بناؤ تو تم میرے دل کو
زمانے کے قصے سناتا رہیگا

ہوا شمع و پروانہ سے صاف روشن
جلیگا وہ خود جو جلاتا رہیگا

عدم کو چلین دیر ہوتی ہی ہم کو
جسے ہو گا آنا وہ آتا رہیگا

رہیگا وہی ملک عقبیٰ مین اچھا
جو دنیا مین کھاتا کھلاتا رہیگا

نہ جائیگا قاصد وہان جانتا ہون
فقط جھوٹی باتین بناتا رہیگا

جو ناصح سے مجھ سے ملاقات ہوگی
مین اپنی وہ اپنی سی گاتا رہیگا

ملا ہی جو بیتاب دل مجکو خوش ہون
لحد مین یہ ہر دم جگاتا رہیگا

اگر ہنسکے بولیگا تو مجھ گدا سے
ترا بول بالا ہی داتا رہیگا

اگر رہ گیا بزم جانان مین جلدے
بڑے رنگ صفدر رچاتا رہیگا

اِن آنکھون نے دنیا مین کیا کیا نہ دیکھا
کسی مین مگر اُسکا جلوہ نہ دیکھا

سر راہ پریون کا غنچہ نہ دیکھا
کبھی ہم نے ایسا تماشا نہ دیکھا

جو بسمل کا تمنے تڑپنا نہ دیکھا
تو مقتل مین کچھ بھی تماشا نہ دیکھا

نگاہون سے اُنکے گرا اُنہ بھی
جو دیکھا تو دیکھا نہ دیکھا نہ دیکھا

تڑپتے رہے در پہ بسمل تمہارے
کبھی تمنے آکر تماشا نہ دیکھا

ہوئی ایسی یاروں کو دنیا سے نفرت
کسی نے پھر آکر دوبارا نہ دیکھا

بہت باہوش مہروش ہمنے دیکھے
مگر ایک میں اُسکا جلوا نہ دیکھا

دکھایا کیے آئنہ دل کا عاشق
پر اُس بے مروت نے اصلا نہ دیکھا

دم سیر کس راستے سے وہ گذرے
جہاں فتنۂ حشر برپا نہ دیکھا

زمانہ ہے اُس زلف و عارض سے واقف
شب و روز کو کس نے یکجا نہ دیکھا

بہت تیز قدموں کو ہمنے پکارا
کسی نے بھی پھر کر نہ دیکھا نہ دیکھا

وہ بےمثل ہے سب حسینوں میں صفدر
بہت دیکھے محبوب ایسا نہ دیکھا

عدم میں ساتھ نہ ہستی سے جسم زار آیا
لباس عاریتی میں وہیں اُتار آیا

حرم میں دیر میں مسجد میں بتکدے میں صنم
کہاں کہاں نہ تجھے جا کے میں پکار آیا

ہمارے دل کی تڑپ بعد مرگ بھی نہ گئی
زمیں میں گڑ کے نہ کمبخت کو قرار آیا

ہوا میں حشر میں حاضر تو عفو نے یہ کہا
ہٹو ہٹو کہ ہمارا گناہگار آیا

کیا ہے تنگ گریباں نے اے جنوں مجھکو
پہنچ شتاب کہ پھر موسم بہار آیا

نہ انکی بزم میں پوچھا کسی نے کون ہو تم
ہزار بار گیا میں ہزار بار آیا

بس انتہا یہ اثر جذب دل نے دکھلایا
جگر کو تھامے لحد پر وہ بیقرار آیا

ہوا سے آئی ہے وہ زلف روئے رنگیں پر
چمن میں جھوم کے یا ابر نوبہار آیا

برنگ آئینہ دیکھی کبھی نہ شکل ملال
مین اور صاف ہوا دلمین جب غبار آیا

مجھے بلایا تھا واعظ نے وعظ سننے کو
مین جا کے شیشۂ مے اسکے سر پہ مار آیا

چھپاؤن راز محبت مین کس طرح صفدر
کہ جا کے نالہ مرا عرش تک پکار آیا

دیوان مین لکھ گئے وصف دل اعدا کا
تختہ ورق کو کیا لالہ زار کا

مشہور ہی جو روز قیامت جہان مین
پہلا پہر ہی میری شب انتظار کا

بھولے سے بھی کیا جو کبھی قصد فاتحہ
رستہ بہک گئے وہ ہمارے مزار کا

امسال دیکھنا مری وحشت کے ولولے
آیا ہی دھوم دھام سے موسم بہار کا

شوخی سے بولے وہ جو گیا مین بدلکے بھیس
پوچھو تو رہنے والا ہی یہ کس دیار کا

دشمن سے میرا دل نہ مکدر ہوا کبھی
اس آئینے نے منھ نہین دیکھا غبار کا

دانتونکا تیرے اسنے بھی شاید کیا تھا وصف
خالق نے موتیون سے بھرا منھ انار کا

مجنون نہ دشت مین ہی نہ فرہاد کوہ پہ
باقی رہا نہ کوئی ہمارے دیار کا

پڑھتے ہین رکھکے دست حنائی وہ فاتحہ
روشن ہوا چراغ ہمارے مزار کا

تم ایک بات بھی مری سنتے نہین کبھی
گل کان رکھکے سنتے ہین نالہ ہزار کا

رو رو کے مر گئے ہین جو ہم ہجر یار مین
ہنستا نہین چراغ ہمارے مزار کا

راہ انکی تکتے تکتے یہ مدت گذر گئی
آنکھون کو حوصلہ نہ رہا انتظار کا

گستاخیون سے یار کو آزردہ کر دیا

صفدر بُرا ہو میرے دل بیقرار کا

ترے غم مین بدلا یہ نقشہ ہمارا
کہ کوئی نہین اب شناسا ہمارا

بڑھا رفتہ رفتہ یہ سودا ہمارا
کہ پریون مین ہوتا ہی چرچا ہمارا

پرانا ہوا ذکر لیلی و مجنون
نیا اب فسانہ ہی اُنکا ہمارا

نہ تیغ دو کچھ تڑپنے کی مہلت
اگر دیکھنا ہو تماشا ہمارا

گوارا نہین ہی جنھین بات کرنا
سُنینگے وہ کاہیکو قصا ہمارا

گئے گھر کو سب دفن کرکے لحد مین
دیا ساتھ یارون نے اچھا ہمارا

پیام اجل کیون نہو درد فرقت
کہ ہم سے خفا ہی مسیحا ہمارا

غضب ہی جواب بھی نہ ملتا ہو تم سے
کہ نزدیک ہی گھر تمھارا ہمارا

عیادت کو وہ ساتھ غیرون کے آئے
ہوا درد دل آج دونا ہمارا

کفن کیون ہٹاتے ہین روے سیہ سے
کرین فاش ہمدم نہ پردا ہمارا

بُری بات یہ ہی کہ قاصد کسی نے
لکھا ہی ہمین خط مین شیدا ہمارا

بھلا دیکھین کسطرح رہتی ہی رنجش
ذرا سامنا تو ہو اُنکا ہمارا

رہی یون ہی الفت جو زلف سیہ کی
نہ جائیگا صفدر یہ سودا ہمارا

اُمنگ پر آکے محو زینت کبھی جو وہ گلعذار ہوگا
پسینگے مہندی یہ دل گلون کے چمن مین خونِ بہار ہوگا

دم فنا بھی یہی جو دل کو تصور زلف یار ہو گا
ہوا سے پھر کو بکو پریشان یقین ہی میرا غبار ہو گا
نہ مال و دولت نہ جاہ و حشمت نہ دور لیل و نہار ہو گا
فقط ہی یہ چار دن کی ہستی ہم اور کنج مزار ہو گا
ادھر ہی پہلو مین دل تڑپتا اُدھر جگر کو ہی بیقراری
یہ دونون لگجا ئینگے ٹھکانے ترا جو ناوک وسار ہو گا
چھپا چُرا اگر کبھی جو پی لی تو اس سے کیا فائدہ ہی قاضی
نہ میکدے مین جگہ ملیگی نہ میکشون مین شمار ہو گا
فراق گذرا وصال آیا کہو کہ اب حسرتین ہون رخصت
کہ ایک پہلو مین ہو گا ساقی تو ایک پہلو مین یار ہو گا
یہی ہین چالین اگر تمھاری تو دیکھنا مر مٹینگے ہم بھی
جہان پڑیگا قدم تمھارا وہین ہمارا مزار ہو گا
اگر ہی منظور قتل کرنا تو خاک بھی مجھ پہ ڈالدینا
وگرنہ رسوائے خلق ہوگے یہ راز اگر آشکار ہو گا
طواف کرنے کو آئی صرصر مگر نہ لے خون مفت سر پر
مرینگے پروانے سر ٹپک کر جو گل چراغ مزار ہو گا
کروگے تم غیر کو نشانہ چلیگا خنجر ہمارے دل پر

کہین پڑیگا تمھارا ناوک جگر ہمارا افگار ہوگا

جو قتل کرنا ہو آئے قاتل کرے نہ کھوٹی ہماری منزل
مسافران رہ عدم کو کمال ہی انتظار ہوگا

نہ کھینچو تلوار کیا ہو حاجت ہمارا دل ہو شہید ابرو
یہ آپ ہو جائیگا تصدق یہ آپ تم پر نثار ہوگا

بھلا ہوا یہ کہ مٹ گیا مین برنگ نقش قدم جہان سے
نہ اب اُٹھیگا مرا جنازہ نہ دوش یاران پہ بار ہوگا

یہ رات بھر کے ہین سارے جلسے جہان ہوئی صبح پھر تو صفدر
نہ شیشہ ہوگا نہ جام ہوگا نہ شمع ہوگی نہ یار ہوگا

تو اے دل محبت مبتلا ہو کسی کا
سمجھ تو کوئی بھی ہوا ہو کسی کا

گذر میرے دل مین ہوا ہو کسی کا
سویدا نہین نقش پا ہو کسی کا

ذرا بزم سے اُٹھ کے خلوت مین سن لو
خدا جانے کیا مدعا ہو کسی کا

پہونچ جلد جام و سبو لیکے ساقی
گھٹا اُٹھی ہو دل بڑھا ہو کسی کا

عیان جلوۂ طور ہو صاف رخ سے
عجب حسن نام خدا ہو کسی کا

نگاہون سے شمس و قمر گر گئے ہین
تصور جو صبح و مسا ہو کسی کا

قیامت ہو برپا ذرا اب چلکے دیکھو
سنا ہو جنازہ اُٹھا ہو کسی کا

نہین پوچھتا ہو جو کوئی نہ پوچھے
مقدر مرا کیا گلا ہو کسی کا

اگر دشمن جان ہی وہ بت بلا سے
نہین خوف کیا کچھ خدا ہی کسی کا
توجہ کہان دردمندون پہ تم کو
کبھی حال تم نے سنا ہی کسی کا
تبسم سے زندہ کیا ایک عالم
لب لعل معجز نما ہی کسی کا
دیا دل تو ہمنے کیا اپنا نقصان
اجارہ کہو اسمین کیا ہی کسی کا
غنیمت ہی جو دم ہی ٹھہرو نہ جاؤ
کہ دو روز مین فیصلا ہی کسی کا
فقط چار دن کا یہ جاہ و حشم ہی
زمانہ کہان آشنا ہی کسی کا
وہ مِسّی لبون پر جماتے ہین صفدر
مگر آج نقشہ جما ہی کسی کا

وہ مزہ ملا تڑپ مین اگر اختیار ہوتا
تو تمام عمر دل کو نہ کبھی قرار ہوتا
جو مری طرح سے زاہد کبھی بادہ خوار ہوتا
تو کسی سے اُسکے دلمین نہ ذرا غبار ہوتا
جو سکون دلکو ہوتا نہ یہ اضطرار ہوتا
جو اُسے قرار ہوتا تو مجھے قرار ہوتا
مجھے یاس اسلیے ہی کہ یہ بت ہین سخت بیدرد
جو خدا سے بھی یہ ملتے مین امیدوار ہوتا
ترے وصل مین تو جیتا ترے ہجر مین نہ جیتا
مجھے مرگ و زندگی مین اگر اختیار ہوتا
جو مین اس بغل مین جوتی ہین اُس نعلین علماں
ترے در پہ گر نہ گرتے تو نہ یہ وقار ہوتا
مجھین دیکھتی زلیخا تو عزیز مصر کیسا
نہ وہ ذوق شوق ہوتا نہ وہ چاہ بیار ہوتا
نہ اٹھی نقاب جانان رہی آبرو نظر کی
جو وہ بیحجاب ہوتے تو مین شرمسار ہوتا
کوئی عامل ایسا ملتا مجھے نقش لکھ کے دیتا
کہ مین پاس جب نہوتا تو وہ بیقرار ہوتا

مرے پھونکنے میں آنے تو سبب ہے صاف ظاہر
کہ عدو کو خار ہوتا وہ گلے کا ہار ہوتا

پئے فاتحہ جو آتا وہ مسیح بھول کر بھی
ابھی زندہ پا کے آہٹ میں تہ مزار ہوتا

نہ کسی کا زہد رہتا جو وہ خط و لب دکھاتے
کوئی بنگ نوش ہوتا کوئی بادہ خوار ہوتا

ہی دست غیر سیکھے ہوئے منکر آپ لیکن
جو زبان نہ لڑکھڑاتی مجھے اعتبار ہوتا

شب ہجر کو گھٹاتا شب وصل کو بڑھاتا
جو فلک کی گردشوں میں مجھے اختیار ہوتا

جو مٹا تھا دل تو دیتا وہ جگر کو داغ صفدر
کہ مسافر عدم کا یہی یادگار ہوتا

فراق یار میں جھیلیں مصیبتیں کیا کیا
گذر گئیں مرے سر پر قیامتیں کیا کیا

نئی نئی نظر آتی ہیں صورتیں کیا کیا
دکھا رہا ہے وہ صناع صنعتیں کیا کیا

لب انکے لب پہ رہے سینہ انکے سینہ پر
اٹھائیں ہمنے شب وصل لذتیں کیا کیا

قفس سے چھوٹ کے جاؤں کہیں گلستاں کو
کہ باغباں سے ہیں کہنی حکایتیں کیا کیا

حضور یار کوئی بات ہم سے ہو نہ سکی
اگرچہ دل میں بھری تھیں شکایتیں کیا کیا

کہاں کہاں نہ گئے ہم کہاں کہاں نہ پھرے
تلاش یار میں پیش آئیں آفتیں کیا کیا

ہزاروں سیم بدن زیر خاک سوتے ہیں
لٹی ہیں منزل ہستی میں دولتیں کیا کیا

دل اک جہان کا جلاتے ہیں گرمیوں سے یہ بت
بھری ہیں سنگدلوں میں شرارتیں کیا کیا

رہا خزانۂ قارون نہ گنج کیخسرو
ملائیں خاک میں گردوں نے دولتیں کیا کیا

لحد پہ فاتحہ خوانی کو بھی نہ آئے کبھی
جو لوگ رکھتے تھے ہم سے محبتیں کیا کیا

نہین ہی گور غریبان سے کم دل مایوس
کہ اسمین دفن ہوئین مر کے حسرتین کیا کیا

اچھلتے ڈوبتے بہتے تمام عمر کٹی
محیط عشق مین کھینچین مشقتین کیا کیا

جو دیکھی گور مین تنہائی مکان صفدر
تو یاد آگئین یارون کی صحبتین کیا کیا

ہم ہونگے نہ حسن رخ جانانہ رہیگا
عالم مین مگر عشق کا افسانہ رہیگا

میخوار رہینگے نہ یہ میخانہ رہیگا
ساقی کے کرم کا فقط افسانہ رہیگا

شب بھر فقط آرایش محفل ہی سحر کو
یہ شمع رہیگی نہ یہ پروانہ رہیگا

مسجد کیطرف جاتے ہین تو جائین نمازی
بندہ تو مقیم در میخانہ رہیگا

رستے مین اگر کوئی پریرو نظر آیا
قابو مین نہ اپنا دل دیوانہ رہیگا

جب تک کہ نہ ہاتھ آئیگی وہ زلف مسلسل
صد چاک دل اپنا صفت شانہ رہیگا

آئینگے جو یون طالب دیدار بتون کے
محشر پس دیوار صنم خانہ رہیگا

نمو آئینگے خط وہ رخ رنگین کا مقرر
گلزار مین کیا سبزۂ بیگانہ رہیگا

اس دھوم سے آتی ہی اگر فصل بہاری
کب خانۂ زنجیر مین دیوانہ رہیگا

الفت جو یہی زیست مین ہی ہمکو بتون سے
منہ قبر مین بھی جانب بتخانہ رہیگا

سر خنجر قاتل سے جو کٹجاے تو کٹجاے
شہرہ ترا ای ہمت مردانہ رہیگا

دو روزہ فقط دور مئ عیش ہی ساقی
یہ شیشہ رہیگا نہ یہ پیمانہ رہیگا

زندان مین جو وحشی کو ترے قید کرینگے
منہ خواب مین بھی جانب ویرانہ رہیگا

ای پیر مغان یون ہی سہی بیٹھے ہین ہم بھی
معمور کہان تک در میخانہ رہیگا

موسی بھی جو دیکھین گے رخ یار کو صفدر
کچھ ہوش اُنھین وقت تماشا نہ رہیگا

مین جب تک مقیم دربار تھا
یہ بام فلک زیر دیوار تھا

کسی سے نہ جبتک سروکار تھا
ٹرے چین سے یہ دل زار تھا

جو انکو نہ حیرت سے دیکھوں مجھے
کبھی مین بھی آئینہ رخسار تھا

وہ کاندھا جنازہ کو دین کیا عجب
کہ مین بھی کبھی نازبردار تھا

کیا ہی عبث دل نے نالونکو ضبط
کہ گرم اس سے الفت کا بازار تھا

حسینونکے خواہان ہمین کچھ نہین
کہ یوسف کا عالم خریدار تھا

گرہ کھلتے ہی زلف پیچ کی
جو آزاد تھا وہ گرفتار تھا

گئی بات نکلا نہ کچھ اس سنئے کام
گلہ بیوفاؤن سے بیکار تھا

کیا اُسکی رحمت نے عصیان سے پاک
گنہگار تھا مین سیہ کار تھا

کبھی پہنے صفدر کے دیکھے تھے رنگ
جو ان سیکڑون مین نمودار تھا

خال عارض کسے پیارا نہوا
کسکی آنکھون کا وہ تارا نہوا

ہوگیا دل بھی انھین کیجاب
یہ بھی کمبخت ہمارا نہوا

وصل کا ذکر تو کیا قاتل کو
قتل کرنا بھی گوارا نہوا

یار آیا نہ اجل فرقت مین / ایک بھی کام ہمارا نہوا

تھی قضا تو مرے سر پر موجود / کیا کرے انکا اشارا نہوا

کچھ بھی آنسو نہ پہنچے اپنے کلیم / دور سے بھی تو نظارا نہوا

درد دل انکو سناتے شب وصل / ہم کو اتنا بھی گوارا نہوا

ہاے وہ خال رخ ماہ جبین / میری قسمت کا ستارا نہوا

غیر کا دل نہ دکھایا ہم نے / رنج دشمن بھی گوارا نہوا

ہو رہے تم تو اسی کے صفدر / وہ نہ ہوتا تھا تمہارا نہوا

یا بھول گیا وہ بت خود کام ہمارا / یا شرم سے لیتا نہین اب نام ہمارا

بیدل ہمین کہتا ہے وہ خودکام ہمارا / اس دل کی بدولت یہ ہوا نام ہمارا

ہم دیکھنے والے تھے کسی ایسے کی آنکھین / کچھ کر نہ سکی گردش ایام ہمارا

تھی بھر گئے نہ دیکھین کبھی آنکھین ہی سیاہی / اس مے سے نہ لبریز ہوا جام ہمارا

یاد رخ و گیسوے صنم ہے سحر و شام / یہ کفر ہمارا ہے وہ اسلام ہمارا

کیون آنکھ چراتے ہو جو ہے مد نظر دل / یہ شیشہ تمہارا ہے تو وہ جام ہمارا

قاتل جو کہا مین نے تو شرما کے وہ بولے / بس رہ نہ بدنام کرو نام ہمارا

بوسہ ہے نہ دشنام وفا ہے نہ جفا ہے / کچھ تم سے نکلتا نہین اب کام ہمارا

بو کاکل مشکین کی سنگھا دے کبھی آکر / اس گل سے صبا کہدے یہ پیغام ہمارا

مقتل میں جو وہ آئے تو بولے ملک الموت
ہم جاتے ہیں اب کچھ نہ رہا کام ہمارا

یا تذکرۂ زلف ہے یا تذکرۂ رخ
ہے کام یہی صبح سے تا شام ہمارا

ہم بوسے لیے جائینگے تم وار لگاؤ
یہ کام تمھارا ہے تو وہ کام ہمارا

اب چین نہیں سینے میں دل کو کسی پہلو
دزدیدہ نگہ لے گئی آرام ہمارا

پہونچا ہے یہ اب ضعف کا رتبہ کہ وہاں تک
ہم کیا کہ پہونچتا نہیں پیغام ہمارا

نواب بہادر ہی ہمیں کہتے ہیں صفدر
پورا کبھی لیتے نہیں وہ نام ہمارا

ہوے دام و قفس میں اسیر جو ہم تو ذرا ہمیں لطف چمن نہ رہا
کریں کس سے بیان کشاکش غم کہ سفر میں خیال وطن نہ رہا

خبر اپنی نہیں ہے حضور کو کچھ گئے چاہنے والے عیان ہوا خط
کوئی بستۂ زلف دوتا نہ رہا کوئی قیدی چاہ ذقن نہ رہا

تھے جوان تو بدن میں تھی تاب و توان جو شباب گیا تو وہ لطف کہاں
وہ زبان نہ رہی وہ بیان نہ رہا وہ دہن نہ رہا وہ سخن نہ رہا

مرے گھر سے گیا ہے وہ جان جہان حواس ہی اب ہیں تاب و توان
ہوئی جس سے کہ روح نکلے روان کسی کام کا پھر وہ بدن نہ رہا

نہ وہ دانت گہر نہ عقیق وہ لب نہ وہ آئنہ رخ نہ وہ مشک سے مو
وہ عدن نہ رہا وہ یمن نہ رہا وہ حلب نہ رہا وہ ختن نہ رہا

نہ شراب مین ہے کوئی ذائقہ اب نہ کباب مین ہے کوئی ذائقہ اب
وہ فضا نرہی وہ ہوا نرہی وہ مزہ نرہا وہ چمن نہ رہا

جو زبان سے دعوی عشق کیا رہے صفدر اب اسکا خیال ذرا
کوئی یہ نہ کہے کہ یہ مرنہ مٹا اِسے پاس ولحاظ سخن نہ رہا

جلوہ گر آئینے مین ہے تو تیرا کیونکر ہوا
تو تو یکتا تھا یہ پیدا دوسرا کیونکر ہوا

آپ ہی بسمل کیا تیغ نگاہ ناز سے
آپ ہی کہتا ہے وہ یہ کیا ہوا کیونکر ہوا

ہمنے قاتل سے نہ پوچھا یہ بھی فرط شوق مین
لائق تعزیر بندہ بےخطا کیونکر ہوا

آجتک آئینہ اسکی بزم مین پہونچا نہین
ہے تعجب خودبخود وہ خودنما کیونکر ہوا

کسطرح سیب ذقن کی یاد مین دل مست ہے
جب ثمر چکھا نہین حاصل مزا کیونکر ہوا

حال میرا دیکھکر آنسو ٹپک پڑتے ہین اب
نرم دل اُس سنگدل کا اے خدا کیونکر ہوا

سیکھ آیا کس سے تو اے دل عمل تسخیر کا
آشنا ایسا بت ناآشنا کیونکر ہوا

نام تک آیا نہین لب پر محبت کا کبھی
پھر مین حیران ہون یہ چرچا جابجا کیونکر ہوا

بھاگتا تھا اپنے سائے سے مین وہ محتاط تھا
اُنکی زلفو مین گرفتار بلا کیونکر ہوا

دلکو زندہ کردیا اُسکے خیال خال نے
طفل زنگی عیسی معجز نما کیونکر ہوا

جب کشیدہ تیغ ہی خنجر سے منھ موڑے ہوے
پھر سر وگردن کا قاتل فیصلہ کیونکر ہوا

کیسی ہی فرقت مین اسکی چھوڑ دین سب لذتین
کوئی کیا جانے کہ صفدر پارسا کیونکر ہوا

بیٹھکر مین نہ در یار سے اصلا اٹھا
ہان جو اٹھا تو بس مرگ جنازا اٹھا

انکا اٹھنا تھا کہ بیتاب ہوا دل میرا
حشر برپا ہوا لو اور یہ فتنا اٹھا

کبھی رخ کے کبھی بوسے لب جانان کے لیے
کیا کہون مین کہ مزہ وصل مین کیا کیا اٹھا

ہون وہ دیوانہ کہ زندان سے مین جیسے نکلا
پہلے تعظیم کو صحرا مین بگولا اٹھا

یہ تو کہیے کہ ملا وصل سے جب صاف جواب
کس سے پھر آپ کا یہ غمزہ بیجا اٹھا

دور ساغر ہو کوئی چلکے چمن مین ساقی
دیکھ تو ابر وہ دھواندھار ہے کیسا اٹھا

دھوم میخانے کی آخر یہ اڑی عالم مین
شیخ صاحب کا بھی مسجد سے مصلا اٹھا

جمع خلقت تھی سر راہ تماشے کے لیے
دھوم سے آپکے مقتول کا لاشا اٹھا

نہوا جب مرض عشق کا کچھ اس سے علاج
تنگ آکر مرے بالین سے مسیحا اٹھا

کشتۂ تیغ تغافل تھے نہ آنکھ اپنی کھلی
نہین معلوم کہ کب حشر کا غوغا اٹھا

آتے ہی گلشن ہستی سے چلے مثل نسیم
ایکدم کے لیے کیا لطف تماشا اٹھا

ترے وحشی نے ندی قیس کو تعلیم جنون
جب تلک کان پکڑ کر نہ وہ بیٹھا اٹھا

سنتے ہین کوچ زمانے سے کیا صفدر نے
ناتوان تھا نہ ترے ہجر کا صدمہ اٹھا

وارد بزم کسی شب جو وہ قاتل ہوتا
اک نگہ مین کوئی زخمی کوئی بسمل ہوتا

مہر عارض سے تمھارے جو مقابل ہوتا
ماہ نو چرخ پر اک رات مین کامل ہوتا

اسکی رسوائی نے کیا کیا نہ کیا مجکو خجل
عرصۂ حشر مین یا مرا قاتل ہوتا

پردہ سو بار تماشے کو اٹھاتی لیلے / ساتھ مجنون کے اگر مین بس محمل ہوتا
چہرہ پردے ہی سے وہ کاش نہ مجھے دکھلاتے / دعوی صبر جو مجکو تھا وہ باطل ہوتا
پانون سے کھیل مین اسنے گل بازی جو ملا / آرزو مجکو ہوئی کاش مرا دل ہوتا
اٹھ کے میخانے سے مسجد نہ گئے مست ارے / کسکو پروا تھی کہ واعظ سے مقابل ہوتا
دینے والا ہی زمانے مین خدا ہی سب کا / پھر بلا کیا مین کسی اور سے سائل ہوتا
بیخبر رہتے نہ گل بوے وفا آجاتی / مین جو گلشن مین ہم آواز عنادل ہوتا
توڑنا تھا اُسے بلبل سے چھپا کر گل کو / نام گلچین کا زمانے مین نہ قاتل ہوتا
شب کو پردہ نے رعارض سے اگر اٹھ جاتا / شمع و پروانہ مین جھگڑا سر محفل ہوتا
خار پامال ہوے اسکی خلش ہی دل کو / کاش مین دشت مین پابند سلاسل ہوتا
زخمی ہوتا تو کہان رسم ستم اٹھ جاتی / بدلے پیکان کے جو ناوک مین مرا دل ہوتا
ہجر مین آئی اجل وصل مین آنا تھا اسے / روح کو تن سے نکلنا تو نہ مشکل ہوتا

کوچہ یار مین ملتی جو جگہ اے صفدر
مین گدا بھی کسی سلطان کے مقابل ہوتا

کیا جانے لاوے ان سے قاصد جواب کیا کیا / تڑپا رہا ہی ہمکو یان اضطراب کیا کیا
آئیگی جوش پر یہ چشم پر آب کیا کیا / خجلت سے پانی پانی ہوگا سحاب کیا کیا
نام خدا اب انکا جوبن ابھار پر ہی / جلوہ دکھا رہا ہی حسن شباب کیا کیا
کہتا ہی کوئی مفتون کہتا ہی کوئی مجنون / الفت میں تمہی نے پائے خطاب کیا کیا

جھگڑا جو چکا نہ اکدن یون ہی رہے ہمیشہ
دیتے سوال کیا کیا اُنکے جواب کیا کیا

رخصت تو اُنکو دی ہی صبح شب جدائی
ترپا رہا ہی ہمکو یہ اضطراب کیا کیا

وہ مست ہین کہ لڑکر ساقی سے ہمنے اکثر
لے لیکے پی لیے ہین جام شراب کیا کیا

وہ حوصلے وہ ہمت وہ ولولے وہ طاقت
ہمراہ لیگیا ہی عہد شباب کیا کیا

ڈر ہی تمام عالم ڈوبے نہ مثل یونان
طوفان اُٹھا رہی ہی چشم پر آب کیا کیا

خاطر کا اُنکے عقدہ ہم سے کھلا نہ ہرگز
ہر چند ہمنے کھولے بند نقاب کیا کیا

جب شام سے بندھا ہی اُس لف کا تصور
تا صبح ہم پریشان دیکھتے ہین خواب کیا کیا

جب گیسوون مین اُنکے کرتا ہی غیر شانہ
کھاتے ہین اپنے دلمین ہم پیچ و تاب کیا کیا

اُس چشم مست کا ہی یہ دور دورا ہو
پرہیزگار بھی ہین مست و خراب کیا کیا

ہی قلزم جہان مین پاسے ثبات کسکو
بنکر بگڑ گئے ہین دم مین حباب کیا کیا

ہشیار تو بڑے ہین دیکھو مگر لڑکپن
بوسون کے دیتے ہین وہ مجھکو حساب کیا کیا

آغوش مین کبھی کھینچا بوسے کبھی ہم پائے
دیے فریب پلاکر اُنکو شراب کیا کیا

ہی اعتبار دولت کیا اس جہاں مین صفدر
مٹی مین ملگئے ہین عالی جناب کیا کیا

دکھلاؤ زلف مجکو سودا ہوا تو پھر کیا
والبتہ محبت رسوا ہوا تو پھر کیا

مین جانتا ہون تم کو تم جانتے ہو مجکو
کلیون مین محفلو نمین چرچا ہوا تو پھر کیا

جور و جفا کہانتک مہر و وفا ہی لازم
مین اور ہی کسی کا شیدا ہوا تو پھر کیا

نازو ادا سے چلیے لیکن ذرا سنبھلکر
ہنگامۂ قیامت برپا ہوا تو پھر کیا

ای دل تڑپنے اتنا لازم ہی ضبط نالہ
عالم مین راز الفت افشا ہوا تو پھر کیا

ایام نوجوانی مہمان ہی چند روزہ
اس حسن عارضی کا شہرا ہوا تو پھر کیا

مین نے کبھی جنون مین پھاڑا نہیں گریبان
وحشت مین فاش اپنا پردا ہوا تو پھر کیا

بیجا ہی فکر شہرت یہ حسن ہی دو روزہ
بالفرض چاردن کو ایسا ہوا تو پھر کیا

ہر جا اگر شبیہین کھنچکر گئین تو حاصل
چارون طرف تمھارا شہرا ہوا تو پھر کیا

یہ عارضی صفا ہی نکلیگا خط صفدر
مسلم کے گھر مین کافر پیدا ہوا تو پھر کیا

آیا ہی دم لبون پر آنا جو ہو تو آؤ
سوے عدم ہمارا جانا ہوا تو پھر کیا

کیا آئے وہ جو آئے مرقد پہ فاتحے کو
بعد فنا مقدر رسید صفا ہوا تو پھر کیا

کانون تک انکے پہونچے ایسا کہان مقدر
گردون سے پار اپنا نالا ہوا تو پھر کیا

یہ بیوفا ہی صفدر کیا اعتبار دل کا
میرا ہوا تو پھر کیا انکا ہوا تو پھر کیا

قہر ہی آفت ہی یہ آنکھین لڑانیکی ادا
خوب آتی ہی تمھین فتنے جگانیکی اد

جب کسی غنچے کو گلشن مین کھلاتی ہی نسیم
یاد آتی ہی تمھارے مسکرانیکی اد

لاتی ہی کس کسطرح شبخون دل عشاق پر
پان کھانے کی ادا مسی لگانیکی اد

چلتے ہو مرقد پہ تم دامن اٹھا کر ناز سے
کس سے سیکھی خاک مین ہمکو ملانیکی اد

ٹکڑے ہوتے ہین گریبان دیکھکر تیرا حجاب
فاش کر دیتی ہی پردہ منھ چھپانیکی ا

بزم مین لاکھون ہوے بسمل ہزارون نیم جان
پھر بھی شبکو تری محفل مین آنیکی ادا

گرمیان کرتے ہو غیرون سے ہمارے سامنے
یہ نئی سیکھی ہے تمنے دل جلانیکی ادا

خون ہو جائینگے لاکھون دیکھنے والون کے دل
رنگ لائیگی نیا مہندی لگانیکی ادا

دیکھیے کس کسکی گردن پر کرے خنجر روان
قاتل عالم تری تیوری چڑھانیکی ادا

بیوفائی کج ادائی ہر گھڑی تازہ ستم
تم بھی کیا سیکھے ہو اس ظالم زمانیکی ادا

یاد ہے صفدر شب وصلت وہ اپنا چھیڑنا
اور وہ انکی شرم سے آنکھین جھکانیکی ادا

صفدر انکا خیال تھا کیا تھا
کل جو چہرہ بحال تھا کیا تھا

غم جو دل کو کمال تھا کیا تھا
ختم روز وصال تھا کیا تھا

دفعتاً مٹ گیا جو عہد شباب
وہم تھا یا خیال تھا کیا تھا

دل شگفتہ مرا کبھی نہ ہوا
سبزہ پائمال تھا کیا تھا

چار ہی دن مین ہو گیا جو فراق
جان و تن مین ملال تھا کیا تھا

پوچھتے ہین وہ قسمین دیدیکر
شب ترا غیر حال تھا کیا تھا

رات جوبن کو کیون چھپاتے تھے
کیا یہ چوری کا مال تھا کیا تھا

انکے آتے ہی ہم جہان سے گئے
وصل تھا یا وصال تھا کیا تھا

ظلم لاکھون سہے زمانے کے
یہ دل پر ملال تھا کیا تھا

عرش فرسا ہوا جو نالۂ دل
شاعرون کا خیال تھا کیا تھا

مانگتے تھے جو دل کو وہ ستا
کسی مردے کا مال تھا کیا تھا

دہن یار کی ملی نہ مثال
یہ عدیم المثال تھا کیا تھا

تیرے وحشی کو خلق مان گئی
کوئی صاحب کمال تھا کیا تھا

کس سے بگڑی تھی سچ کہو صفدر
کل جو بسمل کا حال تھا کیا تھا

مسجد نہ میکدہ نہ صنمخانہ دیکھنا
اے دل کسی کی نرگس مستانہ دیکھنا

مد نظر ہے جلوۂ جانانہ دیکھنا
منظور کب ہے ہمکو پریخانہ دیکھنا

دلچسپ ہے بہت مری الفت کی داستان
آئینگے وہ بھی سننے کو افسانہ دیکھنا

یوں دیکھ بار بار نہ اس چشم مست کو
ساقی گرے نہ ہاتھ سے پیمانہ دیکھنا

کوے پریرخان میں تو جاتا ہے شاد شاد
برباد ہوگا یہ دل دیوانہ دیکھنا

مستونکو ساقی آج چھکا دے شراب سے
کیا آئی ہے گھٹا سوے میخانہ دیکھنا

ساقی غرض کسیکی تجھے بیخودی سے کیا
ہم تجکو دیکھیں تو سوے پیمانہ دیکھنا

افسوس پڑھا ہے قلقل مینا نے کچھ ضرور
واعظ بھی میکدے میں ہے مستانہ دیکھنا

پھرتا ہے گرد شمع رخوں کے دل حزین
جل جائیگا یہ صورت پروانہ دیکھنا

آنکھیں ہیں میری لائق دیدار حسن یار
کیا جانے آئنہ رخ جانانہ دیکھنا

دیکھا تھا اک نظر تو قیامت گذر گئی
اب دیکھیں کیا دکھائے تمھارا نہ دیکھنا

چمکی ہزار بار مرے سر پہ تیغ ظلم
جھپکی نہ آنکھ ہمت مردانہ دیکھنا

عالم میں ان بتوں کا جو صفدر یہی ہے دور
کعبے کو ایک روز صنمخانہ دیکھنا

کبھی شب کو نہ آیا وہ رشک قمر کبھی جلوۂ نور سحر نہوا
کسی اشک نے دل کی نہ کھولی گرہ کسی آہ میں رنگ اثر نہوا
دم سرد سے پیری میں فائدہ کیا کہ فسردہ تو داغ جگر نہ ہوا
چلی تیز ہزار نسیم سحر کبھی گل یہ چراغ سحر نہ ہوا
رہوں پاؤں سے اپنے میں کیوں نہ خفا کہ کسی کی گلی میں نہ رواں
مجھے ہاتھ سے اپنے ہو کیوں نہ گلا کہ کسی کا یہ طوق کمر نہ ہوا
نہ گیا کبھی ہجر کا غم نہ گیا کبھی وصل کا ہم کو مزہ نہ ملا
یہی لیل و نہار ہمیشہ رہی یہ زمانہ اِدھر سے اُدھر نہ ہوا
یہ جنون میں ترقی ولولہ ہے کہ زمین پہ چال سے زلزلہ ہے
قدم اپنا پڑا کہو کون سی جا کہ وہ مرحلہ زیر و زبر نہوا
کہو کام پھر آئینگے کون سے دن مرے سینے میں رہ کے یہ قلب و جگر
جو یہ بسمل تیغ مژہ نہ ہوا وہ نشانۂ تیر نظر نہ ہوا
ہمیں مشغلہ رونے کا کیوں نہ رہے جو نہاں ہیں نظر سے وہ رشک قمر
ہے اشک مدام سحاب صفت کبھی خشک یہ دیدۂ تر نہوا
ہمیں روز خوشی جو نصیب ہوئی تو غم نیر رفیق بھی ساتھ رہے

رہ ملک عدم کیطرف جو چلے کوئی اپنا شریک سفر نہوا
یہ فقط مرے داغ کو رتبہ ملا یہ فقط مرے اشک کو اوج ہوا
کوئی ذرہ چمک کے نہ مہر بنا کوئی قطرہ ٹپک کے گہر نہ ہوا
کہین مشک کو ہنسنے تلاش کیا کہین سعی نمک مین خراب پھرا
جو مزہ ہے مجھے وہ کسے ہے مزا کوئی مجھ سا بھی خستہ جگر نہوا
کبھی ہمکو نہ لطف وصال ملا کبھی ہجر کا رنج و الم نہ گیا
کبھی گریۂ شب نے مزہ نہ دیا کبھی نالۂ دلمین اثر نہوا
جو ریاض جنان سے گرینگے قضا ہمین بادیہ آئیگی خاک قضا
جو نہال امید اُگے بھی تو کیا کہ نصیب کسی سے ثمر نہ ہوا
رہ وادی غم مین نہ چین ملا مجھے صفدر الم ہی ہمیشہ رہا
کہین زیر شجر جو ٹھہر بھی گیا کبھی سایہ فگن وہ شجر نہوا

جلوہ جو اپنے حسن کا اُسنے دکھادیا
دم مین فروغ شمس و قمر کا مٹا دیا
ہمنے جو اپنے غم کا فسانہ سنا دیا
کچھ اور تو نہ منھ سے کہا مسکرا دیا
اُس مہر نے جو پردہ چمن مین اُٹھا دیا
جوبن گلون کا صورت شبنم اُڑا دیا
سر کا کے زلف اُسنے جو چہرہ دکھا دیا
مہتاب کو کلنگ کا ٹیکا لگا دیا
جلدی تھی کیا نہ صور سرافیل پھنکتے
سویا تھا مین ابھی مجھے ناحق جگا دیا
جب جستجو مجھے دل گم گشتہ کی ہوئی
ملک عدم کا اُسکی کمر نے پتا دیا

ساقی بہار بادہ کشی کیا فراق مین | اُٹھکر گھٹا نے دلکو ہمارے بٹھا دیا

تعظیم اغنیا سے ہے کیا فقر مین غرض | کھینچا جو ہاتھ پانون کو ہمنے بڑھا دیا

غیر دن کو مے پلا کے رُلایا مجھے لہو | دیکر کباب اور کلیجا جلا دیا

میرے دل دو نیم کا تم بھی کرو علاج | دو ٹکڑے کر کے چاند نبی نے ملا دیا

خط آتے ہی رہا نہ رخ یار کا وہ حسن | ابر سیہ نے چاند کو کیسا چھپا دیا

اے آتش فراق کیا تو نے کیا غضب | جنت تھا میرا گھر اُسے دوزخ بنا دیا

کچھ دے کسی فقیر کو منعم ثواب لے | کام آئیگا ترے یہ کسی دن دیا دیا

یارون نے بعد مرنیکے اچھا کیا سلوک | چھاتی پہ رکھکے سنگ زمین مین دبا دیا

بلبل کو نالہ کر کے جو مین نے کیا ذلیل | گل ہنس پڑے تو غنچون نے بھی مسکرا دیا

تیغ جفاے یار بھی صفدر عجیب ہے
مانند زخم مجھ کو ہنسا کر رُلا دیا

جو دل مین ذرا آپکے گھر نہو گا | گذارہ مرا بندہ پرور نہو گا

کوئی گل ترے رخ سے ہمسر نہو گا | کوئی سرو قد کے برابر نہو گا

نزاکت یہی ہے تو اُس فتنہ گر سے | روان میری گردن پہ خنجر نہو گا

سمجھ لینگے ہم بھی کرو ظلم ہمپر | بپا کیا کسی روز محشر نہو گا

نہ لکھینگے جبتک مجھے آپ نامہ | کبھی ختم شکوونکا دفتر نہو گا

کٹی فرقت یار مین عمر ساری | کسی کا بھی ایسا مقدر نہو گا

کہو گے تو کیا ضبط فریاد مشکل
کسی بات سے بندہ باہر نہوگا

نہونگا میں قسمت سے جب ہوگا خنجر
ملونگا انھیں میں تو خنجر نہوگا

نہ چھیڑو گے جبتک نمک زخم دلپر
مزہ زندگی کا میسر نہ ہوگا

لکھونگا جو احوال دل میں تو نامہ
رسالہ تو ہوگا جو دفتر نہوگا

وہ میکش ہوں مینا سے ساغر نہیں ہے
اگر ہوگا مینا تو ساغر نہوگا

کہاں کوہکن اور کہاں وصل شیریں
کرے محنتیں خاک پتھر نہوگا

اُٹھاؤں سر سجدہ اِس آستان سے
یہ مجھ سے کبھی بندہ پرور نہوگا

اگر کوے قاتل میں جانا چھوٹا
بدن پر مرے ایکدن سر نہوگا

لیا خواب میں جسنے چوری سے بوسہ
کوئی اور ہوگا وہ صفدر نہوگا

جو گل تھا باغ میں ترا آئینہ دار تھا
پرتو ترے لباس کا رنگ بہار تھا

قابل ستم کے چرخ نہ میں خاکسار تھا
پیسا عبث میں آپ ہی مشت غبار تھا

کیا بد معاملہ ہو کہ تم پھیرتے نہیں
ہمنے جو دل دیا تھا بڑا اعتبار تھا

ہر صبح راہ کوچۂ جاناں تھی اور ہم
زندہ تھے جب تلک یہی اپنا شعار تھا

ہمکو بلا کے کیوں نہ ملاقات تمنے کی
آنے نہ آنے میں تو تمھیں اختیار تھا

دونوں طرف سے شوق ملاقات تھا جو کل
عاشق کو تھا قرار نہ اُنکو قرار تھا

بے پردگی کے خوف سے وہ شب کو پھر گئے
روشن غضب ہوا کہ چراغ مزار تھا

دوڑی جو ایسی پیچھے بگولے کے روح قیس
شاید کہ اسمین جلوۂ محمل سوار تھا

اب کیا کرون سوال کہ پایا جواب صاف
جبتک نہ یاس تھی مجھے امیدوار تھا

مایوس ہو کے موت کے اب ہم ہین منتظر
ابتک تو یار ہم کو ترا انتظار تھا

اللہ ری ضد کہ غیر نے وہ بھی مٹا دیا
اُس کوچے مین مرا جو نشان مزار تھا

اچھا ہوا کہ جلد مین تربت مین گر گیا
یارون کے دوش پر مرا تابوت بار تھا

کشتے کا تیرے اوج کل آیا ہمین نظر
پیدل تھا یا وہ چار نفر کے کاندھے سوار تھا

مٹنے سے داغ کے یہ ہوا غم کہ ہم مٹے
دل جا چکا تھا سینے مین یہ یادگار تھا

اب دوست بھی عدو نظر آتے ہین دہر مین
صفدر گئے وہ روز کہ دشمن بھی یار تھا

یار تھا مقتل تھا شمشیر ادا تھی مین نہ تھا
قتل پر میرے کمر باندھے قضا تھی مین نہ تھا

مطرب و ساقی بھی تھے خالی میری جا تھی مین نہ تھا
رات اُس محفل مین سب خلق خدا تھی مین نہ تھا

اُسنے جب پوچھا کہ تو نے قتل عاشق کو کیا
غمزہ بولا وہ نزاکت تھی ادا تھی مین نہ تھا

کیا ہوا مجھ سے جدا ہو کر جو دلبر تک گیا
دل مرا ساتھی نہ تھا کچھ دلکا ساتھی مین نہ تھا

کہتے ہین وہ رخ کے بوسے جو لئے ہین کس نے لیے
مین یہ کہتا ہون تری زلف رسا تھی مین نہ تھا

جلوہ گاہ خاص تک اے گل گذر میرا کہان
زلف تیری جسنے برہم کی صبا تھی مین نہ تھا

یار نے منہدی لگائی مجمع عشاق مین
ساری محفل خواستگار خونبہا تھی مین نہ تھا

بیٹھتا ہون مجھ سے کیون ہم ہی نوائے سنگ گل
کی گلون سے جسنے سرگوشی صبا تھی مین نہ تھا

ڈھونڈھتی تھی رات مجکو بزم مین اُسکی نگاہ — کیا کرون تقدیر میری نارسا تھی مین نہ تھا
کہتے ہین وہ مجھ سے محرومی کا بیجا ہی گلہ — مانع دیدار تو میری حیا تھی مین نہ تھا
وہ کہینگے حشر مین قاتل کو پوچھونگا اگر — وہ قضا تیری تھی یا میری ادا تھی مین نہ تھا
عرض کرتا سنگدل اتنا نہ اُس بت کو بنا — عالم ایجاد کی جب ابتدا تھی مین نہ تھا

رات اُس محفل مین کیا موقع تھا صفدر کیا کہون
سرمہ تھا مسّی تھی غازہ تھا حنا تھی مین نہ تھا

انداز نرالا ہی تری جلوہ گری کا — ہی چاند سا چہرہ تو چلن کبک دری کا
لائیگی نہ بو جامۂ محبوب کی جب تک — دامن مین نہ چھوڑونگا نسیم سحری کا
صد شکر کہ صیاد نے تکیہ تو بنایا — کچھ رنج نہین ہی مجھے بے بال و پری کا
ہر جنبش مژگان سے ہی مقتول زمانہ — کیا تیز ہی خنجر تری بیدادگری کا
اُٹھا ہی یہ کہکے رخ پر نور سے پردہ — خورشید مین عالم ہی چراغ سحری کا
اس عہد مین خاک اہل ہنر چھپانے رہین — چمکا ہوا اختر ہی فقط بے ہنری کا
گل پاس ہی کیا صدمہ ہی دل پر ترے بلبل — ہی رنگ ترانون مین ترے نوحہ گری کا
یاد آئی مجھے اپنے دم بازپسین کی — دم ٹوٹتے دیکھا جو چراغ سحری کا
عشاق کی محفل سے وہ اُٹھے تو یہ کہکر — انسان کی صحبت مین نہین کام پری کا
تربت پہ غریبون کے چراغان نہین ای گل — پھولا ہی چمن یہ تری بیدادگری کا
کون اُٹھ گیا ہی بزم سے یارب کہ سر شام — ہر شمع پہ عالم ہی چراغ سحری کا

ی اگر انجام پہ کچھ تجکو نظر ہی — زاہد سفر آسان ہی خشکی سے تری کا
اندر کا اکھاڑا ہی چمن موسم گل مین — ہر پھول پہ ہر شاخ پہ عالم ہی پری کا
ہی یاد مجھے وہ شب وصلت کا گذرنا — پروانون سے ملنا وہ چراغ سحری کا

پھر چاک ہوئی گل کی قبا باغ مین صفدر
پھر شوق ہوا دل کو مرے جامہ دری کا

کس سے کس سے مین جا بجا نہ ملا — پر کہین دل کا مدعا نہ ملا
جسکو احمد سا رہنما نہ ملا — ڈھونڈھتا ہی رہا خدا نہ ملا
ربط اُس شوخ سے ہوا نہوا — کیا اجارہ ہی دل ملا نہ ملا
ایسے اہل جہان عدم کو گئے — کہ کسی کا کہین پتا نہ ملا
کھولتا جو گرہ مرے دل کی — کوئی ایسا گرہ کشا نہ ملا
ایک حسن و جمال مین تم ہو — تم سا عالم مین دوسرا نہ ملا
دلربا سیکڑون ملے لیکن — کوئی معشوق باوفا نہ ملا
تم نہ جسکو ملے خراب ہوا — کعبے مین بھی گیا خدا نہ ملا
دین و دنیا کی مل گئی دولت — تم جو مجکو ملے تو کیا نہ ملا
فقر مین عرش پر دماغ رہا — بادشاہون سے مین گدا نہ ملا
راہ ہستی مین سب تھے بیگانے — آجتک کوئی آشنا نہ ملا

دل جو سینے سے گم ہوا صفدر

لاکھ ڈھونڈھا کہین پتا نہ ملا

کیا کہون حال ہی جو کچھ دل کا — رقص دیکھا ہی تینے بسمل کا
ہی عدم کتنی دور ہستی سے — فاصلہ کل ہی ایک منزل کا
شور محشر ہی جسکا نام جنون — شور ہی وہ مری سلاسل کا
اتفاقاً وہ آ گئے ہین ادھر — خوب نکلیگا حوصلہ دل کا
ای صبا قیس دیکھے لیلے کو — کہین پردہ الٹ دے محمل کا
ہجر جانان مین مہر و ماہ نہین — داغ ہی وہ جگر کا یہ دل کا
آکے بیٹھے ہین غیر پر معنان — رنگ بگڑا ہی انکی محفل کا
کون آیا کہ باغ مین ہی خوشی — نغمہ تیہون مین ہی جلاجل کا
وہ اٹھایا ہی ہجر کا صدمہ — اب کی بچنا محال ہی دل کا
دام صیاد لے کے آیا ہی — اب نگہبان خدا عنادل کا
مرتے دم وہ مجھے کوئی بوسہ — ہی سوال آخری یہ سائل کا
ہوئین بسمل کی مشکلین آسان — دم غنیمت ہی تیغ قاتل کا

نزع کہتے ہین جسکو ای صفدر
فی الحقیقت ہی وقت مشکل کا

صانع نے اسکو آپ ستمگر بنا دیا — ابرو کو قتل کے لیئے خنجر بنا دیا
مانی نے کھینچین دونون شبیہین الگ الگ — اسکے قدم پہ کیون نہ مرا سر بنا دیا

آنکھون نے میری وقت نظارہ بہا کے اشک ۔ تار نگہ کو رشتۂ گوہر بنا دیا
فرقت سے دلمین خون ہزار آرزو ہوا ۔ تمنے تو قتلگاہ مرا گھر بنا دیا
جکڑا اسی نے مجکو سلاسل مین ای جنون ۔ جسنے کہ اسکو پھولون کا زیور بنا دیا
صدمے دیئے یہ فرقت محبوب مین مجھے ۔ مینائے دل کو چرخ نے پتھر بنا دیا
سرگشتگی مین عمر ہماری گذر گئی ۔ دور فلک نے پانون مین چکر بنا دیا
لکھا تھا ایک بند ہزارون کیے رقم ۔ نامے کو فرط شوق نے دفتر بنا دیا
پردہ اٹھاتے ہی رخ روشن سے یار نے ۔ ذرون کو آفتاب منور بنا دیا
بخشا جو اسکو حسن تو مجکو خدا نے عشق ۔ قمری مجھے تو اسکو صنوبر بنا دیا

پہلے تو ایسے عشوہ و ناز و ادا نہ تھے
معشوق ہمنے یار کو صفدر بنا دیا

سفر مین اگر کبھی ان آنکھون نے روئے اہل وطن نہ دیکھا
قفس مین ایسے ہوئے مقید کہ خواب مین بھی چمن نہ دیکھا
سوائے رخسار و خال و گیسو کسی کا ہم نے دہن نہ دیکھا
حلب بھی دیکھا حبش بھی دیکھا ختن بھی دیکھا یمن نہ دیکھا
پھرے زمانے مین مدتون ہم رہی حسینون کی ہمکو صحبت
کسی کی ایسی ادا نہ پائی کسی مین یہ بانکپن نہ دیکھا
نگاہ ترچھی کلاہ ترچھی روش ہے ترچھی ادا ہے ترچھی

جو بانکپن ہمنے تم مین دیکھا کسی مین یہ بانکپن نہ دیکھا
دہن ہی غنچہ تو آنکھ نرگس جو زلف سنبل تو سرو قامت
تمھین تو دیکھا بلا سے ہمنے جو فصل گل مین چمن نہ دیکھا
کہین تمھین خوبیون کا مجمع تمھارے عشاق کیا سمجھکر
وفا و الفت کا ذکر کیا ہی کمر نہ دیکھی دہن نہ دیکھا
چلا جو دل سوے زلف جانان پھنسا بلا مین گرا کنوین مین
بنا دیا شوق نے یہ اندھا کہ اسنے چاہِ ذقن نہ دیکھا
جو دیکھین وہ خال زیر ابرو پڑھے نہ کیونکر تعجب اپنا
گئے ہین کعبے مین ہم تو اکثر وہان کوئی برہمن نہ دیکھا
عذاب سے میری لاغری نے مری لحد مین مجھے بچایا
فرشتے آئے جو بہر پرسش تو کچھ سواے کفن نہ دیکھا
ہزار جادو زبان ہی سحبان ہزار معجز بیان ہین لقمان
مگر کسی روز اسکے آگے کسی کو گرم سخن نہ دیکھا
دکھائی قسمت نے وصل کی شب اٹھا وہ چہرے سے اپنے گیسو
عجب کی جا ہی کہ شب کو ہم کیا کسی نے سورج گہن نہ دیکھا
کمال یارون سے تنگدل تھے عبث گرفتار آب و گل تھے
چلے سفر کو کبھی جو صفدر تو پھر کے سوے وطن نہ دیکھا

کیا ہم سے پھر گئی نگہ یار دیکھنا تقدیر جو دکھائے وہ ناچار دیکھنا
چہرے پہ اُسکے گیسوے خمدار دیکھنا کیا باغ پر ہر ابر دھواندھار دیکھنا
گہ میری سمت گاہ سوے غیر ہی نگاہ کستی ہی دونون باگون پہ تلوار دیکھنا
صیاد دام لیکے تو آئے سوے چمن ہم سب سے پہلے ہونگے گرفتار دیکھنا
آنکھیں تری کہین نہ نکلواے باغبان گل کو سمجھ کے بلبل گلزار دیکھنا
ہم نالہ کرتے پہونچے تو بولے وہ غیر سے کیسا یہ شور ہی پس دیوار دیکھنا
گھر چھوٹنا وہ عالم غربت مین یاد ہی حسرت سے جانب در و دیوار دیکھنا
دیکھا جو مین نے پیار سے جھنجھلا کے یہ کہا پھر یون مری طرف نہ خبردار دیکھنا
یوسف تو ہو مگر ہو ابھی خردسال تم بارہ برس کے ہوگے تو بازار دیکھنا
دیکھا جو برق طور کو موسی نے غش کیا آسان نہین ہی جلوۂ دلدار دیکھنا
گستاخ ہو گئے مین نے جو بوسہ طلب کیا ہنسکر کہا کہ آپ کی گفتار دیکھنا
مدت ہوئی کہ دام قفس مین ہوے اسیر یارب نصیب ہو ہمین گلزار دیکھنا

صفدر سخن مین بھی ہی اثر سوز عشق کا
کس درجہ گرم ہین مرے اشعار دیکھنا

اب رہا کون آشنا میرا دل ہی مجھ سے جدا ہوا میرا
ہر نگہ مین ہین سیکڑون ارمان کوئی دیکھے تو دیکھنا میرا
متردد ہی دل کہون نہ کہون پوچھتے ہین وہ مدعا میرا

چار ہی دن مین ہوکے تم سے جدا
دیکھو کیا حال ہوگیا میرا

اُس گلی مین گیا تو یہ چاہا
کوئی دیکھے نہ نقش پا میرا

دست رنگین سے اُسنے قتل کیا
مل گیا مجکو خونبہا میرا

صبح پیدا ہوئی جو وصل کی شب
رنگ چہرے سے اُڑ گیا میرا

اب مین ملک عدم کو جاتا ہون
بخشدو تم کہا سنا میرا

پوچھتے کیا ہو بیدلی کا سبب
لیگیا دل وہ دلربا میرا

گر خدا اُسنے دکھائی وصل کی شب
خوب نکلیگا حوصلہ میرا

لیے جاتے ہو تم کہان دل کو
ہے یہ مدت کا آشنا میرا

اُس ستمگر سے دل لگایا ہے
کوئی دیکھے تو حوصلہ میرا

چھوڑ کر دل مرا نہ جا اے چشم
ساتھ مدت سے ہے ترا میرا

پاس تمکو اگر نہین تو نہ ہو
ہے تو کیا نہین خدا میرا

جب بہار آئی باغ مین صفدر
داغ دل ہوگیا ہرا میرا

روے تابان جسنے دیکھا محو حیرانی ہوا
مبتلاے زلف پابند پریشانی ہوا

کیا تواضع سے مسخر عالم فانی ہوا
قد پر خم خاتم دست سلیمانی ہوا

استقدر سجدے کیے سنگ در محبوب پر
یک قلم معدوم خط لوح پیشانی ہوا

خسرو یوسف دونون عاشق ہین ترے اتنا ہے فرق
کوئی زندانی ہوا کوئی بیابانی ہوا

ہون وہ بیکس آئینے سے صاف روشن ہی مجھے شکل میری دیکھکر تصویر کا دل پانی ہوا
عالم وحشت مین کیا پروا رفوگر کی رہے کب بھلا کب چاک اپنا رشتۂ عریانی ہوا
کسکا غم آیا کہ مری خون بستہ دل کباب خانۂ تن مین مرے سامان مہمانی ہوا
دل نے باندھا دھیان جب اُس گیسو و رخسار کا ایک شب مین ختم قرآن کیا آسانی ہوا
دو قدم چلکر کیا تمنے زمین کو آسمان ذرہ ذرہ صورت خورشید نورانی ہوا
اُس حسین کے آتے جسدم باغ ہستی مین قدم شور اُٹھا ہر سو کہ پیدا یوسف ثانی ہوا
گھٹتے گھٹتے تن کو کیا معراج معدومی ملی رفتہ رفتہ سایۂ محبوب یزدانی ہوا
قامت آدم سے بالا قد احمد کیون نہو مصرع اول سے بہتر مصرع ثانی ہوا
مین مسلمان جبتلک تھا صد سے وہ ہندو رہا مین جو ہندو ہوگیا وہ شوخ نصرانی ہوا
زینت وحشت عجب کانٹون کے چھدنے سے بڑھی پانون اپنا شانۂ زلف پریشانی ہوا

کھنچ گیا نقشہ مضامین سراپا کا ترے
خامۂ صفدر بھی گویا خامۂ مانی ہوا

جبتلک اپنے دلکو شغل آہ آتشناک تھا اک نیا ہر روز ہنگامہ تہ افلاک تھا
وصل ہوتے ہی یہان ہستی کا قصہ پاک تھا رابطہ حسن و عشق ربط شعلہ و خاشاک تھا
اُسکے جاتے ہی گلستان ہوگیا ماتم سرا نخل ماتم ہر شجر ہر گل گریبان چاک تھا
سرخرو وہ بسملون مین تیرے تھا ای شہسوار کٹکے سر جسکا بدن سے بستۂ فتراک تھا
غم کبھی میرے دل پرسوز مین ٹھہرا نہ عیش پڑ گیا جو آگ مین دم بھر مین جلکر خاک تھا

یا الٰہی عمر بھر پھرتا رہا کیون سر مرا
گرد باد دشت تھا یا کاسہ گر کا چاک تھا

کیون کمی قاتل نے کی تلوار روکی کس لیے
گردن سر کاتو اک ضربت مین قصہ پاک تھا

ایکدم مین عرصہ ہستی کو یہ طے کر گیا
توسن عمر روان چالاک سا چالاک تھا

جب روانی عمر تا پہونچ جاتا فقط ہمت تھی شرط
دور کتنا آستان صاحب لولاک تھا

تھا بڑا مجرم مگر شرم گنہ کام آگئی
آنکھ سے آنسو کا گرنا تھا کہ دامن پاک تھا

پیش عاقل بود و نابود جہان ہو کیون نہ ایک
خاک سے پیدا ہوا جو عاقبت وہ خاک تھا

لوٹ کا کیا کام صفدر ہر طرف تر دامنی
بڑھ گئے حسن پاک سے بھی اپنا عشق پاک تھا

ہر پری پیکر کا مین عالم مین دیوانہ ہوا
شمع رو دیکھا جہا نین اسکا پروانہ ہوا

دل جو عشق نرگس میگون مین دیوانہ ہوا
رفتہ رفتہ عمر کا لبریز پیمانہ ہوا

ہو گیا کیا انقلاب دل بتون کے عشق مین
پیشتر اس سے جو کعبہ تھا وہ بتخانہ ہوا

وصل کی شب ملکے آنکھین ہمنے کیا لوٹے مزے
پنجہ مژگان کسی کی زلف کا شانہ ہوا

وہ مرے گھر سے گئے کیا دل بھی پہلو سے گیا
ہجر ہوتے ہی جو اپنا تھا وہ بیگانہ ہوا

ذکر مین ذکر آگیا ان صاف دانتون کا اگر
دانہ گوہر ہر اک تسبیح کا دانہ ہوا

آج مہمان ہے الٰہی کون رشک آفتاب
منزل خورشید تابان میرا کاشانہ ہوا

کر گیا ملک عدم کو کوچ عامل حسن کا
خط رخ یار معزدلی کا پروانہ ہوا

ہے یہ رنگ بے ثباتی بزم خالی ہو گئی
جبتلک ساقی لیا لب ہم سے پیمانہ ہوا

حال اُسکے حسن کا قصہ ہمارے عشق کا
رفتہ رفتہ لیلی و مجنون کا افسانہ ہوا

ہی مری وحشت بھی ای صفدر کوئی تازہ طلسم
چار دن بیٹھا جو میرے پاس دیوانہ ہوا

غمِ عاشقی کارگر ہو چکا
جو ہونا تھا ای بیخبر ہو چکا

کرو غصہ موقوف برہم نہ ہو
زمانہ اِدھر سے اُدھر ہو چکا

نشانہ ہو جلد ای دل بیخبر
روانہ وہ تیر نظر ہو چکا

کسی بات پر وہ نہ راضی ہوے
کٹی رات وقتِ سحر ہو چکا

نہ آیا کبھی رحم اُس شوخ کو
یہی آہ ہی تو اثر ہو چکا

کدورت یہی ہی اگر درمیان
دل یار مین اپنا گھر ہو چکا

صبا کا گذر اُس گلی مین نہین
گذارہ ترا نامہ بر ہو چکا

کسی کے وہ اب دلکو دیکھینگے کیون
کہ آئینہ مد نظر ہو چکا

پھرین کیا سوے دیر کعبے سے ہم
رخ اپنا ادھر سے اُدھر ہو چکا

بہت سجدے اُس در پہ صفدر کیے
چلو بس اُٹھو دردسر ہو چکا

گریۂ مینا سے جی یا خندۂ پیمانہ تھا
غور سے دیکھا تو اُسکا جلوہ مستانہ تھا

قتلگاہ شوق مین معشوق تھا قاتل کہان
تیغ رکھدینا گلے پر نازِ معشوقانہ تھا

پاے قاتل پر جو مین نے کاٹ کر سر رکھدیا
یہ بھی اک ادنی سا جوش ہمت مردانہ تھا

حال واعظ ہمسے پوچھین اہل مسجد سے کہو
آج ہو منبر نشین کل ساکن میخانہ تھا

میرے مرنیکی خبر پائی تو اُسنے یہ کہا
جی بہلتا تھا مرا وہ بھی عجب دیوانہ تھا

کسطرح گلزار مین رہنے کہ قسمت پھر گئی
خانۂ صیاد مین اپنا تو آب و دانہ تھا

سنکے وہ حال دل صفدر یہ کہکر سو گئے
فی الحقیقت خوب ہی دلچسپ یہ افسانہ تھا

کم ہو گیا درد عشق کی شدت فغان سے کیا
صدمہ جو دلپہ ہو وہ کہون مین زبان سے کیا

راحت طلب ہو کون مجھے آسمان سے کیا
درکار ہی نہین ہو تو مغ کی دکان سے کیا

آئے بہار جائے خزان تازہ ہون نہال
مین دام مین پھنسا ہون مجھے بوستان سے کیا

بوسے تو روے گل کے لیے فرط شوق مین
حیران ہون اب عذر کرون باغبان سے کیا

خلقت ہماری ذکی ہی خلقت جہان مین
فرصت تمام عمر ملیگی فغان سے کیا

ڈرتا ہون کیا پیام کہون نامہ بر سے مین
کیا جانے اُسکے سامنے نکلے زبان سے کیا

روے قمر ہی جسکی کف پا سے منفعل
تشبیہ اُسکی مانگ کو دون کہکشان سے کیا

تن مین نہین جو روح تو کس کام کا ہی تن
طائر جب اُڑ گیا تو غرض آشیان سے کیا

دنیا نظر مین خاک ہی عقبی کی فکر مین
طالب وہان کے ہین ہمین مطلب یہان سے کیا

بہتر نہین ہی دیر و حرم اس مقام سے
جاؤن کہین مین اُٹھکے ترے آستان سے کیا

بڑھتا نہین ہی ناقۂ لیلی جو نجد سے
مجنون کو اتحاد ہوا ساربان سے کیا

دل کھولکر ملونگا اکیلے تو وہ ملین
غائب وہین ہو اُنکا کہینگے زبان سے کیا

دیدار دخت رز کا نہین آجتک نصیب	حاصل ہی مجکو خدمت پیر مغان سے کیا
سر ہر قدم پہ ہین دل عشاق پائمال	سیکھی ہی تمنے ظلم کی چال آسمان سے کیا
باتین لڑائی کی ہین لب لعل یار پر	وصلت کی شب بان ملیگی زبان سے کیا
راہ جہان مین مد نظر ہی رواردی	اُنکو گا پشت توسن عمر روان سے کیا

ہون سرفروش قتل کی صفدر ہی آرزو
سر کینگے پائون معرکۂ امتحان سے کیا

بیان کرتے ہو تم جو صفدر کہ شب آ میے بے نقاب دیکھا
کہو تو پائی ہی جاگتے مین یہ تمنے دولت کہ خواب دیکھا

جہان فانی خراب پایا یہ بحر ہستی سراب دیکھا
تمام عالم کا کارخانہ برنگ چشم حباب دیکھا

سرائے فانی کے میکدے مین ہر اک بشر کو خراب دیکھا
کسی کو مست جمال پایا کسی کو مست شراب دیکھا

کہون شب غم کی کیا مصیبت سوائے ایذا ہدی نہ راحت
نہ موت آئی نہ نیند آئی نہ آنکھ جھپکی نہ خواب دیکھا

اگرچہ کعبہ بھی خوب گھر ہی صنمکدہ بھی ہی اچھی محفل
مگر نہ دونون کو ہمنے اپنے مکان دل کا جواب دیکھا

کہین تو میخوار ہنس رہے تھے کہین تھے پرہیزگار گریان

عجیب ہنگامہ اُٹھ گے تربت سے ہمنے روز حساب دیکھا
خیال آیا کہ عشق قامت مین پھک رہا ہی جگر ہمارا
جلا بُجھنا سیخ پر کسی دن جو ہم نے کوئی کباب دیکھا
وہ گردش چشم مست ساقی لگی نظر مین ہماری پھرنے
شرابخانے مین جاکے ہم نے جو دور جام شراب دیکھا
ہوا جو آئینہ بھی مقابل تو عکس سے تم نے منھ چھپایا
تمھاری آنکھون نے بھی نہ تم کو کسی طرح بیحجاب دیکھا
ترقی داغ غم نہ پوچھو فراق جانان مین ہمنشینو
جو شام کو ماہ اُسکو پایا تو صبح کو آفتاب دیکھا
کلیم سے کوئی جاکے کہدے کہ تم نے کہنا مرا نہ مانا
رہا ذرا بھی نہ ہوش باقی نہ تاب آئی جناب دیکھا
جسے سمجھتے ہین سب محبت وہ ہی حقیقت مین عین ذلت
کسی کو شیدا کسی کو رسوا کسی کو خانہ خراب دیکھا
نہ چین صفدر رتھا زندگی مین نہ بعد مرنیکے پائی راحت
یہان بھی ہمنے عذاب دیکھا وہان بھی ہمنے عذاب دیکھا

دل صد چاک اپنا جب کسی گیسو کا شانہ تھا
مرا سر جبتلک تھا اور اُسکا آستانہ تھا
وہ دن کیا خوب تھے یارب کیا اچھا زمانہ تھا
موافق دور گردون میرے ملنے پر زمانہ تھا

اُٹھا تھا جب مین دنیا سے عبث گریان زمانہ تھا
کہ شور طبل ماتم میرے حق مین شادیانہ تھا

اُسی کی شکل دیکھی ہر طرف جب سیر گلشن کی
ہر اک پتا تھا آئینہ چمن آئینہ خانہ تھا

نکالے بھی نہ تھے بال و پر اپنے طائر دل نے
کہ تیر ظلم چرخ ناوک افگن کا نشانہ تھا

عبث چین بر جبین ہو تم ہمارا حال دل سنکر
نہ تھی آزردگی کی بات شکوہ دوستانہ تھا

صنمخانے کو پہلے کچھ نہ ہم اے شیخ سمجھے تھے
جو دیکھا کچھ عجب قدرت کا اُسکی کارخانہ تھا

نہ کیونکر شکر کرتے ہم کہ پہونچے اسکے قدمون تک
مکرر سجدہ کا تا پائے جانان پر دوگانہ تھا

رہا حسن جوانی جب تلک موقوف کیا ہمپر
وہ لیلی وش تھا تو مجنون ترا سارا زمانہ تھا

لحد پر کے جب احباب نے برپا کیا ماتم
گھرا ایسا دھوان نالون کا گویا شامیانہ تھا

بُرا ہو دور گردون کا کہان سے اب کہان پھینکا
ہمارا سر تھا برسون اور اُسکا آستانہ تھا

کبھی گلشن مین رہتے تھے قفس مین اب مقید ہین
خطا صیاد کی کیا ہے ہمارا آب و دانہ تھا

تقدر دیکھنا ہمپر ہوئی نیند اور بھی غالب
سحر کو قافلہ جسوقت منزل سے روانہ تھا

پریرو کسطرح گاتے نہ خوش ہو کے اے صفدر
ہوا جو شعر موزون اس غزل مین عاشقانہ تھا

دیکھیے انجام کیا ہو بلبل ناشاد کا
رنگ کچھ بگڑا ہوا ہے صحبت صیاد کا

قصد تو روز قیامت تھا بہت فریاد کا
پیار لیکن آگیا مُنھ دیکھکر جلاد کا

کچھ نہین کھُلتا برا ہو چرخ کی بیداد کا
کس چمن مین آشیان تھا بلبل ناشاد کا

کسقدر شوق اسیری نے کیا ہے بیقرار
پوچھتے پھرتے ہین ہر کوچے مین گھر صیاد کا

دیکھ پایا ہی جو انداز خرام ناز یار
کچھ چلن بگڑا ہوا ہی باغ مین شمشاد کا

سامنے میرے جو کھینچی اُسکے مژگان کی شبیہ
تیر بنکر پڑ گیا دل پر قلم بہزاد کا

ہی ابھی آنکھو نمین دم اُٹھو بھی چہرے سے نقاب
رحم کا یہ وقت ہی موقع نہین بیداد کا

طرفہ مشت خاک کو اللہ نے بخشا شرف
دیکھنے آتی ہین پریان حسن آدم زاد کا

ذوق نظارے کا تھا ایسا نہ کچھ ایذا ہوئی
ذبح ہوتے وقت مُنہ دیکھا کیے جلاد کا

وادی وحشت مین سرگردان اہون اسقدر
تھک گیا ہی پانون اُٹھ سکتا نہین ہمزاد کا

ایک بھی بت تیری صورت کا نہین اے صنم
دیکھ آیا ہون مین بتخانہ الہ آباد کا

غیر پر بجلی گریگی یا پسیجے گا وہ بت
کچھ نہ کچھ آخر دکھائیگا اثر فریاد کا

یا علی مشکلکشائی کیجیے صفدر کی اب
دیر سے یہ منتظر ہی آپ کی امداد کا

راتون کو مری سُنکر فریاد بہت رویا
دل تھام لیا اپنا صیاد بہت رویا

وہ عاشق پرغم ہون سُنکر مرا افسانہ
مجنون نے کیے نالے فرہاد بہت رویا

پردرد وہ افسانے بلبل نے کیے شب بھر
گلچین کے بہے آنسو صیاد بہت رویا

میخانے سے مسجد مین آنے کو تو مین آیا
صحبت کے جلیس اُسکے جب یاد بہت رویا

تھا کون جو غربت مین غمخوار مرا ہوتا
سائے نے کیا ماتم ہمزاد بہت رویا

دلمین یہ ترحم ہی ہون سب کا شریک غم
رویا مین جسے دیکھا برباد بہت رویا

دشمن کو خوشی میری کسطرح پسند آتی
جب زخم ہنسے میرے جلاد بہت رویا

وہ عاشق گریان ہون کھینچا جو مرا نقشہ
مانی کو ہوئی رقت بہزاد بہت رویا

تھی طوق و سلاسل سے تن کی جو یکجائی
زندان سے ہوا جب مین آزاد بہت رویا

ہر بیت مین مضمون تھا پر درد جو اے صفدر
دیکھی جو غزل میری استاد بہت رویا

پھر آج سامنا ہی کسی ماہ عید کا
تارا چمک گیا مرے بخت سعید کا

ارمان ہی رہ گیا رخ قاتل کی دید کا
اپنی ہمین سفر مین ہوا چاند عید کا

صدمے سے پھٹ گیا ہی دل زخمی کا آبلہ
گنبد بنے گا کیا یہ مزار شہید کا

ہمشکل ہی وہ ابروے کمانی ہزار مین
ممکن نہین جواب کلام مجید کا

قاتل سے کہہ دو دیکھ لے مڑ کر اک نظر
دنیا سے آج کوچ ہی تیرے شہید کا

سنتے ہین سب کسی نے بھی دیکھا نہین کبھی
عنقا ہی نام اُس دہن ناپدید کا

ڈر ہی نہ آئے آمد جانان مین مجھکو موت
انجام ہو بخیر شب روز عید کا

شب کو نبات نعش پہ جب پڑ گئی نظر
سمجھے یہ ہی جنازہ کسی کے شہید کا

انگشتری سے کچھ دہن یار کم نہین
خالی سیہ ہی اُس نگینہ حدید کا

صفدر کہان مراد کا ملنا نصیب مین
ڈھونڈھین جو ہم مزار نہ پائین شہید کا

غنچون مین ہی چرچا تری نازک بدنی کا
پھولون مین ہی شہرہ تری گل پیرہنی کا

ٹکڑا ہی لب لعل عقیق یمنی کا
دانتون پہ گمان ہی مجھے ہیرے کی کنی کا

کافی ہے وہی ہم کو چراغ شب غربت
سینے مین جو ہے داغ غریب الوطنی کا

شاخ گل تر خامہ ہو کاغذ ورق گل
تو وصف لکھون مین تری نازک بدنی کا

انگڑائی اُدھر لی کسی مخمور نے بیشک
صدمہ جو اِدھر ہے مجھے اعضا شکنی کا

اک جلوے مین موسیٰ ہوے غش طور پہ کیسے
طاقت ہے کہون مُنھ سے مین کلمہ ارنی کا

دیکھے تو دہان و لب لعلین کا کوئی رنگ
خاتم مین نگینہ ہے عقیق یمنی کا

مشہور ختن مین ہے ترا گیسوے مشکین
شہرہ ہے سمرقند مین شیرین دہنی کا

نظرون مین سماتی ہے کہان دولت دنیا
صفدر مین گدا ہون در شاہِ مدنی کا

مین گھر سے چلکے بزم دلدار تک نہ پہونچا
بلبل قفس سے چھٹ کر گلزار تک نہ پہونچا

الفت تھی دونون جانب تقدیر نے کمی کی
پہونچا نہ یار مجھ تک مین یار تک نہ پہونچا

دل چاک چاک ہوکر برسون رہا پریشان
لیکن کسی کی زلف خمدار تک نہ پہونچا

چرچا جنون کا پھیلا آفاق مین تو حاصل
قصہ ہمارا گوش دلدار تک نہ پہونچا

قاصد جہان سے گذرا سختی سے منزلونکی
قسمت کا یہ بھی لکھا خط یار تک نہ پہونچا

پردے مین جب نہین وہ کس طرح کوئی دیکھے
کیا دھوم ہوگئی یوسف بازار تک نہ پہونچا

قصر فلک تو گرتا پر تھم گئے یہ آنسو
سیلاب خیر گذری دیوار تک نہ پہونچا

تھی فکر سر بھی اونچی منبر پہ جاے واعظ
رندون کا ہاتھ اُسکی دستار تک نہ پہونچا

کچھ بخت کی رسائی کچھ اپنی نارسائی
واعظ فلک تو پہونچا خمار تک نہ پہونچا

اک بوسے سے زیادہ ہرگز دیا نہ اسنے
دس کیا شمار انکا دو چار تک نہ پہونچا

طائر وہ ہون کہ جسکی قسمت نے کوتہی کی
چھوٹا اگر قفس سے گلزار تک نہ پہونچا

اللہ رے ضبط صفدر فرقت مین عمر گذری
افسانۂ محبت اغیار تک نہ پہونچا

دیکھنے کا ترے ارمان نکلنے نہ دیا
لاکھ سنبھلا دل مضطر نے سنبھلنے نہ دیا

سرو کو بڑھکے قد یار نے چلنے نہ دیا
مین نے قمری کو اطاعت سے نکلنے نہ دیا

شوق نظارۂ گلزار نے مجھ لاغر کو
دوش پر باد صبا کے بھی سنبھلنے نہ دیا

روح پہلے ہی نکل آئی مرے قالب سے
میان سے بھی ترے خنجر کو نکلنے نہ دیا

سب سے بڑھکر ہے ہمین تیری نزاکت سے گلہ
دو قدم ساتھ جنازے کے بھی چلنے نہ دیا

کم جہنم سے نہ تھی آتش عصیان لیکن
آنسوون نے مجھے اس آگ مین جلنے نہ دیا

ہوگئی جان ہوا پر نہ چھٹے گیسو سے
مرکے بھی پیچ سے قسمت نے نکلنے نہ دیا

ای فلک سوزش دل معجزہ ہوتی آخر
دست موسی کیطرح کیون اسے جلنے نہ دیا

تیغ مقتل مین کھنچی ہے وہ بلاتے ہین تجھے
یہ پیام آکے کبھی پیک اجل نے نہ دیا

تاب رخ سے ترے آئینہ پگھلتا لیکن
ٹھنڈی سانسون نے مری اسکو پگھلنے نہ دیا

ایک ہی وار مین صفدر کا ہوا کام تمام
حوصلہ خنجر قاتل نے نکلنے نہ دیا

دنیا مین کچھ سواے رنج و محن نہ دیکھا
کنج قفس مین ہمنے رنگ چمن نہ دیکھا

یہ غیرت رگ گل غنچے سے وہ سوا ہی
ایسی کمر نہ دیکھی ایسا دہن نہ دیکھا

جو بات مُنہ سے نکلی گویا نبات تھی وہ
تجھ سا جہان مین ہمنے شیرین سخن نہ دیکھا

اُسکی صدا نہین کچھ آواز طور سے کم
باتین سنی کسی نے لیکن دہن نہ دیکھا

باغ جہان کا ہمنے برسون کیا تماشا
شاداب پھول تجھسا ای گلبدن نہ دیکھا

کی اختیار ہمنے ہر شہر سے چشم پوشی
بہتر جہان مین اِس سے جب پیرہن نہ دیکھا

پایا نہ بتکدون مین جز عالم تحیر
بت کوئی ہمنے گویا ای برہمن نہ دیکھا

رخسار گل نے پایا زلف اُسکی سی نیائی
قد سرو کو ملا پر سیب ذقن نہ دیکھا

جو داغ ہی بدن پر تصویر ہی پری کی
پیارا کسی نے ایسا دیوانہ پن نہ دیکھا

تقدیر کی بُرائی دیکھو رہے قفس مین
گذری بہار ہمنے روے چمن نہ دیکھا

اہل وطن جو چھوٹے ہمسے تو ایسے چھوٹے
غربت مین آکے ہمنے خواب وطن نہ دیکھا

قبرین کھُدین ہزارون مردون کی پر کسی نے
عضو بدن نہ دیکھا تار کفن نہ دیکھا

عالم مین سب سخندان کہتے ہین تجکو صفدر
ہمنے کسی کا ایسا رنگین سخن نہ دیکھا

بجا ہی تڑپے جو طائر دل کہ شوق غربت مین ہی وطن کا
قفس مین تقدیر نے پھنسایا خیال بلبل کو ہی چمن کا

بیان ہو گیا وصف اُس بدن کا کہ صاف عالم ہی یاسمن کا
جو حلقہ ہی زلف پرشکن کا وہ مشک نافہ ہی اک ختن کا

وہ چہرہ گل ہی وہ قد صنوبر وہ زلف سنبل وہ چشم نرگس
نظارہ اُس شوخ گلبدن کا ہوا تماشا ہمین چمن کا

ہماری ہستی کا ہی یہ عالم عدم کی کرتے ہین سیر ہر دم
کبھی تصور ہی اُس کمر کا کبھی تصور ہی اُس دہن کا

انکھین جو بد نظر ہین زینت ٹہری ہی زیور کی قدر و قیمت
چمک گئی دھگدگی کی قسمت بلند اختر ہی نورتن کا

زوال خوبی کا وقت آیا گرین نہ اب حسن کا وہ دعوی
نمود خط سیہ ہی رخ پر قمر کو دھبا لگا گہن کا

نیا وہ جوبن ہی رنگ لایا کہ کفر و اسلام کو ملایا
نہین ہی خال سیاہ رخ پر گذر رہی کعبے مین برہمن کا

یہ خویش و احباب مہرباں ہین کہو تو مجھ ناتوان پہ کیسے
کہ بعد مرنے کے بوجھ رکھا ہی میری چھاتی پہ لاکھ من کا

ذرا ترحم بھی دست وحشت کہان تلک تیزیان یہ تیری
کوئی تو رہنے دے تار ثابت ہمارے بوسیدہ پیرہن کا

اُداس شمعین ہین شیشے روتے ہین چپ ہی مطرب ملول ساقی
گئے وہ کیا انجمن سے اُٹھکر بدل گیا رنگ انجمن کا

تری نزاکت کا حال کچھ کچھ رقم کیا ہی جو ہنسے اے گل

ورق جو دیوان کا ہی ہمارے وہ ایک تختہ ہی یاسمن کا

اگرچہ مجرم بہت ہون صفدر نہین ہی کچھ مجکو خوفِ محشر
جلائیگا آفتاب کیونکر کہ سر پہ سایہ ہی پنجتن کا

جو گم ہوگا اُسی پری رُو دہن کا دن عیان ہوگا نشان بےنشان پائیگا جو خود بےنشان ہوگا
نگاہِ ناز سے دل زخمی نوک سنان ہوگا چلیگا تیر جب ایماے ابروے کمان ہوگا
عزیز مصر کی ہی حسن خوبی کا بہت شہرہ تمھین سا وہ حسین بےشبہہ قرآن درمیان ہوگا
نمدانے رنگ گل ہمکو بنایا بوے گل تجکو جہان تیرا مکان ہوگا وہین اپنا مکان ہوگا
ترا دیوانہ ایسا گھل گیا ہی ناتوانی سے کہ سر پر سایۂ بال پری کوہ گران ہوگا
مسی ملکر وہ لب پر پان کی سرخی جماتے ہین گریبان چاک سوسن کیطرح اب ارغوان ہوگا
ہنسی آئیگی بیدردون کو تدبیر دوا کیسی بدن ہوگا جو اپنا زرد شاخ زعفران ہوگا
سنیگا کون طول گفتگو کو اے زبان چپ ہو مکرر بھی سخن نکلا جو منہ سے داستان ہوگا
خیال قامت جانان اگر یون ہی رہا دل مین اُٹھیگا نالہ جو سینے سے وہ سرو روان ہوگا
وہ نالان ہون قدم رکھونگا جب صحراے وحشت مین دہان نقش پا سے جادہ سرگرم فغان ہوگا
برنگ مرغ بو وہ بلبل نازک طبیعت ہون کھلیگا پھول جو گلشن مین اپنا آشیان ہوگا
وہ وحشی ہون نہ دیگا ساتھ میرا کوئی فرقت مین نکل جائیگا پیراہن جو وقت امتحان ہوگا

مین وہ واماندہ ہون ہمراہیون کا ذکر کیا صفدر
مرا سایہ بھی مجکو چھوڑ کر آگے روان ہوگا

کس کام کا ہے وہ دل جسمین ملال آیا
بیکار آئینہ ہے جب اُسمین بال آیا

اللہ مہربان ہے رحمت بہانہ جو ہے
مجرم رہا نہ بندہ جب انفعال آیا

محفل سے بیٹھے بیٹھے گھبرا گئے اُٹھ چلا تو
سچ کہہ کہ دلمین تیرے کسکا خیال آیا

وہ خال زیر ابرو دیکھا تو ہم یہ سمجھے
کعبے مین یہ اذان کو شاید بلال آیا

آمد شد اُنکے گھر مین کیا کیا پھلی نہ مجکو
خوش خوش گیا چمن مین ہو کر نہال آیا

کیا کفر ہے رہا مین وو دن جو میکدے مین
ارمان بھرے تھے دلمین واعظ نکال آیا

بیداد سے بتون کی تنگ آ گیا دل ایسا
بیساختہ زبان پہ یا ذوالجلال آیا

اُسکے چہ ذقن مین دلکو عبث پھنسایا
جو کا کہین کنوین مین یوسف کو ڈال آیا

گھٹنے لگا جو بڑھکہ مہتاب ہم یہ سمجھے
پہونچا کمال کو جو اُسپر زوال آیا

شکر خدا کہ صفدر بہر غم کی انتہا ہے
فرقت کی رات گذری روز وصال آیا

بگڑے جو بار بار ہو اُس سے نباہ کیا
ہر روز جو جھنکائے کنوئین اُسکی چاہ کیا

محشر مین پوچھے جائینگے جو ہین بڑے بڑے
کیا ہم ضعیف اور ہمارے گناہ کیا

آنکھین جو قدسیون کی جھپکتی ہین رعب سے
ہے عرش سے قریب تری جلوہ گاہ کیا

کیا بات ہے جو مجھپہ ہوے آپ مہربان
کرتے نہین گدا پہ کرم بادشاہ کیا

زہاد بھی تو نشۂ نخوت سے مست ہین
تھوڑی سی مے جو ہمنے بھی پی لی گناہ کیا

نیرنگیان ہین قدرت پروردگار کی
اُس صاف چہرے پر ہے وہ زلف سیاہ کیا

کوچے مین آ نکلے مین جو گیا ہنسکے یہ کہا
آئیے کدھر کو بھول گئے آپ راہ کیا

واعظ یہ کوئی بات خلاف ادب نہین
بوسہ لیا جو مصحف رخ کا گناہ کیا

الفت کا ہو برا ہمین برباد کر دیا
کیا جانتے تھے ہم کہ ہر ترچھی نگاہ کیا

دشمن ہو دین کا جو صنم اُسکے سامنے
آسکے زبان پہ اشہد ان لا الہ کیا

ساقی خدا کیواسطے لا اب شراب سرخ
گلشن مین گھر کے آیا ہی ابر سیاہ کیا

لکھا ہی خط جو مین نے بڑے اضطراب مین
پھرتا ہی اُس گلی مین کبوتر تباہ کیا

ہوگا اُسی کا داور محشر کو بھی لحاظ
صفدر مین اُسکا حشر مین ہون دادخواہ کیا

ترا قد قیامت سے بڑھکر بنایا
بنایا جو کچھ اُسنے بہتر بنایا

خدا نے مرے تن پہ جب سر بنایا
جبین پر اُس ابرو کو خنجر بنایا

پسند ایسے آئے وہ ابرو وہ گیسو
کہ صانع نے اُنکو مکرر بنایا

عدو باغبان ہی تو گلچین ہی دشمن
کہان آشیان ہمنے آکر بنایا

جنون مین ترنگ آ گئی میکشی کی
سبو توڑ کر ہمنے ساغر بنایا

دکھایا اثر کین نے اعجاز عیسی
جو پر اُسنے پھونکا کبوتر بنایا

نہ خندان نہ گریان ہوا تونے آذر
بنایا جو بت خاک پتھر بنایا

دہن اُسکا پنہان کمر اُسکی غائب
وہ نقشہ مصور نے کیونکر بنایا

نہ مرتے جو ہم تمکو شہرت نہوتی
تمھین ہمنے اے جان بگڑ کر بنایا

بیابان کو حق نے کیا تجھسے پیدا
نزاکت تمھاری جو ظاہر ہی ایجان
حسین دیکھکر خود نما ہو گئے سب
حسینان عالم کو کیا تمسے نسبت

مرے پانون مین پہلے چکر بنایا
زر گل سے زرگر نے زیور بنایا
عبث آئنہ ای سکندر بنایا
تمھین چاند اورون کو اختر بنایا

بنے دین و دنیا یہ مشکل ہی صفدر
جو یہ گھر بگاڑا تو وہ گھر بنایا

باغ مین جاکر مجھے وہ گلبدن یاد آگیا
وہ رخ گلگون دم سیر چمن یاد آگیا
سرو سے ہمکو بندھا اُس قد موزون کا خیال
جب کیا نظارہ اوراق نسرین و سمن
دیکھکر نرگس تعشق اسکی انکھون کا بندھا
باعث حیرت ہوا کیسا تماشاے چمن
سیر صحرا کی تو رد دئے غربت مجنون پہ ہم

سرو سا وہ قد وہ غنچہ سا دہن یاد آگیا
چاہ گلشن دیکھکر چاہ ذقن یاد آگیا
دیکھکر غنچہ وہ چھوٹا سا دہن یاد آگیا
گورا گورا یار کا نازک بدن یاد آگیا
سنبل تر سے وہ گیسو پر شکن یاد آگیا
اُس گل رعنا کا رنگ انجمن یاد آگیا
کوہ پر پہونچے تو ہم کو کوہکن یاد آگیا

کیسے کیسے یاد آئے ہمکو یاران وطن
پہونچے غربت مین جو ہم صفدر وطن یاد آگیا

بنچطا تو نے جو تن سے کاٹ کر سر رکھدیا
گردن بسمل پہ جب قاتل نے خنجر رکھدیا

ہمنے انصاف اسکا ای قاتل خدا پر رکھدیا
موت نے بڑھکر گلا اپنا برابر رکھدیا

خوبی تقدیر دیکھو آئی جب نوبت مری
رحم آیا ہاتھ سے قاتل نے خنجر رکھدیا

ناتوانی سے میان قبر ہم دب دب گئے
فاتحہ کو جسنے رکھا ہاتھ پتھر رکھدیا

حشر ہوتا وہ اگر اپنا مقابل دیکھتے
آئنہ اچھا ہوا ہمنے چھپا کر رکھدیا

کاتب اعمال نے کیا کام محشر مین کیا
غیر کے سر پر مرے عصیان کا دفتر رکھدیا

حشر مین نکلیگی جو پازیب جانان سے صدا
سب نے نام اُسکا ابھی سے شور محشر رکھدیا

لیگیا تھا مانگ کر مجھ سے فلک دو داغ دل
نام اُنکا اُسنے ماہ و مہر انور رکھدیا

وقت پیدائش تو کچھ جور و ستم ظاہر نہ تھے
بیخبر تھا جسنے نام اُسکا ستمگر رکھدیا

چھوٹی قسمو نمین مجھی کو کر لیا ہو زیر مشق
ہاتھ جب چاہا اُٹھا کر میرے سر پر رکھدیا

وہ بھی قسمت ہو نمین جب آ گئی نوبت مری
ہاتھ سے ساقی نے میخانہ مین ساغر رکھدیا

اُسنے یکتائی کا جب دعویٰ کیا میرے حضور
مین نے آئینہ فقط اُسکو دکھا کر رکھدیا

ہو وُہ تیرہ بخت جب روشن ہوئی شمع مزار
شام ہی سے اُسکو صرصر نے بجھا کر رکھدیا

دوستون نے دفن کر کے دوستی کیا خوب کی
سیکڑون من کا مرے سینے پہ پتھر رکھدیا

لخت دل خون جگر حاضر ہے اے مہمان غم
ماحضر جو تھا وہ مین نے آگے لا کر رکھدیا

حق سے ہم شکوہ کرینگے کاتب اعمال کا
دل مین جو آیا وہ اُن دونون نے لکھکر رکھدیا

جب شراب ناب پینے مین کمی ساقی نے کی
میرے اشک سرخ نے چھلکا کے ساغر رکھدیا

کھینچدی ساقی نے اپنی چشم و بینی کی شبیہ
جام کو لا کر جو شیشے کے برابر رکھدیا

صفدر دارفتہ کو جب قتل وہ کرنے لگے

آرزوون نے گلے کو زیر خنجر رکھدیا

وہ پہلو سے جسدم روانہ ہوا
مین تیر قضا کا نشانہ ہوا

ندامت سے یان اپنے انسو بہے
وہان مغفرت کا بہانہ ہوا

نہ آیا ذرا رحم بیدرد کو
مین تڑپا کیا وہ روانہ ہوا

کمان سے ابھی تیر چھوٹا نہ تھا
کہ دل اپنا جاکر نشانہ ہوا

محبت مین اسدرجہ شہرت ہوئی
کہ حال اپنا آخر فسانہ ہوا

دل بدگمان پیچھے پیچھے چلا
جو قاصد اُدھر کو روانہ ہوا

کہان ہمسے خانہ بدوشونکا گھر
جہان رہ گئے آشیانہ ہوا

ہوا ہوگئی وہ بہار شباب
گئے جوش کے دن زمانہ ہوا

ہمیشہ حسینون پہ مرتا رہا
ازل سے ادا کا نشانہ ہوا

وہ میخوار تھا مین کہ ابر بہار
لحد پر مری شامیانہ ہوا

جگہ برق کو وہ پسند آگئی
ہمارا جہان آشیانہ ہوا

طبیعت ہوئی جب سے وحدت پسند
جو بیگانہ تھا وہ یگانہ ہوا

جفا اُسنے چھوڑی نہ مینے وفا
ادھر سے اُدھر اک زمانہ ہوا

دم قتل چھوڑا مجھے نیم جان
نزاکت کا اُنکو بہانہ ہوا

نہ دیکھا ریاض جہان اک نظر
برنگ صبا مین روانہ ہوا

یہان ہم ہوے خواب مین ہم بغل
نزاکت سے وان درد شانہ ہوا

اُنکھین قتل صفدر تھا مد نظر
فقط جرم الفت بہانہ ہوا

جو حسین دیکھا کہین مین اُسکا دیوانہ رہا
باغ مین بلبل رہا محفل مین پروانہ رہا

عمر بھر دلمین خیال روے جانانہ رہا
بادۂ گلرنگ سے لبریز پیمانہ رہا

کوئی زینت خوش نہ آئی خاکساری کے سوا
عیش و عشرت مین مزاج اپنا فقیرانہ رہا

یان دل مضطر رہا فرقت مین آنکھین چاک چاک
اور وہان زلف رسا مین رات بھر شانہ رہا

ابتدا مین بادہ کش تھا اب ہون پیر میکدہ
مذہب و مشرب مرا ہر وقت رندانہ رہا

کوئی ہو گا اِس خرابات جہان مین ہوشیار
عمر بھر مین تو مے وحدت سے مستانہ رہا

انقلاب دہر سے کوئی جگہ خالی نہین
ایک مدت دیکھ لو کعبہ صنم خانہ رہا

دلمین رہتے تھے جوانی تک حسینون کے خیال
یہ خرابہ ایک مدت تک پریخانہ رہا

ساتھ اُسکے ہو لیے ہم جو بلا وحشی مزاج
دشت مین سودائیون سے اپنا یارانہ رہا

منزل آفاق مین تھا مین عجب وحشی مزاج
آشنا تو آشنائون سے بیگانہ رہا

اب ساقی ہے نہ مینا ہے نہ ساغر ہے نہ خم
میکشون کے دم تلک آباد میخانہ رہا

وہ غم فرقت کو میرے رات بھر سنتے رہے
عاشق و معشوق مین دلچسپ افسانہ رہا

رات بھر بزم حریفان مین عجب ذوق رہی
سرنگون شیشہ رہا گردش مین پیمانہ رہا

خاک بھی اپنی پریشان کو بکو پھرتی رہی
بعد مردن بھی خیال زلف جانانہ رہا

جلوۂ رخسار سے اُس مہر طلعت کے مدام
منزل خورشید تابان میرا کاشانہ رہا

امتحان عشق مین صفدر رہے ثابت قدم
حوصلہ فضل خدا سے اپنا مردانہ رہا

پس فنا ہمین گردون ستائیگا پھر کیا
مٹے ہوون کو یہ ظالم مٹائیگا پھر کیا

ضعیف نالہ دل اُسکا ہلا نہین سکتا
یہ جا کے عرش کا پایہ ہلائیگا پھر کیا

شریک جو نہ ہوا ایکدم کو پھولون مین
وہ پھول آکے لحد پر چڑھائیگا پھر کیا

خدا کو مانو نہ بسمل کو اپنے ذبح کرو
تڑپ کی سیر یہ تمکو دکھائیگا پھر کیا

کہا سُنا جو یہ لوگون سے بخشوا کے چلا
گلی سے یار کی قاصد نہ آئیگا پھر کیا

کہو مصور تقدیر سے کہ خیر تو ہے
بگاڑ کر مرا چہرہ بنائیگا پھر کیا

ہلال بدر بھی ہوتا ہے ایک شب صفدر
گھٹا کے مجکو نہ گردون بڑھائیگا پھر کیا

ردیف بائے موحدہ

سیر چمن کو آئیگا وہ گلعذار کب
گھونگھٹ ترا اُٹھیگا عروس بہار کب

روندیگا میری خاک کو وہ شہسوار کب
آئیگا یارب اوج پہ میرا غبار کب

روز فراق و روز وصال ایک حال ہے
تیری تڑپ مٹیگی دل بیقرار کب

بیگانگی کا مین نے جو اُنسے گلہ کیا
بولے بگڑ کے ہمنے بنایا تھا یار کب

تا صبح شوق دید مین آنکھین کھلی رہین
ٹھنڈے ہوے چراغ شب انتظار کب

مدت سے بحر عشق مین کشتی تباہ ہے
بیڑا مرا لگائیگا اے خضر یار کب

مین اپنی دُھن مین حشر کے دن بھی کہا کیا / اللہ ہوگی صبح شب انتظار کب

مدت سے قتلگاہ مین ہون نہین تو سر بکف / کرتی ہی التفات مگر تیغ یار کب

گھڑیان شب فراق کی کبتک گنا کرون / پروردگار آئیگا روز شمار کب

انکار صاف صاف وہ کرتے ہین وصل سے / مایوس ہوگا تو دل امیدوار کب

توبہ جو کی شراب سے آئی ندائے غیب / صفدر تمھاری بات کا ہی اعتبار کب

کوئی عالم مین نہین ہی اُس ستمگر کا جواب / ذرہ جسکے در کا ہی خورشید محشر کا جواب

وہ رخ روشن ہی مہر و ماہ انور کا جواب / نکہت گیسو شمیم مشک و عنبر کا جواب

کسکے رخ کی ہی خجالت بال پرواز چمن / رنگ بھی اُڑنے مین ہی بوے گل تر کا جواب

خط کیا تحریر جب اُسکو ہوے اشوق مین / بنگیا نامہ مرا بال کبوتر کا جواب

خط کو میرے دیکھکر قاصد سے وہ کہنے لگے / اتنی فرصت کسکو ہی لکھے جو دفتر کا جواب

وہ فلک پر جلوہ گر یہ آسمان حسن پر / عقد پروین ہو سکے کیا اُسکے جھومر کا جواب

خدمت آئینہ داری جسکو دے وہ خوبرو / رتبہ پائے بخت چمکین ہو سکندر کا جواب

دیکھکر افشان جبین صاف پر ثابت ہوا / یار کو مد نظر ہی ماہ و اختر کا جواب

خضر کی حاجت نہین راہ مکان یار مین / نکہت اُس زلف معنبر کی ہی رہبر کا جواب

داغ کھلائے اسقدر اُس گلبدن کی یاد مین / جسم لاغر ہوگیا طاؤس کے پر کا جواب

ذبح مین پائی ہی یہ لذت کہ کہتا ہی گلا / تیرے بازو کا ہی اے قاتل نہ خنجر کا جواب

ہوں وہ میکش خانۂ تن ہی مرا میخانہ ہے
نامہ بر کیسا تقاضا ہے یہی گر شوق کا
دخت رز میخانہ شیشہ جام ہے میرے حضور
پھر پسند آئی انھیں یہ شاک معانی اندنون

دل مرا شیشہ ہے تو میری آنکھ ساغر کا جواب
اپنے کانوں سے سنینگے چلکے دلبر کا جواب
حور کا فردوس کا طوبی کا کوثر کا جواب
پھر انھیں مد نظر ہے چرخ اخضر کا جواب

سنکے احوال دل صد چاک خط پرزے کیا
اُسنے قاصد کو دیا صفدر برابر کا جواب

دل میں ہیں رنج و حسرت داریان عجب عجب
سمجھا ہیں حال موج و گل و صبح دیکھکر
انجم میں وہ دباغ میں سنبل ختن میں مشک
دلمیں خیال روے حسینان ہے اندنون
سو سو طرح کی دل کو ہے وحشت بہار میں
بھکار ہے ہیں میری طرف اُسسے رقیب
گردن میں طوق حلقۂ زنجیر پانون میں
کونین دقت بادیہ گردی میں دو قدم
ساقی ہے زہرہ مہر ہے ساغر سبو ہے چرخ
ہمسے کبھی کھنچا ہے کبھی ہے رکا ہوا

گھر میں ہمارے آئے ہیں مہمان عجب عجب
ہیں تیرے غم میں چاک گریبان عجب عجب
ہیں تمہارے زلف پریشان عجب عجب
پریان ہیں جمع گرد سلیمان عجب عجب
لایا ہے رنگ ابکی گلستان عجب عجب
انسان کی صورتون میں ہیں شیطان عجب عجب
دیتی ہے پیچ زلف پریشان عجب عجب
وحشت دکھا رہی ہے بیابان عجب عجب
اپنی بھی میکشی کے ہیں سامان عجب عجب
کرتا ہے بل وہ خنجر بران عجب عجب

رہتا ہے دلمیں خال و خط و زلف کا خیال

صفدر ہمارے گھر مین ہین مہمان عجب عجب

حکم آنیکا جو اُس کوچے مین پائے عندلیب
آشیان کو آتش گل سے جلائے عندلیب

باغبان نالے کرے گلچین کلیجا تھام لے
طرز اگر کچھ میرے نالون کے وہ اڑائے عندلیب

قدر عاشق اک تمھاری ہی نگاہون مین نہین
دیکھ لو گل سے زیادہ ہی بہائے عندلیب

پھول بنجاتے ہین نقش پا خرام یار سے
ہر قدم خلخال پا مین ہی صدائے عندلیب

صفحہ دیوان پہ ہے اب تختۂ گل کا گمان
ہے صریر کلک اپنی یا نوائے عندلیب

قید کرکے دام مین آتا نہین صیاد پاس
داستان کسکو گلستان کی سنائے عندلیب

مین تو کیا ہو جائین عاشق تجھپہ ہے گل جانور
سر سے پا تک گل ترے جھلون کے کھائے عندلیب

بدلے رشتون کے اگر تار رگ گل صرف ہون
دام مین خود اڑ کے اے صیاد آئے عندلیب

میکدے سے پر صفا مستونکو ہے گلشن کا گمان
قلقل مینا ہے ساقی یا صدائے عندلیب

ہے گلستان بھی قفس پابندی عشاق کو
موج بوئے گل ہوئی زنجیر پائے عندلیب

باغ مین غل خزان ہے اڑ گئے سب ہمصفیر
سبزۂ بیگانہ ہے اب آشنائے عندلیب

باغبان بیدرد ہے گل بیوفا گلچین رقیب
کون سنتا ہے چمن مین نالہائے عندلیب

ہم بھی اک گل کے تصور مین ہین ہمدم نالہ کش
کون ہے ہمدرد اے صفدر سوائے عندلیب

فرقت مین ہین یہ عیش کے سامان تمام شب
اندوہ و درد و رنج مین مہمان تمام شب

تھی بسکہ یاد ناوک مژگان تمام شب
دل مین مرے چبھا کیے پیکان تمام شب

اُ

تیرے مریض ہجر کا غمخوار کون ہی
بالین پہ ایک شمع ہی گریان تمام شب

گیسو کی یاد مین اگر آئی کبھی مجکو نیند
دیکھا کیا مین خواب پریشان تمام شب

کھا کھا کے داغ الفت گیسو مین مر گیا
ہوگا مری لحد پہ چراغان تمام شب

جلتا ہی اسلیے کہ ہوئین کشتہ حسرتین
دل ہی چراغ گور غریبان تمام شب

پھر نظارہ پھرتے ہین اسکے مکان کے گرد
سورج تمام دن مہ تابان تمام شب

آئے وہ شام سے مگر ایسے خفا رہے
نکلا نہ دل سے ایک بھی ارمان تمام شب

صفدر شب وصال جو آئے تو دیکھنا
میرا ہی ہاتھ اسکا گریبان تمام شب

ردیف بائے فارسی

آئینہ دیکھتے نہین جادو کے ڈر سے آپ
اللہ ابھو بچتے ہین اپنی نظر سے آپ

دنکو نکلتے ہین نہ کبھی شب کو گھر سے آپ
کیا شرم ہی کہ چھپتے ہین شمس و قمر سے آپ

سینے سے میرے ہاتھ اٹھاتے نہ عمر بھر
واقف نہین ہین لذت درد جگر سے آپ

صحن چمن مین نرگس حیران کو دیکھکر
بولی حیا کہ بچکے نکلیے ادھر سے آپ

رخصت کیوقت مجھ سے کہا ہنسکے یار نے
ابکی خدا کرے نہ پھرین اس سفر سے آپ

آنکھین ملائین دونون کا ہوجائے امتحان
ہم آفتاب حشر سے روئے قمر سے آپ

خط کے لفافے پر آنکھین ہین نے یہ لکھدیا
پردے مین خط شوق کو ہین نامہ بر سے آپ

میرا غریب خانہ تمھارے قدم کہان
آئے ہین اتفاق قضا و قدر سے آپ

انسو کی طرح خاک مین ملجاؤنگا ابھی
ہنگامہ دیکھتا ہے یہ برپا جہان کہین

بس بس حضور اب نہ گرائین نظر سے آپ
کہتا ہے دل کہ گذرے ہین اس ہگذر سے آپ

محفل مین انکے سامنے سو بار ہم گئے
پوچھا نہ یہ بھی آئے ہین صفدر کدھر سے آپ

ردیف تاے قرشت

وہان شانہ اور زلف معنبر تمام رات
یان سر ہے اور بلائین ہین سر پر تمام رات

کیا جانین کسکو آج وہ ظالم کریگا قتل
دیکھا ہے کھینچ کھینچ کے خنجر تمام رات

انکھو نمین نیند بکھری ہوئی زلف رنگ زرد
جاکر کہین رہے ہو مقرر تمام رات

پروانہ مین نہین ہون کہ دم بھر مین جل بجھون
گھلتا ہون مثل شمع برابر تمام رات

راضی ہوا نہ وصل پہ ہرگز وہ ماہرو
چمکا کسی طرح نہ مقدر تمام رات

ہر شام ہی سے موت کی ہچکی لگی ہوئی
زندہ رہونگا ہجر مین کیونکر تمام رات

سویا تھا چاندنی مین جو منھ کھولکر وہ مہر
تھا ماہتاب جامے سے باہر تمام رات

اپنی تو یون گذرتی ہے ساقی کی یاد مین
شیشہ بغل مین ہاتھ مین ساغر تمام رات

ایجان یہ بھی کوئی جلانے کا طور ہے
انگار ون پہ لٹاتے ہو دن بھر تمام رات

اس بت کے انتظار مین آغوش کی طرح
گھر کا مرے کشادہ رہا در تمام رات

قدرت خدا کی غیر سے خلوت رہے وہان
ہم خاک پر پڑے رہین باہر تمام رات

فرقت مین حال گرئہ صفدر مین کیا کہون

بستر رہا ہی پانی کی چادر تمام رات

یہ شب بزم جانان مین تھی دلکی صورت
جلا صبح تک شمع محفل کی صورت

نہ آہون مین گرمی نہ نالون مین تیزی
الٰہی یہ کیا ہوگئی دل کی صورت

ہلال و فلک دیکھکر کیون نہ تڑپون
وہ خنجر کی صورت یہ قاتل کی صورت

مین افسردہ ہون تو یہ پژمردہ غم سے
جو صورت ہی میری وہی دل کی صورت

رہی مرتے مرتے بھی بسمل کو حسرت
نہ دیکھی دم ذبح قاتل کی صورت

وہ ابرو ہی خمدار مثل مہ نو
وہ رخسار ہی ماہ کامل کی صورت

رہے دشت غربت مین آوارہ برسون
نہ دیکھی کبھی ہمنے منزل کی صورت

چمن سے چلا جب وہ رشک گلستان
بھڑکنے لگے گل عنادل کی صورت

نہ آرام عاشق نے الفت مین پایا
مسافر نے دیکھی نہ منزل کی صورت

چل ای تیغ دم لے کے گردن پہ میری
ذرا دیکھ لینے دے قاتل کی صورت

جو دیکھا مرقع حسینون کا صفدر
نظر آگئی اسکی محفل کی صورت

ہر چند جسم زار ہوا خاک کوے دوست
باقی ابھی ہی دلمین مری آرزوے دوست

کیا صحن باغ بھی ہی کوئی جلوہ گاہ حسن
پھولونمین بوے دوست ہی کانٹونمین خوے دوست

نظارۂ حبیب تماشا ہی باغ کا
نرگس ہی چشم دوست تو سنبل ہی موے دوست

اللہ نے دیے شنوا ایسے ہمکو گوش
سبکی زبان سے سنتے ہین ہم گفتگوے دوست

کعبہ ہو وہ تو قبلہ نما ہم یہ ہی سبب
رہتا ہی منہ جو آٹھ پہر اپنا سوے دوست

روتا ہون مین تو اور چمکتا ہی رنگ حسن
اُبھرتی ہی آنسوؤن سے مرے آبروے دوست

ہمنے غضب کیا اُسے خودبین بنا دیا
رکھتا تھا آئنہ نہ کبھی روبروے دوست

خاک مزار بھی مری دیگ روان بنی
مرنیکے بعد بھی نہ گئی جستجوے دوست

عمر شب وصال زیادہ کرے خدا
صفدر ہمارے ہاتھ مین طوق گلوے دوست

دکھلائے اُسنے دست حنائی تمام رات
منھدی سے دلمین آگ لگائی تمام رات

دلمین جگر مین سینے مین پہلو مین آپ نے
بجلی کہان کہان نہ گرائی تمام رات

اک سلسلہ جو زلف مسلسل سے دلکو تھا
کیا کیا کڑی نہ ہمنے اُٹھائی تمام رات

کسکو خبر ہی برق تجلی کی ای کلیم
آنکھین تھین اور وہ پاے حنائی تمام رات

در پردہ یہ بھی تھا مری تقدیر کا بگاڑ
اُس نازنین نے زلف بنائی تمام رات

رویا کیا اِدھر مین اُدھر وہ ہنسا کیا
کیا آنسوؤن نے سیر دکھائی تمام رات

ہم اور شمع جلتے ہین دونون فراق مین
اپنی بیان کرین کہ پرائی تمام رات

وہ خواب مین بھی آئے تو ہمراہ غیر کے
خوش ہون کہ مجکو نیند نہ آئی تمام رات

بیٹھے جو وہ نکھر کے شب ماہ بام پر
مہتاب نے نہ آنکھ ملائی تمام رات

آنکھ اُسکی آنکھ سے تو زبان سے زبان لڑی
صفدر رہی فریب کی لڑائی تمام رات

ذرا ٹھہرو نہ یاروں سے تم اے جان من رخصت
سحر ہونے تو دو ہے انجمن کی انجمن رخصت

گریبان آستین دامن ہین اے دست جنون پرزے
یہی ہے تیری چالاکی تو ہے سب پیرہن رخصت

بجا ہے بسملون کے زخم تن جو خون روتے ہین
لیے جاتا ہے قاتل تیغ ہوتی ہے دُلہن رخصت

پھنسے ہم دام مین صیاد کے جاتے ہین گلشن سے
مقدر نے چھڑایا تم سے اے اہل چمن رخصت

سحر کیا آئی آفت کی دیا میت کی گھڑی آئی
ہوئی رو رو کے پروانون سے شمع انجمن رخصت

جدائی جان و تن کی ہجر ہے معشوق و عاشق کا
چھٹی مجنون سے لیلی یا ہوئی دل سے دمن رخصت

کرو مین قصد کعبے سے جو تنہا آئے ہین آنیکا
یقین ہے پہلے ہو جائے بتون سے برہمن رخصت

قضا سر پر کھڑی ہے ایک ساعت تھم نہین سکتے
ضروری ہے سفر جاتے ہین اے اہل وطن رخصت

کھنچا دل سے جو تیر اسکا کہا حسرت نے رو رو کر
ہوا یعقوب سے کیا یوسف گل پیرہن رخصت

حسینان جہان مین کم سنی تک ہین یہ قابل
جہان سبزہ نکل آیا ہوا سب سادہ پن رخصت

تڑپ کر مر گیا پانی نہ پایا تیغ قاتل سے
وہ بد قسمت ہون دریا سے ہوا تشنہ دہن رخصت

عزیز احباب سب روتے ہین وقت نزع بالین پر
بدن سے روح جاتی ہے کہ ہوتی ہے دُلہن رخصت

چلو صفدر پڑھو گے سامنے اب کسکے شعر اپنے
ہوئی برخاست صحبت ہو گئے اہل سخن رخصت

جنت سے بڑھکے تھی مری محفل تمام رات
پہلو تھا اور وہ حور شمائل تمام رات

اللہ رے اشتیاق شہادت کہ خواب مین
گردن تھی اور خنجر قاتل تمام رات

افسوس بیخودی مین جوانی گذر گئی
رکھا نصیب نے مجھے غافل تمام رات

آئینہ دیکھتے ہین سحر تک وہ شام سے
رہتے ہین آپ اپنے مقابل تمام رات

واماندگی سے شام ہوئی مجکو راہ مین
تکتا رہا مین جانب منزل تمام رات

ہی بسکہ بال بال گرفتار عشق زلف
سر پر بلائین رہتی ہین نازل تمام رات

مست مے شباب ہی وہ شوخ اندنون
رقص و غنا کی رہتی ہی محفل تمام رات

قاتل نے لی نہ خنجر قاتل نے لی خبر
تڑپا تمام روز یہ بسمل تمام رات

مجکو تھا خوف آنکھ حیا تھی شب وصال
پردہ رہا حجاب کا حائل تمام رات

پھولونکے ہار اُتار کے بولا وہ گلبدن
سونے نہ دیگا شور عنادل تمام رات

صفدر وہ شوخ جب مرے پہلو سے اُٹھ گیا
بیٹھا رہا مین تھامے ہوے دل تمام رات

ردیف تائے ثقیلہ

کچھ تو تڑپ کے ای دل اندوہگین اُلٹ
اُلٹے نہ آسمان جو تجھ سے زمین اُلٹ

ای آہ دو جہان کو دکھا اپنی تیزیان
فرش زمین بساط سپہر برین اُلٹ

آتا نہ ای اثر بخت واژگون
سیدھے ہون خرام کے نقش نگین اُلٹ

انسان تو کیا ملک ہے ترے مشتاق دید ہین
رخ سے نقاب ای بت زہرہ جبین اُلٹ

آئے اندھیری شب مین نظر چودھوین کا چاند
چہرے سے زلف بہر خدا ای حسین اُلٹ

نازک بہت ہی دل نہ اُلٹ جائے یار کا
چادر بہار منہ سے نہ ای ہمنشین اُلٹ

کب تک ہلا کے عرش کو زور آزمائیگی

صفدر کہو پکار کے آہِ حزین الٹ

ردیف ثائے مثلثہ

آنکھیں چرائے ہمسے ہو وہ دلربا عبث
گوشے مین چھپ کے بیٹھ رہی ہو حیا عبث

جو کچھ کہ ہمنے اُس سے کہا سب وہ تھا عبث
سُنتا نہین جو بات ہو اُس سے گلا عبث

آئینہ رکھکے دیکھو تو کیا چاہتا ہو دل
تم مجھ سے پوچھتے ہو مرا مدعا عبث

شب کو لحاظ ٹوٹ چکا شرم اُٹھ چکی
اب میری جان کرتے ہو مجھسے حیا عبث

جب ہم نہین تو کون تمھارا ہو قدردان
مسی عبث ہو سرمہ عبث ہو حنا عبث

خلوت مین کام غیر کا روز وصال کیا
آئی ہو آج ساتھ تمھارے حیا عبث

دکھلائینگے نہ دست حنائی وہ عمر بھر
اے دل ہو اُنسے حوصلۂ خونبہا عبث

تکلیف ہوگی پھر نگہ خشمناک کو
مجکو جلاتے ہین لب معجز نما عبث

تیر نگہ نے کام مرا کر دیا تمام
اب کھینچتے ہو قتل کو تیغ ادا عبث

رکھتے نہین وہ پانون زمین پر غرور سے
آنکھیں بچھاؤن کیون صفتِ نقش پا عبث

دل سینے مین ہو قاضی حاجات کا مکان
سوے فلک اُٹھاتے ہین دستِ دعا عبث

دل مین ہمارے مثل سویدا مکین ہو تو
آنکھون کو جستجو ہو تری جابجا عبث

روز حساب چاہیے اے دل رضاے دوست
خوف سزا عبث ہو امید جزا عبث

آیا نہ زندگی مین ملاقات کو کوئی
گھیرے ہین اب جنازے کو سب آشنا عبث

لائی نہ زندگی مین کبھی بوے زلف یار
تربت پہ گل چڑھاتی ہو بادِ صبا عبث

اس بحر مین ہی ہستی موہوم نقش آب
مثل حباب سر مین بھری ہی ہوا عبث

مہمان تن ہی روح برنگ شمیم گل
شوق نظارۂ چمن دلکشا عبث

بوسے تو لیکے رخ کے مزے مین اُٹھا چکا
منھ پھیر اب وہ بیٹھے ہین مجھ سے خفا عبث

بستر پہ لاغری سے ملینگے نہ ہم کبھی
پھرتی ہی ڈھونڈھتی ہوئی ہمکو قضا عبث

نام وفا وہ غیر جفا جانتا نہین
صفدر ہی اُس صنم سے امید وفا عبث

نظر آتا ہی پژمردہ گل رخسار کیا باعث
پریشان اندنون ہین گیسوے خمدار کیا باعث

نہ وہ منھ دیکھنا ہر دم نہ وہ گیسو کی آرایش
خفا آئینے سے شانے سے ہو بیزار کیا باعث

نہ لب پر پان کی سرخی نہ مسی ہی نہ سرمہ ہی
ہوا کیون منھدی ملنے سے تمھین انکار کیا باعث

نہ وہ شوخی کی باتین ہین نہ وہ گرمی طبیعت کی
لبون پر دمبدم ہی آہ آتشبار کیا باعث

رخ نازک جو رشک لالۂ احمر تھا سرخی مین
ہوا کیون زرد مثل نرگس بیمار کیا باعث

بیان کرتے ہو کچھ منھ سے زبان سے کچھ نکلتا ہی
ہوئی کیون بیخودانہ آپکی گفتار کیا باعث

نہ شوق ساغر مل ہی نہ ذوق لالہ و گل ہی
ہوئی پژمردگی ایسی گلے کا ہار کیا باعث

صداے قلقل مینا سے کانونکو ہوئی نفرت
یہ اُف اُف ہی لب میگون پہ کیون ہر بار کیا باعث

مسیحا تم تو تھے ایجان جان سارے مریضون کے
نصیب دشمنان کیون ہوگئے بیمار کیا باعث

چھپاتے ہو عبث راز محبت جان صفدر سے
نہین کرتے جو ہمسے حال دل اظہار کیا باعث

جہان سے اُٹھ گیا صفدر رسا کیا صاحب وفا کوئی

سینہ پہنے ہو کپڑے مثل ماتمدار کیا باعث

مائل جور ہین یہ بت جان ندے دلا عبث	جنہین ذرا وفا نہین اُنسے ہر التجا عبث
کب دل و جان فدا نہین غدر کبھی کیا نہین	جرم نہین خطا نہین ہمسے ہین وہ خفا عبث
آئنے سے حصول کیا کون ہو منفعت خود نما	سیر جہان سے فائدہ جام جہان نما عبث
جوش جنون اگر ہوا ٹھہرینگے ہم نہ قید مین	فائدہ روک ٹوک کا پہرے ہین جا بجا عبث
عشق کا نام ہر قضا درد یہی ہر لا دوا	اِس سے بچیگی جان کیا کرتے ہین سب دوا عبث
دولت اگر ہوئی تو کیا عمر بشر ہے بے بقا	چارہ نہین بجز فنا خواہش کیمیا عبث
کرتے ہی دفن گور مین جائینگے اپنے گھر	ساتھ سے ہر جنازے کے آئے ہین آشنا عبث
دیر مین بت ہین مست ناز شان خدا ہے بے نیاز	کس سے کہون مین درد دل کس سے کرون گلا عبث

صفدر اگر یہی ہر دل چین نہو گا ایک دن
رکھتے ہو تھام تھام کر صبح عبث مسا عبث

ردیف جیم عربی

صد شکر بے حجاب ہوا مجھ سے یار آج	جی بھر کے پائی لذت بوس و کنار آج
ہونی ہر کل جو حشر ہین سارے جہان پر	دکھلا رہی ہر وہ مجھے رفتار یار آج
پہلو مین تھام تھام کے رکھون نہ مین اگر	ٹھہرے نہ اکدم بھی دل بیقرار آج
بے لطف ہو گئے تم جو چمن سے چلے گئے	آزردہ ہر بہار سے باد بہار آج
مرنے سے میرے خوش ہر مقرر وہ شمع رو	شب بھر ہنسا کیا ہر چراغ مزار آج

کس کس خوشی سے روند رہا ہو وہ شہسوار
بچھو لاسماؤن کہا کہ وہ رشک چمن ہو پاس
صیاد چھوڑتا نہین آئی ہو فصل گل
جل جلکے دل بھی سینے مین شاید کہ بجھ گیا
اسدرجی بیقراری دل شوق وصل مین
رخسار وزلف دونون ہین آمادہ ظلم پر
گنتا ہو پوچھ پوچھ کے قاتل مرے گناہ

چمکا ہوا ہو اختر بخت غبار آج
مہمان ہو میرے گھر مین عروس بہار آج
کرتی ہو ایک ایک کی منت ہزار آج
ہو کچھ اداس صورت شمع مزار آج
کاٹی تڑپ تڑپ کے شب انتظار آج
یکرنگ ہو دورنگی لیل ونہار آج
ہوتی ہو مجھ سے پرسش روز شمار آج

صفدر جو بیقرار نہین ہو فراق مین
کیون کروٹین بدلتے ہو تم بار بار آج

ابر آیا گھر کے ساقی پھر سوے میخانہ آج
پھر گرج بادل کی تڑپاتی ہو میخوارون کے دل
باغ مین جھولے پڑے ہین جھولتے ہین مہ جبین
بلبلون کے زمزمے کویل پپیہے کی صدا
شاہد گل کیطرح باد صبا کس شوق سے
ابر ہو ٹھنڈی ہوا ہو یار ہو گلزار ہو
ہر طرف ہو شہر مین ہنگامہ محشر بپا
سنتے تھے مدت سے ہم افسانہ برق طور کا

پھر ہوئی توبہ شکستہ پھر چلے پیمانہ آج
پھر فلک پر کوندتی ہو برق بیتابانہ آج
ہر طرف گلزار مین ہو ناز معشوقانہ آج
ہر روش پر رقص طاؤسونکا ہو مستانہ آج
ہر قدم پر کر رہی ہو ناز معشوقانہ آج
بادۂ گلگون سے چھلکے ساقیا پیمانہ آج
ای پری زندان سے چھوٹا کیا ترا دیوانہ آج
دیکھ آئے مثل موسیٰ جلوۂ جانانہ آج

خود نمائی پھر ہوئی اُس شوخ کو مد نظر
قابل نظارہ ہی پھر جلوۂ جانانہ آج

انبساط نونہالان چمن کا ذکر کیا
لہلہاتا ہی خوشی سے سبزۂ بیگانہ آج

بیخودی مین ہوگئی اتنی خطا کیجے معاف
لے لیے دو چار بوسے ہمنے گستاخانہ آج

بعد مدت خفتگان خاک کے جاگے نصیب
مرقد عشاق پر آئے وہ بیباکانہ آج

یہ دل سوزان مرا اک شمع رو کی یاد مین
صبح تک جلتا رہا ہی صورت پروانہ آج

عشق کہتا ہی نجانا کوے جانان سے کہین
خواہش جوش جنون ہی چل سوے ویرانہ آج

کل تلک مشہور تھے ہم نازپرور چمن
دام مین صیاد کے لایا ہی آب و دانہ آج

سب سے پہلے جاکے رکھدے تیغ قاتل پر گلا
حوصلہ دکھلادے اپنا ہمت مردانہ آج

اُسطرف ہمراہ غیرون کے وہ پیتے ہین شراب
ہی ادھر لبریز اپنی عمر کا پیمانہ آج

کیون پریشان ہو اگر افسانہ گو آیا نہین
حکم ہو تو مین کہون اپنا کوئی افسانہ آج

بعد مدت پھر ادھر اُس حور کے آئے قدم
بڑھ گئی باغ خلد سے ہی رونق کاشانہ آج

خانۂ زندان ہی ویران بیڑیان ہین بے صدا
ای پری پیرو مر گیا شاید ترا دیوانہ آج

آئے ہین وہ کھینچکر تلوار بہر امتحان
جوہر اپنے تو بھی دکھلا ہمت مردانہ آج

کسکی آنکھین پھر گئین جو میکدہ ویران ہوا
چور ہر شیشہ شکستہ ہی ہر اک پیمانہ آج

کس بت کافر کی آنکھون نے دیا صفدر فریب
کعبہ کل تھا گھر مرا مسکن ہوا بتخانہ آج

مشہور زمانہ ہی تری جلوہ گری آج
دیوانہ ہو کوئی جو کرے فکر پری آج

آیا ہی جو دل مین رخ جانان کا تصور
کیا بند ہوئی ہی مرے شیشے مین پری آج

بیمار محبت کی بھی کچھ تم کو خبر ہی
کل سے بھی زیادہ ہی اُسے بیخبری آج

بیمار ہی صیاد نہین قصد گلستان
مرغان چمن کرتے ہین کیون نوحہ گری آج

اے عذر کرے عزم سفر تم کو مبارک
ہو جائینگے ہم پہلے جہان سے سفری آج

آمد ہی مگر صحن گلستان مین خزان کی
ہی مضطرب الحال نسیم سحری آج

بیوجہ نہین درد زیادہ مرے سر مین
سنتا ہون کہ صندل سے ہی مانگ اُسنے بھری آج

گنتی نظر آتی نہین صفدر شب فرقت
کچھ شام ہی سے ہم ہین چراغ سحری آج

بعد مدت کے ملاقات ہوئی یار سے آج
سامنا عید کا ہی طالع بیدار سے آج

جلوہ فرما ہی کسی یوسف ثانی کا خیال
کم نہین کشور دل مصر کے بازار سے آج

شکر احسان ہمین لازم ہی اسیران قفس
بوے گل لیکے صبا آئی ہی گلزار سے آج

تاک مین بیٹھے ہین قاضی کے سر رہ جاسوس
ہم نکلنے کے نہین خانہ خمار سے آج

قطع امید ہوئی یار گیا غیر کے گھر
سر ٹپکتے کبھی در سے کبھی دیوار سے آج

مرض عشق کی جب ہو نہ سکی کچھ تدبیر
ہاتھ اُٹھا بیٹھے مسیحا ترے بیمار سے آج

سر بازار وہ نکلے ہین کلہ کج رکھکر
غیر ممکن ہی کہ جھگڑا نہو دو چار سے آج

منتظر لوگ ہین فردا ے قیامت کے عبث
حشر برپا ہی جہان مین تری رفتار سے آج

شاید اس بزم سے تا شام ہی رخصت صفدر

کیا سبب ہی جو وہ ملتے ہین بڑے پیار سے آج

ردیف حاے حطی

حال پر میرے تڑپتا ہی وہ بسمل کیطرح
درد بھی اب داغ دیتا ہی مجھے دل کیطرح

ہر نظر پر دل تڑپ جاتا ہی بسمل کی طرح
دیکھتی ہی چشم جانان مجکو قاتل کی طرح

اے پری حسن جوانی پر نہ کر اتنا غرور
رات بھر کا ہی یہ جلوہ ماہ کامل کیطرح

پھر تمھین بھی درد الفت کا مزہ حاصل ہو کچھ
میرے پہلو مین جو آبیٹھو مرے دل کی طرح

کچھ مرے درد اسیری سے اگر آگاہ ہون
انکے گیسو غل کرین میری سلاسل کیطرح

خوب نالے کیجیے وہ روے گلگون دیکھکر
کیجیے پھولون کا نظارہ عنادل کیطرح

قیس کا دل بھی فروغ حسن سے خالی نہین
جلوۂ لیلی سے ہی پر نور محمل کی طرح

قتلگہ مین آب خنجر بھی نہین مجکو نصیب
پاس ہی دریا مگر پیاسا ہون ساحل کیطرح

اے صنم اک بوسہ لب دے خدا اسکے نام پر
التجا کرنے کو مین آیا ہون سائل کیطرح

اہل محفل نے نہ لی مجھ سوختہ دل کی خبر
جلتے جلتے گھل گیا مین شمع محفل کیطرح

ضعف نے کی راہ مین کیسی مری مٹی خراب
جب اٹھا تھا بٹھلا دیا پھر گرد منزل کیطرح

لیگیا ہی نامہ اے صفدر کبوتر کی ہو خیر
دل پھڑکتا ہی مرے سینے مین بسمل کی طرح

مثل رقیب اس سے صفائی ہو کس طرح
قسمت نصیب ہمکو برائی ہو کس طرح

بڑھتا ہی روز ہمسے دل یار کا غبار
ایسی کدورتو نمین صفائی ہو کس طرح

دونون پیسے ہوئے ہین تری چال ڈھال پر — طاؤس کبک مین نہ لڑائی ہو کس طرح
خالی نہین تصور جانان سے ایک دم — غیرون کی اپنے دلمین سمائی ہو کسطرح
لکھتا ہون نامہ یار کو رو رو کے اشک خون — قرطاس ہاتھ مین نہ حنائی ہو کس طرح
اُس تک خیال کا بھی تو جانا محال ہی — خلوت سرا مین اپنی رسائی ہو کس طرح
مغرب سے بار بار پلٹتا ہی آفتاب — یارب تمام روز جدائی ہو کس طرح
ہوتے ہین روز عشق کے بندے نئے نئے — باطل پھر ان بتون کی خدائی ہو کس طرح
دل سے مین خیر خواہ ہون سارے جہان کا — حق مین کسی کے مجھ سے برائی ہو کسطرح

صفدر ہین سب رقیب شناسا نہین کوئی
بزم پری رخان مین رسائی ہو کسطرح

اُلجھتے ہین گیسو اُدھر بے طرح — اِدھر پیچ ہین پیچ پر بے طرح
قدم رکھ نہ اے فتنہ گر بے طرح — لچکتی ہی تیری کمر بے طرح
یہ بجلی گرے گی الٰہی کہان — نظر آتی ہی وہ نظر بے طرح
لکھا خط تو رونے پہ آنکھین تلین — برسنے لگا ابر تر بے طرح
نہ پامال ہو جائے سارا جہان — یہ چالین ہین بیدادگر بے طرح
نکلجائے تن سے نہ گھبرا کے روح — ستاتا ہی درد جگر بے طرح
ہوئے جمع طالب تو بولا وہ شوخ — فقیرون نے گھیرا ہی گھر بے طرح
مریض محبت کی یارب ہو خیر — اُڑی ہی کچھ اُسکی خبر بے طرح

فلک مجکو دیکھون دکھاتا ہی کیا
کہ صفدر رہی دور قمر بے طرح

ردیف خاے معجمہ

کیا تماشا تھا ہمین اُس ستم ایجاد کا رخ
ذبح کیوقت بھی دیکھا کیے جلاد کا رخ

خیر ہو خیر اسیران قفس کی یارب
آج بدلا ہوا پاتا ہون مین صیاد کا رخ

ای صنم چہرۂ زیبا کا ترے کیا کہنا
نہ سُنا حور کا ایسا نہ پریزاد کا رخ

آپ رکھدیتا گلا شوق سے زیر خنجر
کچھ بھی پاتا جو ادھر مین کبھی جلاد کا رخ

اور امید تو کیا پر یہ دعا ہی قاتل
نہ پھرے مجھ سے ترے خنجر بیداد کا رخ

ہی یقین شام تلک آج خوشی مین گذرے
دیکھکر صبح اٹھے ایک پریزاد کا رخ

ہم وہ وحشی ہین جو تصویر ہماری کھینچی
رنگ اُڑا زرد ہوا خوف سے بہزاد کا رخ

دلمین اُس بت کے مری آہ کرے کیا تاثیر
اُڑ گیا رنگ اثر دیکھ کے فریاد کا رخ

نہین معلوم خطا کیا ہوئی ایسی صفدر
پھر گیا ہمسے جو چرخ ستم ایجاد کا رخ

اِسطرح روے یار ہی پیکر شراب سُرخ
ہوتا ہی جیسے وقت طلوع آفتاب سرخ

آب رواں ہی سبزہ ہی ابر سیاہ ہی
ساقی مجھے خدا کے لیے دے شراب سرخ

مد نظر ہی قتل کسی کا اُسے ضرور
آیا ہی رخ پہ ڈالکے قاتل نقاب سرخ

موے قرہ پہ صاف ہین یون اپنے لخت دل
ہوتے ہین جیسے سیخ پہ بُھنکر کباب سرخ

مضمون کسی کے دست حنائی کے جو لکھے	شل بیاض گل ہوئی ساری کتاب سرخ
گلگون ہی سینہ یار کا پستان ہی لالہ فام	کیونکر نہ آب سرخ سے اُٹھین حباب سرخ
شنجرف سے خط اُسنے لکھا مین نے خون سے	اچھا یہ مین نے سرخ کا بھیجا جواب سرخ
نازک گلے مین اُسکے نہین پان کا یہ رنگ	میناے سبز مین یہ بھری ہی شراب سرخ

تب میکدے مین لطف ہی صفدر شراب کا
زاہد کی ریش مین جو لگے یہ خضاب سرخ

ردیف دال مہملہ

دام الفت مین کوئی دل نہ پھنسا میرے بعد	مختصر ہو گئی وہ زلف رسا میرے بعد
حسن انداز و کرشمہ نہ رہا میرے بعد	نازنین بھول گئے ناز و ادا میرے بعد
ہاے اُس شوخ نے کی ترک جفا میرے بعد	امتحان غیر کا کچھ بھی نہوا میرے بعد
بلبلین نوحہ کرین گی مری تربت پہ مدام	برگ گل روز چڑھائیگی صبا میرے بعد
دور عالم مین نہ مجھ سا کوئی میخوار رہا	ساغر جم مری مٹی سے بنا میرے بعد
میرے دم تک تھی فقط قلقل مینا کی صدا	ساقیا میکدہ ویران ہوا میرے بعد
دخل اغیار ہی اُس شوخ چمن کے گھر مین	کیسی بدلی ہی گلستان کی ہوا میرے بعد
مجھ سا جانباز ملیگا نہ مرے قاتل کو	کند ہو جائیگی شمشیر ادا میرے بعد
میرے مرتے ہی مٹی گرمی ہنگامۂ عشق	باغ مین شور عنادل نہ رہا میرے بعد
بوے کاکل کے عوض جان صبا کو بخشی	ڈھونڈھتی پھرتی ہی اب کسکو قضا میرے بعد

خلش ای خار جنون کوئی نہ باقی رکھنا
پھر نہ آئیگا ادھر آبلہ پا میرے بعد

کشتگان رہ الفت کا مین تھا تمدار
بجھ گئی شمع مزار شہدا میرے بعد

دل پہ لالہ کے مرا داغ رہیگا صفدر
خون دل غم مین بہائیگی حنا میرے بعد

نہ پوچھ درد اسیری کی داستان صیاد
سُنی نہ جائیگی تجھ سے مری فغان صیاد

فغان کو سُنکے مری تو عبث بگڑتا ہے
مرا گلا ہے مرا منہہ مری زبان صیاد

فسانۂ گل و بلبل تو مجھکو یاد نہین
سُنے تو حال کچھ اپنا کرون بیان صیاد

قفس مین آکے مرے بال و پر گرے تو گرے
ہری بھری رہین پھولون کی ڈالیان صیاد

وہ آشنائے قفس ہون دعا مین کرتا ہون
خدا کرے کہ نہو مجھپہ مہربان صیاد

صدا اسنا کے پھنساتا ہون ہمصفیرونکو
ملیگا تجکو نہ مجھ سا مزاجدان صیاد

خوشی سے پھول کے بیٹھا ہون صحن گلشن مین
کہ مجکو چھوڑے سمجھکر نہ ناتوان صیاد

نہ جاؤ تم مجھے ای ہمصفیرو بتلا دو
شکار گاہ ہین کتنے کہان کہان صیاد

فغان کا ضبط ہے اب اختیار سے باہر
کہے مین دل ہے نہ قابو مین ہے زبان صیاد

کبھی تو پوچھ لے کچھ حال ہم اسیرون کا
نہ منہہ دکھیگا نہ تھک جائیگی زبان صیاد

چمن سے بڑھکے ملی تیرے گھر مین آسایش
قفس مین بھولگیا ہون مین آشیان صیاد

اسیر تازہ ہے صفدر خفا نہ ہو اتنا
ابھی نہین ہے وہ تیرا مزاجدان صیاد

کب بھولتی ہے چشم بت دلشکن کی یاد | شوخی رہیگی ہم کو غزال ختن کی یاد

بھولی نہ عندلیب قفس مین چمن کی یاد | غربت مین ہے غریب کو کتنی وطن کی یاد

پھندے سے نیستی کے نہ چھوٹا کسی طرح | بھولی کمر کی یاد تو آئی دہن کی یاد

مدت ہوئی ہے کعبے مین آئے ہوے مگر | ہین کاوشین ہنوز مجھے برہمن کی یاد

توبہ توڑی ہے مو سے مگر کیا ہے اعتبار | پھرتی ہے دلمین ساقی توبہ شکن کی یاد

صحن چمن مین سنبل پیچان کو دیکھکر | آئی کسی کی زلف شکن در شکن کی یاد

مرقد مین بھی خیال نہ احباب کا گیا | خلوت مین ہون مگر ہے مجھے انجمن کی یاد

پایا نیا مکان تو کیا گور کا خیال | پہنا نیا لباس تو آئی کفن کی یاد

مدت سے ہمصفیر و اسیر قفس ہین ہم | پھولون کی شکل ہے نہ شباہت چمن کی یاد

صفدر یہی وظیفہ رہے بعد ہر نماز | بھولے نہ پانچ وقت تمھین پنجتن کی یاد

نہ بیخبر ہو اسیرون سے اسقدر صیاد | انھین کے دم سے ہے آباد تیرا گھر صیاد

نہ حال زار سے میرے ہو بے خبر صیاد | اسیر دام مصیبت ہون رحم کر صیاد

مزہ ملا مری فریاد مین کہانی کا | سنا کیا مرے نالون کو رات بھر صیاد

مین آشیانے سے صحن چمن مین کیا اُترون | ادھر تو تاک مین ہے باغبان اُدھر صیاد

کہان ہے طاقت پرواز ہم اسیرون مین | کہ آب و دانہ کی لیتا نہین خبر صیاد

نظر جب آئیگا خالی قفس بھر آئیگا دل | ملیگا ہاتھ مجھے کھو کے عمر بھر صیاد

پھڑک پھڑک کے قفس ہی مین جان کھو دونگا | نہ جا چمن کی طرف مجھکو چھوڑ کر صیاد

فغان سنا چکا پرواز بھی دکھادونگا
نکل تو آنے دے اچھی طرح سے پر صیاد

پھنسے ہین زلف مین دل زلف تیرے شانے پر
لچک نہ جائے کہین بوجھ سے کمر صیاد

قفس مین ہم ہین قفس دام مین ہی اسیر بھی
جکڑ کے باندھ رہا ہی ہمارے پر صیاد

یہ مجکو شوق اسیری چمن مین تھا صفدر
اُسی طرف کو گیا مین گیا جدھر صیاد

ردیف ذال معجمہ

نہ ملا پر نہ ملا درد جگر کا تعویذ
تیرے بیمار نے کس کس سے نہ مانگا تعویذ

اضطراب دل مضطر نہ گیا پر نہ گیا
اور بیتاب ہوا مین نے جو باندھا تعویذ

وائے قسمت کہ نظر اپنی نہ وانتک پہونچے
اور مرے لوٹے ترے سینے پہ کیا کیا تعویذ

جب کسی طرح کی تاثیر نہ دیکھی مین نے
غرق رو رو کے کیا جلکے جلایا تعویذ

نظر بد کا ہی کیا خوف کہ پہنے ہی وہ شوخ
ہیکلین ناد علی ڈھولنا گنڈا تعویذ

میری فرقت مین انکھین چین نہ دم بھر آتا
نہ دیا لکھ کے کسی نے مجھے ایسا تعویذ

غم فرقت وہ مرض ہی کہ نجائے ہرگز
لکھ کے بھیجین جو فلک سے مجھے عیسی تعویذ

درد فرقت نہ کسی طرح سے موقوف ہوا
کبھی بازو پہ جبین پر کبھی باندھا تعویذ

کسی تدبیر سے یہ سوزش دل کم نہوئی
لاکھ احباب نے لکھ لکھ کے جلایا تعویذ

قیس و فرہاد جو اس عہد مین زندہ ہوتے
پیتے دھو دھو کے مرے سنگ لحد کا تعویذ

کبھی بازو پہ جگہ ہی تو کبھی سینے پر
لطف اٹھاتا ہی ترے وصل کے کیا کیا تعویذ

لکھ کے عامل نے دیا تھا جو ترے وحشی کو | پھاڑ کر راہ مین دیوانے نے پھینکا تعویذ

مرض عشق کی تدبیر عبث ہی صفدر
فکر بے سود ہی بیکار ہی گنڈا تعویذ

سوز دل سے وہ لکھون جانب دلبر کاغذ | خاک ہو جاے جو ہو بال سمندر کاغذ
جسمین تحریر تھا کچھ حال ہمارے دل کا | وہی ظالم نے کیا خارج دفتر کاغذ
روز و شب اس دل بیتاب کے بہلانے کو | انکی جانب سے لکھا کرتا ہون اکثر کاغذ
صفت خال مین لکھے ہین یہ دفتر تمنے | کہ نہین اب کہین بازار مین تل بھر کاغذ
کوئی پرچہ تو مجھے آپ نے لکھا ہوتا | اسقدر کیا نہین آتا ہی میسر کاغذ
خط لکھا انکو مگر خط کا لفافہ نہ لکھا | قاصد آوارہ لیے پھرتا ہی گھر گھر کاغذ
یاد آئین جو وہ آنکھین دم تحریر ہمین | اسقدر روئے کہ اشکون سے ہوا تر کاغذ
نہین لیتے ہین وہ اخبار بھی اس وہم سے اب | اسمین بھیجا نہو عشاق نے رکھکر کاغذ
تیری خوشبوے بدن کی جو صفت لکھی ہی | شاخ صندل مرا خامہ ہی معطر کاغذ

نامہ اُس قاتل عالم کو لکھون مین بھی ضرور
ہاتھ آئے جو حنائی مجھے صفدر کاغذ

ردیف راے مہملہ

خدا اسے عالم رہ رضا مین وہ دل وہ ہمت مجھے عطا کر
چھُری کے نیچے گردن مین سجدہ قلم کے مانند سر جھُکا کر

کہا تھا بلبل سے حال مین نے ترے ستم کا بہت چھپا کر
یہ کس نے انکو خبر سنائی کہ ہنس پڑے پھول کھلکھلا کر

کبھی رکاوٹ کبھی کھنچاوٹ کبھی ہی جھڑکی کبھی ہی گالی
بُری بلاؤن مین مبتلا ہون مین اِن حسینون سے دل لگا کر

مگر وہ سمجھے ہین شمع مجکو کہ کشتہ کرتے ہین وصل کی شب
جلا جلا کر بجھا بجھا کر رُلا رُلا کر گھلا گھلا کر

بلند تیغ نگاہ قاتل ذرا جو ہو جائے قتلگہ مین
زمین پہ خورشید و ماہ لوٹین برنگ بسمل فلک سے آکر

مریض درد فراق ہون مین کمال مرنے کی ہی تمنا
ملے جو کوئی فقیر کامل کہون کہ حق مین مرے دعا کر

مرے جنازے کو اُنکے کوچے مین ناحق احباب لیکے آئے
نگاہ حسرت سے دیکھتے ہین وہ رخ سے پردہ اُٹھا اُٹھا کر

فغان بکا آہ نالہ زاری یہی رہے شغل روز اے دل
یہ عاشقون کا ہی پنجگانہ قضا نہ کر اِسکو تو ادا کر

نماز مین بھی ہی فکر دنیا کدھر ہی تیرا خیال صفدر
خدا پرستی مین بت پرستی خدا خدا کر خدا خدا کر
کہا تھا کیا مجھ سے یاد ہی کچھ یہ کہ کے پھرنا ذرا جیا کر

ضرور دل مین فساد ہو کچھ یہ ظلم ظالم خدا اگر
عجیب دنیا کا حال دیکھا کہ جسکا جاہ و جلال دیکھا
اُسی کو پھر خستہ حال دیکھا بگاڑتے ہین وہی بنا کر
ہمیشہ کی جنکی خیر خواہی وہی ہوئے درپئے تباہی
مقام انصاف ہو الٰہی بتون مین اور مجھ مین فیصلا کر
سحر ہی نزدیک شب ہو آخر سرا سے چلتے ہین ہم مسافر
جنھین ہو ملنا وہ سب ہون حاضر جرس سے کہدے کوئی صدا کر
کیا تھا قاصد جو مین نے راہی گذر گئی اُسپہ کیا تباہی
پھرا نہ ابتک وہ یا الٰہی گلی مین اُس فتنہ گر جا جا کر
کڑی اُٹھاتا ہون بے تکلف نہین ہو صفدر مجھے تاسف
زبان سے مین کبھی کہون اُف یہ مجھ سے ہوگا خدا خدا کر

بعد فنا ہین داغ محبت بہار پر
جوبن عجب شباب مین ہو روے یار پر
کھایا ہو زہر سبزۂ رخسار یار پر
نو نساہ کی طرح سے چمن ہو سجا ہوا
لاغر ہوئی قفس مین یہانتک تو عندلیب
کشتے نگاہ شوخ کے ہین کچھ عجب نہین

لالہ کھلا ہوا ہو ہمارے مزار پر
فصل بہار مین یہ چمن ہو بہار پر
چادر بھی سبز چاہیے میرے مزار پر
کیا جوبن آجکل ہو عروس بہار پر
دو چار استخوان رہے دو تین چار پر
بجلی جلا ئے شمع ہمارے مزار پر

منظور تھا جو اُسکی سواری کا دیکھنا — مثل کلیم چڑھ گئے ہم کوہسار پر
ای چرخ یہ بھی ہی کوئی انصاف کی روش — یہ بارش بلا مری مشت غبار پر
مین نے کہا جو اُنسے کہ شب کو یہین رہو — آنکھین جھکا کے بولے کہ کس اعتبار پر
ہین نامور ہون نام کی کافی ہی روشنی — حاجت نہین چراغ کی اپنے مزار پر

صفدر رگری خندۂ گل کی اُسی پہ برق
بلبل کا آشیانہ ہی جس شاخسار پر

حسینان جہان سے مرہین کیا کیا اُسکے جوبن پر — حیا پر حور قربان ہی پری صدقے ہی چتون پر
یہ کہتا ہی نظر پڑتی ہی جسکی اُسکی چتون پر — یہ بجلی کوندھ کر یارب گری کسکے خرمن پر
سراپا سے کسی کے قدرت خالق نمایان ہی — ازل سے لوٹ ہی برق تجلی روے روشن پر
رہی بیرحمی قاتل نہ خنجر دست قاتل مین — قیامت تک مگر احسان رہا بسمل کی گردن پر
ہین ایسے صاحب عصمت پری پیکر کا عاشق ہون — نمازین پڑھتی ہین حورین ہمیشہ جسکے دامن پر
ہجوم خلق ہی لازم جہان ہو حسن کا جلوہ — فدا ہوتے ہین پروانے ہزارون شمع روشن پر
جنون کے جوش مین افسوس اتنا بھی نہ سمجھا مین — کہ ہاتھ اپنے گریبان پر پڑا یا اُسکے دامن پر
الٰہی کون یہ شکل ماہ اسمین جلوہ فرما ہی — شعاع مہر تابان کا گمان ہی آج چلمن پر

ہجوم حسرت و یاس و تمنا ہر طرف دیکھا
بہت روے گئے جسوقت ہم صفدر کے مدفن پر

ہوے دیوانے اہل بزم کیا کیا اُسکے جوبن پر — گریبان چاک تھا کوئی کسی کا ہاتھ دامن پر

گریبان چاک کیا گل ہو کے رخسار روشن پر
یسنی رگ حنا کیطرح نرگس اُسکی چتون پر
وہی صورت شاخ شکستہ خشک ہو جائے
مزہ جو ہاتھ لوٹے بوجھ ڈالے اُنکی گردن پر
قدم رکھتے ہی وہ بازار کو مقتل بناتا ہی
چھری چلتی ہیں تیغیں کھنچتی ہیں کافر کی چتون پر
بیابان جنون میں تھا ایسا کشتۂ بیکس
بگولے بھی نہ آئے خاک اُڑانے میرے مدفن پر
نہ پوچھو کسطرح کاٹی ہی راہ الفت قُرگان
اُٹھایا پانوٗن نشتر سے تو رکھا میں نے سوزن پر
پس مردن بھی پژمردہ دلی کا ہی اثر اتنا
کہ مرجھا جاتے ہیں گل رکھتے رکھتے میرے مدفن پر
صنمخانہ کی اگلی صحبتیں دلکش جو یاد آئین
بہت رویا میں رات آواز ناقوس برہمن پر
چلو اے وحشیو صحرا سے اب سیر چمن دیکھو
بہار آمد گل میں عجب عالم ہی گلشن پر

تکلف سے نہیں خالی ہی لٹ اُس زلف مشکین کی
کہ مسکن طائر بو کا ہی صفدر اِس نشیمن پر

رکھدیا سر کو تیغ قاتل پر
ہم گرے بھی تو جاکے منزل پر
آنکھ جب بسملوں میں اونچی ہو
سر گرے کٹ کے پائے قاتل پر
کون واماندہ رہگیا پیچھے
کچھ اُداسی ہی آج منزل پر
ایک دم بھی تڑپ سے چین نہین
دیکھ لو ہاتھ رکھکے تم دل پر
اور اک تیر تاک کر مارا
رحم آیا اُنھیں جو بسمل پر
اِسقدر خاک اُڑا نہ اے مجنون
گرد اُڑ کر پڑے نہ محمل پر
اُنکی ترچھی نگاہیں آفت ہیں
برچھیان ٹوٹتی ہیں میرے دل پر

تجھپر ای گل نثار ہونے کو | تولے بیٹھے ہین سب عنادل پر

ہم سے وحشی کہان نہ مانے مین | ہی گمان زلف کا سلاسل پر

پھول ہنستے ہین شمع روتی ہی | رات بھر حال اہل محفل پر

جب گذرتے ہین وہ ادھر صفدر
کیا کہون کیا گذرتی ہی دل پر

بس گیا دل انکی آرایش کا سامان دیکھکر | لب پہ مسی دیکھکر ہاتھے پہ افشان دیکھکر

ہم کہان پھر یہ تماشا باغ ہستی کا کہان | چار دن خوش ہو چلے سیر گلستان دیکھکر

سرو کو دیکھا تو آیا قد موزون کا خیال | روے جانان یاد آیا گل کو خندان دیکھکر

دیکھتا ہون جسطرف پاتا ہون عالم نور کا | آج اٹھا تھا مین کسی کا روے تابان دیکھکر

وصل مین اس دیدۂ تر نے بڑا احسان کیا | ہنس پڑے بے ساختہ وہ مجھکو گریان دیکھکر

سوز دل چھالا نہ ڈالے پاے نازک مین کہین | پانون رکھو میرے سینے پر مری جان دیکھکر

نیند آتی ہی جو گیسو کے تصور مین کبھی | چونک چونک اٹھتے ہین ہم خواب پریشان دیکھکر

اتفاقاً لیگئی عبرت جو تکیے کی طرف | خواہشین سب مٹ گئین گور غریبان دیکھکر

روز محشر کسلئے کوچے کی فضا یاد آگئی | پھر پڑا مین دور ہی سے باغ رضوان دیکھکر

پوچھ ای واعظ نہ ہمسے عشق کی افتاد کو | پانون پھسلا گر پڑے چاہ زنخدان دیکھکر

کیا رفوگر پر ہمارا رعب وحشت چھا گیا | ہاتھ تھرانے لگے چاک گریبان دیکھکر

حوصلے سے حوصلے تھے ولولے سے ولولے | آج وہ سب مٹ گئے گور غریبان دیکھکر

دیر مین کعبے مین کچھ آیا نہ ای صفدر نظر
گھر مین پھر آبیٹھے ہم یان دیکھکر وان دیکھکر

روز ہنستا ہی برنگ گل مری فریاد پر
ایک دن بجلی گریگی خانۂ صیاد پر

باغبان بیرحم گل بیدرد گلچین بیوفا
پھٹ پڑا ہی آسمان مجھ خانمان برباد پر

مین جو روتا ہون تو ہنس ہنسکر یہ کہتا ہی وہ شوخ
قہقہے اڑتے ہین ایسی بے اثر فریاد پر

رنج دنیا خوف عقبیٰ جور بت فکر معاش
یہ مصیبت ایک مشت خاک بے بنیاد پر

باغ مین آکر قریب سرو یہ رفتار ناز
یہ جفائین ای سہی قد بندۂ آزاد پر

زیر خنجر کی نگاہ یاس ایسی وقت قتل
تیغ گویا ہمنے رکھدی گردن جلاد پر

ہم تو جب جانین کہ ہی نالے مین تیرے کچھ اثر
باغبان کا دل دکھے بلبل تری فریاد پر

آب و دانہ روز دیتا ہی قفس مین بیطلب
ختم ہی مہمان نوازی بلبلو صیاد پر

یان جدا سر ہوگیا کھنچنے نہ پائی تیغ وان
چلدیے ہم رکھکے احسان گردن جلاد پر

باغبان سنتا نہین نالے تو کیا پروا تجھے
گل گریبان چاک ہین بلبل تری فریاد پر

تھک گئے ہین دست نازک تا کجا تیغ افگنی
اب ترحم بسملون کو چاہیے جلاد پر

سخت دل کی بعد مرگ بھی ہڈی [illegible]
کوئی رونے کو نہ آیا کشتۂ فولاد پر

شوق کہتے ہین اسے اڑجائین وہ بھی سوئے باغ
پھینکدے جو بلبلون کے کاٹ کر صیاد پر

موت کو ڈھونڈھا بہت لیکن نہ پایا کچھ پتا
جی مین آتا ہی کہ جا بیٹھون در جلاد پر

مرتے مرتے بھی وہی صفدر رہی نظارہ کا شوق

تیغ گردن پر نظر ہی چہرۂ جلاد پر

ہنستے ہین اکثر مری بیتابی دل دیکھکر
کیا خوشی ہوتی ہی اُنکو رقص بسمل دیکھکر

دم پھڑک جاتا ہی خنجر کا مرا دل دیکھکر
لوٹ جاتا ہی اسے بسمل کو قاتل دیکھکر

شمع رو اُسکو بنایا جس سے روشن ہو جہان
ہمکو پروانہ کیا جلنے کے قابل دیکھکر

خاک جسکی راہ مین ہو وہ کرے مٹی عزیز
جان دینا چاہیے جلاد کا دل دیکھکر

وقت راحت جب قریب آیا مصیبت بڑھ گئی
آگئی کشتی بھنور مین روے ساحل دیکھکر

بیچ مین وہ دلربا تھا دونون پہلو مین رقیب
ہم پھر آئے دور ہی سے رنگ محفل دیکھکر

سوجھتی ہی مجکو الٹی اشتیاق قتل مین
دیکھتا ہون ماہ نو شمشیر قاتل دیکھکر

رو دیا قاتل نے جب دیکھی مرے دلکی تڑپ
جاے خنجر آہ کھینچی سوے بسمل دیکھکر

قصد جلنے کا ہی مقتل مین مبارک ہو مگر
اک ذرا اپنا پرایا تیغ قاتل دیکھکر

یہ دل ناکام اول ہی سے تھا وقت پسند
عشق اُسنے لے لیا مشکل سے مشکل دیکھکر

غیر وحدت عالم کثرت نہ تھا مجکو پسند
باغ سے بھاگا مین انبوہ عنادل دیکھکر

قاسم روز ازل بھی تھا بڑا مردم شناس
عشق صفدر کو دیا مشکل سے مشکل دیکھکر

نظر پڑ جاے سعدی کی جو اُسکے روے تابان پر
گلستان بوستان دونو نکو رکھدین طاق نسیان پر

ہوا سے آگئے گیسو رخ رنگین جانان پر
گھٹائین کالی کالی چھا گئین کیسی گلستان پر

گداے در ترے مغرور ہین یہ ای شہ خوبی
قدم رکھتے نہین بھولے سے بھی تخت سلیمان پر

دل گم گشتہ کا مجکو اگر غم ہی تعجب کیا
گران تھی کسقدر یوسف کی فرقت پیر کنعان پر

زمانہ الحذر مانگے نہ کیونکر میرے رونے سے
تلاطم پر تلاطم ہی عجب طوفان ہی طوفان پر

ترے جانباز اے قاتل یہ مشتاق شہادت تھے
کہ خود آکر گلے رکھ رکھدیے شمشیر بران پر

بہت دیوانے مین لیکن جنون کو ربط ہی مجھ سے
اُٹھا جو وقت ہاتھ اُسکا پڑا میرے گریبان پر

حسینونکی شرارت ہو نہ کیونکر باعث نفرت
نہ دیکھا فاختہ کا آشیان سرو چراغان پر

لگائی آگ کس وحشی کے نالون نے یہ صحرا مین
گمان سرو چراغان کا ہی ہر نخل مغیلان پر

ملے جب خاک مین مظلوم تب ظالم کو رحم آیا
چڑھائی چادر مہ چرخ نے گور غریبان پر

بنایا ہی گلستان داغ کی کثرت نے سینے کو
گمان کو چہ گلزار ہی چاک گریبان پر

نجر آئی نہین مدت سے کچھ یاران رفتہ کی
ذرا اے بیکسی لے چل مجھے گور غریبان پر

ملا لعل لب جانان کا بوسہ ہمکو اے صفدر
عمل تقدیر سے اپنا ہوا شہر بدخشان پر

ہجر مین نیند آئے کیا اے ماہ پیکر رات بھر
تیری دوری سے گنا کرتا ہون اختر رات بھر

زلف و رخ کا یار کے ہر دم جو رہتا ہی خیال
لوٹتا ہی دل مرے سینے مین دن بھر رات بھر

شام سے بھولی نہ الکدم صبح تک مژگان کی یاد
تھا گلا دل کا ہمارے اور خنجر رات بھر

وصل کی شب صبح تک سویا مین کس آرام سے
شکر ہی زانوے جانان پر رہا سر رات بھر

دل فغان کرتا تھا فریادی تھی فرقت مین زبان
میرے گھر بر پا رہا محشر سا محشر رات بھر

فرقت ساقی مین کیا بزم طرب برہم رہی
شیشے پر شیشے گرے ساغر پہ ساغر رات بھر

بیٹھنے دیتی تھی کب بیتابی دل ہجر مین　　کوے جانان مین لگائے مین نے چکر رات بھر

کیا کہون کسطرح گذری ہجر کی شب بزم مین
شمع کے ہمراہ مین رویا ہون صفدر رات بھر

عدم کو کیون نہ مین ہستی سے جاؤن خرو ہو کر　　کہ دل بہونچا ترے دست حنائی تک لہو ہو کر
مدد لازم ہے اے دست جنون اب جوش وحشت مین　　گریبان تنگ کرتا ہے مجھے طوق گلو ہو کر
جو اس مہ کو شب مہتاب مین ہو شوق میخواری　　قمر آئے قدح بنکر فلک آئے سبو ہو کر
پڑے احباب اگر میرے انکے درمیان ہمدم　　مگر مطلب نہ نکلا رہ گئی کچھ گفتگو ہو کر
نقاب الٹو اگر رخ سے دم گلگشت گلشن مین　　تو گل ہون ایسے شرمندہ کہ رنگ اڑ جائے بو ہو کر
کسیکی تاب کب سنتے ہین میکش جوش مستی مین　　نصیحت کو جو آنکلا گیا بے آبرو ہو کر
تری آنکھون کی شوخی صاف پھر جاتی ہے نظرون مین　　نکلتا ہے کوئی آہو جو میرے روبرو ہو کر
کسی کے ابروے پرخم کا نظارہ میسر ہو　　دعا مسجد مین کرتا ہون یہ اکثر قبلہ رو ہو کر
عبث تکلیف کرتا ہے رفو گر جوش وحشت مین　　گریبان چاک ہو سکتا نہین کیا پھر رفو ہو کر
جگہ حور جنان کو کیا تعجب ہے کہ ملجائے　　مرے دلمین اگر آئے کسی کی آرزو ہو کر

تھکانا کیا نہین ملتا ہے غم کو دونون عالم مین
کہ میرے دل مین آتا ہے یہ صفدر چارسو ہو کر

آنکھ کس چہرے کو آئی دیکھکر　　روتی ہے جسکو خدائی دیکھکر
شاخ گل نے سر جھکایا شرم سے　　آپ کی نازک کلائی دیکھکر

ٹوٹتی ہے خود سر مقتل قضا — دست قاتل کی صفائی دیکھکر
کچھ رسا ہوتی چلی ہے اپنی فکر — تیری زلفوں کی رسائی دیکھکر
بحر میں ہے دست مرجان آب آب — پنجۂ دست حنائی دیکھکر
میں تو کیا آئینہ بھی سکتے میں ہے — اُسکے عارض کی صفائی دیکھکر
تم وہ ہو جسکو کہ موسیٰ کی طرح — غش ہوئی ساری خدائی دیکھکر
آئینے میں آپ کا ہمسر بھی ہے — کیجیے اب خود نمائی دیکھکر

کیا کریں صفدر بتوں سے اتحاد
بیوفائی کج ادائی دیکھکر

قاتل رکا جو حسرت بسمل کو دیکھکر — بسمل تڑپ گیا رخ قاتل کو دیکھکر
قاتل ہے میرے قتل سے غمناک وقت قتل — میں شاد شاد چہرۂ قاتل کو دیکھکر
رونق ہے مجھ سے بزم کی لیکن بہ رنگ شمع — روتا ہوں بے ثباتی محفل کو دیکھکر
رکھا تو پانوں میں نے رہ عشق میں مگر — جی کانپتا ہے دوری منزل کو دیکھکر
گل کیطرف چمن میں بڑھایا تو میں نے ہاتھ — پھر رک رہا قریب عنادل کو دیکھکر
زنداں میں میرے ہو جو گذر قیس کا کبھی — جی چھوٹ جائے طوق و سلاسل کو دیکھکر
قاتل نہ تیرے پانوں میں پڑ جائیں آبلے — سینے پہ رکھو قدم تپش دل کو دیکھکر
تنگ ہے گدا کے بھیس میں عاشق نہو کوئی — دیتے ہیں وہ جواب بھی سائل کو دیکھکر
حسرت سے دونوں عشق میں رہتے ہیں زار زار — دل مجھکو دیکھ دیکھ کے میں دل کو دیکھکر

منصور وقت کہتے ہین صفدر کو آپ کیون	انصاف کیجیے حق و باطل کو دیکھکر
صفدر رتبون سے چاہ کو مانع نہین کوئی	دل دو مگر کسی کے ذرا دل کو دیکھکر

ردیف راے ثقیلہ

چل عندلیب دام مین صحن چمن کو چھوڑ	ہی عنقریب فصل خزان اب وطن کو چھوڑ
دنیا و دین حصول ہون دونون محال ہی	ای دل بگاڑ شیخ سے یا برہمن کو چھوڑ
اُلجھے ہوے ہین سیکڑون دل بال بال مین	آہستہ اپنی زلف شکن در شکن کو چھوڑ
اچھی نہین ہر ایک سخن مین نہین نہین	ہان ہان نہ کہہ بلا سے مگر اِس سخن کو چھوڑ
کر رحم میرے ضعف پر ای پنجہ جنون	ٹکڑا کوئی لباس مین میرے کفن کو چھوڑ
گیسو سنوار مہندی لگا دیکھ آئنہ	ہان ای پری خدا کے لیے سادہ پن کو چھوڑ
منعم کے حق مین دولت دنیا ہی سم مگر	دو وطا فدا ہی کون کہے اِس دہن کو چھوڑ
ہستی بہت خراب ہی غافل عدم ہی خوب	اُس انجمن کا قصد کر اِس انجمن کو چھوڑ
موسن وہی ہی جسمین ہی خلق محمدی	صفدر غرور خوب نہین ماومن کو چھوڑ

ردیف زاے معجمہ

ہی شیشہ یہ سبو ہی یہ پیمانہ چند روز	ہی میہمان رونق میخانہ چند روز
گل پر کبھی فدا ہون کبھی شمع پر نثار	بلبل ہون چند روز تو پروانہ چند روز

ای موسم بہار تو اتنا تبسم کر
حسرت نکال لے کوئی دیوانہ چند روز

گیسو پہ تھا فدا کبھی رخسار پر یہ دل
آئینہ چند روز رہا شانہ چند روز

دورِ فلک رہیگا موافق نہ عمر بھر
ساقی کھُلا رہے در میخانہ چند روز

پھڑکا نہ دم جہان مین مرا کس حسین پر
کس شمع پر رہا نہ مین پروانہ چند روز

مہمان یہین رہو اگر آئے مزاج مین
سمجھو تم اپنا گھر مرا کاشانہ چند روز

یا رب جنون وہ دے کہ رہے تا دم حیات
کیا لطف ہی رہا جو مین دیوانہ چند روز

معلوم برہمن ہی ہین سب بتون کا حال
ہم بھی رہے ہین ساکن بتخانہ چند روز

پریون کے جمگھٹے تھے مرے دل مین تا شباب
یہ گھر بھی رہ چکا ہی پریخانہ چند روز

شیشے کو ہی بقا نہ یہان جام کو ثبات
چلتا ہی بزم عیش مین پیمانہ چند روز

پھر ہم کہان یہ دیر کہان لوٹے کہان
آباد ان بتون سے ہی بتخانہ چند روز

ہشیار پا کے ہمکو ستاتے ہین آشنا
ہر جی مین رہیے آپ سے بیگانہ چند روز

صفدر وہ شوخ کتنا تلون مزاج ہی
اپنا ہی چند روز تو بیگانہ چند روز

کیونکر اُٹھا سکے کوئی اُس دلربا کے ناز
آفت کے غمزے قہر کے عشوے بلا کے ناز

بلبل کی جان پر ہین ہزارون مصیبتین
گل کے ستم سہے کہ اُٹھائے صبا کے ناز

سہہ سہہ کے ظلم اور انھین کر دیا شریر
پچتا رہے ہین بیٹھے ہوے ہم اُٹھا کے ناز

یہ کھنچ کے رہ گئی ہی وہ آتی نہین قریب
غمزے اُٹھاؤن تیغ کے مین یا قضا کے ناز

خون شہید ناز کا کیونکر اُٹھائے یار
جس دست نازنین سے نہ اُٹھین حنا کے ناز

ہرچند جان زار ملی اپنی خاک مین
ابتک وہی ہین ناز پہ اُس دلربا کے ناز

بل کر رہا ہی سنبل بیجان جو باغ مین
سیکھے ہین اِسنے بھی تری لٹ دوتا کے ناز

آگے ترے کرشمون کے اے کعبۂ جمال
بالا ے طاق رہ گئے ہر دلربا کے ناز

کیا غم گلے پہ رکھ کے جو چلتی ہی تیغ یار
اہل وفا اُٹھاتے ہین اہل جفا کے ناز

خوش بھی یہی کریگا خفا ہی تو کیا ہوا
آنکھون پہ میری اہل دل درد آشنا کے ناز

صفدر کہین وہ پھر بھی لین مسکرا کے منہ
اُٹھین ترے جو ساتھ ہون شرم و حیا کے ناز

یہ تمنا ہی تڑپے مثل بسمل چند روز
دیکھیے ناز و ادا ے تیغ قاتل چند روز

پھر بہار آئی جنون پھر سلسلہ جنبان ہوا
پھر رہیگا کوبکو شور سلاسل چند روز

مہوشونکو ہی عبث حسن دو روزہ پر غرور
چرخ پر رہتا ہی اکثر ماہ کامل چند روز

اب کچھ اُنکی خبر مجھکو نہ کچھ میری انھین
آئینہ مائل مین رہا وہ مجھپہ مائل چند روز

لون تو ہون سے مین بھی خاطر خواہ بدلا ظلم کا
یا خدا انکا سا ہو جاے مرا دل چند روز

سر پہ ہی فصل خزان دو چار دن کی ہی بہار
جیسے کرلین گلستان مین عنادل چند روز

صفحۂ ہستی غلط آخر فنا نقش وجود
ایک کا ہی دوسرا ابد مقابل چند روز

چشم جوہر سے بہایا میرے ماتم مین لہو
قتل کرکے روئی مجھکو تیغ قاتل چند روز

قصد ہی اب کوے جانان مین نجانا چاہیے
ہی مناسب امتحان طاقت دل چند روز

دور ہی ہر چند کوے یار سے ای شوق دل — اور چلنا چاہیے منزل بمنزل چند روز

آجکل صفدر بہت تیغ نگہ کی دھوم ہی
ہم بھی ہو کر دیکھین قاتل پہ مائل چند روز

کب تجھ سے یہ کسی آئنہ رخسار کے انداز — سیکھے ہین حسینون نے مرے یار کے انداز
معشوقون مین ہی سب نہین رکھتے ہین سلیقہ — البتہ پسند آتے ہین دو چار کے انداز
گر آج قضا سے وہ بچا کل نہ بچیگا — بگڑے ہوے کچھ ہین ترے بیمار کے انداز
بہکی ہوئی باتین ہین جو ہر وقت زبان پر — کیا تمنے اُڑائے کسی میخوار کے انداز
نہی کبک کی یہ چال نہ طاؤس کی یہ چال — دونون نے اُڑائے تری رفتار کے انداز
اورون سے جو ہو گرم سخن ہمکو سنا کر — ہم خوب سمجھتے ہین یہ گفتار کے انداز

دل خاک لگے قاف وجنان مین مرا صفدر
پریون مین نہ حورون مین مرے یار کے انداز

ردیف سین مہملہ

پہونچون کہین مین اُس بت غنچہ دہن کے پاس — لیجائے عندلیب کو قسمت چمن کے پاس
شکر خدا کہ سنتے ہین آواز ہمصفیر — صیاد کا مکان ہی صحن چمن کے پاس
آئینہ سامنے ہی ذرا خوب دیکھیے — ایک اور انجمن بھی ہی اِس انجمن کے پاس
جسوقت دونون گالون پر اُسکے نظر پڑی — سمجھے یہ ہم شگفتہ چمن ہی چمن کے پاس
آئی بکھر کے زلف جو رخسار یار پر — ثابت ہوا ہمین کہ حلب ہی ختن کے پاس

نازک بہت ہے آپ کو اسکا رہے خیال
دل چھوڑتا ہون زلف شکن در شکن کے پاس

کیسی حیا کہان کا تکلف وصال مین
لب ہو قریب لب کے دہن ہو دہن کے پاس

ایسی ہے زیر خنجر قاتل مجھے خوشی
دولھا ہو شاد جیسے ہو نکھر دلھن کے پاس

دام بلا مین کیون نہ پھنسین عاشقون کے دل
تعویذ جب ہے زلف شکن در شکن کے پاس

صفدر یہی دعا ہے خدائے کریم سے
تربت ہو میری روضۂ شاہ زمن کے پاس

یارب ہے وصل یار پریزاد کی ہوس
نکلے کبھی تو اس دل ناشاد کی ہوس

اُس گل کے اشتیاق مین آئے عدم سے ہم
کب تھی بہار گلشن ایجاد کی ہوس

آرام سے تھے کیا ہمین مقتل سے کام تھا
لائی نظارۂ رخ جلاد کی ہوس

بلبل چمن سے اُڑ گئی گل بھی ہوا ہوئے
گلچین کی آرزو رہی صیاد کی ہوس

ہم کیا سمجھ کے کوہکنی عشق مین کرین
نکلی کبھی نہ خاطر فرہاد کی ہوس

یاران رفتہ سے ہو ملاقات بعد مرگ
ہے اسلیے ہمین عدم آباد کی ہوس

دلکو ہے شوق قامت و رخسار یار کا
کب ہے نظارۂ گل و شمشاد کی ہوس

نشتر جنون مین خار رہی زنجیر پا ہے ضعف
فصاد کی ہوس ہے نہ حداد کی ہوس

مشکل تو سانس لینی بھی ہے فرط ضعف سے
صفدر رہی ہے ہم کو نالہ و فریاد کی ہوس

داغ وحشت میرے ہوتے ہین نمایان سر برس
گل کھلاتی ہے نئے فصل بہاران سر برس

بیڑیوں پر بیڑیاں پڑتی ہیں اپنے پانوں میں
طوق اک منت کا بڑھتا ہی اگر دان ہر برس

فصل گل میں جام مے بنتے ہیں گل غنچے سبو
بادہ خواری کا مرے ہوتا ہی ساماں ہر برس

سال جب گذرا مرے دلمیں نئے چھالے پڑے
جیسے لاتے ہیں ثمر نخل گلستاں ہر برس

ہم ہیں اور نخل گلستاں میں فقط اتنا ہی فرق
وہ خزاں میں فصل گل میں ہم ہیں عریاں ہر برس

وہ پہنتے ہیں نئی پوشاک ہر نوروز میں
قتل کا میرے نیا ہوتا ہی ساماں ہر برس

عمر بڑھنے سے ہیں خوش اتنا نہیں دلمیں خیال
ہوتے جاتے ہیں قریب مرگ انساں ہر برس

کوچۂ قاتل میں یوں اپنا گذر ہی گاہ گاہ
عیدگہ میں جاتے ہیں جیسے مسلماں ہر برس

سال بھر چلتی ہی تیغ ناز اُس سفاک کی
سیکڑوں بنجاتے ہیں گنج شہیداں ہر برس

کل تلک سبزہ گل تھا آج یاں اُڑتی ہی خاک
رنگ نیرنگی دکھاتا ہی گلستاں ہر برس

اِس سے کیا بہتر اگر ہر بار تازہ ہو ثواب
چاہیے صفدر غم شاہ شہیداں ہر برس

ردیف شین معجمہ

کبھی تمہاری تو ہوتی نہ تھی زباں خاموش
یہ آج کیا ہی کہ بیٹھے ہو میری جان خاموش

ہو ابتدا اسے محبت مجھے تمیز نہیں
کہاں کلام کروں میں ہوں کہاں خاموش

یہ بے سبب نہیں سنسان خانۂ زنداں
میں غش میں ہوں مرے پانو کی بیڑیاں خاموش

چمن سے رخصت فصل بہار ہی شاید
اُداس بیٹھی ہی بلبل تو باغباں خاموش

قضا نے کیا ہی کہ دم مار آگے قاتل کے
زبان تیغ بھی ہی وقت امتحاں خاموش

ہمین ہی شہر خموشان فراق مین عالم
زمین ساری ہی سنسان آسمان خاموش

گیا چمن سے الٰہی یہ کون سرو روان
کہ آج سرد یہ بیٹھی ہین قمریان خاموش

کسی نے لی نہ خبر میری بزم جانان مین
تمام رات جلا ہون مین شمع سان خاموش

کیا جو قصد کہ قاتل سے کچھ کہے دم قتل
تڑپ کے دل نے صدا دی کہ اے زبان خاموش

یہ دیکھتا ہی وہ قاتل کہ سر فروش ہی کون
کھڑا ہی تیغ لیے بہر امتحان خاموش

شب وصال کی صحبت بھی بزم حیرت تھی
مین بے زبان تو چپ تھا وہ بے دہان خاموش

یہ اضطراب و تعلق نالہ و فغان کب تک
ٹھہر بس اے دل بیتاب اے زبان خاموش

چہک کے چپ ہوا صفدر تو بولے روح الامین
مین سن رہا ہون نہو میرے خوش بیان خاموش

یار کو ہی شراب کی خواہش
مہ کو ہی آفتاب کی خواہش

ہی رخ بے نقاب کی خواہش
کیا کرے دن آفتاب کی خواہش

ایک دن خاک مین ملائیگی
دل خانہ خراب کی خواہش

وصل مین چھیڑتے ہین ہم انکو
لطف مین ہی عتاب کی خواہش

مجکو شوق نظارۂ رخسار
آپ کو ہی نقاب کی خواہش

آئے آغوش مین سمٹ کر بحر
ہی یہ ہر دم حباب کی خواہش

دختر رز کو تاکتی ہی شیخ
پیر کو ہی شباب کی خواہش

پردے پردے مین قتل ہو عالم
ہی یہ انکے نقاب کی خواہش

مجکو تڑپا کے مار ڈالے گی
دل پر اضطراب کی خواہش

پھیر بھی دیجیے دل بیتاب
دیکھ لی بس جناب کی خواہش

یہی دو خواہشین ملی ہین ہمین
مے کی خواہش کباب کی خواہش

نامہ اُس شوخ کو بہونچ جائے
نہین ہم کو جواب کی خواہش

دل سوزان مرا تو حاضر ہے
کیون ہے تم کو کباب کی خواہش

دیکھ سکتا ہے کون صورت مہر
کیون ہے اُنکو نقاب کی خواہش

مست ہون یاد چشم ساقی مین
نہین جام شراب کی خواہش

بوسہ مانگا تو بولے وہ ہنسکر
بس یہی تھی جناب کی خواہش

لے اُڑیگی نجف کو اے صفدر
روضۂ بوتراب کی خواہش

ہوئی اک خلق تم کو دیکھکر غش
ادھر مومن ہین غش کافر اُدھر غش

پس دیوار جانان مثل سایہ
پڑے رہتے ہین ہم دو دو پہر غش

تم آئے بلبل و گل کی بن آئی
ادھر صیاد ہے گلچین اُدھر غش

جو برق چہرۂ جانان کو دیکھین
ابھی موسی کرین بار دگر غش

تپ فرقت سے یان تک بڑھگیا ضعف
ہمین رہنے لگا آٹھون پہر غش

لب و دندان پہ عاشق لعل و گوہر
رخ و گیسو پہ ہین شام و سحر غش

جواب نامہ لائے کون صفدر

اُسے دیکھا ہوا خود نامہ بر غش

ردیف صاد مہملہ

کسطرح کہون وصل کی تدبیر ہی ناقص
قسمت مری برگشتہ ہی تقدیر ہی ناقص

کچھ کند ہی ایسی کہ گلا کٹ نہین سکتا
ای قاتل عالم تری شمشیر ہی ناقص

وحشی ترا توڑیگا فقط زور جنون سے
یہ طوق ہی کمزور یہ زنجیر ہی ناقص

دن وصل کا آتا نہین جاتی نہین فرقت
گردش تری کیا ای فلکِ پیر ہی ناقص

کیا شعر کہے سست جو ہو شاعر کامل
ہی نقص مصور کا جو تصویر ہی ناقص

اکثر مرے گھر آکے وہ پھر جاتے ہین اُلٹے
شاید کچھ ابھی آہ کی تاثیر ہی ناقص

رک رک کے کہا حال دل اُنسے تو وہ بولے
لکنت ہی زبان مین تری تقریر ہی ناقص

زاہد نہ عبادت پہ ابھی ناز کر اتنا
سجدہ ترا ناقص تری تکبیر ہی ناقص

نامے کو مرے دیکھ کے قاصد سے وہ بولے
کیا خاک پڑھون مین کہ یہ تحریر ہی ناقص

ہر روز ملاتا ہی جوان خاک مین کیا کیا
کس درجہ مزاج فلک پیر ہی ناقص

بلبل نہین پھنسنے کی کوئی دام مین تیرے
صیاد ترے خواب کی تعبیر ہی ناقص

نفرت ہی مرے اشک مری آہ سے تجکو
یہ آب و ہوا کیا بت بے پیر ہی ناقص

صفدر خط رخسارۂ جانان نہین اچھا
آئینے مین طوطی کی یہ تصویر ہی ناقص

کرتا ہی کام سارے جہان کا تمام رقص
رکھا ہی تمنے حشر خرامی کا نام رقص

دیکھیں ترا جو ای صنم لالہ فام رقص — ہرگز کہیں نہ اہل شریعت حرام رقص

قاتل کے دلمین شوق تماشے کا ہی وہی — بسمل ہوا تمام رہا نا تمام رقص

کس مست بادہ نوش کے آنیکی ہی خوشی — پھر پھر کے بزم می مین جو کرتا ہی جام رقص

ایسی ہی آکے خانۂ صیاد مین خوشی — طاؤس وار کرتے ہین مرغان دام رقص

ٹھنڈی ہوا ہی لطف شب ماہتاب ہی — کچھ دیر چلکے کیجیے بالاے بام رقص

دیکھیگا کون تیرا تماشا فراق مین — اے دل تڑپ تڑپ کے نہ کر صبح و شام رقص

صفدر ہزار شکر کہ گا کر مری غزل
کرتا ہی ناز سے وہ بت خوشخرام رقص

ردیف ضاد معجمہ

کہین گوشۂ عزلت ہون کیا جہان سے غرض — زمین سے مجکو نہ مطلب نہ آسمان سے غرض

حرم سے دیر سے مسجد سے میکدے سے صنم — تری طلب مین اٹھا دی کہان کہان سے غرض

سجود کعبہ و بتخانہ سے ہی کیا مطلب — ہمارے سر کو ہی اُس سنگ آستان سے غرض

فقط تفاوت شاہ و گدا ہی حاجت سے — سب ایک سے ہین جو اُٹھ جاے درمیان سے غرض

ہین اب تو خانۂ صیاد مین اسیر قفس — رہی نہ ہمکو چمن سے نہ آشیان سے غرض

مقیم کوچۂ جانان ہون کہدو رضوان سے — یہین بہشت ہی کیا گلشن جنان سے غرض

شب فراق مین سنتا ہون داستان دل کی — فسانہ گو کی نہ حاجت نہ قصہ خوان سے غرض

کوئی خفا کوئی آزردہ ہو مگر دل کو — تڑپ سے آہ سے فریاد سے فغان سے غرض

کوئی یہ پوچھے کہ مقتل مین آئے کیون اغیار
فقط اُنھین تو ہی صفدر کے امتحان سے غرض

تم دوپٹے مین چھپاتے ہو جو ایجان عارض ۔ صاف بنتے ہین چراغ تہ دامان عارض
دیکھے اُس بت کا اگر مہر درخشان عارض ۔ شکل آئینہ رہے دیکھ کے حیران عارض
حق یہ ہے آپ سے کس کسکی دوا چاہون مین ۔ سو مرض ہین مجھے ای عیسیٔ دوران عارض
دو مہ نو ہین یہ دو ابروے خمدار نہین ۔ کیون نہو چاند سے رتبے مین دوچندان عارض
دم اُلجھتا ہے مرا دیر سے تاریکی مین ۔ چاند سا مجکو دکھا دو شب ہجران عارض
شمع کا نور بھی فانوس مین چھپتا ہی کہین ۔ کیا چھپاتے ہو حیا سے تہ دامان عارض
چشم بد دور نہین باغ سے کم باغ جمال ۔ سرو قد زلف ہے سنبل گل خندان عارض
ہی یقین سعدی شیراز بھی دیکھین تو کہین ۔ بوستان ایک ہے اور ایک گلستان عارض

روز روشن ہے شب تار نظر مین صفدر
کس ستمگر نے کیا زلف مین پنہان عارض

ردیف طاے مہملہ

یہ کہکے پھیر دیتا ہے قاصد کو یار خط ۔ لونگا جو ایک مین وہ لکھینگے ہزار خط
سمجھونگا میرے خط کا جواب اُسنے اب لکھا ۔ اعمال کا ملیگا جو روز شمار خط
مضمون لکھے ہین عارض گلرنگ یار کے ۔ دکھلائے کس طرح نہ چمن کی بہار خط
مکتوب ایک ہو تو وہ نازک ادا پڑھے ۔ آتے ہین روز چار طرف سے ہزار خط

ٹکڑے ہین میرے نامے کے ہین جانتا ہون خوب | قاصد نے مجکو لاکے دیے ہین جو چار خط
سر پر ہین اپنے رکھون کہ آنکھون پہ دون جگہ | لایا ہی نامہ بر جو بس انتظار خط
جبریل بنکے آئے کہین اُسکا نامہ بر | نازل ہو مثل رحمت پروردگار خط
قاصد نے میرے خلق مین رسوا کیا مجھے | گھر گھر لیے پھرا صفت اشتہار خط
مضمون اشتیاق جو کچھ بھی رقم ہوا | دم بھر نہ لیگا ہاتھ مین میرے قرار خط
اِسواسطے کہ ایک تو پہونچیگا یار تک | ڈالے ہین لکھکے ڈاک مین مین نے ہزار خط
امید خط یار کی ہو کس طرح مجھے | لکھتا ہی کب گدا کو کوئی شہریار خط

صفدر رہی یہ بھی اک مری تقدیر کا لکھا
پڑھتے نہین وہ دیکھتے ہین بار بار خط

کیونکر بڑھاؤن اُس بت نامہربان سے ربط | مجھ سے بگاڑ اُسکو ہی سارے جہان سے ربط
مجھ زار کو ہی یار کے موے میان سے ربط | ہو جیسے ناتوان کو کسی ناتوان سے ربط
گلشن مین عندلیب کا حافظ ہی اب خدا | صیاد کو زیادہ ہوا باغبان سے ربط
پائین کسی طرح تو جگہ کوے یار مین | دربان سے دوستی ہو بڑھے پاسبان سے ربط
دلکو ہی میرے رشتہ جان اسلیے عزیز | ہی اسکو کچھ نہ کچھ ترے مو میان سے ربط
کیا پیر خانقاہ سے حاجت روا ہوئی | دل مین ہی اب بڑھائیے پیر مغان سے ربط
نفرت ہی اک ہمین سے ہمین ہین گناہگار | ملتے ہین سب سے اُنکو ہی سارے جہان سے ربط
گردن مین طوق بنکے وہ شمشیر رہ گئی | حیران ہو نہین یہ دونون مین آیا کہان سے ربط

صفدر

صفدر شب وصال مین کیا کیا مزے اٹھے
لب کو تھا اُسکے لب سے زبانکو زبان سے ربط

ردیف ظاء معجمہ

صحبت بادہ ہی اسوقت کہان یار لحاظ
مست ہم نشہ مین تم اتبو ہی دشوار لحاظ

شوق کہتا ہی شب وصل اُٹھادو پردہ
ناز کہتا ہی کہ ٹوٹے نہ خبردار لحاظ

کونسی ہی وہ ادا جسمین نہین تمکو حجاب
دم رفتار حیا ہی دم گفتار لحاظ

ابر ہی باغ ہی سبزہ ہی مے گلگون ہی
آج رہتا نظر آتا نہین زنہار لحاظ

ہاتھ پھیلا کے لپٹتے تو لپٹ ہی جاتے
سہل سی بات کو کر دیتا ہی دشوار لحاظ

کیا عجب پیر مغان کا بھی ادب پھر نہ کرین
نئی صحبت ہی ابھی کرتے ہین میخوار لحاظ

آپ کی چال سے پامال ہوے جاتے ہین
اپنے کشتون کا بھی رکھیے دم رفتار لحاظ

بڑھکے مقتل مین گلے سے جو لپٹ جاتی ہی
کچھ قضا کا بھی نہین کرتی ہی تلوار لحاظ

پوچھ مجھسے سر محفل نہ تمنا میری
شرم کی بات ہی آئیگا تجھے یار لحاظ

خوش جو پاتا اُسے سب حال مرا کہدیتا
نامہ بر وقت پہ کرنا نہ خبردار لحاظ

آگے ہی عرش پلٹ پھونکے چلی گردونکو
کچھ خدا کا بھی کر اے آہ شرربار لحاظ

حال دل یار سے سب چلکے کہو اے صفدر
اپنے عیسی سے نہین کرتے ہین بیمار لحاظ

چلا جو مین نہ کسی نے کہا خدا حافظ
تڑپ مین بھول گئے آشنا خدا حافظ

ابھی تم آئے ابھی کہتے ہو کہ جاتے ہین ❊ درست ٹھیک مناسب بجا خدا حافظ
چمن سے رخصت بلبل ہی گل ہین پژمردہ ❊ چٹک کے دیتے ہین غنچے صدا خدا حافظ
دل اُسکے زلف کیجانب چلا تو ہمنے کہا ❊ بلا کے منھ مین جو جاتا ہی جا خدا حافظ
جو آئے بھی مری بالین پہ وہ یہ کہکے گئے ❊ بری بلا مین ہو تم مبتلا خدا حافظ
سوائے ترک ملاقات کیا مآل اِسکا ❊ یہی جفا ہی تو اے بیوفا خدا حافظ
ہزار بار رہے ہونگے تم سے ہم رخصت ❊ کبھی نہ کبھو کے تمنے کہا خدا حافظ
یقین ہی چھوٹ کے ہم قافلہ سے رہ جائین ❊ قدم قدم پہ ہی بانگ درا خدا حافظ

مٹا ہوا ہی عبث خوش قدونکی جانون پر
یہی چلن ہی تو صفدر ترا خدا حافظ

ردیف عین مہملہ

وہی نظر وہی چتون وہی ہی ساری وضع ❊ اڑالی قاف مین پریون نے بھی تمھاری وضع
مین ٹھیک ٹھیک پتا اُسکا دون تجھے قاصد ❊ جو بھولی بھولی ہین باتین تو پیاری پیاری وضع
مین تمکو دیکھ کے یوسف کو آج دیکھ آیا ❊ یہی ہی شکل یہی دھج یہی ہی ساری وضع
کہان ہی ہم سا وفادار کوئی دنیا مین ❊ ہمین پہ ختم ہی جو کچھ کہ ہی ہماری وضع
بدن چرا کے نکلتے ہین اب لجائے ہوئے ❊ ہزار شکر کہ کچھ آپ نے سنواری وضع
تمام فتنے اُٹھائے ہوئے ہین تیر زن کے ❊ نہ یہ روش ہی ہماری نہ یہ تمھاری وضع
شرابخانے مین مرلی کے شیخ مست ہوئے ❊ گیا وہ زہد مٹا اتقا سدھاری وضع

شراب رات کو پی دنکو روزہ دار رہے
خدا کا شکر کہ اچھی نبھی ہماری وضع

شرابخوار ہو چاہے بنے نماز گذار
ہر ایک شخص کی صفدر ہی اختیاری وضع

رکھتی ہی شاید کہ عشق عارض جانانہ شمع
سوز غم سے جل رہی ہی صورت پروانہ شمع

داغ کھاتے ہین ترے دلسوز جاتے ہین جہان
جلتی ہی یکسان میان کعبہ و بتخانہ شمع

ہون وہ میکش کچھ نہ سوجھا جوش مستی مین مجھے
جا کے مسجد سے اٹھا لایا سوے میخانہ شمع

ہی سحر نزدیک کرلے اب تو پروانون سے ربط
ہو چکا لبریز تیری عمر کا پیمانہ شمع

یون بھی عاشق سے کوئی معشوق کرتا ہی سلوک
مرگ پروانہ ہی تیرا ناز معشوقانہ شمع

خستہ جانون کا کہان رہا اب دوست کو خیال
کون لاتا ہی جلا کر جانب ویرانہ شمع

خط نکلنے سے کہان باقی رہا اب وہ فروغ
یاد آیا مہ کہ تھا وہ چہرہ بے پروانہ شمع

دل جلون کا ہی وہی ہمدرد جو ہی دل جلا
تو مرا سن مین ترا شب بھر سنون افسانہ شمع

یاد رکھتا ہی کسی کو کون صفدر بعد مرگ
لائیگا اپنا نہ میری قبر پہ بیگانہ شمع

ردیف غین معجمہ

سینے سے کیون نہ آئے صدا ہاے ہاے داغ
داغ آشناے دل ہی تو درد آشنا داغ

پہلو مین بعد وصل جو خالی ہی جاے داغ
دل ٹوٹتا ہی سینے مین کہ کھلکے ہاے داغ

کیا بیکسون سے پوچھتے ہو ماجراے داغ
اب کوئی دلنواز نہین ہی سواے داغ

لالے سے جا کے باغ مین ہمنے ملائے داغ
کیا موسم بہار مین یان کام آئے داغ

سینے کو میرے حق نے بنایا برائے داغ
کہتے ہین دل جسے وہ ہی دولت سرائے داغ

دلکو مرے پسند ہی ایسی جفائے داغ
پھوٹا جو آبلہ ہوئی آواز ہائے داغ

اُٹھتی نہین ہی اب مرے دل سے جفائے داغ
انگارہ آگ کا کوئی رکھدے بجائے داغ

ای سوز عشق دے یہ مرے دل کو روشنی
مہتاب و آفتاب سے آنکھین ملائے داغ

دل سے کبھی بتون کی محبت نہ جائیگی
پتھر کا نقش ہی کوئی کیونکر مٹائے داغ

شدت ہوئی جو پیاس کی خون جگر پیا
پھوڑے ہوئے تو فرقت جانانمین کھائے داغ

تسکین دل جو ہجر مین کچھ بھی اسی سے ہی
سینے سے میرے ہاتھ نہ یارب اُٹھائے داغ

دو چار داغ لالہ گلشن کو بھی ملے
باقی رہی نہ جب مرے سینے مین جائے داغ

دوڑائے گل سمجھ کے مرے دل پہ یار ہاتھ
چھوڑے نیا شگوفہ نیا گل کھلائے داغ

غمخوار جان زار جگر ہی نہ دل مرا
یہ آشنائے درد ہی وہ آشنائے داغ

بوسے ملے رقیب کو ہم جل کے رہگئے
پھول اُسکو ہاتھ آئے ہمین ہاتھ آئے داغ

بعد فنا بھی حق رفاقت ادا کیا
صفدر ہمیشہ یاد رہے گی وفائے داغ

پروا نہین جو عرش پہ ہی یار کا دماغ
ہی عرش سے بلند دل زار کا دماغ

ایسے ہین بیدماغ وہ سُنکر سوال وصل
اقرار کا دماغ نہ انکار کا دماغ

یون تیز تیز چل نہ گلستانمین اے نسیم
نازک بہت ہی بلبل گلزار کا دماغ

ای منکر و نکیر ہٹو میری قبر سے
بخشو تم اُس سے جسکو ہو تکرار کا دماغ

منہ سے لگائے غیر کے جھوٹی شراب کو
ایسا نہین ہی آپ کے میخوار کا دماغ

پھولون کے ڈھیر گرد ہین مطلق نظر نہین
دیکھو قفس مین مرغ گرفتار کا دماغ

چپکے سے نبض دیکھ کے اٹھ جائین چارہ گر
کہدو بہت ضعیف ہی بیمار کا دماغ

دربار مین نہ یاد کیا کیجیے سب مجھے
مین خاکسار عرش پہ سرکار کا دماغ

یوسف کو کھوٹے دامون بھی لیتا نہین ہی مول
پہونچا کہان تمھارے خریدار کا دماغ

صفدر ہین مدح ساقی کوثر سے مست ہون
کس کو ہی وصف بادہ و خمار کا دماغ

حاصل ہی ہمکو کنج قفس مین فضائے باغ
دل باغ باغ آہ سرد ہی اپنی ہوائے باغ

ہم بھی چلے جو سرد چلی ہی ہوائے باغ
ساقی گلابیون مین دکھادے فضائے باغ

قسمت ملی ہی سبزۂ بیگانہ کی مجھے
باغ آشنا ہی مجھ سے نہ ہین آشنائے باغ

ہر روز کوے یار مین جاؤن نہ کس طرح
بلبل کا دل کہین نہین لگتا سوائے باغ

مدت ہوئی کہ دام و قفس مین پھنسے ہین ہم
اللہ ہی کہ پھر ہمین قسمت دکھائے باغ

لگتی ہی دل پہ تیر سی آواز عندلیب
مقتل ترے بغیر نظر کیون نہ آئے باغ

آئے کبھی جو سیر چمن کو وہ رشک گل
ہو اسقدر خوشی کہ نہ پھولے سمائے باغ

جو شیشہ ہی وہ سرد ہی جو جام ہی وہ گل
گلزار میکدہ ہی ہمین کو بجاے باغ

آنکھون سے خون بہا کے کھلاتے ہین تازہ گل
ڈالی ہی قید خانہ مین ہمنے بنائے باغ

صیاد ایک شب نہین سنتا ہی داستان ۔ بلبل بیان کس سے کرے ماجراے باغ

پھونکا ہی باغبانون نے بلبل کا آشیان
صفدر کہین نہ آہ سے وہ بھی جلاے باغ

ردیف فا

ہم جان دینے جاتے ہین تو ن بزم جانان کیطرف ۔ پروانہ آئے جسطرح اڑکر چراغان کیطرف

تونے پھنسایا قید مین دیوانونکو ای بیخودی ۔ جاتے تھے گلشن کیطرف آ نکلے زندان کیطرف

بلبل ترے نالون مین ہو آتا تو وحشت کا اثر ۔ گلچین گریبان پھاڑ کر جاے بیابان کیطرف

مجھ عشق مشرب کیطرف ای جان جاتی کوئی نہین ۔ گیسو ہی ہندو کیطرف عارض مسلمان کیطرف

آنکھین اشارے کرتی ہین ہم مارلین تو باندھ لے ۔ دلکو ہمارے دیکھکر اُس زلف پیچان کیطرف

ڈرتا ہون مین یہ زرین مردنہ سُنکر ذبح ہون ۔ تکبیر جاکر کہتے ہو گور غریبان کیطرف

نظارہ رخسار سے رو یا جو مین مجبور تھا ۔ آنکھین بھر آئین دیکھکر خورشید تابان کیطرف

فریاد میری ایک تو سنتا نہین ای گلبدن ۔ ورنہ گلون کے کان ہین مرغ خوش الحان کیطرف

آنکھونکی الفت نے مجھے رہ اجل دکھلادیا ۔ آہو لگا کر لیگئے شیر نیستان کی طرف

فصل گل آئی گل کھلے سُنکر قفس مین یہ خبر ۔ ہوش اُڑ گئے دل کھنچ گیا اپنا گلستان کیطرف

بھولینگے صفدر خواب مین کوچہ نہ قاتل کا کبھی
جو مرد ہین سوتے ہین وہ منھ کرکے میدان کیطرف

ہونے دو باغبان ہی جو صیاد کیطرف ۔ پھولون کے کان ہین مری فریاد کیطرف

بھونچی جو روح خلد مین کچھ دیکھ بھالکر
پھر آئی وان سے کوچۂ جلاد کیطرف

اُس گل کے دیکھنے کا نہوتا جو اشتیاق
آتا نہ کوئی گلشن ایجاد کی طرف

آنکھین تو سوے برق تجلی ہین طور پر
دل ہی تمھارے حسن خداداد کیطرف

مشکل یہ ہی کہ قمری و بلبل مین بحث ہی
گل کیطرف ہین بو ہون کہ شمشاد کیطرف

عیسی کے اشتیاق مین نکلے تھے گھر سے ہم
تقدیر لائی کوچۂ جلاد کی طرف

مشتاق ہو نہین قامت و رخسار یار کا
دیکھون نہ بھولکر گل و شمشاد کیطرف

مانع ہی ضبط ورنہ ارادہ اگر کرون
آجاے خود اثر مری فریاد کیطرف

غم ہو الم ہو درد ہو حسرت ہو یاس ہو
صفدر ہو کوئی اس دل ناشاد کیطرف

حال سے میرے تم ہو کیا واقف
اہی تو خوب ہی خدا واقف

کوچۂ عشق شاہراہ نہین
کوئی واقف ہی کوئی ناواقف

حال گلشن چھپا نہین گلچین
پتے پتے سے ہی صبا واقف

میرے درد دل و جگر سے ہی
تیرا غمزہ تری ادا واقف

یاد اُس زلف کی لگا لائی
میرے گھر سے نہ تھی بلا واقف

ایک مین راز دار الفت ہون
کچھ نہین اس سے دوسرا واقف

دست وحشت ہی ضعف سے مجبور
چاک سے خاک ہو قبا واقف

تم نہین میرے بند بند تو ہین
درد دل سے جدا جدا واقف

تھک گئی ہجر مین زبان صفدر
نہ اثر سے ہوئی دعا واقف

ردیف قاف

ہزار ہونگے اگر تم پہ جان جان عاشق
ملیگا ایک نہ مجھ سا مزاجدان عاشق

تلاش حسن مین کس شہر مین گذر نہ کیا
کیا نہ دل نے ہمارے کہان کہان عاشق

بشر تو کیا ہی جہان وہم کا گذر مشکل
کیا ہی مجکو مرے بخت نے وہان عاشق

تمھارے ظلم وستم سے خیال آتا ہی
کہ تم پہ کیون نہ ہوے بعد امتحان عاشق

جو عاشقون پہ گذرتی ہی تمکو کیا معلوم
خدا کرے کہین تم بھی ہو مہربان عاشق

جو آدھی بات کا بھی اُنسے مین ہوا طالب
کہا کہ تم سے ہزارون ہین نیمجان عاشق

تمھارے سایے سے بھی اتنا شک گذرتا ہی
نہ دیکھے ہونگے کہین ہمسے بدگمان عاشق

قدم جنون مین نکلتا نہین جو زندان سے
ہمارے پانون کی شاہد ہین بیڑیان عاشق

تمھین سناتے ہو سب کچھ وہ کچھ نہین کہتا
نہ پاؤگے کہین صفدر سا بیزبان عاشق

وصل ہوتا نہین سواے فراق
دیکھیے کب ہو انتہاے فراق

کہہ چکا لاکھ داستانین مین
ابھی باقی ہی ماجراے فراق

کبھی یہ بھی ہو انقلاب ای چرخ
میرے گھر وصل آئے جاے فراق

ہم کو اللہ سے ہی خواہش وصل
وہ کیا کرتے ہین دعاے فراق

اے موذن اذان نہ دے شب وصل
کان مین آتی ہے صداے فراق

بیقراری یہ اے دل بے صبر
ابھی ناداں ہے ابتداے فراق

خواب مین انکو دیکھ لیتا ہون
خوب سوجھی مجھے دواے فراق

جس نے لکھا مرا خط تقدیر
وصل لکھا نہ کیون بجاے فراق

انجم اے چرخ کیا دکھاتا ہے
اور چمکین گے داغہاے فراق

صبر بگڑیگا مجھ سے اے صفدر
منہ سے کیونکر کہون کہ ہاے فراق

ردیف کاف عربی

یہ شرمگین آنکھ میری دل سے حیا سے منہ پر نقاب کب تک
رہیگی دولھا سے روز صحبت دلھن کریگی حجاب کب تک

ہمارے دلمین ضرور آؤ نہ باتین ہر روز تم بناؤ
یہ بستی اجڑی ہوئی بساؤ رہے یہ کشور خراب کب تک

غرور ہردم ستم پیاپے جفا کی آخر کچھ انتہا ہے
یہ ظلم کب تک یہ جور تا کے رہیگا ہم پر عتاب کب تک

خزان ہے آخر بہار دنیا بقا ہے اس مین ہوا کا جھونکا
غرور اتنا نہین ہے اچھا بھلا یہ حسن شباب کب تک

مین مرگیا اور غش سمجھکر یہ رو کے کہتا ہے ماہ پیکر

کہ انکی غفلت تو ہی برابر کبھلا مین چھڑکو ن گلاب کب تک
وہ بت عنایت پہ جلد آئے خدا کرے منھ سے منھ ملائے
تکلف اُٹھے لحاظ جائے کریگا شرم وحجاب کب تک
کہین وہ خونریز مہربان ہو کہ تن سے بسمل کی جان روان ہو
کہان تلک خاک پر طپان ہو کرے غریب اضطراب کب تک
یہان ہی جینے کا کیا بھروسا کہ حادثون سے بھری ہی دنیا
یہی جو ہی موج کا تماچا تو پھر قیام حباب کب تک
ضرور آفاق سے سفر ہی سرو ریان قابل حذر ہی
مقام عبرت یہ خشک و تر ہی شراب کب تک کباب کب تک
چھپا جو لیتا ہی ابر گھر کر تو پھر نکلتا ہی مہر انور
حجاب سے تم بھی آؤ باہر رہیگی منھ پر نقاب کب تک
خفا نہ صفدر رہو مانو کہنا تغافل اتنا نہین ہی اچھا
سحر ہوئی آفتاب چمکا اب آنکھ کھولو یہ خواب کب تک

حوصلہ ہو جائیگا خاک بزم جانان تک
ضعف مین چلدون کیونکر ای جنون بیابان تک
کسطرح رسائی ہو اپنی بزم جانان تک
ایک دل نہین قاتل کٹتی ہی رگ جان تک

اسقدر رہی دلتنگی بس گئی ہین ارمان تک
اب جا نہین سکتا ہاتھ بھی گریبان تک
اہل بزم ہین دشمن پھر گیا ہی دربان تک
نوک بانکپن کی ہی اس نکیلی مژگان تک

فصل گل قریب آئی ای جنون مبارک ہو ‎ ‎ ہاتھ پھر لگا جانے خود بخود گریبان تک

خاک مین ملا یا ہی چرخ نے تو کیا پروا ‎ ‎ گرد بن کے پہونچینگے ہم کسی کے دامان تک

یہ تو ہو نہین سکتا چھوڑ دے مجھے صیاد ‎ ‎ چل مرا قفس لیکر ایکدن گلستان تک

حال مو بمو کہنا میرے دم اب نکلنے کا ‎ ‎ ای صبا اگر جانا اُسکی زلف پیچان تک

مجھ مین طاقت اڑنیکی ضعف سے کہان صیاد ‎ ‎ پر ہی تیر کے پہونچینگے اڑ کے اب گلستان تک

یادہ زور وحشت تھا توڑتے تھے زنجیرین ‎ ‎ چاک ہو نہین سکتا ہمسے اب گریبان تک

حال گریہ صفدر کیا بیان کرون ہمدم ‎ ‎ موجزن ہی اک دریا شہر سے بیابان تک

دیا تو ہی نصیب ہمین کوے یار تک ‎ ‎ دیکھین گذر ہو یا نہو اُس گلعذار تک

تو بہ تو مے سے کی مگر آتا ہی یہ خیال ‎ ‎ دیکھین کہ کس طرف ہو طبیعت بہار تک

سر سے گئی نہ بعد فنا بھی ہوائے زلف ‎ ‎ ہم خاک ہین مگر ہی پریشان غبار تک

بوسے لیے زیادہ تو بولے وہ ناز سے ‎ ‎ بس بس مضایقہ نہین دو تین چار تک

اتنے ہین میرے جرم فرشتے اگر لکھین ‎ ‎ ہرگز نہ لکھ سکین اُنھین روز شمار تک

احسان یہ ہوگا بعد فنا ہم یہ ای صبا ‎ ‎ پہونچانا مشت خاک کو اُس شہسوار تک

دامن پہ بوے گل کو سمجھتے ہین جو غبار ‎ ‎ ای دل وہ خاک آئینگے مجھ خاکسار تک

بوسہ تو ایک اور ہی لینگے شب وصال ‎ ‎ سرکار سے پر اذن رہے پانچ چار تک

صفدر غم فراق مین جینا محال ہی

اپنی تو زندگی ہی فقط وصل یار تک

ردیف کاف فارسی

چمک گیا یہ جوانی مین روے یار کا رنگ
کہ جسکو دیکھ کے صاف اُڑ گیا بہار کا رنگ

ہوا فراق سے دونا وصال یار کا رنگ
خزان نے اور بڑھایا مرے بہار کا رنگ

چمن مین گریۂ بلبل پہ پھول ہنستے ہین
بدل گیا ہی عجب باغ روزگار کا رنگ

مین کسکے دست حنائی کا کشتہ ہون یارب
کہ بعد مرگ ہی گلگون مرے غبار کا رنگ

نسیم لائی ہی اُس گلبدن کی بو شاید
چمن مین اور ہی کچھ آجکل بہار کا رنگ

ادائین حور ونکی جنت مین کیا خوش آئینگی
نظر مین اپنے سمایا ہی حسن یار کا رنگ

گلونکو ہنسنے دے بلبل کو نالے کرنے دے
کہ چند روز ہی ای باغبان بہار کا رنگ

ہمارا سینہ پر داغ دیکھیے آکر
نہو گا اِس سے کبھی بڑھکے لالہ زار کا رنگ

لکھے ہین وصف جو ابروے یار کے صفدر
ہر ایک شعر مین اپنے ہی ذوالفقار کا رنگ

رخسار یار پر ہین جو یہ تل الگ الگ
ہر ایک مانگتا ہی مراد دل الگ الگ

کس نے چمن مین آکے یہ ڈالا ہی تفرقہ
پھولون سے ہین جو آج عنادل الگ الگ

جا کر ہمارے سینے سے گیسوے یار مین
کیا کیا مزے اُڑاتا ہی یہ دل الگ الگ

کاکل کے وحشیونکو اُلجھنے نہ دیجیے
گتھ جائینگے تو ہونگے یہ مشکل الگ الگ

ہی اک نگاہ میری طرف ایک سوے غیر
دونون کے اب وہ دیکھتے ہین دل الگ الگ

اعضا کے ارتباط کا کیا اختیار ہی
سب ہو نگے زیر خنجر قاتل الگ الگ

عقدے ہین کیون یہ آپکے گیسو مین جا بجا
باندھے ہین عاشقو نکے مگر دل الگ الگ

غیرونکو مجکو ایک نظر سے نہ دیکھیے
ایجان چاہیے حق و باطل الگ الگ

کس بت کے انتظار مین ہین گرم جستجو
آنکھین جدا جدا جگر و دل الگ الگ

ہوتا جو تجھ مین زور کچھ ای پنجۂ جنون
کرتا نہ حلقہاے سلاسل الگ الگ

جب چاہتا ہون جاکے پھرون ہالہ وار گرد
کہتا ہی مجھ سے وہ مہ کامل الگ الگ

منزل ہی ایک ہو چکینگے صفدر یہ سب ہین
بلکہ چلین کہ رہبر و منزل الگ الگ

ردیف لام

لیے پھرتا ہی مجکو جا بجا دل
مرا بیچین میرا چلبلا دل

وہ شوخ فتنہ گر جب لیچلا دل
بہت لوٹا بہت تڑپا مرا دل

نہ تھا منظور مجکو پھیرنا دل
فقط مین دیکھتا تھا آپکا دل

ملایا خاک مین کیون اسکو تونے
بہت نازون کا پالا تھا مرا دل

ہزارون حسرتون کا خون ہوگا
ارے ظالم نہ مٹی مین ملا دل

پھر آیا دیکھکر دیر و حرم کو
کہین پاتا نہین تیرا پتا دل

مرا دل لیکے مٹھی مین وہ بولے
بھلا تم لے تو لو مجھ سے مرا دل

ابھی تک یہ نہین معلوم ہمکو
ہوا کیا ہاے کسنے لے لیا دل

بنا پروانہ ہر شمع رو کا　جسے دیکھا اُسی پر مٹ گیا دل
ذرا سیدھی نظر سے دیکھو تو تم　نہین گننے کا پھر تمنے لیا دل
نظر ملتی ہو اُنسے انجمن مین　ہر اک کہتا تھا میرا کھو گیا دل
ملا روز ازل عالم کو سب کچھ　ہمین آفت رسیدہ اک ملا دل
اُٹھاتا کیون بتونکے ناز بیجا　اگر ہوتا مرے بس مین مرا دل
ادا و ناز جانان کی دہائی　گیا دل ہاتھ سے میرے گیا دل
ہمارا بھی کبھی تو آشنا تھا　ارے او بیمروت بیوفا دل
گلی سے اُنکے گھر تک آتے جاتے　مجلکہ سو جگہہ رہ رہ گیا دل
اِسی نے مجکو آفت مین پھنسایا　عبث کرتا ہی اب مجھ سے گلا دل
تری فرقت کے صدمے سہتے سہتے　مری جان ہو گیا ہی آبلہ دل

خوشی ہو غم ہو کچھ ہو ہمنے صفدر
بس اتنا اک صنم کو دیدیا دل

کیا پوچھتے ہو کتنا ہی عالی وقار دل　عرش خدا ہی کعبۂ پروردگار دل
ہی وجہ نزہت چمن روزگار دل　یارب ہی بوے گل کہ نسیم بہار دل
بجلی شرار شعلہ سمندر ہزار دل　المختصر ہی قدرت پروردگار دل
قاتل کی ہر طرح مجھے منظور ہی خوشی　سر پیشکش ہی جان فدا ہی نثار دل
ہوتا ہی بیقرار حسینون کو دیکھکر　ایسا دیا تھا کیون مجھے پروردگار دل

افلاک ہل کے تہ و بالا ہوا جہان
تا چند یہ تڑپ ٹھہر ای بیقرار دل

جاتا نہین خیال کبھی چشم یار کا
ہی مبتلائے گردش لیل و نہار دل

الفت نے اسکو خاک مین آخر ملا دیا
تھا ورنہ یہ کبھی گہر آبدار دل

سودائے زلف یار مین رکھتا ہی کیا دماغ
سونگھے نہ بوئے نافۂ مشک تتار دل

ممکن نہین ہی فرقت جانان مین ضبط آہ
طاقت کہان کہ جبر کرے اختیار دل

وعدہ وفا ہو وصل کا ہرگز یقین نہین
کتنا تری طرف سے ہی بے اعتبار دل

اندوہ و یاس و حسرت ارمان کا ہی ہجوم
آباد ہی انھین سے مرا داغدار دل

صفدر مدار زیست تڑپنے پہ ہی مرا
مرجاؤن ایک دم جو نہو بیقرار دل

آبداری پر ہی پھر شمشیر بران آجکل
پھر تڑپتے ہین پڑے بسمل پہ بسمل آجکل

پھر بہار آئی چہکتے ہین عنادل آجکل
ہی فضائے باغ نظارے کے قابل آجکل

تیسرے دن انکی عادت ہی کہ ملجاتے ہین آپ
صبر کرنا چاہیے ہر طرح ای دل آجکل

پھر ہوا سودا کسی کے زلف پیچان کا ہمین
پھر ہمین درکار ہین طوق و سلاسل آجکل

خم کے خم اُلٹے پڑے ہین میکدہ مین چار سو
قابل نظارہ ہی مستون کی محفل آجکل

قیس نے پلکون سے اپنی صاف کی ہین منزلین
شاید آئیگا ادھر لیلی کا محمل آجکل

شوخ ایسا تو نہ تھا پہلے تری مہندی کا رنگ
ہو گیا ہی خون کس بسمل کا شامل آجکل

یاد عارض مین جو قرآن کی تلاوت کا ہی شوق
روز پڑھ لیتا ہون مین اک آدھ منزل آجکل

باغبان گلشن مین ہی کس گل کے آنیکی خوشی
بھولے بیٹھے ہین گلستانمین عنادل آجکل

دو گھڑی گلشن مین چلکر سیر سنبل دیکھیے
یاد گیسو مین پریشان ہی بہت دل آجکل

ٹھنڈی سانسین کیون ہین لب پر کچھ تو ای صفدر کہو
کس پری پر دیر ہوے ہین آپ مائل آجکل

بلبل نہو بہار مین تو آشنائے گل
انگارون پر نہ باغ مین تجکو لٹائے گل

پروا نہین جو قبر پہ کوئی نہ لائے گل
بادصبا نے لاکے چمن سے چڑھائے گل

سمجھے مجھے کہ وحشی نازک مزاج ہون
لڑکون نے جاے سنگ تن پر لگائے گل

جان اُسکی رخ پہ صدقے ہے تدبیر ہی دل نثار
ایک آشنائے سرو ہی ایک آشنائے گل

جو آپ کو پسند ہو کہیے وہی کہون
افسانہ عندلیب کا یا ماجرائے گل

مدت کے بعد آئی مری قبر پر جو شمع
وہ بھی ہوئی ہوا کی شرارت سے ہائے گل

یون فصل گل مین حق محبت ادا کیا
مرقد پہ عندلیب کے ہمنے چڑھائے گل

نیرنگیان دکھائے اگر عشق حسن کو
پانوؤن مین عندلیب کے مہندی لگائے گل

صیاد عندلیب کا ملتا نہین دماغ
کیا آ گئی قفس مین چمن سے ہوائے گل

کمھلا کے پھول خاک مین ملجائینگے ابھی
بلبل خدا کیواسطے کہنا نہ ہائے گل

انصاف ہاتھ سے نہ دیا گلچین نے کبھی
بلبل کے پر تراش کے ہمنے بنائے گل

باد خزان نے خاک مین آخر ملا دیا
اللہ کیا بہار پہ تھی ابتدائے گل

تاہم سراہی قمری و بلبل سے بوستان
اک سمت ہائے سرو ہی اک سمت ہائے گل

کاوش عدو کے ساتھ بھی مدنظر نہین ۔ کانٹے نہین ہمارے چمن مین سوائے گل

صفدر وہ گل جو آئے چمن مین تو مثل بو
شادی سے پیرہن مین نہ پھولے سمائے گل

رقیبون مین منھ دہی لگانے سے حاصل ۔ جلے دل کو میرے جلانے سے حاصل
یونہین فتنہ پرداز عالم ہی چتون ۔ پھر آنکھون مین سرمہ لگانے سے حاصل
جو چوری ہی مدنظر دل ہی حاضر ۔ مری جان آنکھین چرانے سے حاصل
جو ہنستا ہی تم کو ہنسو بے تکلف ۔ یہ منھ پھیر کر مسکرانے سے حاصل
جگہ دل مین تیرے کسی کی نہین ہی ۔ بناوٹ کی باتین بنانے سے حاصل
جو چو رنگ کرتا ہی تلوار کھینچو ۔ غرض یون یہ تیوری چڑھانے سے حاصل
ہر اک وعدہ ہوتا ہی سچا تمھارا ۔ قسم تم کو اے جان کھانے سے حاصل
جنازے پہ میرے کہا اُسنے ہنسکر ۔ بس اُٹھ بیٹھو اب دم چرانے سے حاصل
نہ میری سُنو کچھ نہ اپنی کہو کچھ ۔ پھر آنے سے حاصل بلانے سے حاصل
نہ لو چٹکیان غیر کا ذکر کر کے ۔ دکھے دل کو میرے دکھانے سے حاصل

نکلتے ہی گھر سے نہین ہین وہ صفدر
سر راہ آنکھین بچھانے سے حاصل

مرا گھر کہان اُنکے آنے کے قابل ۔ بلاؤن اگر ہون بلانے کے قابل
غرض دیر سے ہی نہ کعبے سے ہمکو ۔ یہ سر ہی ترے آستانے کے قابل

کبھی بوسہ مانگا دہن کا تو بولے
چلو تم نہین منہ لگانے کے قابل

ہنسا مین تو ہنسکر کہا اُسنے مجھ سے
ہوے آپ بھی مسکرانیکے قابل

مرے خون سے سرخ کر ہاتھ قاتل
یہ تازہ حنا ہی لگانے کے قابل

کہا بزم مین یاد غیرون کو اُسنے
ہمین کو نہ سمجھا بلانیکے قابل

در یار پر نقش پا بنکے بیٹھے
کہان ضعف سے ہم اُٹھانیکے قابل

جنازے پہ میرے کہا سب نے اُنسے
ق مسیحا ہو تم یہ جلانے کے قابل

کہا سوچکر اُسنے کچھ اپنے دلمین
یہ فتنہ نہین ہی جگانے کے قابل

کہا کچھ جو مین نے وہ بولے بگڑ کر
ہوے تم بھی باتین بنانیکے قابل

پڑھو لگا وہان اس غزل کو مین صفدر
جہان جمع ہونگے زمانے کے قابل

قفس پہ پھول رکھنے سے ستم ایجاد کیا حاصل
گرفتارون کے تڑپانے سے اے صیاد کیا حاصل

مرے دلبر جفا سے اوستم ایجاد کیا حاصل
کسی کا گھر اگر تو نے کیا برباد کیا حاصل

کرون مین آسمان سے شکوۂ بیداد کیا حاصل
شکایت ظلم کی پیش ستم ایجاد کیا حاصل

شکایت دور انجم کی بھلا کب چرخ سنتا ہی
برہمن سے بتون کے ہم کرین فریاد کیا حاصل

خزان آئی چمن مین خاک اے صیاد اُڑتی ہی
قفس سے اب جو کرتا ہی مجھے آزاد کیا حاصل

نہین ہون ذبح کے قابل کہ مشت استخوان ہون مین
پھنساتا ہی جو مجھکو دام مین صیاد کیا حاصل

نہ خنجر جو کہتا ہون اُٹھا رخ سے ذرا پردہ
تو کس اغماض سے کہتا ہی وہ جلاد کیا حاصل

جو کچھ بھی فہم رکھتا ہو در شیرین پہ سر پھوڑے
اُٹھاتا ہی جو سختی کوہ پر فرہاد کیا حاصل

جُھکا لیتا ہی سر اُس قد کے آگے کچھ نہین چلتی
اکڑنے سے تجھے گلشن مین ای شمشاد کیا حاصل

رہی شب بھر تو صحبت عیش و عشرت کی رقیبوں سے
ہوئی ہی صبح کرتے ہو مجھے اب یاد کیا حاصل

عبث ہی پیش زاہد ساغر لبریز لیجانا
اکرو نہین دختِ رز کی آبرو برباد کیا حاصل

کوئی سنتا نہین ہمدرد ہین سب قافلے والے
کہے کوئی جرس سے بے اثر فریاد کیا حاصل

سناؤن جاہلونکو معنی رنگین مین کیا صفدر
جلانا شمع پیش کور مادر زاد کیا حاصل

کھینچکر تیغ جو آیا سوے بسمل قاتل
وہ ادا کی کہ قضا بول اُٹھی قاتل قاتل

جسطرف جاتا ہی سب کہتے ہین قاتل قاتل
قتل سے میرے ہوا یہ تجھے حاصل قاتل

کون ہی قابل رحمت کوئی پوچھیگا اگر
صاف محشر مین یہ کہدونگا کہ قاتل قاتل

ذبح کیوقت نہ اتنا دل بیتاب تڑپ
ایسے صدمونکا نہ ہوگا متحمل قاتل

دم رخصت ترے خنجر سے گلے ملتا ہون
کہ عدم کی مجھے درپیش ہی منزل قاتل

جسطرف دیکھ لیا لوٹ لیا مار لیا
آنکھ رہزن ہی تری آنکھ کا ہی تل قاتل

مر گیا رشک سے مین تیغ عدو پر جو پڑی
ہو گیا حق مین مرے آپ کا بسمل قاتل

آب خنجر نے ترے زندۂ جاوید کیا
خضر کی عمر ہوئی اب مجھے حاصل قاتل

محفل عیش ہی یہ گنج شہیدان نہ سمجھ
رقص کرتے ہین خوشی سے ترے بسمل قاتل

مرغ بسمل کیطرح نجد مین بیتاب ہی قیس
ہو گئی کیا نگہ صاحب محمل قاتل

قید ہستی سے اگر مجھکو رہا کرتا ہی
کاٹ دی الفت گیسو کی سلاسل قاتل

کیا تکلف ہی جو دم بھرتے ہین بسمل تیرا
بات جب ہی کہ مسیحا کہے قاتل قاتل

یون تو خونریز ہین عالم مین ہزارون لیکن
کوئی بیدرد نہین تیرے مقابل قاتل

لوگ دیوانے ہین جو ڈھونڈھ رہے ہین صفدر
قتل کرکے مجھے پہونچا گئے منزل قاتل

کیا ترقی پر ہی حسن رخ جانان آجکل
چھپتا ہی چرخ پر مہر درخشان آجکل

کیا جنون انگیز ہی فصل بہاران آجکل
بڑھ چلا ہی میرے دامن سے گریبان آجکل

میرے گھر مین وہ پری پیکر ہی مہمان آجکل
خوب نکلینگے دل شیدا کے ارمان آجکل

لب ہین انکے غیرت لعل بدخشان آجکل
پنجۂ رنگین ہی رشک شاخ مرجان آجکل

دھوم یہ ڈالی ہی دیوانے نے تیرے ای پری
قاف سے اڑتے چلی آتی ہین پریان آجکل

کس قیامت کی بہار آئی ہی اب کی ای جنون
ہاتھ مین بلبل کے ہی گل کا گریبان آجکل

تیغ ابرو تیر مژگان دونون ہین مصروف قتل
کیا نکلتے ہین ترے بسمل کے ارمان آجکل

خاک اڑاؤن کھولکر جی چل اب ایسی جگہ
وحشت دل تنگ ہی مجھپر بیابان آجکل

کس خوشی سے کٹ رہے ہین گردنین عشاق کی
کیا مرے قاتل کے گھر ہی عید قربان آجکل

بسملون کے قتل مین کیا کیا کرشمے کر گئین
شوخیون سے ہین وہ آنکھون کے پشیمان آجکل

مہندی ملنے کا ہوا ہی شوق پھر اس شوخ کو
رنگ لایا ہی نیا خون شہیدان آجکل

دیکھیے کسکو جلاے کس کو پھونکے خیر ہو
گرمیان دکھلا رہی ہی آہ سوزان آجکل

پان مسی سرمہ کاجل غازہ مہندی آئنہ
جمع دان کیا کیا ہین آرایش کے سامان آجکل

پھر کہان یہ فصل گل یہ جوش یہ دست جنون
رہ نہ جائے حسرت چاک گریبان آجکل

پانون مین انکے ملا جاتا ہی مہندی کے عوض
صرف ہوتا ہی بجا خون شہیدان آجکل

یان شب تاریک مین اختر شماری ہی ہمین
وان چنی جاتی ہی پیشانی پر افشان آجکل

اک صنم کے عشق نے دلمین ہمارے کی جگہ
بت ہوا ہی خانہ کعبہ مین مہمان آجکل

برق لرزان ہی تڑپ سے اس دل بیتاب کے
چھپتا ہی چشم تر سے ابر نیسان آجکل

لہلہاتا سبزہ نہرین موجزن ٹھنڈی ہوا
قابل نظارہ ہی صحن گلستان آجکل

آگیا ہی پھر کسی کم سن کے زلفون کا خیال
پھر ہوا ہی یہ دل نادان پریشان آجکل

کہدو مشتاقون سے جلدی کیا ہی ملجائیگا جلد
لکھ گیا چھپنے کو ہی صفدر کا دیوان آجکل

ردیف میم

نسرین مین تم ہو بیلے مین تم یاسمن مین تم
گویا بر رنگ بو ہو ہر اک پیرہن مین تم

طاقت دل و جگر مین زبان و دہن مین تم
مین ہون کہ بولتے ہو مرے پیرہن مین تم

مسجد مین بتکدے مین کلیسا مین دیر مین
دیکھا تو تھے چراغ ہر اک انجمن مین تم

گل مین شمیم نشہ مے لالہ فام مین
موتی مین آب رنگ عقیق یمن مین تم

موے میان نازک مہ طلعتان مین بل
خم گلرخون کی زلف شکن در شکن مین تم

نیرنگی جمال مین سو رنگ حسن و عشق
شمشاد و فاختہ گل و بلبل چمن مین تم

ہم عیش ہر امیر کے بیت السرور مین ہمدرد ہر فقیر کے بیت الحزن مین تم

وجہ صفاے چہرۂ آئینۂ حلب خوشبو لباس نافۂ مشک ختن مین تم

بل کر گدن کی شاخ مین جتنے کے تن مین داغ جرأت مزاج شیر مین شوخی ہرن مین تم

زینت کے وقت زانوے شیرین پر آئنہ ہنگام جہد تیشۂ کف کوہکن مین تم

کہتے تھے کیا زبان سے کیا کچھ نکل گیا
صفدر کمال آج تو بہکے سخن مین تم

جانے کو گھر اُسکے جائینگے ہم دل روز کہان سے لائینگے ہم

پہلو مین جو تم ہو حضرت دل اک دم بھی نہ چین پائینگے ہم

پرسش جو ہوئی تو حشر کے دن تصویر تری دکھائینگے ہم

بگڑیگا جو میکدے مین زاہد مسجد مین اُسے بنائینگے ہم

ہنستے ہوے آئے اِس چمن مین روتے ہوے یان سے جائینگے ہم

کیون خاک مین ہو ہمین ملاتے دیکھو تمھین یاد آئینگے ہم

جی بھر کے کرینگے دل کا ماتم چھوٹی سی لحد بنائینگے ہم

صفدر اک روز وصل ہوگا
کب تک صدمے اُٹھائینگے ہم

کسی کو اُسکے دہن کا نشان نہین معلوم سوا خدا کے یہ راز نہان نہین معلوم

گلی مین یار کے یا وادی جنون کیطرف گیا ہے یہ دل وحشی کہان نہین معلوم

تمھارا دل جو کہین آئیگا تو سمجھوگے
ہماری قدر ابھی جان جان نہین معلوم
نہ پوچھ خانہ بدوشون کا کچھ پتہ صیاد
کدھر چمن تھا کدھر آشیان نہین معلوم
کبھی تو پیک صبا آئے بھول کر یارب
قفس مین کچھ خبر بوستان نہین معلوم
چلی جو ہجر مین آندھی ہمارے نالون کی
کدھر کو اُڑ کے گیا آسمان نہین معلوم
کبھی وہ میلون مین یا محفلو نمین ملتے ہین
اُنھین مرا مجھے اُنکا مکان نہین معلوم
عبث بہار دو روزہ پہ ناز کرتا ہی
خزان کا حال تجھے باغبان نہین معلوم
عدم کو لوگ چلے جا رہین جو ہستی سے
یہان سے کیا ہی زیادہ وہان نہین معلوم
رہے وہ گور غریبان مین یا گئے سوے خلد
مسافران عدم کا نشان نہین معلوم
عبث بگڑتا ہی صیاد آہ صفدر سے
اسیر تازہ ہی طرز فغان نہین معلوم

دل دیکھے تمھین تبو چلے ہم
کیا مفت یہ مال کھو چلے ہم
اس باغ مین مثل شبنم و گل
ہنستے ہوے آئے رو چلے ہم
کیا خاک اس انجمن مین دیکھا
بس کھلتے ہی آنکھ سو چلے ہم
اب جلد لگا دے مُنہ سے ساغر
ساقی ہشیار ہو چلے ہم
اے عشق جو آبرو تھی باقی
اب اُس سے بھی ہاتھ دھو چلے ہم
اُس چاہ ذقن پہ دل کو لاکر
یوسف کی طرح ڈبو چلے ہم
تنگ آگئی جان سختیون سے
لو دیر سے اے تبو چلے ہم

وہ بت نہ ملا یہان بھی ای شیخ — کعبے مین بھی آج ہو چلے ہم
ای دل تجھے دیکھے ایک گل کو — کانٹے ترے حق مین بو چلے ہم
ہم دفن ہوے تو روح بولی — کشتی اپنی ڈبو چلے ہم
یان شمع کی طرح آکے صفدر — احوال پر اپنے رو چلے ہم

صفدر بکمال تنگ ہین جور و جفا سے ہم — فریاد ان تبون کی کرینگے خدا سے ہم
دل کو خیال گیسوے پیچان نہین رہا — اچھا ہوا کہ چھوٹ گئے اس بلا سے ہم
چھلا چرا کے ایک تو دے دست یار کا — کہتے ہین ہاتھ جوڑ کے دزد حنا سے ہم
جس جا کبھی ہوا نہ فرشتے کا بھی گذر — پہونچے وہان رسائی بخت رسا سے ہم
دعوی کرینگے حشر مین کیا تجھ سے خون کا — قربان تجھپہ ہوتے ہین اپنی رضا سے ہم
ایسی دماغ کو ہی تمناے بوے گل — گلشن مین اُڑ جاتے ہین پہلے صبا سے ہم
سینہ فگار ہو کہ جگر چاک چاک ہو — موڑینگے منھ نہ یار کی تیغ جفا سے ہم
کی شوق نے جو راہ محبت مین ہمرہی — دو چار گام بڑھکے چلینگے ہوا سے ہم
پوچھا مزاج ہمنے تو بولے کہ شکر ہی — اچھے ہین آجتک تو تمھاری دعا سے ہم
نفرت ہی دلکو دولت دنیا سے اسقدر — چلتے ہین بچکے سایہ بال ہما سے ہم
صفدر ہمارا دل جو پریشان یوہین رہا — کھینچینگے ہاتھ الفت زلف دوتا سے ہم

وہ شیرین ہے پرویز دوران ہین ہم
وہ بلقیس ہے تو سلیمان ہین ہم

نشانہ پے تیر مژگان ہین ہم
وہ ابرو کمان ہے تو قربان ہین ہم

فقیری ہماری فقیری نہین
سکندر ہین قیصر ہین خاقان ہین ہم

بظاہر ہین کوچے مین اُسکے گدا
حقیقت مین دیکھو تو سلطان ہین ہم

نہ آنے نظر لاغری سے تجھے
اجل سخت تجھ سے پشیمان ہین ہم

دکھادو کبھی پھول سا رخ ہمین
کہ مشتاق سیر گلستان ہین ہم

بنایا ہمین غنچہ کس فکر نے
کہ مدت سے سر در گریبان ہین ہم

اجل سر پہ ہے وقت رحلت قریب
خبر لو کہ دو دن کے مہمان ہین ہم

جو سرو خرامان ہے صفدر وہ گل
تو داغون سے سرو چراغان ہین ہم

نہ رہے اپنے اختیار مین ہم
اور کچھ ہو گئے بہار مین ہم

قید کر ہم کو یار ہا صیاد
اب تو ہین تیرے اختیار مین ہم

گل کو کہنے لگے ترا عارض
ایسے اندھے ہوے بہار مین ہم

پی چکے ہین ہزار خُم لیکن
ساقیا ہین ابھی خمار مین ہم

اب خزان آئی ہوشیار ہوے
مست تھے ساقیا بہار مین ہم

کوئی پہچانتا نہین ہم کو
یا خدا آ گئے کس دیار مین ہم

واعظو بس زبان بند کرو
ایسے [illegible] نہین بہار [illegible]ین ہم

شور محشر نے کیا قیامت کی		سو گئے تھے ابھی مزار مین ہم	

نیند آئی نہ رات بھر صفدر
تھے کسی کے جو انتظار مین ہم

ردیف نون

کیف می کہن ہون مین بوے گل و سمن ہون مین
لالہ ہر چمن ہون مین شمع ہر انجمن ہون مین
میکدے مین مین بادہ نوش مدرسی مین تمام ہوش
کعبے مین شیخ جبہ پوش دیر مین برہمن ہون مین
رنگ رخ خجل ہون مین حسرت منفعل ہون مین
گریۂ چشم و دل ہون مین خندۂ زخم تن ہون مین
سایۂ ہر شجر ہون مین لذت ہر ثمر ہون مین
آتش لعل تر ہون مین آب در عدن ہون مین
ساکن بے مکان ہون مین بسمل بے سنان ہون مین
نالۂ بے زبان ہون مین خندۂ بے دہن ہون مین
بلبل نالہ کش ہون مین پھولون کی بوئے خوش ہون مین
طوطی خضر وش ہون مین آئینۂ چمن ہون مین
گریۂ آبشار مین تازگی بہار مین

سنہری سبزہ زار مین زردی یاسمن ہون مین

صفدر اگر ہو سرعیان حشر مین بہر عاصیان
سایۂ رب دو جہان رحمت ذو المنن ہون مین

کوئی کیا جانے مجکو مرکز عالم مین کیا ہون مین
خط نصف النہار آسمان اعتلا ہون مین

شہیدونکو دیت مطلوب ہو تو خونبہا ہون مین
حسینونکو جو زینت کا خیال آئے حنا ہون مین

اگر سرمہ بھی ہوؤن تو سرمہ چشم بصیرت ہون
اگر شبنم بھی ہون تو شبنم باغ صفا ہون مین

بسکہ روحی سے سو سو رنگ عالم مین بدلتا ہون
سمن ہون یاسمن ہون نکہت گل ہون صبا ہون مین

تعلی پر اگر آؤن فروغ تازہ دکھلاؤن
قمر ہون مشتری ہون مہر تابان ہون سہا ہون مین

مری فریاد سے زندہ ہو عالم ہو اگر مردہ
صدائے صور ہون ہنگامۂ روز جزا ہون مین

کوئی بھٹکے کسی صحرا مین خضر راہ ہون اسکا
کوئی کشتی ہے دریا مین اسکا ناخدا ہون مین

کیا ہے شہرہ آفاق مجکو گنج عزت نے
کہین ہون ایکجا عالم مین لیکن جابجا ہون مین

بروز قحط تاثیر دعاے احمد مرسل
دم پیکار زور بازوے مشکلکشا ہون مین

کبھی برق تجلی ہون کبھی نور رخ یوسف
کہین بدر الدجی ہون مین کہین شمس الضحی ہون مین

مداوا درد کے حق مین ہو مرہم داغ کے حقمین
غریبون کا سہارا ہون مریضونکی شفا ہون مین

نہ چھوٹے شل جو ہے خون میرا تیغ قاتل سے
بناے مہر الفت پاس ناموس وفا ہون مین

عتاب و لطف دونون اکٹھے ہین ذات مین میری
دم آب بقا ہون جرعۂ زہر فنا ہون مین

تماشا اس چمن کا کیا سمائے میری نظر مین
دل بے آرزو ہون تارک برگ و نوا ہون مین

مقابل مجھ سے ہوکر کون بچ سکتا ہے اے صفدر
نشانہ سامنے آئے تو تیر بے خطا ہون مین

تہیدستونکو دولتمند کردون وہ گدا ہون نہین	سیہ بختی مین مثل سایۂ بال ہما ہون نہین
پسند طبع عالم خاک ہو میری سیہ بختی	مسی مالیدہ لب ہون مین چشم سرمہ سا ہون نہین
برنگ گل بسر کرتا ہون مین اوقات کانٹون مین	سراپا غرق خون ہون گرچہ لعل بے بہا ہون نہین
پریشان خاک کی صورت شتابان آب کی صورت	حرارت مین ہون آتش تیز چلنے مین ہوا ہون نہین
جدا ہے میری خلقت سب سے اس گلزار ہستی مین	نہ موج سبزۂ مخمل نہ موج بوریا ہون نہین
خجل رکھتی ہے مجکو خود مرے طالع کی کوتاہی	حجاب آستین مین مثل دست نارسا ہون نہین
قدم ثابت ہے میرا غم مین جلکر خاک ہونے پر	سپند سوختہ کی طرح آتش زیر پا ہون نہین
نہ طاقت مجکو جنبش کی نہ قدرت دفع دشمن کی	الٰہی پائے خوابیدہ کہ دست بے عصا ہون نہین
کسی کا کام اس منزل مین مجھ سے کب نکلتا ہے	نہ نقش پائے رہبر ہون نہ آواز درا ہون نہین
جو ظاہر بین ہین ہمدم تو نہین انسے ملتا ہون	یہ جبتک سامنے ہین انسے صورت آشنا ہون نہین
بشکل آئنہ وارفتہ چشم عنایت ہون	جو مجکو دیکھتا ہے بس اسی کو دیکھتا ہون نہین

اسی کی سمت پھرتا ہون اسی جانب ہے رخ میرا
خبر ہے ذات رب صفدر ضمیر مبتدا ہون مین

کس شان سے گھر مین وہ مرے آئے ہوئے ہین	سہمے ہوئے جھجکے ہوئے شرمائے ہوئے ہین
پھر ہاتھ نہ آئیگا جو لیتا ہے تو لے لو	ابتک دل بیتاب کو ٹھہرائے ہوئے ہین

ہر صبح شب وصل بھی کس لطف کی صحبت
ہم چھیڑ پر آمادہ وہ شرمائے ہوئے ہین

خلوت مین بھی اظہار تمنا نہین ممکن
انداز و ادا یار کے ساتھ آئے ہوئے ہین

خنجر کو نہ آتی تھی کھنچاوٹ نہ رکاوٹ
قاتل یہ چلن سب ترے سکھلائے ہوئے ہین

کیا جانیے بیمار محبت کا ہی کیا حال
جو دیکھ کے آئے ہین وہ گھبرائے ہوئے ہین

آگر وہ مری لاش پہ کس ناز سے بولے
اب پانون تو پھیلائیے ہم آئے ہوئے ہین

کہدی ہے مرے مرنے کی خبر اُنسے کسی نے
کچھ سوچ مین بیٹھے ہین وہ گھبرائے ہوئے ہین

صرصر سے کہو جلد چراغ آکے بجھا دے
تربت پہ کئی پردہ نشین آئے ہوئے ہین

کرتا دل بیتاب قیامت مگر اب تک
روکے ہوئے تھامے ہوئے بہلائے ہوئے ہین

حورون کو کبھی منھو نہ لگائینگے وہ صفدر
جو یار کے بوسون کا مزہ پائے ہوئے ہین

ہمیشہ مجکو حسرت سے ستمگر یاد کرتے ہین
تاسف خون ناحق کا مرے جلاد کرتے ہین

نہو برہم جو عاشق شکوۂ بیداد کرتے ہین
تمھین سے یہ تمھاری ظلم کی فریاد کرتے ہین

ٹھہر جا کوئی ساعت اے ادای تیغ قضا دم لے
ابھی بسمل تماشائے رخ جلاد کرتے ہین

ہوئی ہی ترک میخواری مگر کچھ ربط باقی ہی
صراحی ہچکیان لیتی ہی جب ہم یاد کرتے ہین

چمن پر آجکل جوبن ہی فصل گل کی آمد ہی
عنادل باغ مین شور مبارکباد کرتے ہین

یہ الفت ہی جو اُٹھتے ہین بگولے خاک شیرین سے
وہ اب بھی طوف گرد تربت فرہاد کرتے ہین

چہکنا ہمصفیران چمن سب بھول جاتے ہین
تڑپ کر جب اسیران قفس فریاد کرتے ہین

سوال وصل پر لازم نہین ہین گالیان دینی
ہماری عرض کیا ہی آپ کیا ارشاد کرتے ہین

ابھی مشتاق ہی عالم نہو قصر سخن صفدر
غزل ایک اس زمین مین اور ہم بنیاد کرتے ہین

صنم کا ذکر کرتے ہین نہ حق کی یاد کرتے ہین
ہم اس عمر دو روزہ کو عبث برباد کرتے ہین

خدا سمجھے یہ بت طرفہ ستم ایجاد کرتے ہین
نرالے ظلم کرتے ہین نئی بیداد کرتے ہین

سحر کو طایران خوشنوا کس کس فصاحت سے
ثنائے باغبان گلشن ایجاد کرتے ہین

نظر ہمسے چرا کر غیر سے آنکھین لڑاتے ہین
کسی کو رنج دیتے ہین کسی کو شاد کرتے ہین

نہین یہ نزع کی ہچکی ذرا دم لے قضا شاید
مین جنبر جان دیتا ہون وہ مجکو یاد کرتے ہین

تری تیغ نگہ سے حال ہی ایسا مردل کا
کہ توبہ توبہ جسکو دیکھکر جلاد کرتے ہین

تصدق کر کے اک محبوب کے فرق مبارک پر
قفس سے مرغ جان کو اپنے ہم آزاد کرتے ہین

تصور آجکل پھر دلمین آیا خوبرویون کا
پھر اُس اُجڑی ہوئی بستی کو ہم آباد کرتے ہین

یہ کس محبوب کی تصویر ہی آئینہ دل مین
کہ صفدر رشک جس سے مانی و بہزاد کرتے ہین

صبا کیا چھو گئی ہی آپ کیون شرمائے جاتے ہین
گل عارض نصیب دشمنان کمھلائے جاتے ہین

گیا ہی قاصد شوق شہادت انکے لینے کو
اجل اتنا توقف کر کہ وہ بھی آئے جاتے ہین

ذرا مقتل مین چل کھینچ کھینچکے دم لیگے رگ رگ کے
قیامت ہی یہ غمزے تیغ کو سکھلائے جاتے ہین

بڑھا ہی شوق دل سے ہوس لیتا جانان پر
یہ پھل شمشاد قامت سے بھی ہاتھ آئے جاتے ہین

دکھان

جہانہین رہ بجائے نام الفت تا کہین باقی
نشانہ ہے مزار عاشقان مٹوائے جلتے ہین

کوئی کہدے کہ جلدی کیا ہے دم بھر تو ٹھہر جائین
فقط اکدم کا مین مہمان ہون کیون گھبرائے جاتے ہین

نظر آتی ہے شان کبریا اس بت کی محفل مین
بٹھائے جاتے ہین اغیار ہم اٹھوائے جاتے ہین

الٰہی خیر ہو اب دیکھیے کیا پیچ پڑتا ہے
الجھتا ہے مرا دل بال ان سلجھائے جاتے ہین

وہ مست حسن ہو نون ہین کسی کی بھی نہین سنتا
عبث شیخ و برہمن اپنی گائے جلتے ہین

دکھاکر آب تیغ تیز وہ سفاک کہتا ہے
جو ہم پر مرتے ہین اس گھاٹ وہ نہلائے جاتے ہین

بھلا صفدر مین انکو راہ پر کس طرح سے لاؤن
کھنچے جاتے ہین رو دینے لگتے ہین شرمائے جاتے ہین

کبھی سبزہ لب نہر ہون کبھی اس چمن مین نسیم ہون
کبھی رخت لالہ مین داغ ہون کبھی جیب گل مین شمیم ہون

نئے حال مین ہون مین ہر نفس کم و بیش پر مجھے دسترس
جو گھٹون تو تحت ثری ہون جو بڑھون تو عرش عظیم ہون

نہ نکل سکون نہ سنبھل سکون نہ ٹھہر سکون نہ تہ فلک
کوئی کشتی جیسے بھنور مین ہو انہین گردشون مین مقیم ہون

جو ستائے مجکو کوئی ذرا وہ عذاب مین رہے مبتلا
نہین سہل کچھ مجھے چھیڑنا اثر سرشک یتیم ہون

مرے رنج کی نہ کچھ ابتدا نہ مرے خوشی کی ہے انتہا

جو جلون تو نار جحیم ہون جو ہنسون تو باغ نعیم ہون
نہ سفر مین کوئی رفیق ہی نہ وطن مین کوئی شفیق ہی
نہ غبار دامن راہرو نہ عبیر جیب مقیم ہون
نہ کرم سے ہی مجھے کچھ خبر نہ ستم سے ہی مجھے کچھ ضرر
نہ نگاہ چشم امید ہون نہ مین خار دامن بیم ہون
یہ لرز رہا ہی بلا سے دل جو کرون تو اب بھی ہون خجل
عرق خجالت بے خطا نم انفعال کریم ہون
نہ ہوا نصیب بجز الم نہ ملا سرور سوائے غم
کہ ہمیشہ تلخی دہر سے مزہ دہان سقیم ہون
نہ حیات پر ہی نظر مجھے نہ ممات سے ہی خطر مجھے
زر دولت دو جہان ملے تری تیغ سے جو دو نیم ہون
نہین اس جہان یہ نظر مجھے کہ مآل سے ہی خبر مجھے
نہ ہوائے لعل و گہر مجھے نہ مین طالب زر و سیم ہون
نہ مجھے کسی سے ہی التجا نہ کسی کا مجھ سے ہی مدعا
لب خشک کاسہ فقیر ہون نہ سحاب دست کریم ہون
جو جلا ہی آتش عشق کا وہی آگ ہوگی اُسے دوا
نہین احتیاج حکیم کی کہ مین آپ اپنا حکیم ہون

غم عشق تیری ترقیان ترے زیر حکم ہو سب جہان
تجھے بھی قدم سے نہ کر جدا مین ترا رفیق قدیم ہون
نہ کرون مین صفدر خستہ جان جو رجوع اُس سے یہ دل کہان
وہ طبیب ہی مین مریض ہون وہ حکیم ہی مین سقیم ہون

شہرہ ہی تیرے حسن کا جانان کہان کہان
ہی نور آفتاب درخشان کہان کہان
پہونچا نہ تیرے حسن کا فرمان کہان کہان
بندے ہوے نہ گبر و مسلمان کہان کہان
شمعو نمین اُسکا نور ہی پہولو نمین اُسکا رنگ
دیکھا ہی ہمنے جلوۂ جانان کہان کہان
جاتا ہی کوئی سوے حرم کوئی سوے دیر
پھرتے ہین ڈھونڈھتے تجھے انسان کہان کہان
مرغوب طبع ہی جو زمانے مین ہی حسین
اکدل ہی اُسکو کیجیے قربان کہان کہان
دل ناگہان جو گیسوے خمدار مین گیا
بولا یہ شانہ ہوکے پریشان کہان کہان
کرسی و عرش کیا کہ یہ دیکھ آئے لامکان
پہونچے مکان سے حضرت انسان کہان کہان
پاتا نہین ہون گھر مین کسی شب مین آپکو
سچ کیجیے آپ جاتے ہین مہمان کہان کہان
وہ زلف و رخ یہ کہتے ہین تاراج کے لیے
ہندو کہان کہان ہین مسلمان کہان کہان
دریا مین موج باغ مین گل جادہ دشت مین
پھیلے ہین میرے چاک گریبان کہان کہان
پہلے یہ پوچھا ہمنے گئے جب دیار مین
یارو یہان ہی مجمع خوبان کہان کہان

صفدر جواب نامہ نہ لایا جو نامہ بر
کیا جانے پھر رہا ہی پریشان کہان کہان

چمن میں کی ہر پھر پھر کر تمھاری جستجو برسوں
کسی گل میں نہ پائی پر یہ بھینی بھینی بو برسوں

چھپایا ہر چمن میں ہم نے رنگ جستجو برسوں
گلی میں سر رگ گل کے پھرے مانند بو برسوں

کسی کی یاد نے بخشا ہے ایسا ذوق خاموشی
کہ بت بنکر رہے ہیں ہم خدا کے روبرو برسوں

چمکتے دیکھی جو میرے درد کی انصاف سے دم بھر
تو بجلی کیطرح تڑپا کرے ای تیغ تو برسوں

یہ کسکے خون کی مہندی اُٹھی ملکے آئی تھی
کہ آئی تیغ قاتل سے دُلھن کی مہک بو برسوں

تہ محراب ابرو حکم تب ہوتا ہے سجدے کا
جب آب تیغ سے جانباز کرتے ہیں وضو برسوں

ولا ہے حرص بیجا آدم کی زندگانی میں
جہاں میں ہم نے آیا ہو نہ میں برسوں نہ تو برسوں

لحد پر بھی وہ مجھ ناشاد کے آیا نہ مدت تک
مرے پر بھی نہ میرے دل سے نکلی آرزو برسوں

رہی کیا وضع اسیری میں بھی ساقی تیرے مستونکی
کہ حلقہ گردن خم کا رہا طوق گلو برسوں

نہ کچھ عقدہ کھلا اُنپر مرے حال پریشاں کا
کہا کی زلف پیچاں حال میرا مو بمو برسوں

زبان حال سے اظہار درد دل کیا صفدر
لب خاموش سے کرتے رہے ہم گفتگو برسوں

عالم تباہ ہو جو میں آفت رسیدہ ہوں
طوفان نوح آئے اگر آبدیدہ ہوں

رفعت پہ ساتھ اگرچہ بخاک آرمیدہ ہوں
سایہ بھی ہوں تو سایہ مرغ پریدہ ہوں

شکوہ نہیں جو بار رہا مجھ سے بے خبر
میں حرف مدعا ہوں [illegible] ہوں

پھولا کبھی نہ غنچہ صفت تنگدل رہا
یارب میں کس چمن کا گل نو دمیدہ ہوں

چمکا جہان جسطرح شاہ چھپاتا ہے مجھ سے آنکھ
آشوب گاہ دہر میں [illegible] دیدہ ہوں

پائی ہی مین نے خاک مین ملنے سے آبرو
اِس غمکدے مین صورت اشک چکیدہ ہون

وہ اپنے گھر مین خوش رہین مین اپنے گھر مین خوش
مجھ سے جو وہ خفا ہین تو مین بھی کشیدہ ہون

ممکن نہین کہ چھوٹ سکون دام سے کبھی
باغ جہان مین طائر شہپر بریدہ ہون

مین کیا تباہ ہون کہ زمانہ تباہ ہی
بحر جہان مین کشتی طوفان رسیدہ ہون

کیونکر جھکین نہ آگے مرے اک جہان کے سر
محراب وار مین ترے در پر خمیدہ ہون

موے مژہ پہ ہی یہ مرے اشک کا کلام
مین نخل عشق مین ثمر نو رسیدہ ہون

صیاد کا نہ خوف نہ ڈر مجھکو دام کا
مین اِس چمن مین طائر رنگ پریدہ ہون

وحشت کی دیتی ہی مرے افتادگی خبر
صحرا مین نقش پائے غزال رمیدہ ہون

پروانہ مین نہین کہ جلون شمع بزم پر
بلبل نہین جو نکہت گل پر طپیدہ ہون

صفدر مین بوستان جہان مین بقول درد
جو کچھ کہ ہون سو ہون غرض آفت رسیدہ ہون

ستاتے ہین یہ گیسو والے ہمین
خدا اِس بلا سے نکالے ہمین

چمن سے نہ گلچین نکالے ہمین
کہ رو رو کے بھرتے ہین تھالے ہمین

نہ دیوانے ہین ہم نہ وحشی ہین ہم
جو چاہین کہین کہنے والے ہمین

کسی کی ہمین یاد آئی ہی چال
کہو ہمنشین اب سنبھالے ہمین

نہ جائینگے ہم بزم دلدار سے
نہین مانگ جو وہ نکالے ہمین

سلامت یہ پیر مغان خم کی خیر
دیئے مے سے بھر کر پیالے ہمین

تری زلف پیچان سے ڈرتے ہین ہم
کہین پیچ مین یہ نہ ڈالے ہمین

جدائی کے اب رنج اُٹھتے نہین
الٰہی جہان سے اُٹھالے ہمین

ستم گلرخون کی جدائی ہوئی
پڑے اپنے جینے کے لالے ہمین

نہ شکوہ کرینگے خدائی قسم
وہ بُت جتنا چاہے ستائے ہمین

لحد تک سب آکر گئے اپنے گھر
کیا ہی خدا کے حوالے ہمین

بہت مضطرب ہے دل بیقرار
کبھی تو گلے سے لگالے ہمین

گلے مین مرے ہاتھ وہ ڈال کر
یہ کہتے ہین صفدر منالے ہمین

رہی ہے کعبہ و تبخانہ مین قید مکان برسون
رہے ہم یہان برسون بسر کی ہے وہان برسون

نہین کچھ آج نالے نے مری تاثیر دکھلائی
رہے ہین برہم دو ہم زمین و آسمان برسون

شب وصلت کبھی بوسہ جو اُسکے لب کا پایا تھا
جدائی مین مرے گیا کیا اُڑایا کی زبان برسون

گلستانکو نہ آکر خانۂ صیاد مین بھولے
رہا ہمکو قفس مین بھی خیال آشیان برسون

نہین پایا ہے اُس ظالم نے مجھ سا صبر مین کامل
مہینون آزمایا ہے کیا ہے امتحان برسون

کسی دن چہرۂ گل کو جو گستاخی سے دیکھا تھا
ہوئی سیدھی نہ بلبل سے نگاہ باغبان برسون

نہین اُستاد مجھ سا کوئی علم خوش بیانی مین
پڑھی ہے بلبلون نے آکے مجھ سے بوستان برسون

کبھی ہمنے نہ دیکھا روز وصلت جز شب فرقت
رہا برگشتہ بے تقصیر ہمسے آسمان برسون

وہ رہرو ہون نہ ہرگز منزل مقصود تک پہونچا
رہا ریگ روان کیطرح صحرا مین روان برسون

ہمارے دل کا کیا احوال کیفیت سے خالی ہی　　کبھی سیری نہو سنیے اگر یہ داستان برسون

عجب اک عالم وحشت تھا آغاز محبت مین　　رہا مین خانمان برباد بے نام ونشان برسون

اجازت دے مجھے صیاد اتنو ایک نالے کی　　زبان رکی ہی مدت تک کیا ضبط فغان برسون

چھوا تھا اُسکے کو فقط اس جرم پر صفدر
رہے زندانمین ہم محبوس پہنین بیڑیان برسون

غم دل جو اُسپہ عیان نہین تو کچھ اُسکی وجہ نہان نہین
مرے لب پہ شور و فغان نہین مرے اشک چشم روان نہین
وہ شجر ہون جس مین ثمر نہین وہ صدف ہون جسمین گہر نہین
وہ سخن ہون جسمین اثر نہین وہ دہن ہون جسمین زبان نہین
تری مدح ہمسے ہو جانجان کبھی اپنے دل کو نہین گمان
وہ دہن کہان وہ زبان کہان وہ سخن نہین وہ بیان نہین
جسے ذوق الفت یار ہی اُسے سب طرح سے قرار ہی
عجب اس چمن کی بہار ہی کبھی جسکو خوف خزان نہین
اُسی بت کے در پہ رہے جبین مری زندگی ہو بسر وہین
وہی باغ ہی وہی گلزمین ہوس ریاض جنان نہین
شب وصل مرغ جو بول اُٹھا مجھے صدمہ حد سے سوا ہوا
کہو بے محل نہ کرے صدا مرے دلکو تاب فغان نہین

جنھین زندگی پہ غرور ہی انھین عقل ہی نہ شعور ہی
سفر اِس سرا سے ضرور ہی کہ قیام عمر روان نہین

جنھین ناز جاہ وحشم پہ تھا جنھین گبر گنج ودرم پہ تھا
جنھین فخر طبل وعلم پہ تھا کہین آج اُنکا نشان نہین

غزل اور صفدر خوش بیان کہو خوش ہو جس سے دلِ جہان
نہ رُکے قلم نہ تھمے زبان ابھی بند طبع روان نہین

یہ گل ہمیشہ بہار ہی مرے دل مین داغ عیان نہین
صفت گل چمن جنان کبھی اُسکو خوف خزان نہین

وہی سبزہ لب نہر ہی وہی آبشارون کا شور ہی
وہی قمریون کا ہجوم ہی مگر اپنا سرو روان نہین

ابھی تیغ غمزہ کھنچی نہین ابھی تیر عشوہ چلا نہین
ابھی اُسمین ناز وادا نہین ابھی طفل ہی وہ جوان نہین

مرے شور پر نہو خندہ زن ترا اور حال ہی فاختہ
ترا سرو تجھ سے خفا نہین ترا طوق اتنا گران نہین

مجھے ذوق لذت زخم ہی اُسے ناپسند ہی بانکپن
مجھے آرزو کہ ہدف ہو مین اُسے شوق تیر وکمان نہین

وہی کعبہ ہی وہی دیر ہی وہی خانقہ وہی میکدہ

جو دوئی کا پردہ اُٹھا دیا تو خدا کا جلوہ کہان نہین
کہا اُسنے صفدر نیجان مگر اس جہان سے گذر گیا
کہ ہمارے کوچے مین دیر سے وہ صدائے آہ وفغان نہین

کچھ دھیان ہجر کا نہ رہا وصل یار مین
کشمیر مین ختن مین حلب مین تتار مین
جائین بہشت کو کہ چلین کوے یار مین
اس درجہ ناتوان ہوا ہجر یار مین
دیکھا نہ ایک مین ترے عارض کا ہمنے رنگ
معشوق آپ کو مجھے عاشق بنا دیا
گستاخیون سے میرے وہ آزردہ ہو گئے
کیونکر نہ بوسے لون لب میگون کے وصل مین
روز فراق ہو نہ شب وصل کے سوا
جنت سے کھینچ لاتو کوئی حور اے خدا
پاس رقیب سے ادھر آتا نہین وہ شوخ
مستونکو آسنے وا در جنت دکھا دیا
پھر ہو کبھی [illegible]

بھولا خزان کو مرغ خوش الحان بہار مین
شہرہ تمھارے حسن کا ہی ہر دیار مین
کیا کیا خیال آتے ہین ہمکو مزار مین
بنتے ہین سو لباس مرے ایک تار مین
پھولے ہزار گل چمن روزگار مین
کیا دخل ہی مشیت پروردگار مین
سوجھا نہ خاک لذت بوس وکنار مین
سچ ہی کہ لطف بادہ کشی ہی بہار مین
گردش فلک کی ہو جو مرے اختیار مین
دی جان ہمنے حسرت بوس وکنار مین
اُلجھا ہوا ہی دامن گل نوک خار مین
انگڑائی لی جو ہاتھ اُٹھا کر خمار مین
پھر [illegible] ہون گردش لیل ونہار مین

[illegible]

رشتہ ہو جسطرح گہر ابدار مین	
خاک دیکھی سیر ہمنے گلشن ایجاد مین	پر نہ نکلے تھے کہ آئے خانۂ صیاد مین
کیا اثر تھا بلبلون کے نالہ و فریاد مین	گر پڑی بجلی تڑپ کر خانۂ صیاد مین
عمر بھر نالان رہا اک شاخ گل کی یاد مین	پھل یہ پایا مینے آکر گلشن ایجاد مین
لیلی و عذرا و شیرین مین ہین افسانے ترے	تذکرے میرے ہین قیس و وامق و فرہاد مین
چاہتا ہون زیر خنجر حشر تک گردن رہے	کیا کہون قاتل جو لذت ہے تری بیداد مین
سرو کی الفت مین قمری شوق گل مین عندلیب	مین ترا مشتاق آیا گلشن ایجاد مین
ہون وہ سودائی ذرا چکھا جو میرا خون گرم	پڑ گئے چھالے زبان نشتر فصاد مین
کیا سمجھکر بلبلین کرتی ہین مجھ سے سامنا	انکے نالون مین اثر ہے یا مری فریاد مین
تھا فرشتونکو بڑا دعوی عبادت کا مگر	پھنس گئے آکر فریب حسن آدم زاد مین
ذبح ہوتے وقت کی وہ یاس کی ہمنے نگاہ	گر پڑا خنجر ہوا رعشہ تن جلاد مین
غیر سے آزردہ ہوکر میرے گھر آئے وہ بت	یا خدا ہو یہ اثر پیدا مری فریاد مین
ہمصفیرونکی جدائی کا نہ اٹھا مجھ سے غم	جان دی آخر تڑپ کر خانۂ صیاد مین
رہ گئے مقتل مین مشتاق شہادت نیمجان	ہے نزاکت سے نزاکت بازوے جلاد مین
ہے سکندر کا نہ دارا کا نہ قیصر کا نشان	چار دن سب رہ گئے اس قصر بے بنیاد مین
حسرت و یاس و غم و رنج و الم کا ہے ہجوم	آ گئی وسعت کہان سے اس دل ناشاد مین
ٹھوکرین کھائین بہت ہمنے جنون عشق مین	زندگی باقی بسر ہو اب خدا کی یاد مین

دخل دیتے ہی نہین ہین کچھ بھی تحسین کے سوا
کیا غزل بھیجون مین صفدر زحمت استاد مین

اب کہتے ہو کہ تم مری محفل مین آئے کیون	کہتا یہ ہو تو کوئی کسی کو بلائے کیون
کہتا ہون صاف صاف کہ مرتا ہون آپ پر	ظاہر جو بات ہو اُسے کوئی چھپائے کیون
مین نے جو آہ کی تو کہا ہنسکے یار نے	ایسے جو ناتوان تھے تو پھر ناز اُٹھائے کیون
اے دل اگر کسی کی نہ تھی تجھکو جستجو	قلابے آسمان و زمین کے ملائے کیون
ہستی مین نیستی سے تو آنے کو آئے ہم	لیکن بہت ہین دل مین پشیمان کہ آئے کیون
سنکر جو میرا نام چڑھاتا تھا تیوریان	دو پھول وہ مزار پہ لاکر چڑھائے کیون
اہل نظر کو طاقت دیدار جب نہ ہو	پردہ اُٹھا کے رخ سے وہ جلوہ دکھائے کیون
اُس شوخ بیوفا کا اشارہ نہ ہو اگر	دے چرخ مجکو رنج زمانہ ستائے کیون
فرماتے تھے کہ آہ مین تیرے اثر نہین	بیتاب ہو کے آپ مرے گھر پھر آئے کیون
جب اُسکو التفات نہو حال زار پر	پھر کوئی اپنے درد کا قصہ سنائے کیون
کافی تھی میرے داغ جگر ہی کی روشنی	لاکر چراغ میری لحد پر جلائے کیون
عبرت کا ہے مقام تماشا نہین ہے یہ	لاشے پہ میرے جمع ہین اپنے پرائے کیون

محراب بہر سجدہ ہو جب ابروے بتان
صفدر دیار ہند سے کعبے کو جائے کیون

کہون کیا مین تمسے کہ کیا چاہتا ہون	جفا ہو چکی اب وفا چاہتا ہون

نہ وصلت سے مطلب نہ فرقت سے مطلب
فقط مین تمھاری رضا چاہتا ہون

دل آئینہ ہے اُس سے معلوم ہوگا
نہین چاہتا تمکو یا چاہتا ہون

بہت آشنا ہین زمانے مین لیکن
کوئی دوست درد آشنا چاہتا ہون

دم نزع تو آکے صورت دکھا دو
نہین دیر رخصت ہوا چاہتا ہون

غم ہجر سے تنگ آیا ہون ایسا
کہ مرنے کی تمسے دعا چاہتا ہون

چمن مین تو آیا ہون ساقی کو لیکر
اُٹھے ابر ٹھنڈی ہوا چاہتا ہون

کسی گل کی بو مجکو لاکر سنگھا دے
یہی تجھ سے باد صبا چاہتا ہون

غرض کوئی مجکو نہو ان بتون سے
دل بے غرض یا خدا چاہتا ہون

خدا دوست کو میرے مجھسے چھڑائے
جو دشمن کا بھی مین بُرا چاہتا ہون

وہ عیسیٰ ملے تو کہون کس سے صفدر
کہ مین درد دل کی دوا چاہتا ہون

دل و جگر خون ہو چکے ہین حواس تک اپنے جا چکے ہین
وہی محبت کا حوصلہ ہے ہزار صدمے اُٹھا چکے ہین

یقین ہے اب رحم پر وہ آئین ستم کیے ہین کمال مجھ پر
ستا چکے ہین رلا چکے ہین دل و جگر کو جلا چکے ہین

کبھی ندامت تھوڑی واعظ شراب گلگون کی میکشون سے
زبان سے اُسکو بُرا کہین کیا جسے کہ ہم منھ لگا چکے ہین

ستم سے دل اور شادمان ہو کبھی نہ سختی کوئی گران ہو
کسی کا اب اور امتحان ہو ہمین تو آپ آزما چکے ہین

لگا کے خنجر بجھائینگے کیا وہ پیاس میری سنا ہی ہم نے
مری طرف سے رقیب اُنکو لگا چکے ہین بجھا چکے ہین

مقدر اپنا ہی خفتہ کب سے کہان ہی امید اب کہ چونکے
تڑپ کے چلا کے شور کرکے بہت اِسے ہم جگا چکے ہین

چمن سے گل توڑنا تو کیسا یہی ہی ہم کو بہت غنیمت
کہ دامن اُلجھا جو خار سے تھا بمشکل اُسکو چھڑا کے ہین

مشاعرے کا ہی قصد صفدر کہ شعر اچھے ہین چلکے پڑھیے
مگر یہ ہوتا ہی یاد ہم کو کہ یہ غزل ہم سنا چکے ہین

ہوئے الفت کے جب پابند تو کب قاضی سے ڈرتے ہین
جہان دیکھا کسی کو بت خصر تا اُسپہ مرتے ہین
طلب ہی آئینے کی گیسوؤنمین شانہ کرتے ہین
کہا مجکو اجل نے دیکھکر مقتل مین قاتل سے
زیادہ اِس سے شوخی اور کیا ہوگی قیامت ہی
اُدھر جوش جوانی ہی اِدھر جوش جنون ہر دم
اُڑاتے ہین چمن سے بلبلونکو باغبان گلچین

خدا کے سامنے کہدینگے اے بت تجھپہ مرتے ہین
حسینون سے نہین ڈرتے ہم اپنے دل سے ڈرتے ہین
الٰہی خیر ہو چہرہ نکھرتے ہین سنورتے ہین
ہین حاضر اِسکو جلدی آپ کیون پھر دیر کرتے ہین
لیے بیٹھے ہین مٹھی مین مرا دل اور مکرتے ہین
وہان جوبن اُبھرتا ہی یہان چھالے اُبھرتے ہین
بہار آئی عروس باغ کے صدقے اُترتے ہین

رہا جاتا نہین ہے بے کہے دل مین جو حسرت ہے | نہین سنتے ہین وہ کچھ بھی مگر ہم کہہ گذرتے ہین
یہ خود بینی کہان تک آئنے کو اب کرو رخصت | ادھر بھی اک نظر ہم بھی تو تمکو پیار کرتے ہین
کہین کیا زندگی کیونکر بسر ہوتی ہے فرقت مین | تڑپتے ہین سسکتے ہین نہ جیتے ہین نہ مرتے ہین
تری اس بیوفائی پر وفاداری کرتا ہے | نہین مرتے ہین تجھپر ہمتو اپنے دلپہ مرتے ہین

ہماری خاک دامنگیر ہو جائے نہ اے صفدر
اُٹھا لیتے ہین دامن جس گلی سے وہ گذرتے ہین

تعلق سے رہا آزاد سیر دشت گلشن مین | نہ گل میرے گریبان مین نہ کانٹا میرے دامن مین
مین یکتا عشق مین ہون تو اگر ہے حسن مین کامل | نہ مجھ سا خار صحرا مین نہ تجھ سا پھول گلشن مین
نہ کوئی غیر کعبے مین نہ بتخانے مین بیگانہ | زبردستی کا جھگڑا پڑ گیا شیخ و برہمن مین
وہ میکش ہین کہ اے زاہد ہمارے ہاتھ رہتے ہین | کبھی شیشے کی گردن مین کبھی ساقی کی گردن مین
نہ ہو وحشت سے خالی اے رفوگر چارہ سازی بھی | گریبان پھاڑ کر پیوند کرنا میرے دامن مین
دوشالے اوڑھکر گل بستر گل پر جو سوتے تھے | پڑے ہین منہ لپیٹے آج وہ چادر کفن مین
کسی کے دل کے دکھنے پر ترس کھاتا نہین کوئی | گھٹائین رو رہی ہین ہنس رہی ہے برق ساون مین
تمھارا ایک جلوہ ہر جگہ نیرنگ رکھتا ہے | صمد چشم مسلمان مین صنم چشم برہمن مین

مضامین منتخب میری غزلین کیون نہ ہون صفدر
مین کانٹون کو ہٹا کر پھول چن لیتا ہون دامن مین

پڑ گیا کیا زخم تیغ عشق کاری اندنون | مرغ بسمل کی تڑپ ہے بیقراری اندنون

واہ کیا جوبن پہ ہی حسنِ عروسانِ چمن
فصلِ گل پھر آئی پھر جوشِ جنون تازہ ہوا
لہلہاتا سبزہ نہرین موجزن ٹھنڈی ہوا
پائے خم پر غدر خواہی کو پڑے ہین اہلِ زہد
عندلیبو تم بھی اُسکے ساتھ گلشن سے چلو
تھا یہ رندِ بادہ کش کوئی کہ جسکی خاک پر
فرقتِ دلدار مین رخصت ہو ہوش و حواس
فرقتِ جانان مین دل بھی ہمارا چھوڑ دی
واہ کیا جوبن دکھاتی ہین تمھاری چھاتیان

نازکرتی پھرتی ہی بادِ بہاری اندنون
رنگ لائی پھر نیا وحشت ہماری اندنون
کیا گلستا نمین ہی لطفِ بادہ خواری اندنون
جا کے سر پھوڑے کہان پرہیزگاری اندنون
پیچلی ہی بوے گل بادِ بہاری اندنون
ابرِ رحمت کر رہا ہی اشکباری اندنون
درد اک کرتا ہی دلکی غمگساری اندنون
ہمنشینی غمگساری دوستداری اندنون
اُبھری اُبھری گوری گوری پیاری پیاری اندنون

فصلِ گل مین توڑی توبہ رہا جاتا نہین
کیا کرین صفدر کہ ہی بے اختیاری اندنون

کم سن ہین آئنہ ابھی پیشِ نظر نہین
کچھ بات معتبر تری ای حیلہ گر نہین
ہمدم کہان رفیق کہان ہجرِ یار مین
لیتا ہون ایک گال کے بوسے جو چار پانچ
اُٹھ اُٹھ کے میرے دلکو کرین آپ پائمال
کیا میکدہ بھی شہرِ خموشان ہی ساقیا

کیا لین مری خبر انھین اپنی خبر نہین
تا نصف شب تھی ہان ہوئی پچھلے پہر نہین
پہلو نشین سوائے دلِ نوحہ گر نہین
کس نازسے وہ کہتے ہین بس اب ادھر نہین
مین دیکھون بیٹھے بیٹھے یہ میرا جگر نہین
غافل ہین سب کسی کو کسی کی خبر نہین

سودے مین زلف یار کے کٹتا ہو رات بھر
یہ وہ شب فراق ہی جسکی سحر نہین

تسکین کو میرے دلسے بنائی ہی تونے بات
پیغام اُسکے منھ کا یہ ای نامہ بر نہین

ملتی نہین ہی آنکھ کبھی بوسے کا ذکر کیا
اگلی سی وہ حضور کی ہمپر نظر نہین

میری تمھاری بات تونمین نقصان ہین ایک سے
وہ معتبر نہین ہین تو انمین اثر نہین

آنا ہی ای مسیح تو جلد آکے دیکھ جا
تیرے مریض غم کو امید سحر نہین

پامال کوئی ہو کوئی ٹھوکر سے جی اُٹھے
مستانہ اُسکی چال ہی اُسکو خبر نہین

صفدر کہین چھپائے سے چھپتا ہی درد دل
بیتاب کیون ہین آپ محبت اگر نہین

ہم آئے تھے گھڑی بھر غم غلط کرنیکو یارونمین
وہ سب ہمسے سوا نکلے تمھارے دوستدارونمین

مین توبہ کرکے آبیٹھا تو ہون پرہیزگارونمین
کوئی کھینچے لیے جاتا ہی دلکو بادہ خوارونمین

نہ میرا عشق مین ثانی نہ تیرا حسن مین ثانی
مین ہون لاکھونمین یکتا منتخب ہی تو ہزارونمین

نہین آرام اِسکو ایکدم مثل دل عاشق
نگاہ ناز بھی ہی کیا تمھارے بیقرارونمین

تمھاری چھاگلین آوازہ کستی ہین مسیحا پر
کہ جب چلتے ہو تم جی اُٹھتے ہین مردے مزارونمین

نکالے رنگ اچھے خضر زاہد نے ان روزون
کہ دن بھر روزہ دارونمین ہین شب بھر بادہ خوارونمین

ہمین ہی جستجو ہر بزم مین معشوق کم سن کی
تمنا لالہ بیداغ کی ہی لالہ زارونمین

نہ عاشق ہی کوئی مجھسا نہ ظالم ہی کوئی تجھسا
وفا میری جفا تیری چھپی ہی اشتہارونمین

اُڑاتے ہین مزے درپردہ سارے قاضی و مفتی
ملے راتونکو اکثر دخت رز پرہیزگارونمین

چھکایا مے سے اک عالم کو ساقی تو نے محفل مین	ادھر بھی کوئی ساغر ہم بھی ہین امیدوارونمین
کہو یہ برق سے لذت تڑپنے کی اگر چاہے	رہے دو چار دن آ کر تمھارے بیقرارونمین
شب فرقت مرا نالہ صدائے صور تھا شاید	زمین جنبش مین آئی مردے اٹھ بیٹھے مزارونمین

بھلا رکھتے ہین صفدر اور شاعر مجھ سے کیا نسبت
مین ہون شاہ سخن یہ لوگ ہین جاگیردارونمین

کوئی بات منھ سے نکل گئی جو خلاف وصلت یار مین
تو یہ عذر اُس سے کرونگا مین کہ جنون ہی مجکو بہار مین

مرے دل کی کچھ ہی نئی فغان الم جدائی یار مین
نہ جرس کے نالہ مین درد یہ نہ اثر یہ صوت ہزار مین

نہ وہ ناز اُٹھانے کے حوصلے نہ وہ شوق ہی نہ وہ دلولے
نہین طاقت اب دلِ زار مین نہین تاب جان نزار مین

ترے رحم حد سے کہین سوا مرے جرم کی نہین انتہا
نہ وہ آسکینگے حساب مین نہ یہ آسکینگے شمار مین

وہ کھڑے ہوے ہین سر لحد مرے اقربا سے کہو کوئی
اُٹھین اور دیکھ لون کوئی دم ابھی تجھے دین تہ غبار مین

دم وصل ایسا لحاظ تھا نہ زبان سے کچھ بھی مجھے کہا
مگر آنکھین شرم سے بند کین نئی سو بھی ہوس کنار مین

شب وصل غلبۂ شوق ہو یہ خیال بھی ہو مگر مجھے
کہ بگڑ نہ جاے وہ تندخو کہین مجھ سے چاہ مین پیار مین
عجب انقلاب زمانہ ہو وہ ہوے جوان ہوے پیر ہم
ہمین سیر باغ کا لطف کیا کہ خزان ہو اپنی بہار مین
مرا شہرہ سارے جہان مین ہو مرا ذکر کون و مکان مین ہو
نہین غم اگر نہین جانتا کوئی مجکو میرے دیار مین
چمن جہان مین مین پھر چکا نہین تم سا گل کوئی دوسرا
فقط ایک بلبل زار کیا جو کہو تو کہدون ہزار مین
دل تنگ کا تو الم نہین مجھے صفدر اتنا خیال ہو
مرے دلمین غم ہو جو یار کا وہ پڑا ہو طرفہ فشار مین

مذکور اُس دہن کا جسدم سُنا چمن مین
بیگانہ مثل سبزہ اکثر رہے وطن مین
سمجھے چمن مین پہونچے آئے جو انجمن مین
وحشت نئی ہماری ہو وادی سخن مین
ٹپکے ہوے ہین لاکھون ڈالا اسمین عاشقون کے
نکلے صنمکدے سے ہو کر جو وہ مکدر
لگا ٹُھوکر نہ یون دو قبرون کو ناز سے تم
موتی بکھر گئی شبنم ہر غنچے کے دہن مین
کیا لطف سیر ہمکو حاصل ہوا چمن مین
کیا عطر کی مہک ہو اُس گل کے پیرہن مین
کانٹے کبھی ہین زبان پر چھالے بھی ہین دہن مین
کنگھی کرو سمجھکر گیسوے پُرشکن مین
جھنجھلا کے خاک ڈالین بت چشم برہمن مین
مُردے اُچھل پڑینگے بیساختہ کفن مین

ای باغبان پھر ہم برسون نسیم آسا
آئی نہ ایک گل سے بوے وفا چمن مین

معشوق جس جگہ ہی عشاق بھی ہین ہین
ہمراہ شمع دیکھے پروانے انجمن مین

گم گشتہ دل ہمارا تم سے جدا نہ ہوگا
چاہ ذقن مین ہوگا یا زلف پر شکن مین

گلگشت باغ کو وہ شاید ہین آنیوالے
پھرتی ہی کیسی مضطر باد صبا چمن مین

حیرت سے تیغ قاتل مقتول نے نہ دیکھی
پردہ یہ آئنہ ہی دولھا مین اور دلھن مین

یہ سرو قامتون سے اندہ اُٹھائی ہم نے
گلگشت کو نجائین ہون سرو جس چمن مین

اسواسطے ہی خواہش ملک عدم کی صفدر
بچھڑے ہوے اجا ملجائینگے وطن مین

شرم آنکھ مین ہی آنکھ ہی نہان نقاب مین
رہتا ہی اب حجاب بھی اُنکا حجاب مین

پیدا ہوا ہی کچھ تو اثر اضطراب مین
شبکو کبھی کبھی جو وہ آتے ہین خواب مین

آنکھو نسے میرے ہی رخ جانان حجاب مین
ای برق حسن آگ لگا دے نقاب مین

اللہ رے شوق پوچھتے ہین نامہ بر سے ہم
کچھ تو بتا دے کیا وہ لکھینگے جواب مین

ہم میکدے کی راہ سے پہونچینگے یار تک
واعظ پڑے رہینگے عذاب و ثواب مین

قاصد بھی اُسکو دیکھ کے بیتاب ہوگیا
کیا جانے کیا زبان سے کہا اضطراب مین

گنتی کے بوسے لینے کی ٹھہری ہی اُنسے
دشمن کا ہی مین نے ڈالدیا ہی حساب مین

کعبے کو مین گیا تو وہ بت ہوگیا خفا
چلا کر وہ ثواب پڑا کس عذاب مین

یہ خوب تھا سمجھے کہ یہان تھی نہو رقیب
مطلب کی بات کہہ نہ سکا اُنسے خواب مین

کم سن ہین وہ ابھی سے شرارت ہی اسقدر
بجلی چمک دمک کے نبینگے شباب مین

رو رو کے مثل برق تڑپتا ہون بار بار
اللہ رے درد دل کی چمک اضطراب مین

وہ کچھ لکھا کہ دلکو مرے یاس ہوگئی
اس سے تو کاش کچھ وہ نہ لکھتے جواب مین

رنج فراق حضرت ناصح سے روز بحث
صفدر کی ایک جان ہے کس کس عذاب مین

گالیون پر بھی ترے حق مین دعا کرتے ہین
ہم وہ کرتے ہین جو ارباب وفا کرتے ہین

دل مرا پانون کے نیچے وہ ملا کرتے ہین
دھیان آتا نہین اتنا کہ یہ کیا کرتے ہین

تیری بو سونگھنے کو چاہیے ای یار دماغ
کیا سمجھکر گلہ باد صبا کرتے ہین

کوئی اتنا تو بتا دے کہ حسینان جہان
دل جو لیجاتے ہین عشاق کا کیا کرتے ہین

دھیان کب اُسکی کمر کا نہین آتا ہمکو
سفر ملک عدم روز کیا کرتے ہین

گالیان دینے لگے کیسی وہ برہم ہوکر
ہمنے اتنا ہی کہا تھا کہ دعا کرتے ہین

بسملو نکو جو ہوئی دولت دیدار نصیب
سجدۂ شکر تہ تیغ ادا کرتے ہین

صاف ہے بیدہنی انکی اسی سے ثابت
ہم جو کہتے ہین وہ خاموش سنا کرتے ہین

سرو کو دیجیے کیا اُس قد موزون سے مثال
ایسے بندے تو وہ آزاد کیا کرتے ہین

بار شاہی نہ اُٹھیگا ترے درویشون سے
وہ بھلا کب طلب ظل ہما کرتے ہین

کی جو صفدر نے شکایت تو شکایت کیا ہے
دوستون ہی کا تو احباب گلہ کرتے ہین

رہتا ہون رات دن جو کسیکے خیال مین
کیا احتیاط ہو انھین مجھ سے وصال مین
اُٹھ اُٹھ کے درد دل ہو تجھے چھیڑنے سے کام
اللہ کیا مقام ہو مید ان عشق بھی
دل بھاگتا ہو اتبو تصور سے یار کے
کِس گل کی سیر باغ کو آمد ہو ای صبا
سو بار حسب خواہش اُدھر سے ملا جواب
کیا مجکو قتل کرکے پشیمان ہوے ہین وہ
وہ اور جواب میرے سوالونکا نامہ بر

باقی نہین تمیز فراق و وصال مین
آتے ہین ساتھ لیکے کسی کو خیال مین
کیا جانے تو کہ بیٹھے ہین ہم کس خیال مین
قاتل جو وجد مین ہو تو بسمل ہو حال مین
کمبخت غیر آتا ہو پہلے خیال مین
پھولے نہین سماتے ہین کلیان نہال مین
ہم کچھ کسی کی سنتے ہین ذوقِ سوال مین
بیٹھے ہین سر جھکائے ہوے انفعال مین
وہ بات کہ کہ آئے کسی کے خیال مین

صفدر غضب ہو جان یہ عاشق کے ہر طرح
گرمی جلال مین ہو تو شوخی جمال مین

مین اگرچہ زار و نزار ہون مگر اُسکا شکر گذار ہون
نہ کسی کی آنکھ مین خار ہون نہ کسی کے دل کا غبار ہون
نہ کسی کی چوٹی کا پھول ہون نہ کسی گلے کا مین ہار ہون
یہ ہجوم داغ ہو جسم پر کہ مین آپ باغ و بہار ہون
نہ کسی کے سینے کا داغ مین نہ کسی کا لالہ باغ مین
نہ کسی کے گھر کا چراغ مین نہ کسی کا شمع مزار ہون

نہ شمار مین نہ قطار مین نہ کرور مین نہ ہزار مین
غم بیکسی کے دیار مین فقط ایک مشت غبار ہون
مجھے میرا گوشۂ انزوا مرے حق مین ہی سبب بقا
جو ذرا جہان کی لگی ہوا تو فنا برنگ شرار ہون
مرا سر قدم سے اُٹھائیے مجھے اب گلے سے لگائیے
بہت آنکھین اب نہ دکھائیے کہ ہزار دل سے نثار ہون
یہ ہوس صفدر خستہ جان کہ سوے مدینہ ہونمین روان
کرے خاک بھی جو یہ آسمان اُسی کوچے کا مین غبار ہون

خوابمین آنیکا اقرار ہی پر خواب کہان
خواب بھی آئے تو پھر دیکھنے کی تاب کہان
یار آزردہ مخل غیر مخالف دربان
کھینچ لایا ہی مجھے یہ دل بیتاب کہان
وحشت غربت مین وطن سے ہمین لائی قسمت
اب وہ ہم بزم وہ غمخوار وہ احباب کہان
خشک کانٹے ہین فقط باغ مین آئی ہی خزان
گل شاداب کہان لالۂ سیراب کہان
بیقراری سے مرے دلکی نہین ہو واقف
تمنے دیکھی طپش ماہی بے آب کہان
ابروے یار مین ایدل ہوا ادا سجدۂ شکر
پھر نظر آئیگی ایسی تجھے محراب کہان
کشتی ٹوٹی ہوئی گرتا ہوا اِن جوش یہ بحر
کتنا غافل ہی ن کہ آیا ہی مجھے خواب کہان

عہد پیری مین گیا حسن جوانی صفدر
ہو گئی صبح عیان جلوۂ مہتاب کہان

سخت بیمار درد فرقت ہون | آیئے جلد ورنہ رخصت ہون
صاف باطن ہون پاک طینت ہون | شکل آئینہ بے کدورت ہون
رنج فرقت سے دے نجات مجھے | موت کا مین رہین منت ہون
کیون ہین افسردہ ہمنشین میرے | پاس ہون مین نہ کوئی حسرت ہون
دور ساغر ہی اسطرف بھی ضرور | ساقیا لائق عنایت ہون
زلف کہتی ہی انکی مین ہون بلا | قد کا ہی قول مین قیامت ہون
راز عالم ہی سب عیان مجھپر | لوح محفوظ و کلک قدرت ہون
سایۂ عاقبت کہان مجھ مین | شجر خشک دشت وحشت ہون
میرے اشکون سے سبز ہی یہ چمن | حق مین عالم کے ابر رحمت ہون
مین جدھر ہون اُدھر ہی اک عالم | اے جنون کیا مین کوئی دولت ہون
پیشرو سب کا ہو مرا پیرو | خضر سر منزل حقیقت ہون
اُنکے سر پہ اُدھر ہی خون مرا | مین اِدھر زیر بار منت ہون
غم کے آثار رخسے روشن ہین | کیا کسی کا چراغ تربت ہون
مثل سبزہ ریاض عالم مین | پائمال ریاض غفلت ہون
قیس و فرہاد و نل جہانسے گئے | عشقبازی مین مین غنیمت ہون
کیا بنائی ہی نور کی صورت | مین تو قربان دست قدرت ہون
دل کا ارمان آج نکلے گا | اک پریوش سے گرم صحبت ہون

عشق مجھ پر تمام ہی صفدر
پیرو خاتم رسالت ہون

روتے مین ابر تر کے نقشے مٹا دیے ہین　　ہم جب اُبل پڑے ہین دریا بہا دیے ہین
وہ تیغ جب چلی ہی جوہر دکھا دیے ہین　　مقتلمین چار جانب تودے لگا دیے ہین
دانتونکی یاد مین جب آنسو گرا دیے ہین　　فرش زمین پہ ہمنے موتی بچھا دیے ہین
نالونسے دل ہلینگے کیونکر نہ ان بتون کے　　عرش برین کے پائے اکثر ہلا دیے ہین
حسن و جمال کا کب چارونطرف تھا شہرہ　　یہ چار چاند ہمنے تمکو لگا دیے ہین
کیا منہہ ہمارے آگے کھولے زبان جو بلبل　　دو نالے کرکے ہمنے چھکے چھڑا دیے ہین
اُس گلکے گیسوون تک جاتا ہی بے تکلف　　شانے کو کیا خدانے بخت رسا دیے ہین
صحرا چمن بنا ہی کانٹے لہو سے گلگون　　چھالون نے وحشیون کے کیا گل کھلا دیے ہین
ہو پیش دست رنگین کیا قدر لالہ و گل　　رنگ اُنکے ٹیکیونمین اُسنے اُڑا دیے ہین
ای میکشو بگاڑا کیا محتسب کا تم نے　　کیون خم کے خم زمین پر ناحق لنڈھا دیے ہین
بیٹھے ہین اُسکے در پر عزت ہو یا ہو ذلت　　یہ وسوسے تو دلسے ہمنے اُٹھا دیے ہین
احسان نسیم گلشن رکھتی ہی کیا لحد پر　　کس دن چمن سے لاکر دو گل چڑھا دیے ہین
کچھ نقشبند امکان کھٹکا نہین ہی پروا　　کیا کیا بنا بنا کر نقشے مٹا دیے ہین
ای شوخ تیرے بسمل تڑپے ہین جب زمین پر　　گردونکی قدسیون نے پردے اُٹھا دیے ہین

روتے کی آنکھین خوگر جلنے کا شوق دلکو

الفت نے روگ کیا کیا صفدر رنگا دے ہین

رقیب اِن نگاہون سے کم دیکھتے ہین
تمھین جس محبت سے ہم دیکھتے ہین

رہِ عشق نے دل نے بھی ساتھ چھوڑا
وفادار دنیا مین کم دیکھتے ہین

شگفتہ ہے گلزار ابر ہے ساغر
تری راہ ابر کرم دیکھتے ہین

وہ میکش ہین اک جام مے بی کے ساقی
تماشا دو عالم کا ہم دیکھتے ہین

دم نزع ہے سامنے سے نجاؤ
تمھین اور ہم کوئی دم دیکھتے ہین

تری زلف پیچان کے سنبل مین اے گل
نہ بو دیکھتے ہین نہ خم دیکھتے ہین

بتون مین بھی جلوہ خدا کا ہے موسی
جو تم دیکھتے ہو وہ ہم دیکھتے ہین

بتا کر وہ مجھکو جلیسون سے بولے
مجھی کو یہ کیون دمبدم دیکھتے ہین

نگاہون سے ہے قصد قتل دو عالم
ارادے بڑے اُنکے ہم دیکھتے ہین

گلی مین ترے آکے گبر و مسلمان
تماشائے دیر و حرم دیکھتے ہین

بھلا اپنی ہستی بھی ہستی ہے کوئی
ادھر بھی اُدھر بھی عدم دیکھتے ہین

وہ صابر ہین خاموش بیٹھے ہین صفدر
جفا دیکھتے ہین ستم دیکھتے ہین

اُس کوچے مین ہم پہونچے تدبیر اسے کہتے ہین
وہ گھر سے نکل آئے تقدیر اسے کہتے ہین

سر اُسکے قدم پر ہے نام اُسکا زبان پر ہے
سجدہ اِسے کہتے ہین تکبیر اسے کہتے ہین

گھبرا کے چلے آئے وہ آپ مرے گھر مین
اے نالۂ دل تحسین تاثیر اسے کہتے ہین

پیغام مرا سنکر خط پڑھکے کہا اُسنے
تقریر اسے کہتے ہین تحریر اسے کہتے ہین

وحشت مین تماشے کو کیا کیا نہ حسین آئے
پریون کو کیا تابع تسخیر اسے کہتے ہین

دل زلف مین جب بولا مین آ کے کہان اُلجھا
شانے نے کہا نادان زنجیر اسے کہتے ہین

نقشہ تری صورت کا آیا جو تصور مین
بیساختہ دل بولا تصویر اسے کہتے ہین

محفل مین جو ہم پہونچے تعظیم کو وہ اُٹھے
عزت کے یہ معنی ہین توقیر اسے کہتے ہین

خاک قدم جانان ہاتھ آئے ہمین صفدر
کیا خوب ملی دولت اکسیر اسے کہتے ہین

ماتم کشتہ فراق آج ہی بزم یار مین
موت خزان مین آئی تھی پھول آئے ہو بہار مین

آئیے سیر کیجیے داغ ہین جسم زار مین
دیکھیے یہ نئی بہار پھول کھلے بہار مین

حسن مین ہو تم لاجواب عشق مین ہم ہین انتخاب
فرد ہو سیکڑون مین تم ایک ہین ہم ہزار مین

گیسوے روے یار کی ایسی ہی ہم کو جستجو
ایک قدم حلب مین ہی ایک قدم تتار مین

فکر لباس کی ہمین جوش جنون مین کچھ نہین
بیٹھے ہین ہم برنگ گل جامۂ تار تار مین

آتا ہون بزم اگر پاس ترے خفا نہ ہو
عذر ہی قابل قبول دل نہین اختیار مین

واہ رے لطف میکشی میکدہ اور دختر رز
باغ جنان ہی روبرو حور ہے کنار مین

نور نگاہ اُڑ گیا صاف برنگ آئنہ
آنکھین سفید ہو گئین صدمۂ انتظار مین

قید ہین بال بال مین سیکڑون بیکسون کے دل
شانہ سمجھ کے کیجیے گیسوے مشکبار مین

وصل کے تڑپ کا ہو بُرا جسنے ہمین جگا دیا
سونے نہ پائے چین سے چار گھڑی قرار مین

مالک کوثر و جنان روز جزا ہین مرتضی
ذکر یہی ہر صحبت صفدر بادہ خوار ین

جب سے مہمان ہوا ہی تو دل مین — نہ رہی کوئی آرزو دل مین
جب سے ساقی بسا ہی تو دل مین — جام آنکھونمین ہی سبو دل مین
حسرت آنکھونمین ڈھونڈھتی ہی اوسے — درد کرتا ہی جستجو دل مین
جب اُٹھا جان پر ہوا صدمہ — درد کی طرح سے ہی تو دل مین
نہین آتی ہی شرم سے باہر — یہ دُھن ہی کہ آرزو دل مین
بیوفا یہ بھی ہو گیا کمبخت — آگئی ہی تمھاری خو دل مین
پھر نکلنے کا نام لو نہ کبھی — تم رہو مثل آرزو دل مین
اُٹھ کے پہلو سے تم گئے باہر — ڈھونڈھتا ہون مین چارسو دل مین
بیوفا دلربا کو کہتے ہین — اور مجکو ہی گفتگو دل مین
بت خدا اس سے کچھ نہین باہر — کیجیے سب کی جستجو دل مین

وصل سو بار ہو چکا صفدر
آرزو سی ہی آرزو دل مین

مین کب جنس دل رایگان بیچتا ہون — خریدار تم ہو تو ہان بیچتا ہون
فقط ایک بوسے پہ دیتا ہون دل کو — نہ سمجھو کہ سودا گران بیچتا ہون
جو تلوار تم نے کوئی مول لی ہی — مین سر اپنا اے جان جان بیچتا ہون

تمھین جو پسند آئے حاضر ہے لے لو
دل و دین و نام و نشان بیچتا ہون

خریدار ہون اک بتِ نازنین کا
محبت مین دونون جہان بیچتا ہون

وہ مکتب مین جسدم گئے مین بھی پہونچا
کہ سعدی کی مین بوستان بیچتا ہون

نئی جوشِ مستی مین سوجھی ہے مجھکو
کہ پیر مغان کی دکان بیچتا ہون

بتون کو جو دیتا ہون مین کعبۂ دل
نہین دھیان کِسکا مکان بیچتا ہون

ابھی دیکے دل مول لیتا ہون بوسہ
وہ اتنا تو کہدین کہ ہان بیچتا ہون

گلی مول لیتا ہون اُس گل کی صفدر
تماشا ہے باغ جنان بیچتا ہون

لگائی زخمکاری اُسنے قاتل اسکو کہتے ہین
ہنسے کیا کیا نہ اپنے زخم بسمل اسکو کہتے ہین

نہین نادان بڑا ہشیار ہے دل اسکو کہتے ہین
زمانے مین جو عاقل ہین وہ عاقل اسکو کہتے ہین

قدم رکھکر جو کوے یار مین نئے نشان چھاپو
صدائے غیب آئی کوے قاتل اسکو کہتے ہین

نہ اِسکو تیغ کا ڈر ہے نہ اندیشہ ہے خنجر کا
تری اُلفت مین کھیلا جان پر دل اسکو کہتے ہین

بڑے جو چلنے والے تھے تھکے راہِ محبت مین
کبھی سے طے نہین ہوتی ہے منزل اسکو کہتے ہین

نہ چھوٹا پھنس گیا جو اُسکے گیسوے مسلسل مین
بلا کی آہنین گڑھیان ہین سلاسل اسکو کہتے ہین

وہ جسدم آئنہ خانہ مین آئے یہ کہا ہنسکر
عجب جلسہ حسینونکا ہے محفل اسکو کہتے ہین

تری محفلمین ہمنے شمع جب فانوس مین دیکھی
گمان گذرا کہ یہ لیلی ہے محمل اسکو کہتے ہین

کہو کیا کہتا ہے غنچہ اُس دہن کو ادر کوئی نقطہ
یہ عقدہ حل نہین ہوتا ہے مشکل اسکو کہتے ہین

انا الحق سے غرض منصور کی تھی عین ذات حق
بڑے نافہم ہین جو قول باطل اسکو کہتے ہین

نہ تڑپا زخم کھا کر زیر خنجر بھی جو مین صفدر
کہا قاتل نے ہنسکر واہ بسمل اسکو کہتے ہین

پھر نظر آگئے وہ گیسوے خمدار کہین
پھر گرفتار ہوا آج دل زار کہین

دل تڑپتا ہی بہت آج قفس مین صیاد
کوئی آزاد ہوا تازہ گرفتار کہین

آگئی آہ زبان تک تو کہان چرخ کی خیر
کھنچ گئی میان سے اب رکھتے ہین تلوار کہین

اتنی سی بات پہ ہوتے ہین عبث آپ خفا
ایک بوسے پہ یہ دیکھی نہین تکرار کہین

فرش پر اُسکا نشان ہی نہ سر عرش تپا
ہاتھ آتا نہین نقش قدم یار کہین

وہ تصور مین بھی آتے ہین تو یہ ڈرتے ہین
پرچہ عفت کو لگا دین نہ خبردار کہین

باغبان دیکھ زیادہ نہ ستا بلبل کو
پھونکدے نالہ سوزان سے نہ گلزار کہین

وقفہ ہستی مین نہین عمر روان کو ہرگز
راہ مین دم نہین لیتا ہی یہ رہوار کہین

سر بازار نہ یون ناز و ادا سے چلیے
آپکی چال پہ چلجاے نہ تلوار کہین

اس ادا سے نہ قدم وقت تماشا رکھیے
ہو نہ ہنگامہ محشر سر بازار کہین

صاف چہرے سے تمھارے یہ عیان ہی صفدر
دام الفت مین کسی کے ہو گرفتار کہین

طلب دین کی یا فکر دنیا کرین
حیات دو روزہ مین کیا کیا کرین

اطبا نہ میرا مداوا کرین
اگر دستکش ہون تو اچھا کرین

ستمگر نے چھوڑا ہمین نیم جان
یہ مدنظر ہو کہ تڑپا کرین

بہت دل کے ہاتھون سے مجبور ہین
نہ آئے ہمین صبر تو کیا کرین

کہان تاب نظارہ ای شوق دل
کہن آنکھون سے اسکا تماشا کرین

یہ چالین حسینون کی اچھی نہین
یقین ہو کوئی فتنہ برپا کرین

عجب مغبچہ مین ہو دریا دلی
یہ چاہین تو قطرے کو دریا کرین

وہ دل لیکے پھیرین یہ ممکن نہین
کہان تک ہم انسے تقاضا کرین

زمانے مین رسم مروت نہین
کہان سننے والا کہ شکوا کرین

زمین مین بھی مردہ مرا گڑ چکا
قدم رنجہ اب کیا مسیحا کرین

بس اتنا ارادہ ہو صفدر یہی
محبت کسی سے نہ اصلا کرین

طور نرالا تم نے نکالا تم سا کوئی خود کام نہین
سب سے ہین راہین سب یہ نگاہین ہمسے سلام و پیام نہین

ظلم ہین لاکھون جور ہزارون مہر و وفا کا نام نہین
خیر یہی ہین طور تو بہتر تم سے ہمین کچھ کام نہین

منہ سے تمھارے ہان کبھی نکلے ایسی بھی کوئی ساعت ہو
دن کو نہین ہو شب کو نہین ہو صبح نہین ہو شام نہین

حال دل اپنا کیا کہون ہمدم کیسی گذرتی ہو شب غم

صبر نہین ہی تاب نہین ہی چین نہین آرام نہین
اپنا جہان سے عزم سفر ہی آنکھ نہ پھیرو رحم کرو
ہجر کا ہمسے وقت نہین ہی ترک کا یہ ہنگام نہین
تم نے جو خط کے پُرزے اُڑائے نامہ رسانکو قتل کیا
تھا یہ مرا تقدیر کا لکھا تم پہ کوئی الزام نہین
وجہ نہین کچھ کھلتی اِسکے طائر دل کیون پھنستے ہین
آپ تو کچھ صیاد نہین ہین کاکل پیچان دام نہین
بادہ کشی سے ہوگئی نفرت جبسے جدا ہین یارسے ہم
دل مین ہین چھالے آنکھ ہی پر خون شیشہ نہین ہی جام نہین
کیسی تسلی کیسی تسکین دل کو ہی اپنے یاس وہی
لایا ہی ایسا نامہ قاصد جس مین کسی کا نام نہین
صبح جو اُسکے در پہ گئے ہم ہوکے خفا دربان نے کہا
ٹھنڈے ٹھنڈے گھر کو سدھارو آجکی صحبت عام نہین
خوف خدا بھی چاہیے ای بت ہوکے مسلمان سجدہ بت
یہ تو نیا ہی کوئی طریقہ دین نہین اسلام نہین
ہی جو ہجوم اغیار کا ہر سو کوچے مین اُسکے خوف ہی کیا
اِنکی صفون کو مین جو نہ توڑون صفدر میرا نام نہین

یہ کون آتا ہے رکھکر پھول جعد عنبر افشانمین
صبا اتراتی پھرتی ہے جو ان روزون گلستانمین

وہ وحشی ہون کہ جب رکھا قدم مین نے بیابانمین
سنا مین تیز کین کانٹون نے ہر نخل مغیلانمین

جو تڑپاتا ہے تو اچھی طرح تڑپا مجھے قاتل
کوئی چٹکی نمک کی رہ نجائے اب نمکدانمین

کہین اب جلد لیچل اے جنون مجھ آبلہ پا کو
ہوئی ہے دیر کانٹے راہ تکتے ہین بیابانمین

حیا کا رنگ چھایا جب شب وصل انکی آنکھون پر
تو شوخی خوف سے جاکر چھپی چشم غزالانمین

دکھا دو جلوہ زلفین کھولکر جو روے تابان پر
کوئی جھگڑا نہ پھر باقی رہے گبر و مسلمانمین

خرام ناز تم گور غریبان پر جو فرماؤ
تو شور حشر برپا ہو ابھی شہر خموشانمین

روانی بڑھ گئی چلنے لگی اب سارے عالم پر
ہمارے قتل سے دم آگیا شمشیر برانمین

مگر فصل بہاری آگئی نزدیک اے صفدر
کہ پھر کچھ ربط باہم ہو چلا دست و گریبانمین

محبت کا مزا ہے اور مین ہون
دل درد آشنا ہے اور مین ہون

مسیحا در ترا ہے اور مین ہون
یہی دار الشفا ہے اور مین ہون

تری زلف دوتا ہے اور مین ہون
یہی کالی بلا ہے اور مین ہون

وہ بت ہے اور اک عالم کا مجمع
یہان میرا خدا ہے اور مین ہون

شب وصلت میسر ہو الٰہی
سحر تک یہ دعا ہے اور مین ہون

نشانہ ہے نگاہ ناز کا دل
یہ تیر بے خطا ہے اور مین ہون

جوانی جا چکی پیری بھی آئی
بس اب آگے قضا ہے اور مین ہون

خط آتے ہی روانہ ہو گئے سب
اِسی نے نقد دل میرا اُچرایا
کبھی اُس گُل کی بو مجھ تک نہ آئی
خوشی ہی خرمی ہے اور ہین وہ

بس اب وہ مہر لقا ہے اور مین ہون
ترا دزدِ حنا ہے اور مین ہون
اب آئی تو صبا ہے اور مین ہون
مصیبت ہے بلا ہے اور مین ہون

دم عیسیٰ نہین درکار صفدر
وہ شمشیر ادا ہے اور مین ہون

الٰہی دے اثر ایسا مرے بیتابی دل مین
طلب غیرونکی ہوتی ہے بلا کر مجکو محفل مین
خیال لب مین غمزے نے ترے عشاق کو مارا
جدائی مین کسے خواہش سیر لالہ و گل کی
اُٹھاتے سر بھی زانو سے نہین تم بولنا کیسا
ہمین اور غیر کو وہ بیخبر یکسان سمجھتا ہے
وہ مجنون ہون نہین ہے حسن سے خالی مری وحشت
تمھارے خال رخ کو دیکھنے یہ لوگ آئے مین
مزہ یہ ہے کہ مقتل مین لگائی تیغ ہنس ہنسکر
اوگی ہین ٹیان مشھدی کی قبر دنیر شہیدونکے

چلے آئین کلیجا تھام کر وہ میری محفل مین
خدا جانے ارادہ کیا ہے اُس عیار کے دل مین
مریضونکو لگا لایا مسیحا کوے قاتل مین
ہزارون داغ ہین سینے مین لاکھون زخم ہین قلب مین
حجاب و شرم کی کچھ حد بھی ہے یارونکی محفل مین
ابھی تک فرق کچھ اُسکو نہین ہے حق و باطل مین
یہ حلقے ہین یہ زلفون کے نہین ہین سلاسل مین
کہ تل رکھنے کی جا باقی نہین کثرت سے محفل مین
نمک بھر بھر دیا قاتل نے ہر اک زخم بسمل مین
لہو انکا ہے اب تک حسرت پابوس قاتل مین

علی مرتضیٰ سے ہو اعانت خواہ ای صفدر

وہی مشکلکشا ہین کام آجاتے ہین مشکل مین

ہوئی ایسی کشش پیدا اکمند نالہ دل مین
حسینان جہان کھنچ کھنچ کے آئے اپنی محفل مین

اُسے منظور میرا قتل مین آمادہ مرنے پر
وہی ہی میرے دل مین بھی جو کچھ ہی یار دل مین

بہار آئی ہی کب بند انمین مین وحشی ٹھہر تا ہون
گلے مین طوق ڈالا دیا مجھے جکڑ و سلاسل مین

تو آیا سوے مقتل غدر سر دینے مین کسکو ہی
کشیدہ ہی عبث شمشیر تجھسے دست قاتل مین

ترے چاہ زنخدان کا یہ ادنی سا کرشمہ ہی
دیے غوطے فرشتونکو پھنسایا چاہ بابل مین

اثر نالے دکھلاے گلون کے کان کھل جاتے
اگر ہوتا دل نالان بھی انبوہ عنادل مین

لب جانبخش و تیغ ابروے جانان کا دھیان آیا
مسیحا سے ملاقات اپنی ٹھہرے کوے قاتل مین

نپوچھو کیون اُٹھا صفدر تمھاری بزم سے نالان
نہین معلوم کیا تھے ولولے کمبخت دل مین

لطف میخواری ہی کیو لاہی چمن برسات مین
اے دل مشتاق ہو توبہ شکن برسات مین

ہر پریوش آجکل اک نور کی تصویر ہی
ہر مرقع گلرخون کے انجمن برسات مین

واہ کیا جلسہ ہی کیا ٹھنڈی ہوا ہی کیا فضا
ہین خرامان سیکڑون گل پیرہن برسات مین

بلبلو دیکھو تماشا شاہد گل ہر طرف
نکلی ہین خون شہا سے بن ٹھنکر دلہن برسات مین

چار جانب چھائی ہی گلزار پر کالی گھٹا
ہو مقرر میکشی کی انجمن برسات مین

پی کہان باغونمین کہتا ہی پپیہا باربار
بلبل شیدا کہین ہی نعرہ زن برسات مین

دلکو تڑپاتی ہی بادل مین کہین کوئل کی کوک
اور کہین رقصان ہی طاؤس چمن برسات مین

فصل گل سے بھی زیادہ آجکل ہی کچھ فضا
یہ شفق یہ برق یہ قوس قزح یہ کہکشان
ہر طرف گلزار مین شور مبارکباد ہی
سیر گلشن کو وہ جاتے ہین تو کہتی ہی نسیم
ہر روش گلشن مین فرش گل بچھا ای باغبان

سر سے تا پا تک ہر شجر ہی گلبدن برسات مین
رنگ لایا ہی نیا چرخ کہن برسات مین
سیر کو آتا ہی وہ رشک چمن برسات مین
لطف ہی چھو جائے کا ای گل پیرہن برسات مین
سیر کو آتا ہی وہ نازک بدن برسات مین

ہی شراب و ساقی و مینا و ساغر رات دن
کیا ہی بگڑا ہی ترا صفدر چلن برسات مین

سیر گلشن چاہیے ای گلبدن برسات مین
آجکل یہ سادہ پن ای جانجان اچھا نہین
زعفرانی صندلی دھانی بسنتی شربتی
ہاتھ مین رنگ حنا ماتھے پر افشان چاہیے
منہ سے ناحہربان ساقی خفا میخانہ بند
ملکے مسی غنچۂ سوسن کو شرمندہ کرو
دل بھر آیا ہجر ساقی مین گھٹائین دیکھکر
جب کہین غربت مین دیکھی محفل عیش و نشاط
رونے مین یاد آئی یون شکل خنائی یار کی
مجکو گریان دیکھکر بیساختہ وہ ہنس پڑے

سنتے ہین سر سبز ہوتا ہی چمن برسات مین
کچھ تکلف چاہیے کچھ بانکپن برسات مین
اک نیا ہر روز بدلو پیرہن برسات مین
دوش پر لہرائے زلف پر شکن برسات مین
کیا سمجھکر مین ہوا توبہ شکن برسات مین
کچھ ادا ہٹ چاہیے زیب دہن برسات مین
ہوگیا دریائے الفت موجزن برسات مین
یاد آئے ہمکو یاران وطن برسات مین
جسطرح دو طہاکے گھر آئے وطن برسات مین
کھل گئے یا غنچہ ہاے یاسمن برسات مین

مے پرستی کے سوا مذہب کوئی باقی نہین
ہو گئے ہین ایک شیخ و برہمن برسات مین

لطف بے ہمدرد کے کچھ نالہ کرنے مین نہین
گو بلبلین کو کہین تو مین ہون نعرہ زن برسات مین

حکم دو ساقی کو ساماں لیچلے اٹھی گھٹا
میکشی کو چاہیے صحن چمن برسات مین

ہر طرف جھولے پڑے ہون جھولتے ہون مہ جبین
طائفے حاضر ہون بہر انجمن برسات مین

غزل

آئی بہار تازہ گلستان ہے اندنون
باغ جہان بھی روضۂ رضوان ہے اندنون

ہمسے جدا جو وہ گل خندان ہے اندنون
اپنی نظر مین خار گلستان ہے اندنون

صحن چمن مین دور ہو جام شراب کا
ساقی ہوائے سرد ہے باران ہے اندنون

فرش زمردین ہے زمین پر بچھا ہوا
سبزی سے طرفہ سبز بیابان ہے اندنون

جز بوئے گل نہین ہے زمین پر کہین غبار
ہر گرد باد سرو خرامان ہے اندنون

بلبل ہے شاخ گل پہ صنوبر پہ فاختہ
گویا مجمع طیور خوش الحان ہے اندنون

مستی مین آج حضرت واعظ کو مار لو
مستو یہی ہے گو یہی میدان ہے اندنون

لطف و کرم سے مطرب و ساقی ہین سرفراز
جو ہے وہ اپنا بندہ احسان ہے اندنون

ساقی کے ایک جام سے یہ مرتبہ ملا
جمشید اپنا تابع فرمان ہے اندنون

دور شراب و گردش ساغر ہے اور ہم
کسکو خیال گردش دوران ہے اندنون

جلسے پری رخون کے ہین دور شراب ہے
صفدر بھی مرتبے مین سلیمان ہے اندنون

قتل کو خنجر ادا دور سے کیون دکھا کہ یون
کچھ مین لپٹ نہ جاؤنگا آکے مجھے بتا کہ یون

طفل تھا طور ذبح کی جانتا تھا وہ کیا کہ یون
صید پہ پھیر کر چھری غیر نے کہدیا کہ یون

آگے دو راہے مین پھنسنے فکر ہی کسطرف چلین
رند بتاتے ہین کہ یون کہتے ہین پارسا کہ یون

شوق یہ دلکو جب ہوا شکل فنا کی دیکھیے
ٹسکے حباب نے مجھے نقشہ دکھا دیا کہ یون

ور یہ ترے گذر تو ہو پھر نہ اُٹھونگا بیٹھکر
راہ بتائیگا مجھے خود مرا نقش پا کہ یون

چاک دل و جگر مین جب اُس گل تر کو شک ہوا
غنچۂ نوشگفتہ ایک ہمنے دکھا دیا کہ یون

واہ ری برخلافیان ضد رہی بات بات مین
کہنے لگا وہ شوخ دون مین بھی اگر کہا کہ یون

غنچۂ دل گرفتہ بھی ہوگا شگفتہ کس طرح
غنچے نے ہنس کے صبحدم کان مین کہدیا کہ یون

مین نے کہا کہ تمنے مئ غیر کو دی تھی کسطرح
اُسنے منگا کے جام زہر مجکو پلا دیا کہ یون

غیر نے پوچھا یار سے عشق مین کس طرح رہون
صفدر جان بلب کا حال اُسنے سنا دیا کہ یون

دل کے ہمراہ پھنسی روح تن انسان مین
ساتھ دیوانے کے ہو قید پری زندان مین

کیا ہوا ذکر اگر غیر کا ہی دیوان مین
جا بجا نام ہی ابلیس کا بھی قرآن مین

ہون مین وحشی مجھے نسرین و سمن سے کیا کام
ٹکڑے ہین میرے گریبان کے مرے دامان مین

وائے قسمت نہ مین جنت نہ جہنم کا ہوا
چشم مالک مین جگہ ہی نہ دل رضوان مین

قدر سلطان ہی وہی تیرے گدا کے آگے
آبرو ہی جو گدا کی نظر سلطان مین

ذبح کرتا ہی جو منظور سنبھالو پوشاک
جانمن خون کے دھبے نہ لگین دامان مین

بڑھ گئی خط کے نکلنے سے بہار عارض
جیسے اعراب سے رونق ہو سوا قرآن مین

راہرو آئے گئے میری طرف سے کتنے
مین وہ کانٹا ہون جو الجھا نہ کسی داماں مین

حور کا حال ہے یہ بزم بتان مین صفدر
جسطرح کوئی طفیلی ہو صف مہمان مین

فصل گل آئی ہوا عشرت کا سامان باغ مین
نغمہ زن ہین بلبلین طاؤس رقصان باغ مین

ہر روش پر ہے سبو مینا جام گل غنچے سبو
میکشی کا غیب سے کیا کیا ہے سامان باغ مین

نغمہ مطرب ہے کلیون کے چٹکنے کی صدا
چہچہے کرتے ہین مرغان خوش الحان باغ مین

دل گرفتہ جتنے تھے سب ہو گئے اب باغ باغ
ایک بھی غنچہ نہین سر در گریبان باغ مین

کیون نہ دریا نوش مستی مین جھکے صراحی خم خم
ہر طرح کا جب ہے لطف برق و باران باغ مین

جوش ہے ہر دل مین ایسا چاہتا ہے سرو باغ
کبک کے مانند ہون مین بھی خرامان باغ مین

جھوم کر پڑھتے ہین گلبن طفل مکتب کیطرح
دفتر گل ہے کہ سعدی کی گلستان باغ مین

باغبان ہے خواب مین جلدی جگا دے اے نسیم
پھول چنکر بھر لیا گلچین نے دامان باغ مین

بزم مین پڑھکر غزل خاموش صفدر رہ گیا
یا چہک کر چپ ہوا مرغ خوش الحان باغ مین

ہم تو ہزار بار تری جستجو کرین
پر دل نہین رہا ہو تو خاک آرزو کرین

جب پاکدامنی مین تری گفتگو کرین
کوثر سے چاہیے کہ فرشتے وضو کرین

اک دل تھا وہ بھی عشق مین برباد ہو گیا
لائین کہان سے دل کہ تری آرزو کرین

دامن ہی چاک چاک گریبان ہی تار تار — پرزرے ہی سب لباس کہانتک رفو کرین

کھلجاے انکو دعوی یکتائیے جمال — ہی دل مین آج آئنہ ہم روبرو کرین

مرغان دام پر ہو جو صیاد مہربان — ممکن نہین کہ باغ کی پھر آرزو کرین

محراب تیغ یار مین سجدے کا ہو جو قصد — واجب ہی پہلے آب بقا سے وضو کرین

کوے بتان مین شہر مین صحرا مین باغ مین — دل کی کدھر تلاش کہان جستجو کرین

صفدر یہ آرزو ہی کہ تنہا جو وہ ملین
کچھ روئین کچھ گلہ کرین کچھ گفتگو کرین

اک قیامت ہی انکی چال نہین — کسکا دل ہی جو پائمال نہین

ہم تو ذرے اس آفتاب کے ہین — جسکو اندیشۂ زوال نہین

ایک بوسے کا تمسے طالب ہون — اور کوئی مرا سوال نہین

نزع مین دیکھتا ہون جلوہ یار — وصل کا روز ہی وصال نہین

رخ پر نور ہی کہ شعلۂ طور — قدرت حق ہی وہ جمال نہین

وعدۂ وصل ہو وفا اُنسے — یہ کسیطرح احتمال نہین

خون صفدر یہ رنگ لایا ہی
ہاتھ مہندی سے انکے لال نہین

ہستی مین ہم عدم کی منزلکو ڈھونڈھتے ہین — گردن پہ بار ہی سر قاتل کو ڈھونڈھتے ہین

یون سر فروش کوے قاتل کو ڈھونڈھتے ہین — گم کردہ راہ جیسے منزلکو ڈھونڈھتے ہین

الفت مین تیرے دونون گم ہو گئے ہین ایسے
دل ہمکو ڈھونڈھتا ہی ہم دلکو ڈھونڈھتے ہین

صحرائے معرفت مین کیا راستہ بتائین
ہان خضر آپ گم ہین منزل کو ڈھونڈھتے ہین

سیر چمن سے ہمکو کیون باغبان ہی مانع
غنچون سے کیا ہی مطلب ہم دلکو ڈھونڈھتے ہین

کہدو ابھی نہ کھولے باب بہشت رضوان
میدان حشر مین ہم قاتل کو ڈھونڈھتے ہین

دشت جنون مین ہوگا یا کوچۂ بتان مین
پہلو مین اپنے ناحق ہم دلکو ڈھونڈھتے ہین

آوارہ پھر رہے ہین ہم گرد باد آسان
مدت گذر گئی ہی منزلکو ڈھونڈھتے ہین

پھرتے ہین اُس گلی مین جب پوچھتا ہی دربان
کہتے ہین گر پڑا ہی ہم دلکو ڈھونڈھتے ہین

رہتا تھا ساتھ جنکا گذرے وہ سب جہان سے
صفدر عبث ہم اگلی محفل کو ڈھونڈھتے ہین

کیا کیا فضا دکھاتا ہی گلشن بہار مین
پھولون پہ کیسے کیسے ہین جوبن بہار مین

دکھلا رہے ہین رنگ سب اپنے جدا جدا
نسرین و لالہ و گل و سوسن بہار مین

لالہ ہی کی فقط نہین تیور نئے نئے
نرگس کی بھی کچھ اور ہی چتون بہار مین

مینوش باغ سے کبھی گھر کو نجائینگے
گذریگا جبتلک کہ نہ ساون بہار مین

اپنی تو ہی صلاح کہ گلشن مین آ رہین
دیر و حرم سے شیخ و برہمن بہار مین

دست سبو ہی دست جنون کیطرح دراز
کیونکر نہ بچیگا زہد کا دامن بہار مین

ہر شعر اس غزل مین ہی صفدر رنگ گل
گویا بھرا ہی پھولون سے دامن بہار مین

یہان ہمارے سوالونکا کچھ حساب نہین
وہان جواب یہی ہر کہ کچھ جواب نہین

وہ ولولے نہین وہ عالم شباب نہین
چمک وہ درد کی وہ رنگ اضطراب نہین

دہن ہر غنچہ تو سنبل ہر زلف گل عارض
بہار باغ سے کم عالم شباب نہین

وہ ذبح کرتے ہین یان آنکھ اٹھ نہین سکتی
مجھے حجاب ہر الٹا انھین حجاب نہین

فراق یار مین گھبرا نہ اسقدر اے دل
مقام صبر ہر کچھ جائے اضطراب نہین

شرابخانہ عرفان ہر میکدے سے جدا
رہے جو شیشہ و خم مین یہ وہ شراب نہین

نہ آئے نیند کبھی ہو جو فرش مخمل بھی
شب فراق مین ہمکو خیال خواب نہین

جہان حسینون سے خالی ہو غیر ممکن ہر
ہر ماہتاب فلک پر جو آفتاب نہین

وہ رخ نظر نہین آتا عجب تماشا ہر
کوئی حجاب نہین ہر کوئی نقاب نہین

تڑپ تڑپکے یہ موجین بیان کرتی ہین
کسی کا دیدۂ پرآب ہر حباب نہین

وہ بیدہن ہین تو ہم بھی زبان نہین رکھتے
ادھر سوال نہین ہر ادھر جواب نہین

بنا مزار بس مرگ کوے جانان مین
ہزار شکر کہ مٹی مری خراب نہین

شرف وہی ہر نہ پوچھے کوئی تو کیا صفدرؔ
امام سبحہ ہون گو داخل حساب نہین

ردیف واو

برا ہو صیاد کا الٰہی نکال کر آشیان سے ہمکو
قفس مین پھینکا بلا مین ڈالا کہان لایا کہان سے ہمکو

تمھارے عاشق تمھین سے الفت تمھین کو جانین تمھین کو سمجھین
سوا تمھارے نہین ہی مطلب جہان و اہل جہان سے ہمکو
نہ شکوہ منھ سے مرے نکلتا نہ رنگ اُس شوخ کا بدلتا
کیا ہی دونون کو سخت نادم گلہ ہی اپنی زبان سے ہمکو
یقین کامل ہی راستے مین ملینگے وہ اب ضرور ہم سے
کہ جذب دل نے کیا روانہ وہان سے اُنکو یہان سے ہمکو
چمن مین ہم سیر کو تو آئے مگر ہی کھٹکا سا ایک دل کو
نہ دوست اپنا یہان ہی گلچین نہ راہ ہی باغبان سے ہمکو
عجیب ہی نیرنگھاے الفت خبر نہین ہنچہ دی سے ابتک
ہمارے دردِ نہان سے تمکو تمھارے دردِ نہان سے ہمکو
ہوا ہی مدت مین وصل جانان عجیب راحت سے سو رہے ہین
ابھی تو ہی رات اے موذن جگا نہ شور اذان سے ہم کو
قضا کے مشتاق دیر سے ہین وبال گردن ہی سر ہمارا
ہزار شمشیر ناز چمکے نہین خطر امتحان سے ہم کو
بس فنا بھی نظر مین ابتک وہی ہین جمگھٹ وہی ہین جلسے
اگرچہ اِس عمر بے بقا نے چھڑا دیا کاروان سے ہمکو
یہان تھے جلسے پریرخون کے وہان ہین صحبت مین حور و غلمان

خدا نے داخل کیا جنان مین اگر نکالا جہان سے ہم کو
یہ شیخ و واعظ سے جا کے کہدو کہ آپ بھی تہنیت کو آئین
شرابخانے مین آج بیعت ہوئی ہے پیر مغان سے ہمکو
ہوا ہے الفت مین ایک گل کے ہوے ہین ہم ایسے محو حیرت
کہ اب نہ حسرت بہار کی ہے نہ خوف فصل خزان سے ہمکو
وہ توڑ کر چوڑیون کو اپنے یہ بولے میرے کفن مین رکھکر
کہ صحن محشر مین ڈھونڈھ لینا کسی جگہ اس نشان سے ہمکو
کمال احسان ہو جوش وحشت اگر دکھائے تو اور عالم
غبار ہے اس زمین سے ہم کو ملال اس آسمان سے ہمکو
یہ صور محشر سے کہدو صفدر کہ خاکسارون سے کیا کدورت
لحد مین راحت سے سو رہے ہین جگا نہ شور فغان سے ہمکو

موسم گل ہو باغ ہو ہم ہون وہ گلعذار ہو
لطف اٹھے بہار مین اور نئی بہار ہو
صحن چمن مین ہر جگہ رنگ جمے نشاط کا
نہرین روان ہون جا بجا جوش پر آبشار ہو
برق کی بیقراریان ابر کی اشکباریان
خندۂ گل ہو ہر طرف زمزمۂ ہزار ہو
ایک طرف ہو جام مے ایکطرف ہو بانگ نے
ایک بغل مین شیشہ ہو ایک بغل مین یار ہو
پاس اسے بٹھاؤن مین ساغر مے پلاؤن مین
دل مین سرور وصل ہو آنکھون مین کچھ خمار ہو
جوش مے نشاط مین اسکی کمر مین ایک ہاتھ
دوسرے ہاتھ مین مرے گیسوے مشکبار ہو

سینہ بہ سینہ لب بہ لب حسرتین دل کی نکلین سب
اس سے مین ہمکنار ہون مجھ سے وہ ہمکنار ہو

اُسکے گلے مین میرے ہاتھ میرے گلے مین اُسکے ہاتھ
دونون طرف سے چاہ ہو دونون طرف سے پیار ہو

وہ کہے دم تو لو ذرا وصل کی تمام شب
مین کہون کہ کسکو تاب ہے دیہ بھی اختیار ہو

صدقے ہین گل پہ بلبلین سرو پہ قمریان فدا
دل مرا لاکہ جان سے تم پہ نہ کیون نثار ہو

میری وہ گرم جوشیان اُسکی وہ بیقراریان
آتش تیز نہو وصل اگر ہزار ہو

چہرہ بحال ہو ادھر شرم سے سرنگون اُدھر
صبح کو چھیڑ چھاڑ ہو آنکھ اگر دوچار ہو

جان سے شوق کا سخن اُسکی ادا پہ ہو فدا
دل سے کلام آرزو ناز پہ تو نثار ہو

بسمل تیغ ناز ہو یا ہو اسیر دام زلف
طائر دل کہان کہان صید بنے شکار ہو

صفدر امیدوار ہے اِسکی بر آئے آرزو
ایسی بھی ای خدا کبھی گردش روزگار ہو

آجکل دشمن پہ نبدھی ہے سر دیوانے کو
چلکے آباد کرون اب کسی ویرانے کو

وصل مین دور کرو آئینے کو شانے کو
اور راتین ہین بہت زلف کے سلجھانے کو

دیکھکر در پہ خفا ہوتے ہو کیون جاتا ہون
تھم گیا تھا دل بیتاب کے ٹھہرانے کو

فرقت یار مین کس کس کو بھلاؤن دل سے
ناز کو غمزے کو انداز کو شرمانے کو

دل دُکھے یا نہ دکھے رحم کرین یا نہ کرین
کاش اکبار وہ سن لین مرے افسانے کو

سخت حیران ہون کس کس کی سنون وحشت مین
غول یارون کے چلے آتے ہین سمجھانے کو

موت اُسکی ہے جو ہو تیغ ادا کا چورنگ
یون تو سب خلق مین مرجاتے ہین مرجانے کو

ایسے آنے سے تو ہم کاش نہ آئے ہوتے
چار دن گلشن ہستی کی ہوا کھانے کو

وائے قسمت نہ کہین جلوۂ جانان دیکھا
کبھی کعبے کو گیا مین کبھی بتخانے کو

کوے جانان کے سوا مین کہین جا گیر نہون
شمع پر پھونک دی دن فردوس کے پروانے کو

اپنی آنکھو نکو ذرا جان جہان سمجھا دے
چھیڑتی ہین یہی پریان ترے دیوانے کو

مین تو مسجد کیطرف جاتا ہون واعظ نجدا
دل مجھے کھینچے لیے جاتا ہی میخانے کو

باغبان مجکو ہو گلگشت چمن سے کیا کام
آگیا ہون دل بیمار کے بہلانے کو

پھر گئی صاف نگاہو نمین وہ چشم میگون
آنکھ بھر آئی مری دیکھ کے پیمانے کو

کبھی منھدی کبھی افشان کبھی کنگھی چوٹی
خوب حیلے تمھین آتے ہین یہان آنے کو

دل جگر آنکھین مری ساتھ لیے جاتا صد
کچھ کھلونے رہین اُس طفل کے بہلانے کو

پاس خاطر سے کہے شعر یہ مین نے صفدر
اک پری مجھ سے غزل مانگتی تھی گانے کو

صفدر زبان سے راز محبت عیان نہو
تو آشنائے درد ہو لب پر فغان نہ ہو

مجھ نالہ کش کے ساتھ جو گرم فغان نہو
فریاد عادت جرس کاروان نہ ہو

تنگ آ کے جور چرخ سے کہتا ہو مجھ سے دل
اُس سرزمین پہ چلیے جہان آسمان نہ ہو

زنجیر کیا ہو پنجہ وحشت کے سامنے
ٹکڑے کرے قدم جو مراد میسان نہ ہو

باتین بھی چھیڑ چھاڑ کی کیجے شب وصال
بوسے کا لطف کیا جو دہن مین زبان ہو

شام و سحر دعا ہی یہی عندلیب کی
یارب کسی بہار چمن کو خزان نہ ہو

کھلائین مست توبہ بھی ہم رند اگر کرین
قاضی یہین شراب تو اُنپر گمان نہ ہو

تاثیر عشق ہوتی ہی دونون طرف ضرور — ممکن نہین کہ شوق یہان ہو وہان نہ ہو
کیا خوف برق کا تمھین گلچین و باغبان — تم پر تو جب گرے کہ مرا آشیان نہ ہو
وہ مہربان اگر ہو تو عالم ہو مہربان — وہ مہربان نہو تو کوئی مہربان نہ ہو
کھٹکا ہی بار بار یہی عندلیب کو — صیاد کا عزیز کہین باغبان نہ ہو
جوہر دکھا رہے ہین وہ شمشیر ناز کے — مدِ نظر کسی کا انھین امتحان نہ ہو
لاغر ہوا ہون فرقت جانان مین اسقدر — دوش صبا پہ بھی مرا مردہ گران نہ ہو
ہم اپنے جہان سے درد و غم و یاس لیچلے — پروا نہین جو ساتھ کوئی کاروان نہ ہو
تن سے نکلکے روح پریشان ہی کس قدر — طائر کوئی زمانے مین بے آشیان نہ ہو
ہرچند ہی یہ جنس گران رشک جام جم — پر کیا کرین جو دل کا کوئی قدردان نہ ہو
صفدر کبھی مین نام محبت نہ لون اگر — یہ دل نہو یہ آنکھ نہ ہو یہ زبان نہ ہو

بیچین کر رہا ہی کیا کیا دل و جگر کو — ہر دم کسی کا کہنا جاتے ہین ہم تو گھر کو
کب تک یہ طول فرقت تاثیر دے الٰہی — اس آہ نارسا کو اس اشک بے اثر کو
ایک ایک ناز انکا بیچین کر رہا ہی — کیونکر کوئی سنبھالے اپنے دل و جگر کو
ہر بار کون مانگے ساقی سے ساغر مے — اپنی خبر نہین ہی مجھ مست بے خبر کو
راہ طلب مین مجھپر چھائی ہی ایسی غفلت — خود بھی نہین ہون واقف جاتا ہون مین کدھر کو
عاشق ہون مین قفس کا مشتاق دام کا ہون — صیاد کاٹتا ہی کیون میرے بال و پر کو

آئے نہ آئے قاتل اب ہی یہی ارادہ
پھینک آؤں کاٹ کر میں اُسکے قدم پہ سر کو

بولے وہ وصل کی شب گیسو اٹھا کے رخ سے
ہی صبح ٹھنڈی ٹھنڈی جاؤ سدھارو گھر کو

پھرتا ہوں مثل سایہ ہمراہ اُسکے ہر دم
جاتا ہی وہ جدھر کو جاتا ہوں میں اُدھر کو

ای باغبان وہ طائر ہون گلشن جہان مین
سیر چمن دکھاؤن جھاڑون جو بال و پر کو

بیتابیان نہ سمجھا کچھ بھی وہ ناوک افگن
پیکان کے ساتھ کھینچا میرے دل و جگر کو

زندان سے جب مین نکلا زنجیر نے کیا غل
آباد پھر بھی کرنا آکر اِس اُجڑے گھر کو

جب قافلہ چلیگا سوے دیار جانان
پہلے چلینگے سب سے ہم باندھکر کمر کو

ہر بات مین ہی رونا ہر گام پر ہی نالہ
مشکل ہی ساتھ میرا ہر ایک ہمسفر کو

اُس بت نے درد میرا صفدر کبھی نہ پوچھا
کِسدن نہیں گیا مین تھامے ہوے جگر کو

نظر آتا ہی گل آزردہ دشمن باغبان مجکو
بنانا ہی نہ تھا ایسے چمن مین آشیان مجکو

دہن تیرا دکھاتا ہی فضاے لامکان مجکو
مگر تیری تباتی ہی نشان بے نشان مجکو

فراہم اپنے بیگانے ہین ضبط آہ لازم ہی
خدا کے واسطے رسوا نکرنا ای زبان مجکو

مقیم محفل عشرت تھا اب صحرا مین پھرتا ہون
کہان تھا مین کہان لایا یہ دور آسمان مجکو

کیا ہی عہد دل سے کوے جانا نمین نہ جاؤنگا
کہ اپنے صبر کا مدنظر ہی امتحان مجکو

تصور جبسے دامنگیر ہی اک شکل یوسف کا
بیابانمین پھراتی ہی تلاش کاروان مجکو

نہ دکھلائے اثر جذب محبت غیر ممکن ہی
تڑپ جائے دل اُنکا ہو جو بیتابی یہان مجکو

بنایا ہی خدا نے شمع تمکو مجکو پروانہ — جہان جلوہ تمھارا ہی رسائی ہی وہان مجکو

اُتر منبر سے ای واعظ کہ مین ہشیار مسکین ہون — نہین ممکن کہ دھوکا دے تری اونچی دکان مجکو

بشکل نقش پا کر رہگیا مین ناتوان پیچھے — کریگا یاد منزل پر پہونچکر کاروان مجکو

برنگ گل شگفتہ رہتے ہین داغ جگر ہر دم — ملی ہی باغ الفت مین بہار بیخزان مجکو

جگہ دی تھی غم الفت کو دلمین یہ نہ سمجھا تھا — کریگا قتل قابو پا کے میرا میہمان مجکو

مرا دل کوے قاتل مین پہونچکر مجھسے کہتا ہی — کہ یہ تو ہی شہادتگاہ تو لایا کہان مجکو

اگر فرصت ملی مسجد مین کبھی آجاؤنگا زاہد — ابھی کرنے دے چندے خدمت پیر مغان مجکو

مین ای صفدر پڑھون اشعار کیا ناقدر دانونمین
بہار طبع دکھلاتا جو ملتا قدردان مجکو

شادی وصل مین آیا جو تبسم مجکو — غم فرقت نے کہا بھول گئے تم مجکو

خندہ گل ہی کسی گل کا تبسم مجکو — نغمۂ بلبل شیدا ہی ترنم مجکو

حسن و انداز و ادا تمکو ملے روز ازل — درد و غم رنج و الم یاس و توہم مجکو

ہاے یاد آتی ہین کیا کیا وہ ادائین اُسکی — آنکھ مین شرم تکلم مین تبسم مجکو

غیر جو رشک سے جلتے ہین جلین کیا پروا — مین تمھین چاہتا ہون چاہتے ہو تم مجکو

رونق گلشن الفت ہی مرے اشکون سے — صفت قطرۂ شبنم نہ کرو گم مجکو

وہ پری ناز و ادا سے ہوا اگر گرم سخن — پھر سلیمان سے نہو ذوق تکلم مجکو

وہ موحد ہون ملے ہین مجھے گوش شنوا — خندہ گل بھی ہی بلبل کا ترنم مجکو

بار خاطر تھا شب وصل ہوا کا بھی گذر
بدگمانی انھین ہوتی تھی تو ہم مجھکو

وان جواب ایک نہین اور بیان لاکھ سوال
خاموشی انکو پسند آئی تکلم مجھکو

یاد ہے خواب مین صفدر وہ کسی کا کہنا
سچ کہو یاد کبھی کرتے ہو کبھی تم مجھکو

پیار سے دیکھ لو اکبار اگر تم مجھکو
اپنی آنکھون مین جگہ دین ابھی مردم مجھکو

کیا کہون کسکے تصور مین زمانہ چھوٹا
کسکی تصویر خیالی نے کیا گم مجھکو

جسکی تقدیر مین جو تھا وہ ملا روز ازل
لیلی مجنون کو ملی نل کو دمن تم مجھکو

جب گلستان مین شگفتہ کوئی غنچہ دیکھا
آگیا یاد کسی گل کا تبسم مجھکو

تونے ای زہرہ جبین مانگ مین افشان چھڑکی
نظر آئے شب تاریک مین انجم مجھکو

کوچۂ یار مین بھیجا تو ہے قاصد لیکن
دل مین سو طرح کے آتے ہین توہم مجھکو

پھر بہار آئی ہوئی پھر وہی مستی کی ترنگ
لیچلا پھر دل بیتاب سوے خم مجھکو

راہ الفت مین کچھ ایسے ہوے دونون بیخود
دلکو گم ہمنے کیا دل نے کیا گم مجھکو

پاس سر بیٹھی ہے روتی ہے حسرت صفدر
بیکسی کہتی ہے کیون چھوڑ گئے تم مجھکو

تب لطف زندگی ہے جب ابر ہو چمن ہو
پیش نظر ہو ساقی پہلو مین گلبدن ہو

لبریز بادہ شیشے دور شراب گلگون
معشوق نوجوان ہو جام مے کہن ہو

گلچین لگائے ڈالی پھولونکی پیش مسند
نرگس ہو یاسمن ہو نسرین ہو نسترن ہو

مجمع مصاحبون کا یاران بے تکلف
مینا سے صاف تر ہو ہر ایک کی طبیعت
مذکور حسن لیلی تقریر ناز شیرین
بزم طرب مہیا جلسہ پریرخون کا
گہ رخ ہو اُسکے رخ پر گہ لب ہون اُسکے لب پر
زانو پر اُسکے زانو بازو پر اُسکے بازو
طوق کمر کسی دم یہ دست شوق اپنا
ہنگام وصل جانان ایسا ہو ربط باہم

خلسے کہ ربط باطن مانند روح وتن ہو
آئینے سے زیادہ ہر جبہہ بے شکن ہو
گہ داستان مجنون گہ ذکر کوہکن ہو
آغوش مین وہ دلبر جو زیب انجمن ہو
آب بقا نصیب کام ولب ودہن ہو
ہاتھون مین اُسکے گیسو لب پر مرا دہن ہو
طوق گلو کسی دم وہ زلف پر شکن ہو
وہ روح مین بدن ہون مین روح وہ بدن ہو

صفدر یہ عیش مجکو ہر روز ہین میسر
کیونکر ادا ہے شکر الطاف ذوالمنن ہو

وہ مزہ وصال کی رات کا تمھین یاد ہو کہ نہ یاد ہو
کبھی شرم تھی کبھی ناز تھا تمھین یاد ہو کہ نہ یاد ہو
وہ زمانہ جوش شباب کا وہ مزہ سرور شراب کا
کبھی گریہ تھا کبھی قہقہہ تمھین یاد ہو کہ نہ یاد ہو
وہ ہمارا وصل مین چھیڑنا وہ تمھارا شرم سے جھینپنا
کبھی منتین کبھی التجا تمھین یاد ہو کہ نہ یاد ہو
کبھی گرمیان کبھی شوخیان کبھی ٹھنڈی سانسین کبھی فغان

کبھی نیچی نظرون سے دیکھنا تمھین یاد ہوکہ نہ یاد ہو
کبھی ہم سے تم سے وہ ربط تھا کہ ہمیشہ رہتے تھے ایکجا
کبھی خواب مین بھی نہ تھے جدا تمھین یاد ہوکہ نہ یاد ہو
ہوے ایسے غیرون سے آشنا ہمین صاف دل سے بھلا دیا
کہو ہم سے تمنے کہا تھا کیا تمھین یاد ہوکہ نہ یاد ہو
نہ یہ چھیڑ چھاڑ کا ڈھنگ تھا نہ یہ دیکھو بھال کا رنگ تھا
نہ یہ غمزہ تھا نہ کرشمہ تھا تمھین یاد ہوکہ نہ یاد ہو
نہ بھون کو مسّی سے کام تھا نہ تھا سرمہ آنکھون سے آشنا
نہ حنا سے سرخ تھے دست و پا تمھین یاد ہوکہ نہ یاد ہو
وہ زمانہ یاد کرو ذرا کہ نہ ہوش تھا تمھین مہ لقا
ہمین اک تمھارے تھے آشنا تمھین یاد ہوکہ نہ یاد ہو
نہ یہ دلبری کا سلیقہ تھا نہ ستمگری کا طریقہ تھا
نہ یہ شوخیان تھین نہ یہ جفا تمھین یاد کہ نہ یاد ہو
نہ یہ گیسوون کا سنگار تھا نہ یہ جوبنان کا ابھار تھا
نہ یہ آئنہ نہ یہ شانہ تھا تمھین یاد ہوکہ نہ یاد ہو
یہ نئی ادائین یہ شوخیان تو اب آگئین تمھین جانجان
کبھی آئنے سے بھی تھی حیا تمھین یاد ہوکہ نہ یاد ہو

یہ لکھا تھا میرے نصیب کا کبھی عاشقوں کو اگر گنا
مرا نام لکھ کے مٹا دیا تمھین یاد ہو کہ نہ یاد ہو
کبھی تم بھی صفدر با وفا کسی بیوفا پہ تھے مبتلا
وہ کلیجا ہاتھوں سے تھامنا تمھین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

یہان کے اچھے برے سے خبر نہین ہمکو — کسی سے نفع کسی سے ضرر نہین ہمکو
کبھی کے عشق مین ایسی ہوا ہون بیخبری — کہ چند روز سے اپنی خبر نہین ہمکو
نصیب خفتہ زمانہ عدو فلک دشمن — کبھی دعا سے امید اثر نہین ہمکو
ہزار بار ریاض جنان پھلے پھولے — نہال عشق سے حاصل ثمر نہین ہمکو
بہار عارض جانان کی آنکھ لوٹے — کسی طرح سے یہ مد نظر نہین ہمکو
ہمون سے رسم وره عاشقی نبھے کیونکر — اُدھر تو رحم نہین صبر ادھر نہین ہمکو
ہجوم غم نے کیا دلکو اسقدر مایوس — شب فراق امید سحر نہین ہمکو
ہر ایک ذرے سے پیدا ہے جلوۂ خورشید — نظارہ خاک ہو تاب نظر نہین ہمکو
وہ ہنس کے بولے سنگھایا جو عطر صندل کا — تمھارے سر کی قسم درد سر نہین ہمکو
یہ بار بار اُلجھتا ہے کیون دل مضطر — ہوائے زلف پریشان اگر نہین ہمکو
لحد مین بعد فنا بیکسون پہ کیا گذری — مسافران عدم کی خبر نہین ہمکو
وہ شاخ ہین کہ نہ ہرگز کبھی پھلے پھولے — وہ نخل ہین کہ امید ثمر نہین ہمکو

وہ سرفروش ہین میدان عشق مین صفدر

کسی سے خوف کسی سے خطر نہین ہمکو

جب سے ہے عشق رخ و زلف پریشان مجکو
کوئی کافر کوئی کہتا ہے مسلمان مجکو

حاجی کعبہ اُس ابرو کے تصور مین ہوا
یاد عارض نے کیا حافظ قرآن مجکو

حور کی دلکو تمنا نہ پری کی خواہش
مل گئے تم نہ رہا اب کوئی ارمان مجکو

مین کہان عشق کہان دعوی الفت کیسا
جان نثارو نہین سمجھ مین تم سے قربان مجکو

جان بلب ہون تری آنکھونکی قسم فرقت مین
پیار سے دیکھ لے اکبار مری جان مجکو

مین وہ آئینہ ہون اس انجمن ہستی مین
دیکھکر آئنہ رو ہو گئے حیران مجکو

صبح تک شام سے کیا کیا ہین عذاب فرقت
کم نہین روز جزا سے شب ہجران مجکو

جلد اے خضر جنون وسعت صحرا دکھلا
تنگ کرتا ہے بہت خانۂ زندان مجکو

مین کہان اور ہوس کوچۂ دلدار کہان
لیے جاتا ہے عبث یہ دل نادان مجکو

زلف شبگون کے تصور مین جو سوتا ہون کبھی
خواب کیا کیا نظر آتے ہین پریشان مجکو

لطف صیاد سے وہ قید مین راحت پائی
ہو گیا کنج قفس صحن گلستان مجکو

تو سلامت ہے مرے دشمن ہون قضا کے ممنون
مار ڈالیگی تری جنبش مژگان مجکو

کسکی تصویر خیالی نظر آئی صفدر
کر دیا حسن خداداد نے حیران مجکو

کیا آزاد قید زندگی سے اپنے بسمل کو
الٰہی زور بازو دے زیادہ میرے قاتل کو

ابھی قاتل نہین سمجھا مری بیتابی دلکو
ہمیشہ رقص کی تعلیم دی ہے اپنے بسمل کو

ہین آوارہ وہ سودائی ہین سرگردان دیوانے
نہ کچھ دلکی خبر مجکو نہ کچھ میری خبر دلکو

خدا جانے کہ کیا لذت ملی دونونکو مقتل مین
ادھر حیرت ہی بسمل کو ادھر سکتا ہی قاتل کو

سبکرویونکو اندیشہ نہین کچھ ظلم ظالم سے
کیا زندانیون کس نے قید آواز سلاسل کو

ہمارا انجمن سے کیا اٹھانا ہم تو جب جانین
اٹھا دین آپ اگر آئینے سے اپنے مقابل کو

کسی کے روے روشن پر سحر تک تھی بلا گردان
جلایا رات بھر پروانون نے کیا کیا شمع محفل کو

اگر عیسیٰ جلاتے ہین جلائین شوق سے ہمکو
مگر اتنا مناسب ہی بلا لین پہلے قاتل کو

وصال یار سے اے دل نہو مایوس فرقت مین
خدا آسان کر دیتا ہی ہر بندے کی مشکل کو

قریب کوے جانان جب واماندہ ہوتے ہین
رقابت سے فرشتے دور کر دیتے ہین منزل کو

تمنا یاس حسرت درد کیا کیا ہمین رہتے ہین
عجب وسعت خدا نے دی ہی صفدر مرے دلکو

رہ سفر مین نہ جی رہروؤ چرائے چلو
عدم کی دور ہی منزل قدم اٹھائے چلو

جو عزم کوچۂ قاتل ہی تم کو جانبازو
طلسم ہستی فانی یہین مٹائے چلو

مزار پر جو ہمارے گذر ہوا انکا
کہا یہ ناز نے دامن ذرا اٹھائے چلو

خرام ناز کے ہم بھی ہین دیکھنے والے
حسینو ہم سے بھی آنکھین ذرا ملائے چلو

کہین سفر مین نہ حاجت پڑے قدح نوشو
کمر مین چاہیے بوتل کوئی لگائے چلو

ہم اسکی بزم سے اٹھے تو شوق نے یہ کہا
کسی کے زیر قدم چشم و دل بچھائے چلو

زبان خار مغیلان ہی خشک صحرا مین
کہو یہ چھالون سے آنسو ذرا بہائے چلو

اگر ہو بد نظر سیر منزل تسلیم
رہ رضائے الٰہی مین سر جھکائے چلو

عدم کا قصد جو ہم روسیاہ کرتے ہین
حیا یہ کہتی ہے چادر سے منہ چھپائے چلو

قریب کوچۂ قاتل یہ دل نے مجھ سے کہا
وہ آئی سامنے منزل قدم بڑھائے چلو

جو عزم کعبہ مصمم ہے دل مین ای صفدر
ضرور ہے کہ رہ بتکدہ دبائے چلو

بہار آئی ہے دیوانو چلو صحرائے گلشن کو
نگاہ شوق سے دیکھو عروس گلکے جوبن کو

بہار آکر الٰہی برق کر دے سارے گلشن کو
بھڑک کر آتش گل پھونکدے گلچین کے دامن کو

وہ چلتے ہین ابھر کر جوش مستی مین تو کہتے ہین
نہین کچھ پال چوری کا چھپاؤ کیون نہین جوبن کو

تمنا ہے بٹھا کر سامنے دیکھا کرون ہر دم
تری اس بھولی صورت کو تری اس پیاری چتون کو

بہار گل مین توبہ کر کے کس حسرت سے تکتا ہون
کبھی ساقی کے چہرے کو کبھی شیشے کی گردن کو

ترے گھر سے اگر نکلے تو بیڑی پانو مین ڈالو
کرو نہین قطع ہاتھونکو جو چھوڑین تیرے دامن کو

ہمین کو پہلے مقتل مین دیا خلعت شہادت کا
خدا کا شکر وہ پہچانتے ہین دوست دشمن کو

جہان مشتاق نظارہ ہے یہ شرم و حیا کب تک
اٹھاؤ زلف پیچان کو دکھا دو روے روشن کو

جوانی کو حسینان جہان بھی پیار کرتے ہین
لگائے رکھتے ہین چھاتی سے اپنے اپنے جوبن کو

تکلف سے ہے نفرت عاشقونکو بعد مرنے بھی
اٹھاؤ چادر گل کو بجھاؤ شمع مدفن کو

وہ بلبل ہون کہ سیر باغ گھر بیٹھے میسر ہے
مرے داغون نے گلدستہ بنایا ہے نشیمن کو

نہان کبتک ہے وہ حسن عالم سوز پردے مین
جلا دے شعلۂ برق تجلی اسکے چلمن کو

جھکے جو آپسے لازم ہی جھکنا اُس سے ای صفدر
تہ شمشیر قاتل مین جھکاؤن کیون نہ گردن کو

چمن مین مے کا مزہ ہی جو پاس یار بھی ہو
ہوا ہے سرد بھی ہو نغمۂ بہار بھی ہو

نجاؤن اُسکی گلی مین مگر قرار بھی ہو
سنبھالون خاک جگر دل پہ اختیار بھی ہو

سوال وصل مین لازم ہی بیقراری دل
دعا قبول ہو شامل جو اضطرار بھی ہو

دیا تھا دل اُنھین کس کس امید پر مین نے
نہ جانتا تھا کہ ایسے ستم شعار بھی ہو

شب وصال بسر ہوگی آج گلشن مین
صدائے جنگ بھی ہو نغمۂ ہزار بھی ہو

ہزار دعوی الفت پہ مین قسم کھاؤن
حضور حبیب مری قسمون کا اعتبار بھی ہو

نہ اُٹھین کوچۂ جانان مین بیٹھکر یارب
یہین ہمین اجل آئے یہین مزار بھی ہو

چمن مین بزم مین منظور ہو جہان چلیے
مگر یہ شرط ہی ہمراہ جان نثار بھی ہو

وہ لاکھ وعدے کرین ہمکو تاب صبر کہان
کچھ اختیار ہو دل پر تو اضطرار بھی ہو

سحر قریب ہی بیٹھوگے بزم مین کب تک
چلو پلنگ پہ عاشق سے ہمکنار بھی ہو

شب وصال کا جب لطف اُٹھے ای صفدر
چمن مین جام بھی مینا بھی مے بھی یار بھی ہو

فرقت مین ستاتی ہی شب تار کسی کو
دکھلا دو ذرا چاند سا رخسار کسی کو

شکوون پہ مرے ہاے یہ اُس شوخ کا کہنا
معشوق بھی ملتا ہی وفادار کسی کو

کہتے ہین وہ عشاق کے احوال کو سنکر
کیون مرتے ہین کیون کرتے ہین پیار کسی کو

کچھ دلسے جو کہتا ہون تو کہدیتا ہون یہ بھی
کرنا نہ خبر اُسکی خبردار کسی کو

بل کھاکے نزاکت سے یہ کہتی ہی کلائی
زیور نہین پہونچونکا سزاوار کسی کو

احباب نے کی میری سفارش تو وہ بولے
دشمن ہے مرا کیا کرنے لگے پیار کسی کو

تابوت مرا دھوم سے یارو نہ اُٹھاؤ
رسوا نہ کرو یون سر بازار کسی کو

کس منہ سے ہی پھر آپکو دعویٰ سخاوت
کب آپنے بوسے دیے دو چار کسی کو

سمجھا دل نادان کہ یہ عاشق ہی مقرر
دیکھا جو کہین جان سے بیزار کسی کو

آکر مری میت پہ وہ کس یاس سے بولے
دیکھا نہ زمانے مین وفادار کسی کو

بالین پہ مرے کہتے ہین گھبرا کے مسیحا
اِس درد کا دیکھا نہین بیمار کسی کو

آغوش مین کھینچا تو کہا اُسنے بگڑکر
اسطرح بھی کرتا ہی کوئی پیار کسی کو

بیچین ہین بے صبر ہین بیتاب ہین صفدر
دیکھا ہی مقدر سرِ بازار کسی کو

بادۂ عشق گلرخان ہمنے پیا جو ہو سو ہو
صوم و صلوٰۃ و اتقا چھوڑ دیا جو ہو سو ہو

دل اُسے جوش عشق مین ہمنے دیا جو ہو سو ہو
لطف و کرم وفا و مہر جور و جفا جو ہو سو ہو

باغ مین کوئی مست ناز سویا ہی آج بیخبر
رخ سے نقاب اُٹھا بھی دی باد صبا جو ہو سو ہو

راحت وصل رنج ہجر رشک عدو جفاے چرخ
اک بت بیوفا کو دل ہم نے دیا جو ہو سو ہو

دل سے نہ ضبط ہو سکا بوسہ تو ہمنے لے لیا
اب تمہین اختیار ہو اسکی سزا جو ہو سو ہو

مین نے کہا کہ جان و دل ہجر مین بیقرار ہین
اُسنے ادا و ناز سے ہنسکے کہا جو ہو سو ہو

دیکھیے فتنہ کیا اُٹھے بے ادبی تو ہو گئی
بزم بتان مین جا کے مین بیٹھ گیا جو ہو سو ہو

داد و ستد مین عشق کے بحث عبث ہے ناصحا
دل اُسے دیکے درد و غم ہمنے لیا جو ہو سو ہو

دل ہو ہزار مضطرب جان ہو لاکھ بیقرار
عشق بتان کو چھوڑ دے بہر خدا جو ہو سو ہو

ایک ہی ہستی و عدم کیسی خوشی کہان کا غم
نقش خودی مٹا دیا اب ہمین کیا جو ہو سو ہو

اتنو شب وصال مین یار سے مین لپٹ گیا
شوخی و غمزہ و ادا شرم و حیا جو ہو سو ہو

عہد شباب فصل گل موسم ناو نوش ہے

کس کو ہو فکرِ عاقبت بعدِ فنا جو ہو سو ہو

صفدرِ خستہ جان کا دل پھر کہیں مبتلا ہوا
تھا جو جنون ذرا ذرا پھر وہ بڑھا جو ہو سو ہو

دیتے دعا میں حشر تلک کوئے یار کو
تھوڑی زمین ہمیں بھی جو ملتی مزار کو

توفیق دے خدا یہ ہمارے غبار کو
دامن پکڑ کے روک لے اُس شہسوار کو

آئی جو موجِ نکہتِ گیسوئے یار کو
شے کیا تتار میں مشکِ تتار کو

دکھلا کے باغ میں گُلِ رخسارِ یار کو
انگاروں پر لٹا گئے اک دن ہزار کو

افسوس تم ہو غیر کے گھر اور ہم یہاں
کاٹیں تڑپ تڑپ کے شبِ انتظار کو

زائل نمودِ خط نے کیا روئے حسن پاک
آخر خزاں نے کھو دیا لطفِ بہار کو

وہ چشمِ مست ساغرِ مے ہو تو کیا کریں
خوش بھی کبھی کیا ہے کسی بادہ خوار کو

جوشِ جنون میں بھی وہی باقی رہے تمیز
دیتا ہوں آبلے میں جگہ نوکِ خار کو

دل نے تڑپ تڑپ کے لحد میں ہزار بار
پھینکا ہے آسمان پہ سنگِ مزار کو

کیا جانیے کہاں کی کدورت صبا کو تھی
برباد کر دیا مرے مشتِ غبار کو

کس کس کو یاد کیجیے صفدر فراق میں
ہم کو چمن کو یار کو بادِ بہار کو

گیا میں چھپ کے اُس محفل میں لاغر ہو تو ایسا ہو
نہ دیکھا مجکو دربانے نے صفدر ہو تو ایسا ہو

ہمارے دل نے منہ پھیرا نہ اُس شمشیرِ ابرو سے
بہادر ہو تو ایسا ہو دلاور ہو تو ایسا ہو

ہوی عرفان سے دم بھر چشم و دل خالی نہین ہوتے
جو شیشہ ہو تو ایسا ہو جو ساغر ہو تو ایسا ہو

قضا بولی جو زیر تیغ قاتل سر جھکا میرا
نمازی مرتے دم اللہ اکبر ہو تو ایسا ہو

بچاؤنگا جو سب کو گرمی خورشید محشر سے
کہینگے اہل تقوی دامن تر ہو تو ایسا ہو

ہمیشہ خواب مین پھرتا ہون مثل روح سیارہ
جنون کے جوش مین جامے سے باہر ہو تو ایسا ہو

لب جان بخش کی خواہش مین ہمکو خط نظر آیا
قریب آب حیوان خضر رہبر ہو تو ایسا ہو

تڑپنے سے ہمارے کوہ پانی ہو گئے لاکھون
پسیجا دل نہ اُس قاتل کا پتھر ہو تو ایسا ہو

ترا بسمل حباب آسا جو گذرا بحر ہستی سے
قضا بولی کہ کیا کہنا شناور ہو تو ایسا ہو

خدا نے ہمکو صفدر دل دیا اور دلکو الفت دی
کرم کہتے ہین اسکو بندہ پرور ہو تو ایسا ہو

مین اک بت کی طلب مین چھوڑ بیٹھا دین و ایمان کو
وفور شوق دیوانہ بنا دیتا ہے انسان کو

بیابان چھوڑ کر کیون جاؤ نمین سیر گلستان کو
خدا سرسبز رکھے اے جنون نخل مغیلان کو

کہانتک زور وحشت اب ہوا اے درد جنون دم لے
بہت پرزے کیا دامن بہت پھاڑا گریبان کو

کیا نرگس کو حیران آپکی چشم خماری نے
پریشان کر دیا زلف دوتا نے سنبلستان کو

پریشان خاطرونکا حال تیرے کان مین کہدے
خدا توفیق دے اتنی تری زلف پریشان کو

چمن مین خاک اڑتی ہے اسی آہ سوزان سے
جو سچ پوچھو تو بلبل نے اجاڑا ہے گلستان کو

مہ کامل نظر آتا ہے جب برقع اٹھاتے ہین
چمک جاتے ہین تارے جب جھڑکتے ہین وہ افشان کو

حسینون سے تواضع کرتے ہین تو کیا تعجب ہے
پریان بھی مجرا جھک کے کرتی ہین سلیمان کو

بچائے دل اُسے پہلو مین لازم ہی چھپا رکھون
مقرر ڈھونڈھنے آئیگا قاتل اپنے پیکان کو

یہی تدبیر سے ایدل شبِ وصلت بڑھائینگے
کرینگے یاد زلفونکی طرح شبہاے ہجران کو

نہ گل توڑے کبھی گلچین نہ کاٹے باغبان شاخین
کبھی بلبل کی آنکھون سے اگر دیکھے گلستان کو

کسی محفل مین ہمکو کب ملی جمعیت خاطر
کہ ہر مجمع مین رکھا یاد اُس زلفِ پریشان کو

خزان مین ہوش کسکو ہی اُٹھائے ہاتھ کون اِسیر
بہار آئی تو صفدر دیکھ لینگے ہم گریبان کو

یون ہے مردلکو ہی اُس گل پیرہن کی آرزو
جسطرح دولھا کو ہوتی ہی دلہن کی آرزو

ایسی بلبل کو قفس مین ہی چمن کی آرزو
جیسے غربت مین مسافر کو وطن کی آرزو

ہمکو ای صیاد اب بہر خدا آزاد کر
فصل گل آخر ہی اور دل مین چمن کی آرزو

آستین دامن گریبان اندنون بیکار ہین
کسکو ہی جوش جنون مین پیرہن کی آرزو

دور گردون سے بیابان مرگ ہم وحشی ہوے
جب تلاش پیرہن تھی اب کفن کی آرزو

آگئی فصل خزان رخصت ہوئی فصل بہار
اب قفس مین کیا کرے بلبل چمن کی آرزو

وہ نہ آئے بھولکر بھی دیر و کعبہ مین کبھی
ایک بھی نکلی نہ شیخ و برہمن کی آرزو

آنکھین ہی کچھ طالب دیدار فرقت مین نہین
اپنے کانونکو بھی ہی اُسکے سخن کی آرزو

ہمکو غربت مین اجل آئی بڑا افسوس ہی
رہ گئی دیدار یاران وطن کی آرزو

شاخ گلبن مین کبھی صیاد لٹکا دے قفس
بلبل نالان کو ہی سیر چمن کی آرزو

کاش صفدر اپنا جانا ہو مدینے کیطرف

ہی طواف روضۂ شاہ زمن کی آرزو

دیوانہ بنایا ترے جلوے نے پری کو
رفتار نے پامال کیا کبک دری کو

مرتا ہون خبر تک نہین اُس شک پری کو
اے آہ مین کیا روؤن تری بے اثری کو

اُس شوخ نے سینے پہ مرے ہاتھ تو رکھا
اللہ خبر اوے مرے درد جگری کو

وہ آنکھ کہان ہی جو رخ عیش کو دیکھین
وہ کان کہان ہین جو سُنین خوشخبری کو

یاران عدم کا نہ پتا ہی نہ نشان ہے
بھیجون مین کہان پیک نسیم سحری کو

مرغان قفس کی کبھی سنتا نہین فریاد
صیاد لگے آگ تری بےخبری کو

یاد آتی ہی اُس ابروے خمدار کی محراب
جس وقت مین اُٹھتا ہون نماز سحری کو

وہ تیر کہان سینہ کہان یہ بھی مقدر
شیشے مین اُتارا ہی مرے دل نے پری کو

پیری مین گرایا مجھے محفل کی نظر سے
پوچھا نہ کسی نے بھی چراغ سحری کو

ہم مرتے تھے زندہ کیا پھر آپ نے آکر
کیا روک لیا ملک عدم کی سفری کو

اُس زلف کی بو لائی ہی جس طرح ہو صفدر
ٹھہرا لو کوئی دم تو نسیم سحری کو

ردیف ہاے ہوز

کہا دل نے جو دیکھی نرگس مخمور جانانہ
مگر حسن جوانی سے لبالب ہی یہ پیمانہ

ہمین دونون سے بڑھکر ہی زمین کوے جانانہ
مبارک شیخ کو کعبہ برہمن کو صنمخانہ

حسینو نکے ہمین خواہان نہین عالم ہی دیوانہ
فدا ہی گل پہ بلبل شمع پر قربان ہی پروانہ

ہمیشہ دلمین رہتا ہی خیال روی جانانہ
پری ہی میری شیشے مین مین عاقل ہون کہ دیوانہ

کھنچا ہی خنجر قاتل تو اپنا سر بھی حاضر ہی
وہان تیغ آزمائی ہی یہان ہمت ہی مردانہ

زنا لیلی کی اب تک ہر طرف آواز آتی ہی
مرقع عالم وحدت کا ہی مجنون کا ویرانہ

ہزارون درد حسرت یاس ارمان دلمین مہمان ہین
کہان اُٹھین کہان بیٹھین ذرا سا ہی یہ کاشانہ

دکھایا انقلاب دہر نے کیا عالم حسرت
جہان جمگھٹ تھے پریونکے وہان ہی آج ویرانہ

غنیمت ہی وہ سمجھا تو جو کچھ سمجھا بجا سمجھا
مین آوارہ ہین سودائی مین سر گردان مین دیوانہ

سر مو فرق کچھ آپس مین نہین تشبیہ کامل ہی
کسی زلف پریشان کا دل صد چاک ہی شانہ

تماشا ہی دل نادان کسی کے ساتھ جاتا ہی
قیامت ہی ہمارا آشنا ہوتا ہی بیگانہ

غرض طوبی و کوثر سے نہ پروا حور جنت کی
وہ مینا ہو وہ ساغر ہو وہ ساقی ہو وہ میخانہ

عیان ہی نور وحدت بزم عالم مین دوئی کیسی
اُسی کا ہر جگہ جلوہ ہی کعبہ ہو کہ بتخانہ

کبھی تو ماجرای عاشقان زار بھی سن لو
عجب دلچسپ قصہ ہی عجب دلسوز افسانہ

تمہاری شوخیون سے کیون تنگ آئے ہین پیارے
کرینگے اب کسی پردہ نشین کم سن سے یارانہ

ادائین انکی دیتی ہین خبر جوش جوانی کی
نگاہین شرمگین شوخ چتون چال مستانہ

جہان سے اٹھتے ہی صفدر کے برہم ہو گئی صحبت
نہ شیشہ ہی نہ مطرب ہی نہ ساقی ہی نہ پیمانہ

پری رو آدمی کا دل نہو کسطرح دیوانہ
تری بہکی ہوئی باتین تری چالین ہین مستانہ

خرابات جہان مین رہ گیا مستونکا افسانہ
نہ وہ ساقی نہ وہ مطرب نہ وہ شیشہ نہ پیمانہ

ترقی پر ہی ان روزون بہار حسن جانانہ
ہوے شوق مین اُس گلکے اک عالم ہی دیوانہ

وہ دل کیا ہے نہو جسمین تصور اپنے دلبر کا — وہ سر کیا ہے نہو جسمین ہوائے زلف جانانہ

غضب آیا کہ آیا محتسب میخانہ مین ساقی — فلک ٹوٹا سبو پر بھر چکا شیشہ کا پیمانہ

کبھی جس دل مین رہتے تھے تصور مہ جبینون کے — وہی دل گردش افلاک سے ہے آج ویرانہ

چھپا تھا عشق کے پردے مین اسکے حسن کا جلوہ — جسے سمجھے تھے داغ دل وہی تھا شمع کاشانہ

محبت نے کیا بیخود کہے جو جسکا جی چاہے — نہ آوارہ نہ سودائی نہ وحشی ہون نہ دیوانہ

ذرا فرصت نہین ملتی ہے انکو زیب و زینت سے — کبھی سرمہ کبھی مسی کبھی غازہ کبھی شانہ

کسی کا آشنا مین ہون نہ کوئی آشنا میرا — جنون تیری بدولت ہو گیا عالم سے بیگانہ

جوانان چمن اپنا نہ سمجھے آجتک مجکو — رہا باغ جہان مین مثل سبزہ سب سے بیگانہ

خرابات جہان برباد ہو جائے تو ہو جائے — رہے ساقی سلامت خم کی خیر آباد میخانہ

بدلتا ہے مرا دل رنگ کیا کیا عشقبازی مین — کبھی بلبل ہے گلشن مین کبھی محفل مین پروانہ

ابھی اٹھ جاؤنگا تجھ سے عبث اتنا بگڑتا ہے — بہت نزدیک ہے ای شیخ کعبے سے صنم خانہ

لکھون دفتر مین تیرے حسن اپنے عشق کا کوئی — پرانا ہو گیا ہے لیلی و مجنون کا افسانہ

مجھے مطلب نہین آئین ہفتاد و دو ملت سے — مرا مذہب فقیرانہ مرا مشرب ہے رندانہ

دل اغیار کو صفدر ہمارے دلسے کیا نسبت — یہ مسجد ہے وہ میخانہ یہ کعبہ ہے وہ تبخانہ

سودا اگر کرینگے دل کا کسی دلربا کے ہاتھ — اِس باوفا کو بیچینگے اک بیوفا کے ہاتھ

کشتہ تمہاری زلف کا جنت مین جب گیا — حورین بلائین لینے کو دوڑین بڑھا کے ہاتھ

گھر گھر پھری تمام زمانے مین دخت رز — یارب مگر نہ آئی کسی پارسا کے ہاتھ

گھونگھٹ الٹ کے اُسنے شب وصل یہ کہا
بجلی چمک کے رہگئی آنکھون کے سامنے
کچھ بک نہین گئے مرے دشمن حیا کے ہاتھ
منھ پر کسی نے رکھ جو لیا مسکرا کے ہاتھ
آتنا رہے لحاظ کہ رسوا نہ ہو کوئی
ہر عاشقو نکی شرم تمھاری حیا کے ہاتھ
تیغ جفائے یار یہ چمکی ہر آجکل
تھرا رہے ہین اٹھ نہین سکتے قضا کے ہاتھ
صفدر ہمارے دلکی اُسے قدر خاک ہو
آیا ہر مال مفت یہ زلف رسا کے ہاتھ

لین مین نے وصل مین جو بلائین بڑھا کے ہاتھ
گردن مین اُسنے ڈالدیے مسکرا کے ہاتھ
اب کچھ خیال دولت دنیا نہین رہا
پھیلائے پانون ہمنے جہان سے اٹھا کے ہاتھ
ہوگی دعائے وصل مین تاثیر اب ضرور
دامن اثر کا آگیا آہ رسا کے ہاتھ
مے سے تمام بزم کو تونے چھکا دیا
ساقی ادھر بھی دے کوئی ساغر بڑھا کے ہاتھ
قدرت خدا کی یار کے منھدی لگائے غیر
ہون آشنا کے پانون پہ نا آشنا کے ہاتھ
مقتل مین آج جمع ہین سامان نئے نئے
شمشیر ناز گردن بسمل قضا کے ہاتھ
دو دو قدم وہ رقص مین چلتا کسی کا ہاتھ
دامن پکڑ کے پانون بڑھا کر اٹھا کے ہاتھ
سنتے ہی نام وصل وہ پہلو سے اٹھ گئے
جھنجھلا کے طیش کھا کے بگڑ کے چھڑا کے ہاتھ
قاصد ہی تیز رو نہ کبوتر ہی تیز پر
اُس گل کو نامہ بھیجیے پیک صبا کے ہاتھ
صفدر ہی خوف کیا مجھے روز حساب کا
ہی شرم میری داور روز جزا کے ہاتھ

ہے عشق خط بھی الفت زلف دوتا کے ساتھ
کیونکر بچیگی جان بلا ہے بلا کے ساتھ

جو آپکی ادا ہے وہ ہے اک ادا کے ساتھ
غمزہ جفا کے ساتھ ہے عشوہ حیا کے ساتھ

طرز نگہ نے چھین لیے قدسیون کے دل
آنکھین جو انکی اٹھ گئین دست دعا کے ساتھ

اک رند دیکھتا جو یہی اضطراب ہے
منہ سے نکل پڑیگا کلیجا صدا کے ساتھ

کہتے ہین ہوش اس کف رنگین کو دیکھکر
اڑ جائین ہم بھی طائر رنگ حنا کے ساتھ

تو مجکو قتل کرین تجھے مرحبا کہون
میری چلے زبان تری تیغ جفا کے ساتھ

روشن چراغ زیست ہے کیا جہان مین
دشت عدم سے آئے ہین جھونکے قضا کے ساتھ

کچھ انتہا ہے وہم کی اللہ ری احتیاط
آتے ہین خواب مین بھی وہ ناز و ادا کے ساتھ

ہو کر شہید ناز یہ پایا ہے مرتبہ
خلق خدا ہے آج ترے مبتلا کے ساتھ

خوشبو سے آج صحن گلستان مہک گیا
بیتاب ہے بوئے زلف رسا بھی صبا کے ساتھ

منہ پھیرنا کسی کا وہ شرما کے ناز سے
اور پھر سنبھالنا وہ دوپٹا ادا کے ساتھ

معلوم تمکو جب ہو ہماری وفا کا حال
الفت تمھین بھی ہو جو کسی بیوفا کے ساتھ

رخصت ہے دلکی روتی ہین مل ملکے حسرتین
ہوتا ہے آشنا کسی ناآشنا کے ساتھ

حسرت دم اخیر نہ دیدار کی رہی
شکر خدا کہ آپ بھی آئے قضا کے ساتھ

صفدر نہین ہے تم کو محبت تو یہ کہو
کیون انکو بھاے جاتے ہو اہل وفا کے ساتھ

وہ تیغ ناز ہو یارب روان آہستہ آہستہ
مزہ لے لیکے تڑپین نیمجان آہستہ آہستہ

جہان سے چل بسے پیر و جوان آہستہ آہستہ
روانہ ہوگئے سب کاروان آہستہ آہستہ

خفا بھی وہ ہو بگڑے بھی برہم بھی ہوے لیکن
سنادی ہمنے ساری داستان آہستہ آہستہ

کہین دو ان بلبلونکے بین نجائین ساتھ پھولون کے
قدم رکھ باغ مین ای باغبان آہستہ آہستہ

نہ ایوان فریدون ہی نہ جام جم رہا باقی
مٹے شاہان عالم کے نشان آہستہ آہستہ

کہین گھبرا نہ جانا رعب سے اس شوخ کے قاصد
ہمارا حال سب کہنا بیان آہستہ آہستہ

نہ رکھا عشق نے عشاق کا نام و نشان باقی
کیے برباد لاکھون خانمان آہستہ آہستہ

خرام ناز کے مشتاق ہین جانباز برسون سے
چلو گلشن مین ای سرو روان آہستہ آہستہ

کسی کے ابرو و مژگان نے ہمکو نیمجان چھوڑا
چلی شمشیر رک رک کر سنان آہستہ آہستہ

لگا دی ایک ٹھوکر جب وہ آئے فاتحہ پڑھنے
مٹایا قبر عاشق کا نشان آہستہ آہستہ

ہمارے حال دل سے اور تو واقف نہین کوئی
صبا کچھ ہوگئی ہے رازدان آہستہ آہستہ

تری آواز وحشتناک سنکر وہ نہ اٹھ جائین
شب وصل ای موذن دے اذان آہستہ آہستہ

کوئی رسوا نہو کچھ پاس بھی اسکا رہے صفدر
شب فرقت مین لازم ہے فغان آہستہ آہستہ

کیا صدمون نے ہمکو ناتوان آہستہ آہستہ
بہار باغ پر چھائی خزان آہستہ آہستہ

شب وصل صنم ہی صبح ہونے مین نکر جلدی
روان ہو آج تو ای آسمان آہستہ آہستہ

پسینا آنہ جائے تیز چلنے مین کہین تم کو
کہ نازک ہو چلو ای جانجان آہستہ آہستہ

نہین پروا اگر منزل پہ پہونچے تیز رو پہلے
پہونچ جائینگے ہمسے ناتوان آہستہ آہستہ

وفور ضعف سے اب بات کرنے مین تکلف ہی
دہن مین اپنے پھرتی ہی زبان آہستہ آہستہ

ٹھکانا بلبلونکو اب نہین ملتا ٹھہرنے کا
اُجاڑے باغبان نے آشیان آہستہ آہستہ

مکان تاریک مثل پردۂ ظلمات ہی سارا
ہوا یہ جمع نالونکا دھوان آہستہ آہستہ

نظارہ روے لیلی کا تو کرنے نجد مین مجنون
روان ناقے کو کر ای ساربان آہستہ آہستہ

ابھی جلدی ہی کیا صیاد فصل گل تو آنے دے
سنا دونگا تجھے سب داستان آہستہ آہستہ

نہ پایا آجتک ظالم نے مجھ سا صبر مین کامل
ہوے سب عاشقون کے امتحان آہستہ آہستہ

جگہ اسمین ہی دلکی جانمن اور دلمین حسرت ہی
نکالو میرے پہلو سے سنان آہستہ آہستہ

گل عارض پر اُنکے رفتہ رفتہ خط نکل آیا
ہوا حرف خزان یہ بوستان آہستہ آہستہ

اُٹھے یہ دوست اپنے منزل ہستی سے ای صفدر
کہ خالی ہوگیا سارا جہان آہستہ آہستہ

خوش کرتی ہی دل دختر رز آکے ہمیشہ
رہتی ہی دلھن پاس یہ دولھا کے ہمیشہ

قیدی ہین ہم اُس زلف چلیپا کے ہمیشہ
بیمار ہین اک نرگس شہلا کے ہمیشہ

لب نے جو جلایا تو تری آنکھ نے مارا
قاتل بھی رہا ساتھ مسیحا کے ہمیشہ

پردہ نہ اُٹھایا کبھی چہرہ نہ دکھایا
مشتاق رہے ہم رخ زیبا کے ہمیشہ

غیرون کو دیے بوسہ لب پیار سے اپنے
ہم رہ گئے منھ دیکھ کے للچا کے ہمیشہ

جمشید نہین اب تو مرادو رہی ساقی
تا حشر مزے ہین یہی دنیا کے ہمیشہ

معشوق ازل سامنے رکھتا ہی بصد شوق
آئینہ ترے حسن کا چمکا کے ہمیشہ

اللہ ری حیا وصل مین سوجاتے ہین بوقت
وہ جھیپ کے منہ پھیر کے شرما کے ہمیشہ

سودائی کبھی تھا کبھی عاشق کبھی مجنون
کیا جوش رہے اس دل شیدا کے ہمیشہ

میخانے مین پھر رندون کے چلتے ہین ہر روز
پھر دور چلین ساغر صہبا کے ہمیشہ

وان غیر ونکے ہمراہ وہ مہ بیٹھے ہین ہر روز
یان کٹتی ہے شب خون جگر کھا کے ہمیشہ

کیا صاحب اقبال ہین جو وصل مین اُسکے
خوش ہوتے ہین بوسونکا مزا پا کے ہمیشہ

کس ناز سے اُٹھ جاتا ہے وہ برق تجلی
بجلی کی طرح سے مجھے تڑپا کے ہمیشہ

دن کو ہے اگر مہر تو شب کو وہ قمر ہے
جلوے ہین نئے اُس بت رعنا کے ہمیشہ

دو دن ہمین جینے کا بھروسا نہین صفدر
چرچے تو رہینگے یہی دنیا کے ہمیشہ

وہ عارض گلگون ہے گل تر سے زیادہ
وہ قامت موزون ہے صنوبر سے زیادہ

ہین زخم مرے دلکے گل تر سے زیادہ
ہر داغ جگر لالہ احمر سے زیادہ

ٹوٹا جو حباب لب جو آئی یہ آواز
وقفہ نہین اس بحر مین دم بھر سے زیادہ

نکلیگا نہ اب کوچۂ گیسو سے مرا دل
آرام ملا اسکو یہان گھر سے زیادہ

بیفائدہ سب سعی ہے بیکار ہے کوشش
ملتا نہین انسان کو مقدر سے زیادہ

اتنا بھی نہ سمجھے کہ اسے کون پڑھیگا
خط ہمنے لکھا یار کو دفتر سے زیادہ

روشن ہے مکان پرتو رخسار سے کسکے
ہر ذرہ ہے خورشید منور سے زیادہ

کوچے مین ترے کون یہ فریاد کو آیا
ہنگامہ ہے ہنگامۂ محشر سے زیادہ

صدمہ اُنھیں پہونچے نہ کہیں دل کی تڑپ سے | سینے سے لگاتا نہیں اِس ڈر سے زیادہ
میری طپش دل مین اگر کچھ نہیں تاثیر | بیتاب ہو تم کیون دل مضطر سے زیادہ
جا کر حرم و دیر مین کیا سجدہ کرون مین | در کون ہی عالم مین ترے در سے زیادہ
پہلو مین کھٹکتا نہیں کب خار کی صورت | دشمن ہی مرا دل مرے دلبر سے زیادہ

بے قدر نہ سمجھو اِسے بقدر نہ سمجھو
پاؤ گے وفادار نہ صفدر سے زیادہ

بدلتا ہی صفدر دیکھو ایسا زمانہ | کہ ہی آج اِسکا کل اُسکا زمانہ
حباب لب جو تھے ہم اُس چمن مین | کھلی آنکھ اپنی تو گذرا زمانہ
لڑکپن تھا جبتک نہ تھی فکر کوئی | بہت یاد آتا ہی پچھلا زمانہ
دیا دل جسے ہو گیا جی کا دشمن | حقیقت مین کتنا ہی اُلٹا زمانہ
بہت مہربان تھا وہ بیمہر مجھ پر | ہوا ہی ابھی اِسکو تھوڑا زمانہ
کٹین ہجر کے دن شب وصل آئے | الٰہی کبھی آئے ایسا زمانہ
کبھی دشت گلشن کبھی باغ صحرا | دکھاتا ہی نیرنگ کیا کیا زمانہ
وہ فرقت مین کی آہ پر سوز مینے | جلا مین جلا مین پکارا زمانہ
جو ہی قتل مد نظر سر ہی حاضر | مگر یہ کہو کیا کہیگا زمانہ
جو وہ مہربان ہون تو کل مہربان ہو | پھرین وہ تو پھر جائے سارا زمانہ
کیا ذکر اگر اگلی صحبت کا اُنسے | کہا پھیر کر منھ وہ گذرا زمانہ

مری طرح تیرا ہو بتیاب یہ بھی		ابھی کروٹین لیگا کیا کیسا زمانہ	

ہوا وصل اُس سے جدائی تھی جس سے
ہر اِن روز ون صفدر تمھارا زمانہ

ردیف یائے تحتانی

کیسے زندگی کی امید ہو کہ خبر ہو فرقت یار کی
یہی دن ہو اپنے وصال کا یہی شب ہو اپنے فرار کی

گئے تھے چمن سے گلی مین کیا کسی شوخ لالہ عذار کے
ترے پیرہن مین ہو اے صبا جو مہک عروس بہار کی

نہین چین دام مین ایک دم یہ تڑپ ہو بلبل زار کی
کوئی صحن باغ سے ہو نہو خبر آئی فصل بہار کی

مین وہ بادہ خوار ہون ساقیا کہ خدا سے ہو یہ مری دعا
جو قضا کرون تو مزار پر چڑھے چادر ابر بہار کی

کہون کیا مجھے جو ملال ہو شب ہجر نیند محال ہو
کہ اُچھل رہے ہین دل وجگر نہین شکل کوئی قرار کی

وہ چھپا کے چہرے کو زلف سے پے سیر آئین سر لحد
کوئی گردش ایسی ہوا ے فلک مرے بعد لیل ونہار کی

یہ دعا خدا سے ہو ہر زمان کہ ملے لحد مین مجھے امان

بدن نحیف ہے ناتوان نہین تاب مجھکو فشار کی
رہے زندگی مین جو مجھسے پس مرگ سارے وہ طے ہوے
نہ طلب ہے دولت و زر کی اب نہ خبر ہے یار و دیار کی
جو عیان ہے چہرے پہ تیرے خط تو لکھونگا وصف مین ہر سطر
مگر اب ضرور ہے کچھ نہ کچھ مجھے مشق خط غبار کی
پس مرگ پھر نہ رہی ہوس چمن جنان کی کسی طرح
ترے کوچے مین جو زمین ملی ہے دفن مجکو مزار کی
ہمین پیرہن سے ہے کام کیا کہ جنون سے طبع ہے آشنا
جو قبا ہے تن پہ تو گرد ہے جو ردا ہے تو ہے غبار کی
نہین کوئی شاہ فقیر ہون مجھے بوریا ہی سریر ہے
نہ تلاش قصر و مکان کی ہے نہ ہوس ہے نقش و نگار کی
جو ہوا سے گرد کہین اُڑی تو سفر مین مجکو گمان ہوا
نظر آئی شکل جو ار کی خبر آئی اُجڑے دیار کی
ہون وہ مردہ دل مرا حال بھی کبھی لکھے کوئی تو یون لکھے
کہ قلم ہو شمع مزار کا تو ہو لوح سنگ مزار کی
مین اخیر وقت مین صفدر اب کہون کس سے حال شباب کا
وہ سرور نشہ بادہ تھا یہ بلا ہے رنج خمار کی

دل رہے یا نہ رہے وہ ستم ایجاد رہے
سر رہے یا نہ رہے خنجر جلاد رہے

مشق غم ہجر مین یہ ای دل ناشاد رہے
سانس لینے مین بھی کیفیت فریاد رہے

آہ بلبل بھی کہ ہم نکہت گل تھے کیا تھے
نہ رہے جبتلک اس باغ مین برباد رہے

نہ کھنچا پر نہ کھنچا تیرے دہن کا نقشہ
وہ تو فکر مین گم مانی و بہزاد رہے

جب کیا قصد فغان ضبط پکارا کہ خموش
دل ہی مین حوصلۂ نالہ و فریاد رہے

دیکھ تو لیجیے کاشانۂ دل کی صورت
کبھی آباد ہو فرمائیے برباد رہے

آہ حسرت مری بوتی ہی غضب تخم اثر
ڈر ہی اسکا کہ کہین کھیت نہ جلاد رہے

کون ایوان ہی نہین جسکے لیے بربادی
خانۂ گور رہی جو حشر تک آباد رہے

کبھی فرقت مین بھی آنے نہ دیا رنج کو پاس
شادی وصل کی امید پہ ہم شاد رہے

شب فرقت مین ہمین بھول گئے سب اپنے
یار تو یار اجل کو بھی نہ ہم یاد رہے

الفت قید تھی مرغان قفس کو ایسی
چھوٹ جانے پہ بھی گرد سر صیاد رہے

تار موے کمر یار سے زنجیر بنے
پاس کچھ میرے نقاہت کا بھی حداد رہے

شانہ زلفون مین جو کرنا تو سمجھ کر کرنا
دل بھی الجھا ہی کسی کا یہ ذرا یاد رہے

دل وہ دل ہی جو رہے تیغ جفا کا جو رنگ
سر وہ سر ہی جو تہ خنجر بیداد رہے

جوش وحشت مین بھی صفدر نہ گئی یاد بتان
خانۂ دل مین مرے جمع پریزاد رہے

اڑا دیا ہی ستارون نے چمکنا انکی ہیکل سے
جھک کر منہ چھپانا برق نے سیکھا ہی چھاگل سے

نہ بھولونگا شب وصلت مین وہ منہ لگنا اپنا
لجا کر مسکرا کر منہ چھپانا انکا آنچل سے

مجھے محروم رکھا وصل مین بھی تیرہ بختی نے
ملی فرصت نہ آنکھو رات بھر مسی سے کاجل سے

گرانی بوے گل سے آج کچھ تازہ نہین مجکو
خدا نے بخشی ہی نازک دماغی روز اول سے

بہار آئی ہی پھر مستی ہماری رنگ لائیگی
ہوا پھر عشق ساقی سے بڑھا پھر ربط بوتل سے

غضب ہی آپکا اس ناز اس انداز سے چلنا
ہزارون فتنے برپا ہر قدم ہوتے ہین چھاگل سے

برائے خواب ہمکو سوزنی کانٹون کے کافی ہی
نہ خواہش بستر گل کی نہ مطلب فرش مخمل سے

ہوا ہی چشم لیلی کا اثر ہی خاک مجنون مین
ابھی تک اک غبار سرمہ گون اٹھتا ہی جنگل سے

کیا تیغ ادا نے یاد کس مظلوم کو یارب
قضا آئی ہی گھبرائی ہوئی کچھ آج مقتل سے

یہ بدلا رنگ عالم آسمان کے ایک گردش نے
نہ وہ صحبت رہی باقی نہ وہ احباب کے جلسے

اگر ہو چشم روشن فرق کیا گبر و مسلمان مین
چراغ دیر و کعبہ مشتعل ہی ایک مشعل سے

پریشان ہونا بل کھانا بگھرنا پیچ مین لانا
یہ ٹلکے سیکھ لے کوئی تری زلف مسلسل سے

لطافت مین نزاکت مین صفا مین بو مین ای صفدر
وہ بہتر ہی صبا سے گل سے آئینے سے صندل سے

تمھاری سادگی پر دم فنا ہی روز اول سے
علاقہ ہی نہ منہدی سے نہ سرمے سے نہ کاجل سے

علاج درد سر ممکن نہین نازک دماغون کا
ہماری سرگرانی بڑھگئی خوشبوے صندل سے

صفاے دل ہوی مشق ریاضت کے سبب حاصل
کیا ہی دور ہمنے آئنے کا زنگ صیقل سے

کھلونے کھیلتا تھا لیلی و مجنونکی طفلی مین
بھری ہی ای جنون وحشت مری طینت مین اول سے

ہوا دیوانہ سر مست سایہ پڑگیا جس پر
یہ دختر رز ہی ساقی یا پری نکلی ہی بوتل سے

جو میکش ہین نہین کچھ احتیاج اُنکو تکلف کی
بنانا دوستو تعویذ میری قبر کا اُسکو

ابھی تک حسرت دیدار قاتل دل مین باقی ہی
مین وہ ہون عاشق ابرو کہ جب ماہِ صیام آیا

بجھیگی پیاس وقت قتل مشتاق شہادت کی
غنیمت جان اِس دم کو کہان پھر صحبت ساقی

چمک کر آسمان پر ابر مین جب چھپ گئی بجلی
جنون کا جوش ہین نازک طبیعت فصل گل سر پر

جو کھولا آپ نے جوڑا تو خورشید ابر مین آیا

بیاض گردن مینا کو ہی کیا کام جدول سے
کوئی تعویذ ملجائے جو ہمکو اُسکی ہیکل سے

صدا ہر دم شہید ناز کی آتی ہی مقتل سے
کیا افطار مین نے روز روزہ تیغ کے پھل سے

کہ چھپا لا تیغ کا کچھ کم نہین پانی کی چھاگل سے
یہی آتی رہی شب بھر مجھے آواز بوتل سے

تمھارا جھانکنا یاد آگیا پردیکی اوجھل سے
کہو فصاد سے لے فصد شاخ گل کی کوپل سے

اُٹھالی زلف چہرے سے تو نکلا چاند بادل سے

خدا جانے بنے گی آج کیونکر ہمسے اے صفدر
مزاج اُنکا نظر آتا ہی کچھ بگڑا ہوا کل سے

پری نے حور انسان نے کب یہ شکل پائی ہی
یہ فصل گل مین بیت پر بیخودی گلشن مین چھائی ہی

عبث گھبراتی ہے اے روح تو اِس جسم خاکی مین
سیہ دل روے آتش رنگ پر دیکھا تو یہ سمجھے

کوئی ناشاد کوئی شاد اپنی اپنی ہی قسمت
ہوا جو کچھ ہوا قاتل سے کچھ شکوہ نہین ہمکو

خدا نے ہاتھ سے اپنے تری صورت بنائی ہی
صبا بھی جب چلی ہی ہر قدم پر لڑکھڑائی ہی

یہ زندان چند روزہ ہی قیامت تک رہائی ہی
پرستش کے لیے یہ آگ ہندو نے جلائی ہی

وہ بگڑے ہین جو ہمسے کبھی غیرونکی بن آئی ہی
جنازے پر ہمارے جمع کیون ساری خدائی ہی

یہ ہو جاتے ہین بیجو وہم کہ مطلق حسن نہین ہستی
جدائی اُسکی ہمسے روح و قالب کی جدائی ہی

قفس مین کیون نہ اے صیاد مرغان قفس ٹھہرین
خبر ہیک صبا نے موسم گل کی سنائی ہی

جدا ہم یار سے ہین غیر ہین ہر وقت پاس اُسکے
خداوند جہان کیا تیری شان کبریائی ہی

دم رفتار ہر ٹھوکر سے اُسکے مردے جیتے ہین
کہو عیسی سے دیکھین یہ نئی معجز نمائی ہی

یقین ہی اب دل بیتاب سینے مین تڑپے گا
اُٹھا کر یار کی تصویر سینے سے لگائی ہی

بڑھا کر ہاتھ جھاڑی گرد دامن سے اگر ہمنے
مکدر ہین بھلا کیون آپ کیا اِسمین برائی ہی

غنیمت ہی دلا جو دم ہی امید بقا کیسی
عناصر مین بھی باہم چار دن کی آشنائی ہی

تفاوت چہرہ و مہ کا صاف آتا ہی نظر ہمکو
تری تصویر جب تصویر یوسف سے ملائی ہی

ہویدا شمع ہو جیسے کسی فانوس سے ظاہر
نمایان آستین مین یون تری گوری کلائی ہی

جو کہتا ہون کہ کوئی جام مجکو بھی عنایت ہو
تو کہتے ہین فرنگستان سے مے ہمنے منگائی ہی

بنا ہون بلبل تصویر اِس گلزار مین صفدر
مرے نزدیک سب یکسان اسیری و رہائی ہی

جہان اِس گلشنِ عالم مین رنگ آشنائی ہی
وہان دیکھا تو اُسکے ساتھ بو بیوفائی ہی

یہ وقت نزع شوق دید نے صورت دکھائی ہی
سمٹ کر جان سارے جسم کی آنکھون مین آئی ہی

لباس آبی نہین یہ جوش پر ہی حسن کا دریا
جواب پنجہ مرجان ترا دست حنائی ہی

بھری جب آہ ہمنے بولی وہ رنگ اثر کیسا
نشانہ کیا اُڑائیگا کہ یہ تیر ہوائی ہی

فراق و وصل کی مین لوٹتا ہون لذتین کیا کیا
کبھی اُنسے صفائی ہی کبھی اُنسے لڑائی ہی

نہ دل ہی اپنے قابو مین نہ آنکھین اپنی کہنے مین
جسے کہتے ہین روز حشر وہ روز جدائی ہی

نہین شب ماہی ای بت آنکھ تیری وصل کی شب مین
وطن نبکہ ہماری جان لینے موت آئی ہی

رہا جو زیست بھر عریان حسینونکی محبت مین
لحد پر اُسکے یارون نے عبث چادر چڑھائی ہی

نہ کنگھی ہی نہ چوٹی ہی نہ سرمہ ہی نہ مسی ہی
یہ وضع سادہ تمکو سچ بتاؤ کب سے بھائی ہی

کشش کرتا ہی دلکی کھینچتا ہی جب یہ پہلو مین
تمھارے تیر کو کس رنجہ ذوق دلربائی ہی

نہ تجھ مین یہ رکاوٹ تھی نہ تجھ مین یہ کھنچاوٹ تھی
تری شمشیر نے یہ چال کیا تجکو بتائی ہی

عبث ہوتے ہو برہم تم ذرا سیدھی طرح بولو
مجھی پر ختم کیا صاحب تمھاری کج ادائی ہی

ذرا ای آفتاب حشر برقع ڈال کر آنا
ارے ظالم خدا سے ڈر یہ ورنہ خود نمائی ہی

نہ ہم واقف کسی سے ہین نہ کوئی ہمسے واقف ہی
فقط آئینہ سان لوگون سے صورت آشنائی ہی

مقابل سارے عالم سے کیا غربت نے اے صفدر
ادھر ہون مین تن تنہا اُدھر ساری خدائی ہی

بسکہ ہی عشق قد یار مین شہرت میری
منتظر مین ہون قیامت کا قیامت میری

کبھی ہون بلبل گلشن کبھی پروانۂ بزم
بجلیس بدلے ہوئے پھرتی ہی محبت میری

اُس نظر سے جو گرا سب کی نگاہون سے گرا
آنکھ کیا اُسکی پھری پھر گئی قسمت میری

دل حسینونکو دیا جان اجل کو بخشی
وہ سخی ہون کہین قاصر نہین ہمت میری

تم جسے چاہتے ہو اُسکی قسم صاف کہو
ہی تمھین غیر سے الفت کہ محبت میری

نوحہ گر کوئی جو مرقد پہ نہین کیا پروا
بیکسی روئیگی سر پیٹے گی حسرت میری

پاس میرا نہ سہی اپنی طرف دھیان کرو
تمکو غیرون سے مناسب ہی شکایت میری

مجھ سے کہتی ہی جوانی کہ بسر عیش مین کر
چند روزہ ہی ملاقات غنیمت میری

گردش چرخ سے صفدر رہون حباب دریا
بن کے ہر لحظہ بگڑ جاتی ہی صورت میری

نہ ہوئی صبح کسی دن شب فرقت میری
آسمان نے نہ نکالی کبھی حسرت میری

سو رہے رات وہ سر رکھکے مرے زانو پر
بخت بیدار ہوے جاگ اُٹھی قسمت میری

پھر دم حشر نہوگا کسی مجرم سے حساب
پہلے آئی جو گنہگارون مین نوبت میری

دل تڑپ کر مجھے لیجائیگا حورون مین ضرور
بیقراری ہی کلید در جنت میری

ہون وہ برگشتہ مقدر کہ نہایت رویا
کی رقم کاتب قدرت نے جو قسمت میری

ہون رہا قید تعلق سے تو دیکھون اُسکو
پردۂ چہرۂ مقصود ہی غفلت میری

کس نے کس نے مرے مضمون نہ لیے ای صفدر
جب سے دیوان چھپا لٹ گئی دولت میری

کہو آکے ہم سے وہ پوچھ لے جسے شرب مے مین کلام ہی
جو وصال ہی تو حلال ہی جو فراق ہی تو حرام ہی

نہ ہوائے نزہت باغ ہی نہ خیال گردش جام ہی
کسے اب نشاط سے کام ہی کہ حیات اپنی تمام ہی

نہ ملینگے ہم نہ ملینگے ہم کبھی آبرو کو نہ دین گے ہم

جو رقیب سے بھی پیام ہے تو یہین سے اُنکو سلام ہے
نہ وہ آتے ہین نہ بلاتے ہین ہمین باتون ہی مین لگاتے ہین
وہی ابتدا سے ہے آجکل وہی صبح ہے وہی شام ہے
وہ مے نشاط سے مست ہین شب و روز جام بدست ہین
اُنھین کیا خبر اُنھین کیا غرض جو کسی کا کام تمام ہے
جو شراب نوش تھے ہر سحر وہ لحد مین سوتے ہین بیخبر
نہ ہواے سبزہ و باغ ہے نہ تلاش شیشہ و جام ہے
کبھی بزم مین جو کیا گذر تو وہ بولے تیغ کو کھینچکر
کہ جو بڑھکے سب سے کٹائے سر وہی صف مین پیش امام ہے
جو تمھارا عاشق زار تھا وہ تڑپ کے رات کو مر گیا
ہے یقین کہ تمنے بھی ہو سنا یہ خبر زمانے مین عام ہے
نہ کیا لحاظ ذرا صنم کہ کہا پیمبر حسن بھی
تجھے اب بڑھاؤن کہان تلک کہ خدا کا آگے تو نام ہے
جو نکھر کے آئے وہ سامنے تو اجل نگاہون مین پھر گئی
تن و پیرہن یہ گمان ہوا کہ یہ تیغ ہے وہ نیام ہے
جو گڑے زمین مین تو پھر کہان یہ جلیس اور یہ صحبتین
وہ جہان خلوت خاص ہے یہ جہان محفل عام ہے

کبھی لے گیا جو زمین سے سر چرخ نشہ شراب کا
تو یقین ہوا مجھے ساقیا یہ سمند برق خرام ہی
یہ غضب کے طرز بھی ہی نئی مجھے کچھ سرور ہی ایمین بھی
تری آنکھ مجھ سے جو پھر گئی یہی مجکو گردش جام ہی
دم حشر صفدر خستہ جان وہی دیگا ہمکو خط امان
جو ذبیح ہی جو قتیل ہی جو شہید ہی جو امام ہی

وحشت فزا ہوا ہی کچھ ایسی بہار کی
پھولا جو پھول اُسنے قبا تار تار کی
لیجاے کاش آکے ہوا کوے یار کی
مٹی خراب ہو نہ ہمارے غبار کی
بجلی سے کم نہین یہ تڑپ مین کسی طرح
پوچھو نہ مجھ سے میرے دل بیقرار کی
کھولی ہی کس نے کاکل مشکین یہ ای صبا
آتی ہی بو دماغ مین مشک تتار کی
اب ترک عشق وضع سے اپنے خلاف ہم
ناصح ہر دم کے ساتھ جو بات اختیار کی
اُس سنگدل کا دل نہ پسیجا کسی طرح
ہمنے تو اپنی جان تلک بھی نثار کی
آنکھین لڑا لڑا کے دکھاتے ہین جنگجو
شکل انجمن مین معرکہ کارزار کی
دن رات اُسکی نرگس میگونکو فکر ہی
توبہ شکستہ ہو کسی پرہیزگار کی
دور سے دکھا کے نشہ کے دلکو پھنسا لیا
صیاد چشم یار نے بلبل شکار کی
اللہ رے طول روز قیامت بھی ہو چکا
لیکن ہوئی نہ صبح شب انتظار کی
بارش یہ آنسوونکی ہی یا بارش سحاب
بجلی ہی یا تڑپ ہی دل بیقرار کی

بے روے یار اگر رگ گل پر پڑی نظر　　یہ غم ہوا کہ دلمین چبھی نوک خار کی

ہوتا خیال یار سے اس دل کا سامنا　　ٹٹی جو درمیان مین نہ ہوتی غبار کی

جل جل کے مرگیا ہون کسی گل کے ہجر مین　　پھر جریدہ مین ہون شاخین چنار کی

قاصد تو کیا فرشتے کا اُسکو یقین نہین
صفدر دوا ہی کیا دل بے اعتبار کی

ہر وقت گریہ یاد جو دندان یار کی　　اشکون مین ہے چمک گہر آبدار کی

حالت یہ ضعف سے ہے مرے جسم زار کی　　بیڑی گران ہے پانو مین اشکو نکتے تار کی

تقلید کرکے میرے دل داغدار کی　　طاؤس نے اُڑائی ہے رنگت بہار کی

کیا تیرہ بختیان ہین دل بیقرار کی　　دن ہجر کا گیا تو شب آئی بہار کی

کتنی چمک ہے ہستی ناپائدار کی　　ہو آنکھ تو نمود ہے گویا شرار کی

آئے وہ خط نکال کے رخ پر ہمارے پاس　　پنہان جو تھی کدورت دل آشکار کی

عشرت نصیب ہین جو مے عشق سے ہین مست　　اِس نشہ مین نہین ہے اذیت خمار کی

رنگین کمال تیر فگن کا مزاج ہے　　مہندی پسند کیون نہو خون شکار کی

صحرا کو چھوڑتا ہون تو روتے ہین آبلے　　لذت ملی ہے کیا خلش نوک خار کی

ہمسے کدورتین ہین رقیبون سے صحبتین　　ہر طرفہ شان قدرت پروردگار کی

نرگس کی آنکھ کیون نہ چمن مین کھلی رہے　　تصویر بن گئی ہے ترے انتظار کی

بجلی سے کم نہین یہ تڑپ مین کسی طرح　　پوچھو نہ مجھ سے میرے دل بیقرار کی

دیکھو ہمارے سینۂ پر داغ کی طرف
سو ٹکڑے کس طرح نہ قفس مین ہو دل مرا
پہونچادے اسکو یار کے دامن تلک ای صبا

گھبرائے جی تو سیر کرو لالہ زار کی
آواز آرہی ہی چمن سے ہزار کی
مٹی خراب کر نہ ہمارے غبار کی

صفدر شراب پینے سے توبہ تو کی مگر
مجبور ہون کہ فصل پھر آئی بہار کی

سیر دیکھو بلبل اک گل کا وہ گلرخسار ہی
طرۂ طرار جسکا دام تھا سب کے لیے
جسکے جنس حسن کا ہی اک زمانہ مشتری
جس گل بیخار کی الفت کا ہی ہر دلمین خار
جو گل خندان تھا گریان ہی وہ شبنم کیطرح
ہین خجل جسکے خرام ناز سے طاوس و کبک
جسکی ہی شیرینی گفتار عالم کو پسند
مثل موسیقار جسکے غم مین ہین سب نالہ کش
طالب دیدار ہین سب جسکے موسی کیطرح
گریۂ عشاق پر ہنستا تھا جو دریائے حسن
مہر طلعت غش مین جسکے سایۂ دیوار سے
کنگھی چوٹی سے نہ اب مطلب نہ آرائش سے کام

لالۂ شاداب جو تھا نرگس بیمار ہی
دام اب اُسکو کسی کا طرۂ طرار ہی
مشتری وہ اور یوسف کا سر بازار ہی
خار زار عشق مین اب وہ گل بیخار ہی
عین فصل گل مین پامال خزان گلزار ہی
کیا تماشا ہی وہ خود وارفتہ رفتار ہی
خود وہ محو لذت شیرینی گفتار ہی
نالہ کش وہ آپ ہر دم مثل موسیقار ہی
آپ وہ برق تجلی طالب دیدار ہی
ابر نیسان کیطرح اب خود وہ گوہر بار ہی
اب وہ خود مانند سایہ غش پس دیوار ہی
کس پریشانی مین مثل گیسوے خمدار ہی

سرمہ آنکھوں میں نہ ہونٹوں پر وہ مسی کی دھڑی
کام شانے سے نہیں کچھ آئینہ بیکار ہے

گرمی و سردی عشق کا اب حال ظالم کو کھلا
اشک آنکھوں میں ہیں لب پر آہ آتشبار ہے

اُڑ گئی سرخی وہ سب کیا غم سے زردی چھا گئی
بیش ازیں لالہ جو تھا صد برگ وہ رخسار ہے

خشک لب ہیں وہ مسیحائی کا دعویٰ کیا ہوا
ہو گئے عیسی اپنی آنکھوں کی طرح بیمار ہے

جی میں آتا ہے جو مل جائے کروں جھک کر سلام
ہنس کے پوچھوں کہیے کیا حال دل افگار ہے

درد دل عاشق کا اپنے آپ تو سمجھے ہو کچھ
یاد ہے کبر جوانی ہے وہی پندار ہے

مہربان ہو جائے شاید رحم کی آ جائے موج
ہے خدا مالک غریبوں کا بھی بیڑا پار ہے

دل کے سمجھانے کی یہ باتیں ہیں صفدر ورنہ وہ
ایسی باتوں میں کب آتا ہے بڑا عیار ہے

تاب نظر ہے شرط رخ یار کے لیے
چشم کلیم چاہیے دیدار کے لیے

برسوں نہ پوچھنا مجھے اغیار کے لیے
ظالم یہ جور و ظلم وفادار کے لیے

گیسو سنوارتے ہیں جو وہ میرے سامنے
بنتی ہیں بیڑیاں یہ گنہگار کے لیے

منظور شہرہ حسن کا ہے جانتا ہوں میں
پازیب تم نے پہنی ہے جھنکار کے لیے

بہکانے سے رقیب کے توڑو نہ دل مرا
مسجد نہ ڈھاؤ خاطر خمار کے لیے

جی ڈوب ڈوب جاتا ہے دانتوں کے عشق میں
غوطے یہ غوطے ہیں در شہوار کے لیے

بیکار خون دل کو ہمارے نہ جانیے
غازہ بنائیے اُسے رخسار کے لیے

بوسہ تو کیا بگڑتے ہیں وہ بات بات پر
چھلے نئے نکالے ہیں تکرار کے لیے

صحبت نصیب ہو جو گذر جائے جان سے
عیسی اجل ہے عشق کے بیمار کے لیے

شاید وہ آئین میرے جنازے پہ دوستو
آنکھین کھلی رہین مرے دیدار کے لیے

زندان سے نکلے ہین جو مقتل مین مجکو لوگ
شاید ہی حکم قتل گنہگار کے لیے

گریان ہون کیون نہ دیکھکے ہم روے یار کو
نہر روان ضرور ہی گلزار کے لیے

تمکو ہی ہمسے پردہ تو لو ہم بھی جاتے ہین
موسی کے ساتھ طور پہ دیدار کے لیے

کیا کیا مزے اٹھے نہ شب وصل یار مین
بوسے کبھی جبین کبھی رخسار کے لیے

مدت گذر گئی نہین دیکھا جمال پاک
آنکھین ترس گئین ترے دیدار کے لیے

حل کر شتاب جتنے ہین صفدر کی مشکلین
رب کریم احمد مختار کے لیے

صدمہ جو ہجر کا ہی تو اغیار کے لیے
ہی یار میرے واسطے مین یار کے لیے

آرائشین جہان کی ہین کفار کے لیے
نقش و نگار ہین در و دیوار کے لیے

باغ جہان مین تو ہی وہ گل جسکی خاک پا
سرمہ ہی چشم نرگس بیمار کے لیے

مدت ہوئی کہ آپکا عاشق مریض ہی
آؤ کبھی عیادت بیمار کے لیے

دل چاک چاک ہوگے جو سینے مین شانہ ہی
بھیجو نگاندر طرۂ طرار کے لیے

عاشق کی تیرے در پہ نہ کیونکر رہے جبین
کعبہ بنا ہی سجدہ دیندار کے لیے

رونق فزا وہ ہوتے ہین کرے پہ اب روز
چلمن اٹھاکے گرمی بازار کے لیے

کافی ہین درد و غم ہمین جائین بسر و عیش
یارون سے کیون نگاڑ لے اغیار کے لیے

دامن سے اشک پونچھ رہا ہی وہ بحر حسن
کیا مرتبے ہین چشم گہربار کے لیے

گھبرا نہ جائے صدمہ نہو اس لحاظ سے
بوسے نہ انکے پھول سے رخسار کے لیے

دریا و دشت و گلشن و بتخانہ و حرم
کس جا کہاں کہاں نہ پھرے یار کے لیے

کچھ سر نہیں پھرا ہی کہ عزلت نشین ہوں ہم
اللہ نے قدم دیے رفتار کے لیے

تیرے کلام سننے کو پائے ہیں گل نے گوش
نرگس کی آنکھیں ہیں ترے دیدار کے لیے

تازہ رہینگے پھول مضامین کے حشر تک
صفدر خزاں نہیں مرے گلزار کے لیے

جمال یار دیکھا ہمنے فیض چشم پرنم سے
نظر آیا ہمیں خورشید عالمتاب شبنم سے

مرے داغ جگر کو فائدہ کیا ہوگا مرہم سے
کبھی چھوٹا نہ دھبا باغ میں لالے کا شبنم سے

عجب ویرانہ ہی جبسے کہ دل خالی ہوا غم سے
اس اجڑے گھر کی آبادی تھی اُس کمبخت کے دم سے

کبھی اِنسے ہوئی وصلت کبھی اُنسے ہوئی فرقت
جہنم میں گئے جنت سے جنت میں جہنم سے

عجب نیرنگ دکھلایا ہی ہمکو جوش وحشت نے
نئے عالم میں پہونچے ہیں نکلکر دونوں عالم سے

ہوے آزر ہیں چھوڑیں دین کو ہوں تابع دنیا
مسلماں ہو کے بت پوجیں یہ کیونکر ہوسکے ہم سے

ہزاروں زخم کھا کر تیغ ابرو کا لیا بوسہ
کیا وہ کام ہمنے جو کبھی ہوتا نہ رستم سے

بخوبی ہم مآل کار سے دونوں کے واقف ہیں
خوشی سے غم ہمیں ہوتا ہی ہوتی ہی خوشی غم سے

وہ بیکس ہیں ہمیں دنیا نے چھوڑا ہم نے دنیا کو
نہ عالم ہمسے واقف ہی نہ ہم واقف ہیں عالم سے

ترنگ آئی کسی دن جوش مستی میں تو سن لینا
خم افلاطون سے چھینا جام ہمنے لے لیا جم سے

غم الفت جو پایا ہی مزے کیسے اٹھائے ہیں
ہمارے دل سے پوچھے قدر اسکی یا کوئی ہم سے

محبت ہو نہ کیونکر قید میں زنجیر سے ہمکو
کہ اِسکو سلسلہ ہی کچھ ترے گیسوے پرخم سے

مقدر میں یہ لکھا تھا کہ لینے کے پڑے دینے
اگر میں وہ چاک خط انعام مانگے نامہ برہم سے

جسے تھی وصل سے نفرت اُسی نے پھر مرقد پر
چراغ اگر جلایا روغن بادام تو دام سے

ہوئی تقدیر اُلٹی جسقدر تدبیر کی صفدر
دوا سے درد دل چمکا اُٹھا یا داغ مرہم سے

قفس میں یا الٰہی ایسی ہو گویا زبان میری
کلیجا تھام لے صیاد سُنکر داستان میری

بہار آئی ہے میں دیوانہ نازک طبیعت ہوں
کہو گلچیں رگ گل سے بنائے بیڑیاں میری

لیا تھا خواب میں بوسہ کبھی لب ہائے شیریں کا
مزہ اُس روز سے بھولی نہیں اب تک زبان میری

گلوں کو توڑتا ہے شاخ گل کو قطع کرتا ہے
خدا سمجھے نہیں فریاد سنتا باغبان میری

یہ رویا ہوں خیال چشم میں اُس بحر خوبی کے
کہ رشک مردم آبی بنی ہیں پتلیان میری

نہ اُنکو ہوش اپنا ہے نہ مجھکو ہے خبر اپنی
عجب حالت ہے فرقت میں وہان اُنکی یہان میری

شگفتہ داغ دل رہتے ہیں آہِ شعلہ افشاں سے
ہرے گلشن کو تازہ رکھتی ہے باد خزان میری

سلیمانِ زمن ہیں اپنے وقت کا ہیں آصفِ عالم
پری رویوں کے منہ میں رہتی ہے شب بھر زبان میری

اس اندیشے سے رکھکر ہاتھ وہ سینے پہ سوتے ہیں
شب مہتاب میں دیکھے نہ کوئی چھاتیان میری

یہ کہنا وصل میں اُس حور وش کا یاد ہے صفدر
بڑھا دو طوق گردن کا اُتارو چولیان میری

بجھیگی جام سے کیا پیاس ای پیر مغان میری
صراحی کے دہن میں کاگ رکھدے زبان میری

یہ بیطاقت ہوئی ہی غم سے جان ناتوان میری
کہ میرے کان تک بھی اب نہین آتی فغان میری

کسی پر حال میرے غنچہ دل کا نہین افشا
صبا کچھ رفتہ رفتہ ہوگئی ہی رازدان میری

کڑی منزل ہی مقتل سامنا ہی تیغ قاتل کا
الٰہی آبرو رہجائے وقتِ امتحان میری

جو خط لائیگا بھی قاصد تو ہوگا غیر کا لکھا
نوشتہ انکا دیکھون ایسی قسمت ہی کہان میری

ہوا یون لب بلب تو کیا مزہ ہوتا اگر ہوتی
مرے منھ مین زبان تیری ترے منھ مین زبان میری

غبار قیس سے آئی صدا ناقے کو ٹھہرا لے
ٹھکانے خاک لگجائے ذرا اے ساربان میری

متاع دل لیے بیٹھا ہون بازار محبت مین
خریدار آگئے ہو تم تو چمک جائے دکان میری

بیان کرتا ہون اکثر وصف گلرویان جو اے صفدر
ہوئی ہی برگ گل سے بھی نازک زبان میری

وہ بت جلوہ آرا ہوا چاہتا ہی
خدا جانے اب کیا ہوا چاہتا ہی

تڑپ دل مین ہی دیدۂ شوق تر ہی
وہ بجلی یہ دریا ہوا چاہتا ہی

دکھا کر وہ تلوار کہتے ہین مجھ سے
خبر ہی تمھین کیا ہوا چاہتا ہی

وہ اٹکھیلی کی چال چلنے لگے ہین
کوئی فتنہ برپا ہوا چاہتا ہی

وہ رخسار پر ملنے والے ہین غازہ
یہ قرآن مطلا ہوا چاہتا ہی

مرے قتل کرنے کو آتا ہی قاتل
تمام آج قصہ ہوا چاہتا ہی

چھڑک دے نمک تو ہی اے شور بختی
مرا زخم اچھا ہوا چاہتا ہی

وہ بے پردہ کوٹھے پہ ہین آنیوالے
یہ خورشید ذرا ہوا چاہتا ہی

جنون تو سلامت ہین کیون پانون توڑ دن
مرا گھر ہی صحرا ہوا چاہتا ہی

مرے دلکو الفت ہین قطرہ نہ سمجھو
کہ یہ بڑھکے دریا ہوا چاہتا ہی

بہت تیز ہی آجکل تیر مژگان
کوئی دل نشانہ ہوا چاہتا ہی

چمک موتیون کی یہ کہتی ہی اُنسے
کہ جھمکا ثریا ہوا چاہتا ہی

بہت اِسکو اندا ہی پہلو مین میرے
یہ دل اب کسی کا ہوا چاہتا ہی

سحاب آگیا ہونگے اب مور رقصان
چمن مین تماشا ہوا چاہتا ہی

لیے سیر آتے ہین وہ بال کھولے
درختون کو سایہ ہوا چاہتا ہی

مرے گھر مین آمد ہی اُس رشک مہ کی
موافق ستارا ہوا چاہتا ہی

بلائین جو لین زلف کی ہنسکے بولے
کہ صفدر کو سودا ہوا چاہتا ہی

انکی رخصت کے شب وصل جو سامان ہونگے
صبح کے ساتھ ہی ہم چاک گریبان ہونگے

دو قدم ناز سے جسدم وہ خرامان ہونگے
فتنے اُٹھینگے نئے حشر کے سامان ہونگے

بزم ہو باغ ہو مسجد ہو صنم خانہ ہو
تو جہان ہوگا وہین سب ترے خواہان ہونگے

سونگھنے والے ہین جو لوگ تری زلفون کے
نکہت گل سے دماغ انکے پریشان ہونگے

تیغ و بازو کی صفت ایک جہان کرتا ہی
قتل کر کے مجھے وہ خاک پشیمان ہونگے

ایک ہم ہین کہ بجز غم نہین کچھ ہمکو نصیب
ایک وہ ہین کہ وہان عیش کے سامان ہونگے

سر پہ جسنے کہ لیا روز ازل عشق کا بوجھ
اور کوئی نہین وہ حضرت انسان ہونگے

اُنکی محفل مین گذر ہو گا جو اپنا صفدر
کبھی گریان کبھی خندان کبھی حیران ہونگے

اُٹھے لطف جبتک کہ طالع رسا تھے / ہم اُنپر تصدق وہ ہمپر فدا تھے
نہ تھا چین جبتک کہ اُنسے جدا تھے / وہ آزردہ ہم زندگی سے خفا تھے
نہ تھا عشق مین پاس اخفاے الفت / کہ نالے زبان پر مرے بے صدا تھے
یہ انداز یہ ناز کس دن تھے دلکش / یہ غمزے یہ عشوے کہان دلربا تھے
وہ بیگانے ہین ابتو بیگانے ہین سب / جو وہ آشنا تھے تو سب آشنا تھے
جُھکایا جو محراب شمشیر مین سر / ادا ہو گئے جتنے سجدے قضا تھے
نہ پوچھو جوانی مین پیری کا قصہ / وہ دن اور کچھ تھے وہ عالم جدا تھے
عدم مین کہینگے یہ ہستی سے جاکر / کہین کیا کہ کس رنج مین مبتلا تھے

تہ خاک کی سیر ہمنے جو صفدر
وہی مہر طلعت وہی مہ لقا تھے

مصاحب ان روز دن آئنہ ہے سنگار کا اُنکو مشغلا ہے
کبھی ہے سرمہ کبھی ہے مسی کبھی ہے غازہ کبھی حنا ہے
وہ طور ہے جلوہ گاہ تیری کہ جسکی تنویر جابجا ہے
وہی ہے خورشید آسمان پر زمین پہ تیرا جو نقش پا ہے
بہار آئی چمن مین ساقی کہ بادہ خواری کا دور آیا

کھڑی ہی ہو ساغر بدست نرگس درخت جو ہو وہ جھومتا ہی
گیا جو آغوش مین لحد کی گیا قیام اُسنے تا قیامت
یہان سے جاتا نہین مسافر عجیب دلچسپ یہ سرا ہی
گلی ہی اُس سنگدل کی محشر ہجوم فریادیون کا ہر سو
ہزار روؤ ہزار پیٹو کسی کو وان کون پوچھتا ہی
کھلے اگر دیدۂ حقیقت وہی ہی دریا وہی ہی قطرہ
حباب کچھ موج سے الگ ہی نہ موج گرداب سے جدا ہی
عجب گل داغ ہی جگر کا کہ اِسکو مطلب نہین خزان سے
عجیب سبزہ ہی زخم دل کا ہمیشہ بے آب یہ ہرا ہی
کٹی مصیبت جو نزع مین تھی کہ جان نکلی بدن سے لیکن
ابھی ہی خوف فشار تربت ابھی قیامت کا دغدغا ہی
لبون پر اُسنے جو ملکے مسی جمائی ہی پان کی بھی لالی
چمن مین گویا قریب سوسن یہ پھول لالے کا بھی کھلا ہی
نہین ہی کچھ ساتھیون کی پروا جو آگے جاتا ہی اُنکو جائین
کبھی تو ہم بھی پہونچ رہینگے کہ ہم غریبون کا بھی خدا ہی
وہ ہین لب بام جلوہ فرما کہان ہین موسی جو آکے دیکھین
وہی تو ہی طور کی تجلی وہی تو چارون طرف صبا ہی

دیا جو قاصد نے میرا نامہ تو اپنے منشی سے وہ یہ بولے
لفافہ کرتا ہی چاک ناحق کہ خط کا مطلب کھلا کھلا ہی

کیا ہی تیغ نگہ سے زخمی جو تم نے دل کو تو عین احسان
ضرور اسوقت ہی تبسم نمک بھی چھڑکو تو پھر مزا ہی

کیا ہی مقتول خود سر رہ ہجوم لاشے یہ ہی ہمارے
زہے تجاہل جو پھر کے آئے تو پوچھتے ہین کہو یہ کیا ہی

ہمارہی طرز اطاعت ایسی عتاب ظالم کا ہم سے ایسا
قدم پہ سر کاٹ کر جو رکھا کہا ہٹاؤ لہو بھرا ہی

یہ اُسکے آگے سے کھینچتا ہی وہ اُسکے آگے سے انجمن مین
غرض کہ آئینے کا بھی طوطی عجب حسینون مین بولتا ہی

جو ہمسے دلکو لیا ہی تمنے تو اسکو رہنے دو پاس اپنے
غریب اچھا ہو یا برا ہی مطیع فرمان تو آپ کا ہی

ہوے یہ دل لیکے مجھ سے منکر اگر کبھی مانگنے گیا مین
کہا یہ سب سے ڈھٹائی دیکھو یہ تہمتین طرفہ ماجرا ہی

ہمارے عشق و جنون سے نفرت نہین ہی کچھ قیس کو کہ کن کو
جو انکی شورش کی انتہا ہی وہ اپنی وحشت کی ابتدا ہی

رہائی اِن بیڑیون سے ہرگز نصیب ہوتی نہین کسی کو

محبت اُن گیسودن کی صفدر بری بلا ہی بُری بلا ہی

ظاہری کچھ لطف اُنکا چاہیے / دل لگانے کو سہارا چاہیے

خون میرا اور مرے دل کا کیا / خونبہا قاتل سے دوہرا چاہیے

چاہتا ہون مین تمھین تنہا تو کیا / تم مجھے چاہو تو پھر کیا چاہیے

جلوہ گاہ یار مین ہو بیچ تو ہین / آنکھین کیا دکھلائین دیکھا چاہیے

پوچھتے ہو کیا ہمارا حال دل / یہ تو اپنے دل سے پوچھا چاہیے

تاب سوز عشق کچھ آسان نہین / غم مین جلنے کو کلیجا چاہیے

جان یون دین ہم کہ جانان بھی کہے / عاشق جانباز ایسا چاہیے

اسلیے زہاد مین بیٹھا مین رند / ان بُرون مین کوئی اچھا چاہیے

لطف بوسے کا اُٹھانا ہی اگر / ناز بھی اُسکے اُٹھانا چاہیے

کب تلک باندھے کوئی دھیان آپکا / دھیان تم کو بھی کسی کا چاہیے

ملکے سو نازون نے مارا ہی مجھے / خون کا اب کس سے دعوا چاہیے

بیٹھے بیٹھے اُنکو یہ آیا خیال / بزم سے اُنکو اُٹھایا چاہیے

بزم مین بیٹھو ذرا غیرون سے دور / پاس کچھ تم کو ہمارا چاہیے

کل سے وہ صفدر ہین کچھ بگڑے ہوے / آج کیا ہوتا ہی دیکھا چاہیے

تعریف کیا ہو اُسکی رخ بے نقاب کی / خوشبو جو گل کی ہی تو چمک آفتاب کی

بجلی سے ہے یہ قول دل بیقرار کا
سیکھی ہے تو نے طرز مرے اضطراب کی

کب تک ہو صبر ظلم اٹھائیں کہان تلک
کچھ حد نہین رہی ستم بیحساب کی

برپا کرونگا حشر مین ایک اور حشر
صورت یہی رہی جو مرے اضطراب کی

عصیان ہمارے ہو گئے باہر حساب سے
دہشت نہین رہی ہمین روز حساب کی

مجکو لحاظ انکو حیا تھی شب وصال
حسرت نہ نکلی اس دل خانہ خراب کی

مشہور ہے جہان مین جو جو دھوین کا چاند
تصویر ہے وہ آپ کے حسن و شباب کی

سیماب گو سپند کو آتش پہ دیکھ لو
پوچھو نہ مجھ سے شرح مرے اضطراب کی

صفدر یہ کم نہین ہے شرف میرے واسطے
امت مین ہون جناب رسالت مآب کی

اس تبسم کی یاد آئی ہے
جب کلی کوئی مسکرائی ہے

دل پہ پھر بیخودی سی چھائی ہے
پھر طبیعت کسی پہ آئی ہے

جب نظر یار نے اٹھائی ہے
مین نے برچھی جگر پہ کھائی ہے

اے بتو حسن پر نہو نازان
چار دن کی یہ خود نمائی ہے

قصہ فرہاد کا سنا تو کہا
داستان یہ سنی سنائی ہے

سر پہ عاشق کے لائے ہین وہ بلا
مسی ہونٹھون پہ جب جمائی ہے

آفرین کیجئے اس مصور کو
جس نے صورت تری بنائی ہے

جب گرمی کی ہے سخت جانون سے
تیغ نے کیا ہی منہ کی کھائی ہے

دونون آنکھون نے مجکو لوٹ لیا
ناز کے غمزے کی دہائی ہی

کیون نہو وحشیونکو جوش جنون
رنگ پر پھر بہار آئی ہی

مژدہ صیاد مجکو دیتا ہی
کوئی دم مین تری رہائی ہی

ہم ادب سے وہ کہ نہین سکتے
بات جو اپنے دل مین آئی ہی

مجھ سے مجرم کو خلد مین بھیجا
واہ کیا شان کبریائی ہی

کچھ تو دل کو خوشی ہوا ی صیاد
جھوٹ کہدے کہ اب رہائی ہی

سچ ہی کیون ہمسے وہ ملینگے آپ
اور پر اب طبیعت آئی ہی

خط کا لکھتا ہی کب جواب وہ ترک
لاش قاصد کی وان سے آئی ہی

ہاتھ کھینچا وہ ناز سے بولے
دیکھو نازک مری کلائی ہی

کس ادا سے وہ کہتے ہین صفدر
اب نہ چھیڑو کہ نیند آئی ہی

نزع قفس اسیری کے صدمے اٹھا چکے
خوش ہون کہ دن بہار کے نزدیک آ چکے

گستاخ ہاتھ یار کے پردہ اٹھا چکے
دامن پہ چاک میرے گریبان کے آ چکے

نالونکو میرے حشر جو لانا تھا لا چکے
قلابے آسمان و زمین کے ملا چکے

آنے مین میرے گھر مین وہ اب کچھ نہین ہی دیر
کپڑے بدل چکے ہین سواری منگا چکے

لائینگے ملک دل پہ وہ شبخون یقین ہوا
ہاتھو نمین منہدی آنکھو نمین سرمہ لگا چکے

اب ہی یقین کہ ہم بھی ہون کشتو نمین سرخرو
قاتل ہمارے قتل کا بیڑا اٹھا چکے

کیا جانیے یہ دیدہ و دل لائین کیا بلا
سو سو مصیبتون مین تو ہم کو پھنسا چکے

بھیجا کبھی مرض مین خبر کو نہ آدمی
وہ بعد مرگ میرے جنازے پہ آ چکے

کٹواؤ میرے پانون کی بھی بیڑیان کہ تم
منت کے طوق اپنے گلے سے بڑھا چکے

حاصل ہوا نہ خاک ہمین مثل گردباد
راہ طلب مین سیکڑون چکر لگا چکے

آئے نہ آئے رحم انھین اختیار کیا
ہم درد دل کا حال مفصل سنا چکے

کھائینگے لاکھ زخم نہ موڑینگے منھ کبھی
کیا آزما رہے ہو جسے آزما چکے

ای مہر جفائے فلک اتنو کر کمی
جھونکے نشان تک بھی لحد کا مٹا چکے

ابتک وہی ہی حسن پرستی کا حوصلہ
دھوکا ہزار بار حسینون کا کھا چکے

کب تک تبون کے عشق مین مر مر کے ہم جیئین
جھگڑا یہ زندگی کا کہین ای خدا چکے

کافر ہون اب جو ہمکو نہ وعدے کا ہو یقین
اقرار کر چکے ہین قسم بھی وہ کھا چکے

لائے ہین تیغ جس مین نہین آب نام کو
تسکین ہوئی وہ پیاس ہماری بجھا چکے

ہو جاؤ صاف اتنی کدورت سے فائدہ
اب کیا ہی خاک مین تو مجھے تم ملا چکے

قسمت کی خوبی دیکھیے صفدر رکھی نہ آنکھ
ساتھی جو تھے سحر کو سرا سے وہ جا چکے

نارسا طالع ہمارے جب رسا ہو جائینگے
آج بیگانے جو ہین کل آشنا ہو جائینگے

بوسہ لیکر خال کا عاشق فدا ہو جائینگے
ایک دن حق نمک سے یہ ادا ہو جائینگے

سیر گلشن سے نہو مانع ہمین ای باغبان
خشک ہو کر پھول تیون سے سوا ہو جائینگے

چلکے صحرا جوشِ وحشت مین گریبان پھاڑ کے — ایک دن بیکار اپنے دست و پا ہوجائینگے
ہون وُہ دیوانہ جو آیا اُسکے گیسو کا خیال — جادۂ صحرا مجھے زنجیرِ پا ہوجائینگے
قیدیون کے چھوڑنے کو جب کسی نے عرض کی — بولے کیا جلدی ہی مر دو رہا ہوجائینگے
ضبط کرتا ہون فقط نالون کو اپنے اسلیے — درہم و برہم ابھی ارض و سما ہوجائینگے
اِس لبِ جان بخش کا آیا جو رونے مین خیال — دیدۂ تر چشمۂ آبِ بقا ہوجائینگے
دل مین آیا ہی کسی کے ابروے پرخم کا دھیان — آج ظاہر جوہرِ تیغِ قضا ہوجائینگے
دل حسینونکو دیا تھا کیا مجھے معلوم تھا — آشنا ہوکر وہ یون ناآشنا ہوجائینگے
فکر مضمونِ دہانِ یار اگر یون ہی رہی — ایک دن ہم راہیِ ملکِ فنا ہوجائینگے
فرقتِ جانان مین مرمٹنا گوارا ہی کسے — کرکے توبہ ہم بھی آخر پارسا ہوجائینگے
باغبان نازان نہو اتنا بہارِ باغ پر — گل چمن سے دیکھنا اکدن ہوا ہوجائینگے
پیچ و تابِ اُن گیسوؤن کا دلکو آیا تھا پسند — یہ نہ سمجھے تھے گرفتارِ بلا ہوجائینگے
ہجر کا احوال لکھونگا جو خط مین یار کو — حرف الفاظِ مرکب سے جدا ہوجائینگے
آج وحشت اُنکی آنکھونکو جو ہمسے ہی تو ہو — رفتہ رفتہ یہ ہرن بھی آشنا ہوجائینگے

گر یونہین اُس شوخ کے ہر روز نظارے رہے
حضرت صفدر بھی اکدن مبتلا ہوجائینگے

جو موج دریا مین دیکھتے ہین وہ رہنمائی رہِ عدم ہی
فلک کی ظاہر ہی بے ثباتی حباب آنکھونمین جامِ جم ہی

رہیگا کب تک یہ خواب غفلت کہ پیری آئی گئی جوانی
ذرا ہو بیدار سونے والو سحر ہی نزدیک رات کم ہی

ثواب لینا ہی جو وہ لے لو کسی کو دینا ہو جو وہ دے لو
بہت غنیمت تم اسکو سمجھو حیات باقی جو کوئی دم ہی

عجب دورنگی جہان مین دیکھی کوئی مسلمان کوئی ہی کافر
حرم مین ذکر صمو صمد ہی صنمکدے مین صنم صنم ہی

ملے گا دل خاک مین جو میرا غم محبت کہان رہیگا
نہین ہی مرنے کا رنج مجکو اگر الم ہی تو یہ الم ہی

تمام عالم کا حال ظاہر اسی سے ہوتا ہی روز ہم کو
ہمارے پہلو مین دل نہین ہی یہی حقیقت مین جام جم ہی

بلا کے محفل مین پاس اپنے جو مجھ سے ناچیز کو بٹھایا
تری توجہ ترا تلطف تری عنایت ترا کرم ہی

غضب ہی بسمل کی سخت جانی وہ تیغ بازو سے کہہ رہی ہی
کہان تلک وار اتبو دم لے نہ تجھ مین طاقت نہ مجھ مین دم ہی

وہ کھینچکر تیغ آچکے ہین نہین ہی وقت اضطراب کا یہ
تڑپ نہ اے دل ذرا ٹھہر جا جو رحم آیا انھین ستم ہی

جو دل جلانے پر آگیا جی تمیز کیسے حسین ہو کوئی

بنے جو پروانے ہم تو یکسان چراغ بتخانہ و حرم ہی
گجر موذن خروس کیا کیا ستاتے ہین مجکو وصل کی شب
صدائین کانون مین آرہی ہین کہ صبح ہوتی ہی رات کم ہی
جبین مصفا ہی رخ مصفا ہی دل مین البتہ کچھ کدورت
زبان بھی سچی ہی تم بھی سچے اگر ہی جھوٹی تو یہ قسم ہی
کچھ ایسی اُلجھی ہوئی ہین زلفین کہ جنکا دشوار ہی سُلجھنا
گرہ گرہ مین شکن شکن مین ہی پیچ پیچ مین خم مین خم ہی
نہ چین فکر معاش سے ہی نہ چین فکر معاد سے ہی
یہی ہین جھگڑے یہی بکھیڑے جہان کے جبتک کہ دم مین دم ہی
غنی ہی دل فقر مین بھی ایسا نہین مین دنیا کو کچھ سمجھتا
نہ اسکے آنے کی مجکو شادی نہ اسکے جانیکا مجکو غم ہی
رسول اکرم کے مرتبے سے جہان مین واقف ہی کون صفدر
تمام عالم سے ہی زیادہ فقط جو کم ہی خدا سے کم ہی

سچ ہی کہ صنم قابل آزار ہمین تھے
سب چاہنے والون مین گنہگار ہمین تھے
غیرون کو جگہ گھر مین ملی لطف و کرم سے
پڑ رہنے کے لائق پس دیوار ہمین تھے
گلگشت چمن ساتھ رقیبون کے ہمیشہ
زندان مصیبت کے سزاوار ہمین تھے
ملجاے وہ یوسف تو صبا اُس سے یہ کہنا
رسوائی کے قابل سر بازار ہمین تھے

پہچاننے والا جو عاشق کا تو تم سا — لائق تھے جفا کے کہ وفادار ہمیں تھے
اب ہم سے سوا غیر پہ ہے چشم عنایت — آگے تو نظر کردۂ سرکار ہمیں تھے
خلوت میں پہونچنے بھی پاتا تھا کوئی اور — ہمدرد ہمیں محرم اسرار ہمیں تھے
لیلی تھے اگر تم تو ہمیں آپکے مجنون — تم رشک مسیحا تھے تو بیمار ہمیں تھے
خلوتکدہ طور مکان تھا جو تمھارا — تھا کون وہاں طالب دیدار ہمیں تھے
آتا تھا نہ تم تک کوئی بے اذن ہمارے — سرکار کے دربار میں مختار ہمیں تھے
اللہ کی قدرت کہ پھرا کیسا زمانہ — یا غیر ہوے آپ کے یا یار ہمیں تھے
نزدیک ہیں سب آپکے ہم دور ہیں یون — کیا سبزۂ بیگانۂ گلزار ہمیں تھے
رونا تو ہے اسکا کہ ہوا غیر کا حصہ — جس لطف و عنایت کے سزاوار ہمیں تھے
اچھا نہ ملو ہم کو بھی پروا نہیں صاحب — ہلکے ہوے خاطر پہ اگر بار ہمیں تھے
مقتل میں تمھارے تو بہت جمع تھے عاشق — پر شوق سے مرنے کو تیار ہمیں تھے
وقت آئیگا کوئی تو بہت یاد کروگے — جانباز ہمیں مونس و غمخوار ہمیں تھے

کیون سیر کو وہ جانب گلشن گئے صفدر
داغون کی یہ کثرت تھی کہ گلزار ہمیں تھے

کچھ اعتبار نہیں تن میں جان رہے نہ رہے — روان چمن میں یہ آب روان رہے نہ رہے
بہار سبزہ و آب روان رہے نہ رہے — شراب پی لیں کہ پھر یہ سمان رہے نہ رہے
ابھی بہار ہے دھومین مچالے اے بلبل — خزان میں طاقت شور و فغان رہے نہ رہے

ہم تم سے کام ہمیشہ رہو سلامت تم
غرض نہین ہمین سارا جہان رہے نہ رہے

وہ مست ہین کہ رہے اپنی میکشی باقی
سبوے خاک خم آسمان رہے نہ رہے

شتاب جا کے نشانہ کہین ہو طائر دل
پھر اُسکے ہاتھ مین تیر و کمان رہے نہ رہے

تمھاری یاد نہ جائیگی میرے دل سے کبھی
تمھین خیال مرا جانجان رہے نہ رہے

چمک چمک کے گلستان مین برق آتی ہی
لرز رہے ہین طیور آشیان رہے نہ رہے

شراب آج ہی جی بھر کے شام تک پی لین
کہ کل عنایت پیر مغان رہے نہ رہے

ستا رہا ہی فلک دیکھیے کہ مرگ کے بعد
مزار کا بھی ہمارے نشان رہے نہ رہے

خبر خزان کی یہی ہی کہ سیر سے نہ ہو مانع
بہار پر یہ چمن باغبان رہے نہ رہے

حباب وار یہان زندگی ہی دم بھر کی
یہ دم رہے نہ رہے یہ مکان رہے نہ رہے

یہ میفروش ہی ڈراکا کہ میکشونکا ہجوم
مجھے یہ ڈر ہی کہ تیری دکان رہے نہ رہے

خدا کی حمد کرین نعت مصطفٰے صفدر
دہن مین دیکھیے گویا زبان رہے نہ رہے

جسوقت تصور مین تمھارے کمر آئی
ہستی مین مجھے راہ عدم کی نظر آئی

جب چودھوین کو چاند کی صورت نظر آئی
تصویر کسی کی مرے دل مین اُتر آئی

تمنے نگہ گرم سے دیکھا ہی مقرر
بیوجہ نہین آئنے کی آنکھ بھر آئی

اسوقت تو مے دینے مین ساقی نہ کمی کر
میخانے پہ کیسی ہی گھٹا جھوم کر آئی

دو پھول جو تربت پہ غریبون کے چڑھائے
کیا موج تجھے آج نسیم سحر آئی

وہ صبح شب وصل چلے گھر کو تو مین نے
باتون مین لگایا یہ انھین دوپہر آئی

مرغان قفس آج پھڑکتے ہین زیادہ
کیا فصل بہاری کی چمن سے خبر آئی

دل لیکے مکر جاے مجھی کو کہے جھوٹا
ممکن نہین ایسے سے کبھی عہدہ برآئی

اپنے دل افسردہ کو رویا مین چمن مین
پژمردہ کلی جب کوئی مجکو نظر آئی

دل چھینے لیے جاتے ہین وہ بس نہین چلتا
کیا قہر ہی ہوتی ہی یہ چیز اپنی پر آئی

شاید کہ پری ہی تری تصویر خیالی
جب قصد کیا شیشۂ دلمین اتر آئی

شاخ گل تر کو جو لچکتے ہوے دیکھا
گلشن مین مجھے یاد وہ نازک کمر آئی

ساقی مین وہ میخوار ہون میخانے مین تیرے
خالی جو ہوا شیشہ مری آنکھ بھر آئی

کیا جانیے کیا حال ہی یاران عدم کا
خط آیا کسی کا نہ کسی کی خبر آئی

حیرت سے خود آئینہ ہوے دیکھکے کیا تم
صورت کہو آئینے مین کسکی نظر آئی

سنتا ہون وہ گھبرا کے نکل آئے ہین گھر سے
یہ سچ ہی تو فریاد مری کام کر آئی

جان آگئی جب ساغر مے مین نے چڑھایا
کیا ہاتھ مجھے تیغ اجل کی سپر آئی

قاصد نے دیا لا کے مجھے یار کا نامہ
یا نکہت گل لیکے نسیم سحر آئی

اک تو ہی کہ ای بت نہ مسیحا نہ مسیحا
بالین پہ مرے خلق خدا نوحہ گر آئی

صفدر مرے رونیکی حقیقت کو نہ پوچھو
دریا ہی طبیعت جدھر آئی ادھر آئی

اب دلمین ظلم سہنے کی طاقت نہین رہی
وہ تم نہین رہے وہ محبت نہین رہی

اگلی سی آپ کی وہ محبت نہین رہی
کیسے تصور کیا کہ عنایت نہین رہی

بندے ہین تم بدل گئے یا ہم بدل گئے
کیا وجہ آپ کی جو وہ الفت نہین رہی

دنیا وہی زمین وہی آسمان وہی
پھر کیون حضور کی وہ طبیعت نہین رہی

تمکو تو سب طرح کی لیاقت خدا نے دی
سچ ہے ہمین ہین کوئی لیاقت نہین رہی

شکوہ نہین ہے آپ جو اب پوچھتے نہین
وہ شکل مٹ گئی وہ شباہت نہین رہی

وہ دن گئے کہ لاکھون اُٹھاتے تھے جھڑکیان
اب ناز بھی اُٹھانے کی طاقت نہین رہی

کیسا مزہ کہ ہمسے شکر رنجیان ہوئین
اب زندگی کی کوئی حلاوت نہین رہی

بولے وہ اُنسے شکوہ نہ آنیکا جب کیا
ہان سچ ہے اندنون ہمین فرصت نہین رہی

کی گفتگو جو یار نے ثابت ہوا دہن
یہ عقدہ بھی کھُلا کوئی وقعت نہین رہی

دل مجھ سے لے لیا ابھی منکر ہوے ابھی
اتنا بھی جھوٹ آپ کو غیرت نہین رہی

ایذا اُٹھائی ایسی شب ہجر یار مین
کچھ طول روز حشر کی دہشت نہین رہی

توبہ تو وقت نزع مناسب تھی کیا کرین
منھ مین زبان ہلانیکی طاقت نہین رہی

راہین ہین بند بیٹھے ہین پھر گلی گلی
اب اُنسے وصل کی کوئی صورت نہین رہی

دل کیا کہ اُنکو جان بھی صفدر نے نذر کی
شکر خدا کہ کوئی شکایت نہین رہی

مانند سحر چاک گریبان نہ کرینگے
رسوا تجھے ای مہر درخشان نہ کرینگے

روتے ہین پر چاک گریبان نہ کرینگے
ہم سینے کے داغون کو نمایان نہ کرینگے

گل پھولین تو چمن مین جو بہار آئے تو آئے
ای جوش جنون شوق سے لیچل سوے صحرا
ہندو و مسلمان کو رخ و زلف دکھاکر
پریون سے کہو درقی مین کیون آئین مرے پاس
اک بوسے کے طالب ہین عبث خوف ہے ہمکو
صیاد وہ پایا ہے مزہ پھنسکے قفس مین
بوسے کی طلب جب نہین کھوتے کیون بات
ہر وقت جھکاتا ہون مین سر تیغ کے نیچے
دیکھو نہ رلاؤ مجھے آنسو ہین یہ میرے
کیون دلگی نہین کہتے ہو تمنے تو کہا تھا
کہتا نہین اس ڈر سے مین اُس در کی بزرگی

ہم ہجر مین رخ سے گلستان نہ کرینگے
چھالے لگے خار مغیلان نہ کرینگے
کس روز وہ حیران و پریشان نہ کرینگے
لکھونگا تو کچھ عذر سلیمان نہ کرینگے
ہم اور کسی بات کا ارمان نہ کرینگے
منھ خواب مین بھی سوے گلستان کرینگے
اس بس کے کہینگے وہ نہین ہان کرینگے
تا چند وہ مشکل مری آسان نہ کرینگے
کہتا ہون نہ سمجھو کہ یہ طوفان نہ کرینگے
ہم تم سے کسی بات کو پنہان نہ کرینگے
سجدہ طرف کعبہ مسلمان نہ کرینگے

صفدر رہی سوے ملک عدم قافلہ راہی
پچھتائینگے چلنے کا جو سامان نہ کرینگے

صبح اُٹھکر کوچۂ جانان مین جایا چاہیے
سرمہ کہتا ہے بنا نقشہ جمایا چاہیے
کوچۂ جانان مین جاکر غل مچایا چاہیے
سرو پر قمری فدا ہے گل پہ بلبل باغ مین

جلوۂ خورشید آنکھونکو دکھایا چاہیے
قصد منہدی کا ہے کوئی رنگ لایا چاہیے
طالع خوابیدہ کو اپنے جگایا چاہیے
سرو گل اندام ہمکو بھی خدایا چاہیے

گرمی خورشید اگر ہوگی قیامت مین تو بد ۔۔۔ ڈر نہین سر پر ترے رحمت کا سایا چا...

صفحۂ ہستی پہ برسون بھی رہے تو کیا رہے ۔۔۔ نام اپنا آپ لکھ لکھکر مٹایا چاہیے

صبر و طاقت کو بھی ای دل آزمانا ہی ضرور ۔۔۔ ناز معشوقان عالم کے اٹھایا چاہیے

خواب مین ہمکو نظر آیا ہی وہ لیلی جمال ۔۔۔ چلکے چادر قبر مجنون پر چڑھایا چاہیے

دیکھکر محفل مین مجکو ہنسکے فرماتے ہین وہ ۔۔۔ شمع کے بدلے کسی کا دل جلایا چاہیے

مرتے دم تو دو دو بیٹا تم کفن کے واسطے ۔۔۔ آخری پوشاک بھی ہمکو پنہایا چاہیے

کاسہ گر بعد فنا بھی میکشی کا شوق ہی ۔۔۔ خاک سے میرے کوئی ساغر بنایا چاہیے

آج کی شب مجھ گدا کے گھر مین آیا ہی وہ مہر ۔۔۔ بوریے پر ماہ کی چادر بچھایا چاہیے

تا مرے گھر سے نجائے نیند آجائے اُسے ۔۔۔ کوئی افسانہ کوئی قصہ سنایا چاہیے

سبزۂ خط دیکھکر نکلی ہی میرے تن سے جان ۔۔۔ سبز چادر میری مرقد پر چڑھایا چاہیے

خوش خرامی کا چلن تجھ مین کہان کبک دری ۔۔۔ یار کی رفتار کا انداز اڑایا چاہیے

نرگس میگون دکھا کر مست زاہد کو کرو ۔۔۔ زاہد کے دامن مین بھی دھبا لگایا چاہیے

یہ تقاضا کون اٹھا جائے ہینگے دیر مین ۔۔۔ شیخ کہتا ہی کہ کعبے کا کرایا چاہیے

پھرتے پھرتے نہ ہمارے گھر مین بھی آئے کبھی ۔۔۔ کوچہ گردی کے چلن اُسکو سکھایا چاہیے

شہر مین بدنام ہوجاؤ گے تم صفدر ابھی
کوچۂ محبوب سے بستر اُٹھایا چاہیے

مصیبت مین دلکو پھنسا کر چلے ۔۔۔ ہم آئے تھے کیا کرنے کیا کر چلے

چمن سے وہ یون مسکرا کر چلے | کہ پھولون پہ بجلی گرا کر چلے
جب آئے وہ محشر بپا کر چلے | کہ خوابیدہ فتنے جگا کر چلے
ہزارون گریبان ہوے چاک چاک | وہ اسطرح دامن اُٹھا کر چلے
نہ بھولینگا رنج اُنکا ہنگام نزع | یہ کہنا کہ ہم سے دغا کر چلے
وہ دشمن ہین ہمتو ہین اُنکے دوست | سنین گالیان اور دعا کر چلے
ہوا اجر خطا کون ہم سے ثواب | جہان مین ہم آئے تو کیا کر چلے
شگفتہ ہوے اُنکے آنے سے گل | چمن مین وہ کار صبا کر چلے
نکلتی ہے دلسے کدورت مین آہ | ہوا جسطرح خاک اُڑا کر چلے
مرے قبر پر وہ جو آئے کبھی | کدورت سے ٹھوکر لگا کر چلے
چلا قیس یون تیرے وحشی کے ساتھ | سواری مین جسطرح چا کر چلے
اگر آئے گور غریبان مین وہ | تو تربت کے مردے جلا کر چلے
رہی جنبش لب دم فاتحہ | کہ اعجاز عیسی دکھا کر چلے
دوا اور دل کی کہان چندروز | تماشاے دارالشفا کر چلے

نہ رحم آئے یا آئے صفدر انہین
جو کچھ حال تھا ہم سنا کر چلے

جو ملے تمھین کہین راہ مین تو کہو یہ بات نسیم سے
کہ دماغ تازہ کرے مرا کسی گلبدن کے شمیم سے

ہر ریاض الفت و ربط مین مرا اسکا ساتھ قدیم سے
جو وہ کم نہین ہین شمیم سے تو مین کم نہین ہون نسیم سے

کبھی وصل اُسکا نصیب ہو کبھی ہم ہون اور حبیب ہو
یہی آرزو یہی مدعا یہی التجا ہر کریم سے

ترے برق حسن جو طور پر کبھی چمکے رخسے نقاب اُٹھے
تو یقین ہر پھر نہ نکل سکے ارنی زبان کلیم سے

جو رضا تری ہر وہی رضا مجھے اختیار رہی اسمین کیا
نہ خطر ہر نار جحیم سے نہ غرض ہر باغ نعیم سے

ترے دیکھنے سے ہر مدعا لب جانفزا کا ہون مبتلا
نہ ہر بحث مجکو مسیح سے نہ کلام مجکو کلیم سے

مرے درد کی ہر دوا عبث مرے واسطے ہر دعا عبث
کہین موت کا بھی علاج ہر کوئی جاکے پوچھے حکیم سے

نظر آئے شیشے مین دخت رز تو قدح کشونکو یقین ہوا
کہ خدا نے دہر مین بھیجدی کوئی حور باغ نعیم سے

جو نجات کی ہو طلب تجھے تو غریب بندون پہ کر کرم
کہ گدا جو خوش ہر کریم سے تو خدا بھی خوش ہر کر[illegible]

رہی طائر دل کی خبر کسے کہ پھنسا یا دانے نے دام مین

مری حرص تھی کہ چھڑا دیا مجھے ہمرہان قدیم سے
کہوں کیا میں صفدر خستہ جان سر نفع ہی نہ غم زیان
نہ طلب ہی مجکو بہشت کی نہ خطر ہی مجکو جحیم سے

میں آواز جرس ہوں قافلے میں وحشت دل سے
ٹھہرتے سب ہیں منزل پر میں بڑھجاتا ہوں منزل سے
نہ رکھ امید ضبط عشق کی عشاق کے دل سے
تڑپنے کا تحمل ہو نہیں سکتا ہی بسمل سے
برنگ شمع جب مہمان اہل بزم ہوتا ہوں
جلاتے ہیں بجھاتے ہیں اُٹھا دیتے ہیں محفل سے
کدورت انکو ہی مجھ سے نہیں ہی سامنا جبتک
ادھر آنکھیں ملیں اُنسے اُدھر دُھل گیا دل سے
نبھا دیتی ہی یہ زخموں کی بدھی جب لپٹتی ہی
گلے کا ہار ہونا کوئی سیکھے تیغ قاتل سے
پڑا ہی نقش پا کیطرح بیچین کیوں پس محمل
غبار آسا لپٹ جا دوڑ کر اے قیس محمل سے
مرے ہمراہ یہ بھی قید میں فریاد کرتی ہی
غم فرقت کی کڑیاں اُٹھ نہیں سکتیں سلاسل سے
تری فرقت میں میخانہ ہی یا مقتل ہی اے ساقی
نہیں کم گردن مینا گلوے مرغ بسمل سے
تعجب ہی کہ غنچہ کھل گیا شبنم سے گلشن میں
گرہ جو بھیگ جاتی ہی ذرا کھلتی ہی مشکل سے
وہ بحر حسن بیٹھا تھا تماشے کو ذرا آکر
لپٹ جاتی ہیں موجیں آجتک آ آ کے ساحل سے
شکست ایسی ترے مستوں کے ہاتھوں سے اٹھائی ہی
کہ توبہ بھاگتی ہی دور مینوشوں کی محفل سے
یہ سو سو بار کیوں اُٹھتا ہی یا رب ماجرا کیا ہی
خفا ہی دلربا کیطرح شاید درد بھی دل سے
مری الفت میں دونوں مبتلا ہیں دونکو ہی حیرانی
نہ دل کہتا ہی کچھ ہمسے نہ ہم کہتے ہیں کچھ دل سے
دم آخر ترا بسمل نہیں قاتل تڑپتا ہی
یہ خصلت ہو رہی ہی بیقراری تیرے بسمل سے

اگر مشکلکشا ہون حضرت مشکلکشا صفدر
تو ہو آسان سے آسان جو مشکل ہو مشکل سے

رنگ بدلے ہوئے وہ گلشن عالم مین رہے — خندۂ گل مین کبھی گریۂ شبنم مین رہے
سر ہوا تن سے جدا کب یہ خبر بھی نہ ہوئی — ہم تماشائے رخ قاتل عالم مین رہے
مرض عشق کا تھا آب دم تیغ علاج — ہم تلاش نفس عیسی مریم مین رہے
قرب ہمجنس کا ہمجنس کو ہوتا ہے پسند — پاس کیون آ کے نہ میرے دل پر غم مین رہے
نہ ہوئی جوش جنون مین کبھی اتنی بھی تمیز — دنکو ہم دھوپ مین رات کو شبنم مین رہے
داغ وہ داغ ہے جو سینۂ یعقوب مین ہو — اشک وہ اشک ہے جو دیدۂ آدم مین رہے
کبھی بیہوش کبھی ہوش مین رہتا ہے یہ دل — اسی عالم مین رہے یا اسی عالم مین رہے
رات دن اُٹھتے چلے جاتے ہین احباب عزیز — اے فلک روز کہان تک کوئی ماتم مین رہے
دل پر سوز کی قسمت کا ستارا چمکے — بنکے جگنو جو کسی شب تری محرم مین رہے
وہ بھی دن آئے کہ آئینۂ جانان ہو یہ دل — ہاتھ شانے کیطرح گیسوے پرخم مین رہے
تم سے مطلب ہے ہمین اور کسی سے کیا کام — رہین ہم تم نہ رہے یا کوئی عالم مین رہے
دخل پاؤن جو وہان حشر کو مین تر دامن — عالم اب یقین ہے کہ جہنم مین رہے
بیوفا تم سا جہان مین نہ وفادار کوئی — آپ ہی قتل کیا آپ ہی ماتم مین رہے
دل کی الجھن سے مرے پہلو مین جو دیکھی تو کہا — بھید وا آگے مرے گیسوے پرخم مین رہے
تر وہ دامن نہ گر اب فیض کی اے پیر مغان — گفتگو کی جگہ ہمت حاتم مین رہے

آپ مین بیخودی عشق سے آئے کب ہم
رہے عالم مین مگر اور ہی عالم مین رہے

غم عشق آئے تو رہنے کو ہین دو گھر صفدر
دل پُرغم مین رہے دیدۂ پُرنم مین رہے

زمین مین آکے چھپے جنکے ہم ستائے ہوئے
مزار پر ہین وہ اب فاتحے کو آئے ہوئے

تمام شب تو رہے ہمسے ہم بغل دم صبح
حیا سے بیٹھے ہین دامن مین مُنھ چھپائے ہوئے

وہ آتے ہین سر تربت تو ناز کہتا ہی
حضور خاک سے دامن ذرا اُٹھائے ہوئے

مقابلے مین مرے کیا رقیب ٹھہرینگے
ہزار بار یہ میرے ہین آزمائے ہوئے

طلب جو آئینہ ہوتا ہی دیکھیے لیکن
حضور ہمسے بھی آنکھین ذرا ملائے ہوئے

نہین ہی تو ہی جہان سے گذشتنی ای شمع
قضا کی ہم بھی تو بیٹھے ہین لو لگائے ہوئے

ملے جو راہ مین کل ہمکو حضرت زاہد
بغل مین شیشۂ مَی تھی تھے اک دبائے ہوئے

جو روز حشر پڑی عاشقونپہ اُسکی نظر
کہا کہان تھے یہ نکلے تھے مٹائے ہوئے

چمن مین پھول جو ہین سب زخمیون کی صورت
یہ کسکی تیغ ادا کے ہین زخم کھائے ہوئے

ستا نہ گردش لیل و نہار سے ہم کو
ہم اپنے دل کے ہین اے آسمان ستائے ہوئے

ہزار حیف کہ اب بھی نہ تو ہوا اپنا
جو اپنے تھے ترے ملنے سے سب پرائے ہوئے

جہان مجھے نظر آتا ہی اک پریخانہ
پری جمال جو آنکھون مین ہین سمائے ہوئے

ڈرینگے تیرگی گور سے وہ کیا واعظ
شب فراق کے صدمے ہین جو اٹھائے ہوئے

کہان یہ چال بھی طاؤس و کبک کی آگے
تری خرام کے انداز ہین اُڑائے ہوئے

کبھی تو جھانک کے غرفے سے دیکھو کوچے کو
غریب بیٹھے ہین کچھ چادرین بچھائے ہوے

وہ تیرہ روز ہون میرے سیاہ خانے مین
چراغ دونون ہین شمس و قمر بجھائے ہوے

کسی کے سنگ جفا سے ہی چور شیشۂ دل
نہ پوچھو حال کہ صفدر رہین چوٹ کھائے ہوے

رکے وہ نہ ہمکو برا کہتے کہتے
ہوا خشک منہ یان بجا کہتے کہتے

جواب ایک بھی اُنسے سیدھا نہ پایا
زبان تھک گئی مدعا کہتے کہتے

بہت چل چکی تیغ ناز اب ٹھہر جا
قضا تھک گئی مرحبا کہتے کہتے

نہ کانونکو مہلت نہ ہونٹھونکو فرصت
برا سنتے سنتے بھلا کہتے کہتے

جو تھا خوف ہمکو بتونکی گلی مین
گئے یا خدا یا خدا کہتے کہتے

غضب ہی کہ دین گالیان آکے منہ پر
جو وہ پیٹھ پیچھے برا کہتے کہتے

رقیب آگیا ناحق اسوقت یارب
وہ چپ ہو رہے ماجرا کہتے کہتے

اثر دیکھنا پھنس گئے کس بلا مین
ہم ان گیسوونکو بلا کہتے کہتے

سنا کر انھین حال دل بوسہ مانگا
یہ بہکی زبان ماجرا کہتے کہتے

فسانہ مرے غم کا تھا طول ایسا
ہوا ختم روز جزا کہتے کہتے

دکھاؤ جو تم آنکھ ڈر سے برہمن
لگے پڑھنے قرآن کتھا کہتے کہتے

نہ سمجھا یہ دل دُرد و صاف زمانہ
تھکے ہمتو خذ ما صفا کہتے کہتے

یہی آرزو اپنے دل مین ہی صفدر
کہ دم نکلے یا مصطفیٰ کہتے کہتے

صفدر کبھی رخ جانب دنیا نہ کرینگے
گلزار فدو نگر کا تماشا نہ کرینگے

مرجائینگے پر شکوۂ بیجا نہ کرینگے
آزردگی یار گوارا نہ کرینگے

کس روز ثنائے رخ زیبا نہ کرینگے
کس شب صفت زلف چلیپا نہ کرینگے

جو درد مین لذت ہی کہان ہی وہ دوا مین
منت کشی حضرت عیسیٰ نہ کرینگے

آب دم شمشیر کا مشتاق گلا ہی
ہم پیاس مین منھ جانب دریا نہ کرینگے

بھیجے گا اگر بہر طلب حور کو رضوان
اس کوچے سے جنت کا ارادا نہ کرینگے

عریان بدنی اپنی جتاتا ہی جو ہم کو
لکھینگے خط اُنکو تو لفافا نہ کرینگے

سودائی ہین پر چاک گریبان سے ہی نفرت
ہم فاش جنون کا کبھی پردا نہ کرینگے

قبرون پہ جو تم آؤ گے یون فاتحہ پڑھنے
مردے کبھی جینے کی تمنا نہ کرینگے

منہ دیکھین ہم اور غیرونکو دو سوا غمزے تم
یہ ننگ کسی طرح گوارا نہ کرینگے

دل شوق سے لو ہمسے یہ ہی مال تمھارا
کھاتے ہین قسم ہم کبھی دعوا نہ کرینگے

دشوار حفاظت ہی شرارت سے بتون کی
کیا کیا نہ کیے شر ابھی کیا کیا نہ کرینگے

غیرونکو جلانے کو مرے وہ مرے آگے
اچھا جو کہینگے تو کچھ اچھا نہ کرینگے

تن پر تھا جو سر ہمنے دیا تیغ کے نیچے
فارغ ہوے اب تو وہ تقاضا نہ کرینگے

جا بیٹھین گے اغیار کے پہلو مین وہ اُٹھکر
کچھ پاس سر بزم ہمارا نہ کرینگے

بیوجہ نہین بام پہ چڑھکر یہ اُترنا / کس کسکے وہ دل کو تہ و بالا نہ کرینگے

ہم آپ ہی صحبت مین نہین آنیکے قابل / دربان سے ترے شکوۂ بیجا نہ کرینگے

مرجائینگے ہم درد کی لذت مین تڑپکر / ٹھانی ہی یہ دل مین کہ مداوا نہ کرینگے

رسوائی محبوب نہین شان محبت / ایسا نہ کرینگے کبھی ایسا نہ کرینگے

مستِ مے الفت ہین ہمین مے سے ہی کیا کام
صفدر طلب ساغر و مینا نہ کرینگے

آنکھون مین ادا بھرتی ہی ہربار کسی کی / دل چھینے لیے جاتی ہی رفتار کسی کی

تڑپاتی ہی بجلی کو بھی رفتار کسی کی / چمکی ہوئی ان روزون ہی تلوار کسی کی

غنچہ بھی جو گلگشت چمن مین کوئی چٹکا / یاد آگئی وہ شوخیِ گفتار کسی کی

سوتون کو جگا دیتا ہی ٹھکرا کے وہ چلنا / مردون کو جلا دیتی ہی رفتار کسی کی

پھر باغ مین آتا ہی کوئی رشک مسیحا / مشتاق ہی پھر نرگس بیمار کسی کی

خون شہدا رنگ دکھائیگا مقرر / پوشاک رنگی جاتی ہی گلنار کسی کی

اُٹھونگا نہ مین شور قیامت سے بھی جبتک / سن لونگا نہ پازیب کی جھنکار کسی کی

قاضی ہو کہ زاہد ہو کہ واعظ ہو کوئی ہو / کچھ اصل سبب سمجھتے نہین میخوار کسی کی

جلاد رگڑتا ہی جو خنجر کو گلے پر / یاد آتی ہی رہ رہ کے وہ تکرار کسی کی

پھولون کی طرح ناز کرے باد بہاری / جائے جو سواری سوے گلزار کسی کی

کہدے کوئی قاتل سے کہ منہ ڈھکلے / اک لاش پڑی ہی پس دیوار کسی کی

وان غیر کے گھر عیش مین ہوگا کوئی مصروف
یان کٹتی ہے حسرت مین شب تار کسی کی

کس ناز سے گلزار مین ہین آج خرامان
سیکھی ہے چکورون نے بھی رفتار کسی کی

عورون مین تو آیا ہون مگر یاد ہے صفدر
وہ ناز وہ انداز وہ گفتار کسی کی

ہاے یہ کیا طلسم ہے دید بھی ہے حجاب بھی
منھ بھی دکھا رہے ہین وہ چہرہ پہ ہے نقاب بھی

نور و ضیا مین ہے مثل ماہ بھی آفتاب بھی
چہرۂ صاف کا ترے پر ہے کہین جواب بھی

یاری بخت چاہیے بزم طرب مین کیا نہین
سیخ پہ ہے کباب بھی شیشے مین ہے شراب بھی

پانون پہ مین جو گر پڑا بزم مین ہنسکے یہ کہا
تیر ہے ہوش مین کدھر کچھ ہے تجھے حجاب بھی

وصل تو یار سے ہوا وجہ مگر ہے اسکی کیا
آنکھو مین اشک ہین وہی دلکو ہے اضطراب بھی

انکو صبا یہ دے پیام آپ کا انتظار ہے
باغ بھی ہے شراب بھی سبزہ بھی ہے سحاب بھی

بحر جہان کی دیکھ لین سیر ذرا ہم اے فلک
وقفہ عمر اگر ملے کچھ صفت حباب بھی

بیٹھے ہی مر جھک گیا نام خدا یہ روے یار
ماہ بھی جس سے ہے خجل منفعل آفتاب بھی

دیکھ کے پیر مدرسہ ہم کو یہ محو ہو گیا
ہاتھ سے گر پڑا قلم طاق پہ ہے کتاب بھی

ہاے گئی وہ کم سنی آئی تمیز کچھ انھین
اب نہین دیتے وہ کبھی بوسہ علی الحساب بھی

اہل وطن کا کب خیال طول سفر مین ہے ہمین
اب کبھی دیکھتے نہین آنکھو میان خواب بھی

گر کسی بات کا جواب مین نے دیا کہا کہ واہ
شکر خداے پاک کا اٹھنے ہو جناب بھی

ہو کے خفا جو مین چلا بزم سے اسکے یون کہا
جائیے جلد جائیے یان سے کٹے عذاب بھی

وصل کی رات تو ہوئی آج یہ عاجزی ای خدا
صبح عدم مین چھپ رہے نکلے نہ آفتاب بھی

صفدر رأسے ہوا اذرا وقفہ نہ باغ دہر مین
موج نسیم صبح تھا کیا گذر آن شباب بھی

دل سے اُس گل کے آرزو نہ گئی
مرتے مرتے یہ خو یہ بو نہ گئی

کجی طبع ماہرو نہ گئی
راستی نام کو بھی چھو نہ گئی

روح تن سے جدا ہوئی لیکن
حسرت وصل دل سے تو نہ گئی

رعب قاتل سے خون تھا جو سفید
حیف وہ تیغ سرخرو نہ گئی

کب نہ اچھو بغیر یار رہوا
بوند بھر مری تہ گلو نہ گئی

باتین ٹیڑھی ہمیشہ کین اُسنے
کج ادائی کی دلسے خو نہ گئی

کب نہ کی چار حد مین اُسکی تلاش
کب نظر اپنی چار سو نہ گئی

نیچی نظرین ہمیشہ اُنکی رہین
کبھی شرم وحیا کی خو نہ گئی

خم کے خم پی گئے مگر دل سے
خواہش ساغر وسبو نہ گئی

مُنھ مین آتا ہی جو وہ کہتے ہین
بد زبانی کی ہاے خو نہ گئی

شوق وحدت نے کی کمی کس دن
آہ کب تا مقام ہو نہ گئی

ہم بغل مین ہوا اُٹھا کس گل سے
عطر کی پیرہن سے بو نہ گئی

مر کے غزلت نشین رہا مین فقیر
خاک اُڑ اُڑ کے کو بکو نہ گئی

ہر چمن مین پھرے برنگ نسیم
لالہ رویون کی جستجو نہ گئی

داغ اُٹھایا کیے یہ لیکن
نہ بجھی پیاس تیغ قاتل کی
واہ رے شوق تیغ قاتل تک
نزع مین وصل کا خیال رہا
تیری چوٹی سے ہار جو لپٹا
رہی اُجلی قبائے عریانی
میری آنکھون سے سامنا کرکے

ہہ جبینون کی آرزو نہ گئی
پی کے جب تک مرا لہو نہ گئی
کھنچ کے کس دن رگ گلو نہ گئی
مرتے مرتے یہ آرزو نہ گئی
سالہا سال اُسکی بو نہ گئی
ایک دن بہر شست و شو نہ گئی
ابر تر کی کب آبرو نہ گئی

اور سب خواہشین گئین صفدر
نہ گئی اُسکی آرزو نہ گئی

مرتے رہے ہم لی نہ خبر آکے کسی نے
زیبا ہی لپس مرگ جو ہو طور پہ مدفن
دل مردہ ہی پہلو مین مرے کوئی نہ سمجھا
یہ ضعف مرض ہی کہ اُسے صور مین سمجھا
افتادہ سر راہ رہی لاش ہماری
شیشہ دل نازک کا جو سو ٹکڑے ہوا ہی
صد شکر کہ اب دور ہوئی دل کی کدورت
دیدار کی امید کسی دن نہ بر آئی

مارا دل مجروح کو تڑپا کے کسی نے
مارا مجھے دیدار سے ترسا کے کسی نے
پرسا بھی کسی دن نہ دیا آکے کسی نے
بالین پہ کہی بات جو چلا کے کسی نے
زندہ نہ کیا پانون سے ٹھکرا کے کسی نے
پھینکا اِسے کیا سنگ پہ جھنجھلا کے کسی نے
پاس اپنے بٹھایا ہمین بلوا کے کسی نے
کیا کیا نہ تھکایا ہمین دوڑا کے کسی نے

لائینگے کسی روز وہ تشریف ادھر بھی
اتنا بھی تو مژدہ نہ دیا آ کے کسی نے

ماہ ایک طرف مہر کو بھی دل سے اُتارا
غازے سے رخ صاف کو چمکا کے کسی نے

کیا صاحب غیرت تھے ترے کشتۂ الفت
احسان اُٹھائے نہ مسیحا کے کسی نے

کیا کہیے کہ کس دام مصیبت مین پھنسایا
دل کاکل پرپیچ مین الجھا کے کسی نے

یاران عدم بھی تھے عجب وعدہ فراموش
رکھا نہ ہمین یاد وہان جا کے کسی نے

آجائین جو اغیار تو کچھ مجھ سے نہ کہنا
چپکے سے کہا یون مجھے سمجھا کے کسی نے

ہرگز نہ اُٹھائی نظر آئینہ ہو دیکھا
محفل مین مجھے سامنے شرما کے کسی نے

دو روز بھی صفدر کسی صورت نہین بنتی
اِس درجہ بگاڑا اُنھین سمجھا کے کسی نے

ہر دل مین ہے آرزو تمھاری
ہر لب پہ ہے گفتگو تمھاری

بلبل کو ہے آرزو تمھاری
ہر گل مین بسی ہے بو تمھاری

یون زیر قدم نہ دل کو پیسو
پس جائے نہ آرزو تمھاری

بجلی جو چمک کے چھپ گئی یار
یاد آگئی مجھکو خو تمھاری

چلتی ہے زبان چھری کے مانند
کیا تیز ہے گفتگو تمھاری

کرتا ہو کسی سے کوئی باتین
سنتا ہون مین گفتگو تمھاری

ہر گل کو چمن مین ہمنے سونگھا
پائی نہ کسی مین بو تمھاری

مٹی مجھے دینے تم جو آتے
مٹ جاتی نہ آبرو تمھاری

دیکھا نہین ایک نے بھی تم کو — کیون دھوم ہی چارسو تمھاری

سلجھاتے ہین دلگی گتھیونکو — اُلجھی ہوئی گفتگو تمھاری

اُس تیغ کو بسملو نہ دیکھو — پھڑکے نہ رگِ گلو تمھاری

پھولون کو صبانے بھی نہ پوچھا — پھیلی جو چمن مین بو تمھاری

اُن دانتون سے موتیو نہ بجھو — گر جاے گی آبرو تمھاری

بوسہ جو لیا وہ ہنسکے بولے
صفدر یہ بُری ہی خو تمھاری

شمع کیطرح جلین رشک سے جلنے والے — اُنکی محفل سے نہین ہمتو نکلنے والے

جگر و دل ہین ترے ساتھ ہی چلنے والے — او مجھے ناز کی ٹھوکر سے کچلنے والے

تیغ لیکر جو وہ گھر سے ہین نکلنے والے — ہم بھی بے سر کیے ہرگز نہین ٹلنے والے

تیری فرقت مین ہزار آنکھ سے آنسو نکلین — اپنے دلسے نہین ارمان نکلنے والے

قافلے والو عدم جانے مین جلدی کیا ہی — اک ذرا ٹھہرو کہ ہم بھی تو ہین چلنے والے

چاہیے مین بھی چلون دیدۂ پرخون لیکر — خبر آئی ہی کہ منھدی ہین وہ ملنے والے

حال دل لاکھ کہون اُس سے وہ کب سنتا ہی — ایسے فقرے نہین عیار سے چلنے والے

سر جو دینے کو کہا ہی تو مقرر دین گے — قول سے ہم نہین او ترک بدلنے والے

ساتھ پروانے کے خاموش ہوئی شمع ستی — اُف زبان سے نہین کہتے جو ہین جلنے والے

شمع رو رکھتے ہین پتھر کا کلیجا ای دل — تیرے نالون سے نہین ہین یہ پگھلنے والے

گھر سے قاتل کے نکلنے کو سنین تو عاشق ۔ بہت آنکھون سے بہت سر سے ہین چلنے والے
چشم پوشی ہی دم تیغ مروت سے بعید ۔ دیکھتا جا ہمین او آنکھ بدلنے والے
صور پھونکا مرے نالون نے قیامت آئی ۔ مردے قبرون سے ہین دم بھر مین نکلنے والے
تیغ پر تیغ پڑی تن پہ تو کیا ہوتا ہی ۔ اپنے تیور نہین او ترک بدلنے والے
ذقن و عارض محبوب کے باندھون مضمون ۔ وہ کہون شعر جو ہون پھولنے پھلنے والے
چارہ گر روکے سے رکتے ہین کہین لخت جگر ۔ اشک بن بنکے نکلتے ہین نکلنے والے
نظر آیا کوئی معشوق جہان لوٹ گئے ۔ نہین دیکھے دل نادان سے مچلنے والے

منزل دہر مین وقفہ ہی تو اتنا صفدر
بھیڑ مین جیسے ٹھہر جاتے ہین چلنے والے

مرے دل کو ایسی ہی الفت کسی کی ۔ کہ آنکھون مین پھرتی ہی صورت کسی کی
حسین سیکڑون ہین زمانے مین لیکن ۔ ترے سامنے کیا حقیقت کسی کی
دیا ایک بوسہ وہ کہتے ہین اِسپر ۔ کبھی ایسی دیکھی ہی ہمت کسی کی
پڑے آنکھ کیونکر نہ شمس و قمر پر ۔ کہ ہر اِنمین کچھ کچھ شباہت کسی کی
مصیبت مین دیتا ہی کب ساتھ کوئی ۔ نہ کام آئے صاحب سلامت کسی کی
وہ مجھ تک نہ آئے گئے غیر کے گھر ۔ کسی کو لگی ہاتھ دولت کسی کی
اٹھائے جو کوہ غم ہجر تیرا ۔ مری طرح کیا ہی یہ طاقت کسی کی
ابھی جان دیتا مین فرقت مین لیکن ۔ کرون کیا نہین ہی اجازت کسی کی

ہمارا ہی پیر مغان پیر و مرشد
کریں کس لیے جا کے بیعت کسی کی

زر داغ سے کیوں نہ خوش ہو طبیعت
کہ منعم ہیں ہم بھی بدولت کسی کی

جسے وصل کہتے ہیں وہ زندگی ہے
اجل ہے زمانے میں فرقت کسی کی

ہوے ہیں وہ صبح شب وصل رخصت
خبر کیا جہان سے ہے رخصت کسی کی

جو دیکھا مجھے ہنسکے بولے کہ سچ ہے
ہوئی ہے نہ ہوگی یہ حالت کسی کی

وہ بولے یہ تھا کشتہ شوق میرا
جو دیکھی سر راہ تربت کسی کی

نہیں دل تمھارا جو قابو میں صفدر
مقرر ہے تم کو محبت کسی کی

روز وصال دل میں ہیں ارمان نئے نئے
اس گھر میں آج جمع ہیں مہمان نئے نئے

دیکھو جدھر ہیں گنج شہیدان نئے نئے
مقتل میں کیا کھلے ہیں گلستان نئے نئے

آئی بہار پھولوں نے بدلے ہیں پیرہن
دامن نئے نئے ہیں گریبان نئے نئے

شب بھر رہی جو یاد مجھے زلف یار کی
دیکھا کیا میں خواب پریشان نئے نئے

مدت ہوئی ہے ناز اٹھاتے ہوے مجھے
غمزے کرو نہ مجھ سے مری جان نئے نئے

گلشن سے لے چلا ہے یہ کہکر جنون مجھے
چل اب دکھائیں تجکو بیابان نئے نئے

مسی لبوں پہ آنکھوں میں سرمہ ہے یار کے
بربادیوں کے میرے ہیں سامان نئے نئے

ہے اپنے نوکروں سے بھی وہ شوخ بدگمان
ہر روز بدلے جاتے ہیں دربان نئے نئے

کاٹا کبھی جگر کبھی دل میں اتر گیا
چلتا ہے وار خنجر مژگان نئے نئے

ہی فصل گل ہرے نہون کیون داغہای دل
پھولے ہین باغ مین گل وریحان نئے نئے

حلقے نہین بناتے ہین ای دل وہ زلف مین
بنتے ہین تیرے واسطے زندان نئے نئے

ہی ایک دل ہزار طرح کے ہین داغ غم
غنچے مین ہین شگفتہ گلستان نئے نئے

تلوون مین تازہ تازہ نکل آئے آبلے
پیدا ہوے جو خار مغیلان نئے نئے

ہی ابتدائے عشق مین کیا سیر کا مزہ
وحشت نئی نئی ہی بیابان نئے نئے

دست جنون کا پاس ہی صفدر کو اسقدر
کرتا ہی روز نذر گریبان نئے نئے

جوانی مین بہار حسن صورت آہی جاتی ہی
ثمر جسوقت گدراتا ہی نکہت آہی جاتی ہی

شباب آیا ترقی پر تو بوسونکی اجازت دی
خدا دولت جو دیتا ہی تو ہمت آہی جاتی ہی

غضب کی چیز ہی یہ حسن انسان لاکھ بچتا ہی
مگر دل کھینچ ہی جاتا ہی طبیعت آہی جاتی ہی

ہزار اندوہ فرقت کو مین دلمین ضبط کرتا ہون
مگر پھر کچھ نہ کچھ لب پر شکایت آہی جاتی ہی

ہراسان ہو نہ ای دل اسقدر دوری منزل سے
بشر ہمت جو کرتا ہی تو طاقت آہی جاتی ہی

سمجھتے ہین کہ میرا عکس آئینہ دکھاتا ہی
مگر پھر انکے دلمین کچھ کدورت آہی جاتی ہی

تصور سے حسینون کے ہوا تن روح کی صورت
ریاضت سے طبیعت مین لطافت آہی جاتی ہی

یہ دیکھا ہی طبیعت کے حسین کتنے ہی ٹھنڈے ہون
ہوے دو چار جب عاشق شرارت آہی جاتی ہی

جب اسکی گرمیان صفدر نظر آتی ہین غیرون سے
بدن مین آگ لگتی ہی حرارت آہی جاتی ہی

آمد فصل گل ہوئی موسم ناؤنوش ہی | رند ہین اور اندنون خدمت مےفروش ہی
دل جو سیاہ ہی مرا فرط گنہ سے واعظو | طعن کی کچھ جگہ نہین کعبہ سیاہ پوش ہی
آبلے میرے پانون کے کانٹون سے ملکے دشت مین | روتے ہین پھوٹ پھوٹ کر طرفہ لہو کا جوش ہی
مدنظر جو قتل ہی دیر نہ کیجیے ذرا | روح بھی تن کو ہی گران سر بھی وبال دوش ہی
ہجر مین حشر ہی بپا حشر ہی کس حساب مین | صور بھی پھک چکا مگر دل کا وہی خروش ہی
مدنظر ہی ساقیا عالم بیخودی کی سیر | اور بھی کوئی جام دے کچھ ابھی مجھمین ہوش ہی
پھر نصیحت آئے ہین ناصح اگر تو یہ کہو | قصہ سنینگے اور دن آج تو درد گوش ہی
نشے کے ڈورے آنکھ مین منہدی ہی ہاتھ پانون مین | دیکھیے کون قتل ہو آج وہ سرخ پوش ہی
مرگ پہ میرے نالہ کش کوئی نہین جہان مین | شمع بھی میری قبر پر آئی ہی پر خموش ہی
بادہ کشی کا کام کیا پیتے ہین ہمتو خون دل | کہتے ہین اب بھی بدگمان یہ کوئی بادہ نوش ہی
ایک ہی جام وصل سے دونون طرف ہی بیخودی | اب تو نہ انکو ہوش ہی اور نہ مجکو ہوش ہی
پھر چمن پہ میکشی غیر کے ساتھ ہی وہان | اشک ٹپک رہے ہین یان قلزم غم کا جوش ہی

صفدر خستہ جان کی قدر آپکو چاہیے ضرور
ایک ہی جان نثار ہی ایک ہی سر فروش ہی

لگایا ہی دل اُسکی زلف رسا سے | اگر جان جائے تو جائے بلا سے
یہ ظاہر ہی ہر دم جرس کی صدا سے | بہت جلد ہی کوچ دار فنا سے
مرا حال سُنکر کہا کس ادا سے | مرے یا جیے کوئی میری بلا سے

تڑپ وصل مین ہجر سے بھی ہے دونی
مرا درد دل بڑھ گیا اس دوا سے

رسائی اگر عرش تک میری ہوتی
اسی بت کا سائل مین ہوتا خدا سے

کدورت نہین نام کو اپنے دل مین
بھرا ہے یہ ساغر شراب صفا سے

اُدھر آتی ہے اُسکے کوچے سے ہوکر
کچھ آج اور آتی ہے خوشبو صبا سے

لگاوٹ تری خوب مین جانتا ہون
مری جان لینگے یہ جھوٹے دلاسے

تماشا تھا وہ کو سنا اُسکا مجھ کو
شب وصل آنکھین چُرا کر حیا سے

ستم ہے حجاب اُنکا ہنگام بوسہ
نہین کہہ کے منہ پھیر لینا ادا سے

غضب ہے یہ بیماری عشق صفدر
نہ صحت دوا سے نہ حاصل دعا سے

برہمی زلف یار دیکھیے کب تک رہے
کشمکش جان زار دیکھیے کب تک رہے

کاوش مژگان یار دیکھیے کبتک رہے
آبلہ دل مین خار دیکھیے کبتک رہے

ہجر مین یہ خار دیکھیے کب تک رہے
سینہ ہمارا فگار دیکھیے کبتک رہے

تیزی دست جنون اور ترقی یہ ہے
پیرہن تار تار دیکھیے کبتک رہے

طوق گلوگیر سے تنگ ہین ہم قید مین
اپنے گلے کا یہ ہار دیکھیے کبتک رہے

ہمکو پھنسے آ گئے دام مین صیاد کے
باغ مین فصل بہار دیکھیے کبتک رہے

کرتے ہین ہر وقت وہ ہم پہ غضب کی نگاہ
تیر کلیجے کے پار دیکھیے کبتک رہے

گلشن عالم میں ہر گاہ خوشی گاہ رنج
دور خزان و بہار دیکھیے کبتک رہے

تیغ وہ کھینچیں کہیں سر ہو وبال بدن
دوش پر اپنے یہ بار دیکھیے کبتک رہے

خاک میں مل گئے انکی کدورت سے ہم
یار کے دلمیں غبار دیکھیے کبتک رہے

غیر سے ہو یار کو ربط بہت اندنون
پہلوے گل مین یہ خار دیکھیے کبتک رہے

سینے میں دم بھر قرار دلکو نہیں ہجر میں
یہ قلق و اضطرار دیکھیے کبتک رہے

جیتے ہیں پر تنگ ہیں تنگی عالم سے ہم
گور کا ہمپر فشار دیکھیے کبتک رہے

قالب خاکی سے روح اپنی نکلتی نہیں
گرد میں یہ شہسوار دیکھیے کبتک رہے

تا بہ نظر تک نہیں ہوگئیں آنکھیں سفید
روز کا یہ انتظار دیکھیے کبتک رہے

ڈوب چکا سب جہان پر ہے وہی جوش اشک
دیدۂ تر اشکبار دیکھیے کبتک رہے

انجمن یار تک اپنی رسائی نہیں
غیر کا وان اختیار دیکھیے کبتک رہے

حسن پہ مغرور ہیں اپنے وہ صفدر بہت
آئنہ انسے دو چار دیکھیے کبتک رہے

گل سے شبنم بنا دیا کس نے
ہنس رہا تھا رلا دیا کس نے

داغ الفت لگا دیا کس نے
نقش ہستی مٹا دیا کس نے

ایک عالم ہے آج کیوں بیہوش
رخ سے پردہ اٹھا دیا کس نے

در بدر ہم تباہ پھرتے ہیں
اپنے در سے اٹھا دیا کس نے

چشم میگون دکھا کے ایک نظر
جام الفت پلا دیا کس نے

دل تو پہلو مین وقت خواب تھا
پھر تڑپ کر جگا دیا کس نے

غش جو طاری ہی صورت موسیٰ
جلوہ اپنا دکھا دیا کس نے

رات جگنو کی طرح دلکو مرے
چٹکیون مین اڑا دیا کس نے

ماہ سے روے یار کہتا ہی
داغ تجھکو لگا دیا کس نے

شمع کی طرح جلکے خاک ہوے
دل ہمارا جلا دیا کس نے

صور سے کہتی ہی مری فریاد
تجھ کو سرمہ کھلا دیا کس نے

زلف تیری اگر نہین لیلی
مجھکو مجنون بنا دیا کس نے

دل جو چھالے کیطرح پھوٹ بہا
کس نے چھیڑا رلا دیا کس نے

دل دکھا انکی آنکھ بھر آئی
حال صفدر سنا دیا کس نے

نہین پروا کسی کو ہین جو گہرے زخم بسمل کے
خوشامد پیشہ لوٹے جو مزے ہین ہاتھ قاتل کے

گرین کٹ کٹکے سر عشاق کے قدمون پہ قاتل کے
نکلجائین ابھی معرکے مین حوصلے دل کے

ہوئی ہی کسکے اٹھ جانے سے محفل مجلس ماتم
گلے سے شمع کے روتے ہین پروانے جو مل مل کے

ہوا بیہوش مجنون دیکھتی ہی جلوۂ لیلی
پڑے غفلت کے پردے اٹھ گئے پردے جو محمل کے

حسینون مین اسے بیٹھے ہو دیکھا جو شب تمنے
نظر آئے ستارے گرد ہمکو ماہ کامل کے

غرور حسن سے اب ہی رنگ انکی صحبت کا
کدھر سے رہنے لگے جو بیٹھنے والے تھے محفل کے

قیامت [illegible]
[illegible]

ہمارے خون کے قطروں نے کیسے گل کھلائے ہین
بکھر جائینگے پھول گلچین کیطرح دامن مین قاتل کے

نہایت تنگ ہین دل مسکنون کے اس زمانے مین
جگہ پائین کہان اتنی کہ پھیلین ہاتھ سائل کے

ہوائے بے ثباتی چل رہی ہے کیا گلستان مین
ہزارون پھول مرجھا جاتے ہین بے فکر کھل کھل کے

اسی رستے پہ چلتے ہین جدھر دل راہ دیتا ہے
نہ بھٹکینگے کبھی پیرو ہین کیسے خضر منزل کے

ذرا بھی قید کی شدت سے گھبرائے نہین ہم تو
خدا جانے کہ کیسے بند ہین یہ آواز سلاسل کے

کوئی نقصان نہ تھا بہ رنج صبح نغمے مفت سنتا تھا
اجاڑے باغبان نے آشیانے کیون عنادل کے

خدا کے روبرو تا خون ناحق کی شہادت دے
اجل مقتول کی محشر مین آئی ساتھ قاتل کے

بہت نزدیک ہے ہم عاشقون سے کوچۂ جانان
تھکے مانند مسافر آگئے ہین پاس منزل کے

فراق یار مین کیسی رفاقت دل نے کی صفدر
وہی ہے آشنا جو کام آئے وقت مشکل کے

قرب حاصل ہو گیا پیر دیوانون سے مل کے
جنون تیری بدولت خوب نکلے حوصلے دل کے

وہان نہ جسم سے بوسے لیے شمشیر قاتل کے
جنون تیری بدولت خوب نکلے حوصلے دل کے

چمن مین سیر کی جا کر لگے دشت مین چلکے
جنون تیری بدولت خوب نکلے حوصلے دل کے

فضائے دشت وحشت دہ مزے خار مغیلان کے
جنون تیری بدولت خوب نکلے حوصلے دل کے

نہ پہونچے عقل بھی جس جا وہان پہونچا مین وحشت مین
جنون تیری بدولت خوب نکلے حوصلے دل کے

کبھی مجنون سے صحبت تھی کبھی فرہاد سے الفت
جنون تیری بدولت خوب نکلے حوصلے دل کے

بیابان کوہ صحرا شہر گلشن سب برابر تھے
جنون تیری بدولت خوب نکلے حوصلے دل کے

گلے مین طوق بیڑی پانوئین ہاتھونمین ہتھکڑ یان
جنون تیری بدولت خوب نکلے حوصلے دل کے

برنگ برق تڑپا ہون مثال رعد گرجا ہون
جنون تیری بدولت خوب نکلے حوصلے دل کے

پڑے تلوونمین چھالے اور چھالونمین چبھے کانٹے
جنون تیری بدولت خوب نکلے حوصلے دل کے

جو اپنے تھے وہ بیگانے ہوئے بیگانے تھے وہ اپنے
جنون تیری بدولت خوب نکلے حوصلے دل کے

تماشا دیکھتے تھے مہ جبین وحشت کے عالم مین
جنون تیری بدولت خوب نکلے حوصلے دل کے

نہ سر کا ہوش تھا ہمکو نہ پانونکی خبر مطلق
جنون تیری بدولت خوب نکلے حوصلے دل کے

عجب عالم تھا جسمین دیکھے زمین و آسمان یکسان
جنون تیری بدولت خوب نکلے حوصلے دل کے

ترنگین شورشین صفدر نئے کین وحشت مین کیا کیا کچھ
جنون تیری بدولت خوب نکلے حوصلے دل کے

بناوٹ کے ہین طور سارے تمھارے
بگڑ جائیگی اب ہمارے تمھارے

حسینو ہوا ہمکو افشان سے روشن
کہ چمکے ہوے ہین ستارے تمھارے

نہ ہے عشق ایسا نہ ہے حسن ایسا
جہان مین ہین شہرے ہمارے تمھارے

کہان لالہ و گل مین ہین رنگ ایسے
عجب گال ہین پیارے پیارے تمھارے

چلو زاہد و میکدے مین بھی اک دن
اگر راہ دین استخارے تمھارے

چڑھایا ہے اغیار کو تمنے سر پر
خدا انکو ویسے اتارے تمھارے

نہین کوئی واقف یہ دل جانتا ہے
کہ چھریان ہین اسکو اشارے تمھارے

بجا ہے جو رشک آئنے سے ہو مجکو
بسے ہین اسکی نظارے تمھارے

تماشا ہی لین غیر بوسے لبون کے
بھلا غیر کیا ہمسے آنکھین ملاتے
شکر رنجیان ہون ہمارے تمھارے
نہوتے جو اُنکو اشارے تمھارے

ادا سے شب وصل بولے بگڑ کر
بنے گی نہ صفدر ہمارے تمھارے

محفل سے تیرے او بت نا آشنا چلے
آئے تھے درد و رنج اُٹھانے اُٹھا چلے

جس روز سوئے ملک عدم قافلا چلے
چلنا ہو جسکو ساتھ ہمارے چلا چلے

کیونکر پیین نہ بادہ جو ٹھنڈی ہوا چلے
مستون کا ہو جو دور تو قاضی کی کیا چلے

اُس گل کو لائے آپ اُڑا کر ہوائے شوق
یارب چمن مین آج کچھ ایسی ہوا چلے

کہتا ہون جب مین چلتے ہو گلگشت باغ کو
کہتے ہین ہنسکے وہ کہ ہماری بلا چلے

آئی بہار اہل جنون پہنین بیڑیان
حداد کا بھی کام کہین یا خدا چلے

اے خضر میکدے مین بھی آب حیات ہے
ظلمات کیطرف کوئی میخوار کیا چلے

چالیس ہزار آتی ہون جسکو فریب کی
یارب کسی کی اُس بت کافر سے کیا چلے

درکار ہمسفر نہین کچھ راہ عشق مین
سایہ سے کہدو ساتھ سے میرے جدا چلے

کس طرح عاشقونکی نہ مٹی خراب ہو
بیگانگی کی راہ جو وہ آشنا چلے

تو نے کیا نہ وعدہ دیدار بھی وفا
محروم تیرے در سے ہم اے بیوفا چلے

مارا گیا رقابت خسرو سے کوہکن
مفلس کا اہل زر سے بھلا زور کیا چلے

کیا کیا گلے کرون کہ مین دیوانہ جب گیا
پتھر تری گلی مین صنم بارہا چلے

چاہے جو خیر جان کی تو پیر خانقاہ
اب جا میکدے کو ساتھ ہمارے چلا چلے

تیوری چڑھا کے کین جو نگاہیں بھی اُسنے تیز
خنجر جدا کلیجے پہ ناوک جدا چلے

گو قیس پیچھے ناقۂ لیلی کے تھک چکا
اب بھی کرے جو پانو کی طاقت وفا چلے

خرمائے لب سیب ذقن کا جواب ہے
کیا تازہ تازہ میوے ہین شکر خدا چلے

گل کیطرف سے پھر گئی بلبل کی آنکھ صاف
آئے جو وہ چمن مین نیا گل کھلا چلے

مثل حباب آتی ہی ہستی مین مٹ گئے
اِس بحر بے ثبات مین کیا آئے کیا چلے

مذکور غیر محفل جانان مین ہے غضب
ہان کچھ ہمارا ذکر چلے تو بجا چلے

نالون سے پھونک دینگے ابھی تیرے [illegible]
کہدو فلک سے چال تو ٹیڑھی ذرا چلے

بسمل ہوا مین ابرو و مژگان کے عشق مین
تیغ ستم چلے کبھی تیرِ جفا چلے

قد خمیدہ عالم پیری مین ہے کمان
بیٹھے ابھی ہدف پہ جو تیرِ دعا چلے

آکر تو خوش کیا تھا روانہ ہوئے تو یون
پھیرہ وہ ہم پہ درد و الم کا اٹھا چلے

اگلی بہار مین ہے عجب دورۂ شراب
مسجد سے میکدے کیطرف پارسا چلے

صفدر بتون کے بزم مین آنا نہ تھا تمھین
بیٹھے بٹھائے ظلم ہزارون اُٹھا چلے

لایا مکان سے طرف لامکان مجھے
پہونچا دیا ہے دل نے کہان سے کہان مجھے

رضوان بلا رہا ہے بہشت میہمان مجھے
اُس حور وش کا کوچہ ہے باغ جنان مجھے

رہبر ہے تو تو ایسی جگہ لیچل اے جنون
ڈھونڈھے زمین تلاش کرے آسمان مجھے

مجھے

مجمع ہی میرے گرد مین کچھ بو تیا نہین
کہنے کو مثل شمع ملی ہی زبان مجھے

کعبے کو کون جائے ہی دور دراز راہ
کافی ہے سجود ہی وہ آستان مجھے

عیش جہان سے کام نہ رنج جہان سے کام
ہی مثل سرو ایک بہار و خزان مجھے

اب کی تو ہر طرح شب فرقت گذر گئی
آیندہ اِس بلا سے خدا دے امان مجھے

مجھ نالہ کش کو چاہیے چھوڑین نہ راہرو
سمجھین یہ راہ مین جرس کاروان مجھے

رنج خزان ہی اب نہ خوشی ہی بہار کی
کنج قفس مین بھول گیا آشیان مجھے

جوش جنون مین کوئی تماشا نہین نہین
آتا ہی دیکھنے کو جو سارا جہان مجھے

دیکھیگا چشم کم سے کوئی کیا مری طرف
ضعف بدن نے میرے کیا ہی نہان مجھے

کیونکر خیال زلف سیہ سے نکل سکون
کیا کیا لپیٹتا ہی یہ پیچان دھوان مجھے

راتون کو تیرے کوچے مین آؤن تو خوف کیا
بھاتا ہی خوب ترا پاسبان مجھے

مسجد سے چھپ کے آئے تھے کل میکدہ مین شیخ
جھینپے بہت جو دیکھ لیا ناگہان مجھے

طالب کسی چمن کا کسی باغ کا نہین
دکھلا دے اُس گلی کی زمین آسمان مجھے

یہ ضعف ہی کہ طائر رنگ پریدہ ہون
درکار اِس چمن مین نہین آشیان مجھے

کچھ اور چاہتا نہین اتنی ہی التجا
مین جان جان کہون وہ کہین خستہ جان مجھے

کہتا ہون جب مین اُنسے کبھی آؤ میرے گھر
منہ پھیر کر وہ کہتے ہین فرصت کہان مجھے

شاگردی امیر کا صفدر یہ فیض ہی
اُستاد جانتے ہین سب اہل زبان مجھے

مرے مغزِ جان کو یہ تازگی ہوئی بوئے گیسوئے یار سے
کہ نہ سونگھون نکہتِ مشک بھی جو نسیم لائے تتار سے

جو شگفتہ گل ہین بہار سے وہی سوکھ جائینگے خار سے
نہین ایک بلبلِ زار سے یہ خبر سنی ہی ہزار سے

نہ کسی کو مجھ سے ہی ہمدمی نہ کسی سے مجھکو ہی آگہی
مین جدا ہون شہر و دیار سے مین الگ ہون اہلِ جوار سے

شبِ وصل طرفہ سمان بندھا نہ ادھر ادب نہ اُدھر حیا
مجھے دیکھتے تھے وہ ناز سے انھین دیکھتا تھا مین پیار سے

گلِ کاغذی ہون مین ای صبا کہ ہمیشہ رنگ ہی ایک سا
نہ کبھی خزان سے فسردہ ہون نہ شگفتہ ہون مین بہار سے

مین وہ سیل ہون کہ حباب بھی مرے ساتھ ساتھ روانہ ہی
دمِ سیر کوئی ضرر نہین مجھے پاے آبلہ دار سے

رخ و زلف کیسے نہان ہوے دل و دیدہ صرفِ فغان ہوئے
جو گلے تھے کم وہ کہان ہوے مرے دورِ لیل و نہار سے

مری آہ کی یہ ہوا چلی کہ پڑے بلا مین سب آدمی
یہ اُڑی ہی خاک کہ راہ مین بدن اٹ گئے ہین غبار سے

جو [illegible] ناز و ادا سے تھے ملے [illegible] خاک مین ملگئے

نہ خبر ہی زینت و زیب کی نہ ہی کام نقش و نگار سے

تہ قبر خاک بدن ہوے جو لباس تھے وہ کفن ہوے

وہ شکار تیر محن ہوے تھا جنھیں کہ شوق شکار سے

کہا اُسنے روکے کہ ہو بہو یہ وہی ہی صفدر مبتلا

پس مرگ بھی چلی آتی ہی جو صداے نالہ مزار سے

چارہ گر ہم بھی اُسی کے نازبردار ہمیں تھے

جبتلک تھا عشق کیسے شہرۂ بازار ہمیں تھے

یاد آیا ہی کہ ہم اُس شوخ کے یار ہمیں تھے

حشر میں اُن گیسوؤنکو دیکھکر کہدینگے صاف

قتل ہونیسے ہمیں کیا ہوگا انکھین تو نے صرف

شام سے ہمکو رہی اُس ابرو و مژگان کی یاد

وائے حسرت میری میت پر کوئی آتا نہیں

اب خزاں آئی تو مسجد میں بنے ہیں شیخ امام

رشک کیا ہمکو اگر عاشق تمھارے ہیں بہت

آزمائی تھی کبھی غیروں پہ بھی تیغ ستم

دیکھ تو گورِ غریبان کو پڑی ہی جن پہ خاک

کیا فقط عاشق تھے قیس و وامق و فرہاد و نل

عیسی معجز نما بھی جسکے بیمار ہمیں تھے

ہمتو کیا یوسف بھی اک اُسکے خریدار ہمیں تھے

دیکھتا تھا جھانک کر روزن جو دیوار ہمیں تھے

یہ جو ہیں وہ جال ہم انکے گرفتار ہمیں تھے

پھول جن کشتوں کے گل اے ترک گلزار ہمیں تھے

صبح تک شب کو دگرے تیر و تلوار ہمیں تھے

یو سمجھتے ہیں سبب یہ نہ و نمکین دیندار ہمیں تھے

جبتلک تھی فصل گل شامل یہ میخوار ہمیں تھے

مصر میں لاکھوں ہی یوسف کے خریدار ہمیں تھے

کیا ہمیں اے قاتل عالم گنہگار ہمیں تھے

جامہ زیب ہمیں تھے یا آئینہ رخسار ہمیں تھے

بڑھکے اِنسے ہم میں صف جو دوانِ جار ہمیں تھے

لڑکھڑاتے جب گئے ہم سامنے بولا وہ شوخ
آج کیون یہ مست ہین کل تک جو ہشیار نہین تھے

پھر گئی تجھ سے نظر اُس گل کی کیون اے گلفروش
میرے تار اشک بھی شاید ترے ہار نہین تھے

اب مہینون دخل بزم خاص مین ہوتا نہین
ایکدن ہم بھی تمہارے ناز بردار نہین تھے

راہ وحشت ناک الفت کی بڑی مشکل سے طے
سیکڑون گرتے دم ہزارون اژدہے غار نہین تھے

جھوٹے وعدے جھوٹی قسمونکا یقین کرتے تھے کب
وہ جو تھا مکار صفدر ہم بھی عیار نہین تھے

ہلچل ہی کیون جہان مین کیسا یہ زلزلا ہی
کیا بیقرار کوئی پہلو بدل رہا ہی

مستی مین حال عالم مجھ سے نہین چھپا ہی
جام شراب ساقی جام جہان نما ہی

دیوانگی مین حاجت مجکو مکان کی کیا ہی
ہر گرد باد صحرا اک قصر دلکشا ہی

پوچھو نہ حال میرا فرقت مین اُسکے کیا ہی
پہلو مین کوئی دلکو ہاتھون سے مل رہا ہی

دربار قرب حق مین عاشق پہونچ گئے ہین
میدان عشق سے جب آگے قدم بڑھا ہی

تلوارین مین لگاؤن قاتل کا ہی ارادہ
ہان ڈر کر لپٹ جا دل مجھ سے کہ رہا ہی

فرقت مین کس سے کہیے حال اضطراب دلکا
منہ تک مرے کلیجا آ آکے پھر گیا ہی

کوچے کا اُسکے ابتک ملتا نہین ٹھکانا
مین دل سے پوچھتا ہون دل مجھ سے پوچھتا ہی

جاتی ہی کوئی دلسے زلف سیہ کی الفت
ٹلتی نہین جو سر سے ہرگز یہ وہ بلا ہی

بیہوش برہ رو سب بازار مین پڑے ہین
غرفے سے تو نے شاید جلوا دکھا دیا ہی

کہتا ہی کوئی مجھ سا آفاق مین نہین ہی
جب صبح کو وہ اُٹھکر آئینہ دیکھتا ہی

دامان کوہ وصحرا ہوتے ہین پرزے پرزے
کچھ دلکی قدر سمجھو کلفت پہ تم نہ جاؤ
ہی خاک خون سے تر لاشے پڑے ہین ہر جا
شرم وحیا کے پہرے چارونطرف ہین بیٹھے
تم ہو ہزار سنکر مین خوب جانتا ہون

دست جنون کا اپنے ادنی یہ مشغلا ہی
تیغ اصیل ہی یہ بر زنگ آگیا ہی
کوچے کا اُسکے قاصد کافی یہی پتا ہی
پھر دلمین میرے کیونکر تیرا گذر رہا ہی
کل تمسے اور عدد سے عدہ وصال کا ہی

آتنا ہوا ہی صفدر اِس شاعری سے حاصل
ہندوستان مین شہرہ تیرا ابھی جا بجا ہی

سنی نہ تمنے الگ ہوکے گفتگو دلکی
بجا ہی سیر چمن کو جو روز جاتا ہون
جگہ ملی اسی مٹی مین اُسکو زانو پر
تڑپ رہا ہون مجھے کوے یار مین بسمل
تمھین نے کرکے عنایت اسے کیا گستاخ
خدا کا گھر ہی یہ کعبے کیطرح سے اے بت
نہ آسمان نہ زمین مین نشان ملتا ہی
کمال مین نے جو ظاہر کیا تو ہنسکے کہا
بیان نشانہ جگر دین وہ چین گیسو مین
مجمع کا ہی صور جو نالے کا خلق نالان ہی

تمام عمر برآئی نہ آرزو نہ دل کی
کہ کچھ تو آتی ہی غنچون سے مجکو بو دل کی
سوا ہو آئینے سے کیون نہ آرزو دل کی
ہمیشہ مجھ سے یہ رہتی ہی گفتگو دل کی
تمھین یہ کہتے ہو مجھ سے بری ہی خو دلکی
اگرچہ قدر نہو تیرے روبرو دل کی
کہان کرے کوئی اب جاکے جستجو دلکی
کردن سلام مین کہدے جو مجھ سے تو دلکی
خدا کرے کہ برآئے یہ آرزو دل کی
بپا ہی حشر شکایت ہی چار سو دل کی

شب وصال گلے ملکے مجھ سے کہتے ہین
کہو تو خوش ہوے اب نکلی آرزو دلکی

پڑے ہین الفت مژگان سے سیکڑون سوراخ
نہ جانتا تھا کہ یہ پھانس ہی عدو دلکی

جو ہاتھ آئے مجھے تیری تیغ کا پانی
تو زخم دھوؤن کرو ن اس سے شست و شو دلکی

کبھی یہ شرم سے رکھتے نہین قدم باہر
ہمارے دل ہی مین رہتی ہی آرزو دلکی

نہ نکلے گوشے سے جسطرح کوئی گوشہ نشین
اُسی طرح سے رہے دل مین آرزو دلکی

اسی نے مجکو کیا ہی تباہ ای صفدر
شکایتین کرون کس کسکی روبرو دلکی

جانا ہی جلد دہر سے سوے فنا مجھے
دو دن نہ رہنے دیگی یہ مہمانسرا مجھے

ای چرخ تنکے جلنے کے قابل تو مین نہ تھا
کیون زرد رو کیا صفت کہربا مجھے

ٹکڑے ہوا جگر جو سُنی آہ عندلیب
اللہ نے دیا دل درد آشنا مجھے

ہی شوق کوے یار مین تن مثل برگ کاہ
لیچل اُڑا کے تو ہی اُدھر ای ہوا مجھے

مستی مین گر حرم کو مین آیا تو غم نہین
ہشیار میکدے مین نہ لائے خدا مجھے

دم بھر ترے فراق مین جیتا نہ ای صنم
مرنے پہ اختیار جو دیتا خدا مجھے

نفرت ہوئی شراب سے یہ ہجر یار مین
تھا رند لوگ کہنے لگے پارسا مجھے

اب میری لاغری ہی مری زیست کا سبب
پانی نہین ہی ڈھونڈھ رہی ہی قضا مجھے

کاسے کو میرے تاج شہی کا دماغ ہو
سمجھے وہ شاہ حسن جو اپنا گدا مجھے

جلاد ایسے شوق سے کٹواؤن مین گلا
تو کیا زبان تیغ کہے مرحبا مجھے

فرط خوشی مین جامے سے باہر ہوا جنون	جب سے برہنگی کی ملی ہی قبا مجھے

صفدر قریب قافلہ مین بھی پہونچ گیا
کچھ کچھ سنائی دیتی ہی بانگ درا مجھے

پھرے سر بکف برسون قاتل کے پیچھے	لگے جان سے ہمتو اس دل کے پیچھے
قضا تیغ دونون اُسی کی طرف ہین	یہ بسمل کے آگے وہ بسمل کے پیچھے
ہوا تیز ناقہ تو گھبرائی لیلی	کہ مجنون کہین ہو نہ محمل کے پیچھے
خیال وخزان خوف صیاد و گلچین	ہزارون ہین جھگڑے عنادل کے پیچھے
ترقی پہ ہی حسن یوسف سے تیرا	مہ نو ہی تو ماہ کامل کے پیچھے
خدا دے جو توفیق کسب سعادت	غنی دوڑ کر آئین سائل کے پیچھے
دکھائے اگر جذب تاثیر الفت	تو دوڑتے پھرین گل عنادل کے پیچھے
نہ سمجھا ہی ناصح نہ سمجھے گا ای دل	پڑے کون اس مرد جاہل کے پیچھے
تمناؤن کے قصے ہین روزونکے جھگڑے	غضب کے بکھیڑے ہین عاقل کے پیچھے
بچے ہم جو ابرو سے بولے یہ گیسو	کہ ہین اور قاتل بھی قاتل کے پیچھے
کیا کفر منظور اسلام چھوڑا	نہ کیا کیا کیا مین نے اس دل کے پیچھے

ستم ہی جو تم کو گنے کوئی صفدر
فصاحت مین سحبان وائل کے پیچھے

دل اپنا ہر پری پیکر پہ بیتابانہ آتا ہی	جدھر آتا ہی آندھی کیطرح دیوانہ آتا ہی

ترا عاشق تری محفل مین بیتابانہ آتا ہی
کہ جیسے شمع کیجانب کوئی پروانہ آتا ہی

جہان محفل مین ذکر ساقی مستانہ آتا ہی
وہین دست سبو تھامے ہوئے پیمانہ آتا ہی

ہزارون حسرتین ہمراہ ہین لاکھون تمنائین
بڑے سامان سے تمپر دل دیوانہ آتا ہی

مقرر ہی کوئی محبوب اِس ہستی کے پردے مین
عدم سے جو ادھر آتا ہی بیتابانہ آتا ہی

نکلتا ہون سر بازار جب مین دھوم پڑتی ہی
پری رویو تماشے کو چلو دیوانہ آتا ہی

ترا رخ انجمن مین دیکھنے آتا ہی آئینہ
بلائین لینے تیری گیسوؤنکی شانہ آتا ہی

صراحی ہچکیان لیتی ہی شاید ہی خفا ساقی
بھرے آنکھوں مین آنسو بزم مین پیمانہ آتا ہی

رخ حیران دل صد چاک سے ہی اُنکی آرایش
بتون کی بزم مین یہ آئنہ یہ شانہ آتا ہی

جو وہ بیگانہ خو سیر چمن کو آنکلتا ہی
پسند طبع نازک سبزۂ بیگانہ آتا ہی

شہید ناز پر احسان کیا ہی تونے اے قاتل
سر اپنا نذر دینے کو پے شکرانہ آتا ہی

بجھا دیتا ہی دلمین سوچکر کچھ شمع محفل کو
اگر اُس شمع رو کی بزم مین پروانہ آتا ہی

نظر آتی ہی جب گردون پہ ماہ و مہر کی گردش
تو ہمکو یاد دور شیشہ و پیمانہ آتا ہی

کیا کرتی ہی شکوہ بسملون سے سخت جانی کا
زبان تیغ قاتل کو بھی افسانہ آتا ہی

دہ بیکشش ہین نہین چھٹتے قدم تک کے مرکر بھی
ہمارا کاسۂ سر بنکے یان پیمانہ آتا ہی

ہمارے درد دل نے کچھ تو دکھلایا اثر صفدر
برنگ اشک وہ بھی آج بیتابانہ آتا ہی

سرا [illegible] مجھکو نگار [illegible] سے
زمانہ چلا [illegible] فضل [illegible] سے

فقط زینت نہین شانے کو گیسو کی سیاہی سے
کیا تسخیر تمنے کشورِ دل خوش نگاہی سے

چلے تھے جانب بتخانہ ہم کعبہ مین آ نکلے
کہان انکا قصد تھا پہونچے کہان گم کردہ راہی سے

مطیع حسن ہین ہم ہو گدا زادہ کہ شہزادہ
فقیری سے نہ مطلب ہی نہ مقصد بادشاہی سے

جو لذت میکشونکو ہی وہ اہل زہد کیا جانین
نہین واقف مے صاف و کباب مرغ و ماہی سے

تمھارے بانکپن نے نوک رکھلی ہی کٹاری کی
کھُلے ہین جوہر تیغ ہلالی کجکلاہی سے

ہمارے دلکو ہی معلوم رتبہ اُسکے ابرو کا
رہین پردے مین کیا تلوار کے جوہر سپاہی سے

لرزتا کانپتا خورشید نکلا صبح گردون پر
ڈرا اس درجہ فرقت مین مرے گھر کی سیاہی سے

آلٰہی کیون نظر آتی نہین ہی منزل الفت
بہت نزدیک ہی سنتے ہین ہم اک ایک راہی سے

صفت خامے کو لکھنی ہی کسی بحر لطافت کی
خدا ہی کشتی دل اب جو بچ جائے تباہی سے

پڑے پرتو جو اُس کے حکایہ دریا مین بہار آئی
کہ گل پھولین برنگ شاخ گل ہر خار ماہی سے

جلو مین فوج طفلان ہے یہ ہی داغ جنون افسر
مری دیوانگی کچھ کم نہین ہی بادشاہی سے

شب وصلت چھری میرے گلے پر کیون نہ چلجائے
کہ جاگ اُٹھے وہ آواز خروس صبحگاہی سے

چھپائے کسطرح دلمین ترا داغ الم صفدر
خبر مشہور ہی یہ ماہ تک عالم مین ماہی سے

ہزارون صدمے سہا کرین گے کبھی نہ آہ و بکا کرینگے
وہ لاکھ ہم پر جفا کرینگے ہم اُسکے بدلے وفا کرین گے

ابھی ہو عہد شباب باقی نہین ہین ہم ایسے شیخ فانی
رہین گے صحبت مین گلرخون کے شراب گلگون پیا کرینگے
رہین گے اے دل اسیطرح سے ہمیشہ عشق و جنون کے چرچے
سرائے فانی مین ہم نہونگے یہی تماشے ہوا کرین گے
کبھی ہمارا ابھی مان کہنا نہین ہو لازم یہ ناز بیجا
نہ ایک بوسے پہ ہم کو ترسا خدا سے او بُت گلا کرینگے
جو جمع ہوتے ہین اہل مذہب تو مجکو حسرت سے کہتے ہین سب
جو یہ نہ ہوگا تو رند مشرب اسی کا چرچا کیا کرینگے
نماز و صوم و طواف کیسا اگر وہ کافر حرم مین آیا
تو شیخ صاحب کو دیکھ لینا کبھی نہ یاد خدا کرینگے
چمن مین بلبل چہک رہے ہین شگوفہ گل مہک رہے ہین
سرور مین ہم بہک رہے ہین نہ ہاتھ خم سے جدا کرینگے
بہت سی کی ہمنے سیر عالم بس اب ارادہ ہو یہ مصمم
گلی مین اُس بت کے بیٹھکر ہم ہمیشہ یاد خدا کرینگے
اُسے ہو کیا غم بروز محشر کہ جسکے صفدر علی ہون یاور
یہان بھی حامی رہے ہین اکثر وہان بھی جنت عطا کرینگے

ناز سے حسن راہ وہ دلبر چلے	آگے آگے فتنۂ محشر چلے

باغ مین ساقی ہی لطف میکشی
جب ہوا ٹھنڈی چلے ساغر چلے

ہجر مین آئی جو اُن پلکونکی یاد
کیسے کیسے حلق پر خنجر چلے

کیطرح ہی ابروے قاتل پہ بل
دیکھیے تلوار یہ کس پر چلے

تیرا دیوانہ جو آیا شہر مین
بیڑیان لے لیکے آہنگر چلے

ناگن اُسکی زلف ہی اُڑتی ہوئی
کیا فسونگر کا یہان منتر چلے

ہو گیا مرہم خیال خط سبز
زخم دل آلے جو تھے سب بھر چلے

پھر یہ نہ افلاک کا خرمن کہان
جب ہماری آہ کی صرصر چلے

کون دیتا ہی کسی کا مرکے ساتھ
لوگ مٹی دیکے ہمکو گھر چلے

عشق خط مین جان دی عشاق نے
خضر کے ہاتھون یہ رہرو مر چلے

وصف ابرو سے نہ باز آئی زبان
لاکے میرے حلق پر خنجر چلے

عمر بھر جلتے رہے ہم مثل شمع
نام اِس محفل مین روشن کر چلے

قبر صفدر پر چراغان ہو اگر
گردش تقدیر سے صرصر چلے

جب کہین پہلو سے وہ اٹھکر چلے
دل یہ تڑپا سینے مین ہم مر چلے

لاش میری دفن بھی ہونے نہ دی
قبر تک آکر وہ اپنے گھر چلے

مے پیو جب تک نہ نکلے آفتاب
بادہ خوارو رات بھر ساغر چلے

دست و پا مین سست ساقی بے شراب
کام چل جائے اگر ساغر چلے

شہر مین گذرا مین وحشی جسطرف / مجمع طفلان ہوا پتھر چلے
آکے بیٹھے بزم کو جنت کیا / جب اُٹھے برپا قیامت کر چلے
غم پیری مین جوانی کی کہان / تھک کے بیٹھے صبح کو شب بھر چلے
راہ لی ہمنے مکان سے گور کی / رہ چکے اِس گھر مین اب اُس گھر چلے
وقت آخر تو اُٹھا ہون کچھ مزہ / رک کے ای قاتل ذرا خنجر چلے
ہمکو ہستی و عدم کی کیا خبر / چار دن غربت مین رہکر مر چلے
پھر کیا قاتل نے زخمی جب سنا / زخم تن کچھ زخمیون کے بھر چلے

یا درکھو ہستی مین صفدر تو دل درد
جب تلک بس چل سکے ساغر چلے

تمھین ای بتو کوئی کیا جانتا ہی / بڑے سخت دل ہو خدا جانتا ہی
مرے درد کو کوئی کیا جانتا ہی / جو صدمہ ہی دل پر خدا جانتا ہی
وہی رمز مہر و وفا جانتا ہی / جو گالی کو تیرے دعا جانتا ہی
مجھے کیا غرض کوئی جانے نجانے / مرے دل کا وہ مدعا جانتا ہی
تجھے مین سمجھتا ہون جان دو عالم / خدا جانے تو مجکو کیا جانتا ہی
تمنا نہین وصل کی اُسکے دل کو / جو فرقت کا تیرے مزا جانتا ہی
ہوا ہون مین اسواسطے دلکا پیرو / کہ کوچے کا تیرے پتا جانتا ہی
مٹا ہی جو عشق دہان و کمر مین / وہی راہ ملک فنا جانتا ہی

خوشی ہی جو مجکو تو اتنی خوشی ہی	کہ وہ کچھ مجھے آشنا جانتا ہی
غنیمت سمجھ میرے دل کو فقط یہ	ترے ناز تیری ادا جانتا ہی
مین عاشق مین شیدا مین وحشی مین مجنون	وہ جو جانتا ہی بجا جانتا ہی
مرے آگے باتین بنائے نہ واعظ	جو مین جانتا ہون وہ کیا جانتا ہی
محبت کا کچھ جسکے دل کو مزہ ہی	وہ تیری جفا کو وفا جانتا ہی
مین اُس قاتل حیلہ گر کا ہون کشتہ	لہو کو جو رنگِ حنا جانتا ہی
وہی ہی حقیقت سے الفت کے واقف	ادا کو جو تیرے قضا جانتا ہی

وہ صفدر جو مدت سے شیدا ہی تیرا
خدا جانے تو اُسکو کیا جانتا ہی

بیوفا و بدگمان خط مین مرا القاب ہی	خط سے در گذرا مین اِس القاب کو آداب ہی
ہون مین وہ بسمل تڑپکر سب کو مضطر کردیا	تیغ اُدھر بیتاب ہی قاتل اِدھر بیتاب ہی
عمر گذری طالع خفتہ کو چونکاتے ہوے	آنکھ کھلتی ہی نہین یارب یہ کیسا خواب ہی
آنکھ سے جو اشک ٹپکا پھر وہ ہاتھ آتا نہین	اِس صدف مین جو گہر ہی گوہر نایاب ہی
راتدن پہلو مین اُسکو ایک سا ہی اضطراب	برق سے بڑھکر تڑپنے مین دل بیتاب ہی
دل غنی ہو تو نہین درکار کچھ سامان عیش	یان گلیم فقر فرش قاقم و سنجاب ہی
سیکڑون بسمل تڑپتے ہین نہین بجھتی ہی پیاس	آجکل شمشیر قاتل کسقدر بے آب ہی
موج ہی تیری کمر اُبھرے ہوے پستان حباب	قلزم خوبی شکم ہی ناف اک گرداب ہی

کیون نہ سجدہ اسکے آگے فرض ہو ہنگام قتل
خم تری تلوار کا قاتل نہین محراب ہی

ناتوان ہون ایک آنسو بھی ڈبو دیگا مجھے
قطرۂ شبنم بھی حق مین مورکے سیلاب ہی

نقد دل لیکر جفا کرتے ہین خوبان جہان
حسن کے بازار مین جنس وفا نایاب ہی

ہوشیار اے دل کہ دنیا ہی طلسم بے ثبات
آج جو کچھ دیکھتا ہی کل کہا یہ کچھ خواب ہی

کیون لگائی ہی کفن کی قید میت کے ساتھ
کیا عدم بھی شغل ہستی عالم اسباب ہی

شعر گوئی کی ہمین فرصت کہان صفدر مگر
دو گھڑی یہ مشغلہ بھی خاطر احباب ہی

عجب چال چلتے ہو عادت نئی ہی
یہ محشر نیا ہی قیامت نئی ہی

حسینو مین انکی طبیعت نئی ہی
وفا پر جفا یہ محبت نئی ہی

تکلف بھی اک روز جاتا رہیگا
ابھی انسے صاحب سلامت نئی ہی

حرم سے سوے بتکدہ آکے دیکھا
وہان سے یہان کچھ تو صورت نئی ہی

کبھی یاد گیسو کبھی یاد قامت
وہ تازہ بلا یہ قیامت نئی ہی

زمانے کی آئے نظر خود بصورت
تری شکل تیری شباہت نئی ہی

جو کی عرض مین نے کہ ہم بندہ ہین
کہا بات یہ فی الحقیقت نئی ہی

مرے گھر یہ جا جا کے الٹے پھر آنا
پھر الٹا تکدر کدورت نئی ہی

کبھی غیر دشنام بوسہ نہ دینا
سخی آپ ہین پر سخاوت نئی ہی

[illegible]
یہ دولت تمھاری بدولت نئی ہی

سخن فہم دیکھیں تو بیتیں غزل کی	پرانی زمین پر عمارت نئی ہی
نہ گھبراؤن شہر خموشاں مین کیونکہ	کہ بیگانے ہین لوگ صحبت نئی ہی
ترے خط عارض کو پڑھکر یہ سمجھے	معانی نئے ہین عبارت نئی ہی
قدیمی ہون مین قیدی دام گیسو	نہ سودا انیا ہی نہ وحشت نئی ہی

زمانے مین جیتے ہین سب دل لگاکر
تمھاری ہی صفدر محبت نئی ہی

پکھولا نہ اگر گل تن افگار سے کوئی	پھل پائیگا پھر کیا تری تلوار سے کوئی
اچھی نہین یہ چال سر گور غریبان	فتنہ نہ ہو برپا تری رفتار سے کوئی
قاصد کا پتا ہی نہ کبوتر کا نشان ہی	پھرتا ہی نہین کوچہ دلدار سے کوئی
بجلی ہو کہ سیماب ہو صرصر ہو کہ طوفان	کیا تڑپکے چلیگا تری تلوار سے کوئی
قربان دل ابرو پہ فدا جان مژہ پر	بسمل ہی کوئی تیر سے تلوار سے کوئی
کیا حال دل زار ہو اس چشم کو روشن	کہتا نہین بیمار کی بیمار سے کوئی
ہشیار ہوے مست اڑے زاہدون کے ہوش	بچکر نہ گیا خانۂ خمار سے کوئی
ہم دیکھتے ہین خواب مین وہ عارض سیمین	واقف نہین اس لذت دیدار سے کوئی
چلتی بھی ہی رکتی بھی ہی کھنچتی بھی ہی ہر دم	سیکھے نئی چالین تری تلوار سے کوئی
دل مجھ سے جھگڑتا ہی حسینوں کی طرف سے	کیا بات کرے ایسے طرفدار سے کوئی

جو چاہیے صفدر علی امداد کرینگے

محرم نہین حیدر کرار سے کوئی

نہ شمعون مین جلوہ نہ پھولون مین بو ہی
چمن مین بھی تو انجمن مین بھی تو ہی

دکھاؤ بھی منھ تا کجا لن ترانی
مین موسی نہین ہون یہ کیا گفتگو ہی

دیا ساتھ ای درد فرقت مین تو نے
برے وقت کا آشنا ایک تو ہی

ہوا یہ مرے دل مین خون تمنا
کہ ترک تمنا کی اب آرزو ہی

مرا دل تو یکتا تجھے جانتا ہی
مگر اس مین آئینے کو گفتگو ہی

نہ کھو اُسکے دندان سے ہو کر مقابل
ذرا سی تری ای گہر آبرو ہی

کہا بیہ ہن مین نے انکو تو بولے
زبان روکو صاحب یہ کیا گفتگو ہی

مین کیون شیخ و زاہد کے احسان اُٹھاؤن
مری دستگیری کو کافی سبو ہی

نہین ہی مے سرخ شیشے مین زاہد
بھرا میری توبہ کا اس مین لہو ہی

نہ چھوٹے لہو جسکا خنجر سے تیرے
شہیدون مین تیرے وہی سرخرو ہی

وہ کہتے ہین دکھلا کے دست حنائی
یہ منھدی نہین عاشقون کا لہو ہی

نہ کر دل کو پامال اس طرح ظالم
کہ مدت سے اسمین تری آرزو ہی

عیان رنگ وحدت ہی عالم مین صفدر
وہی ہی وہی ہی نہ مین ہون نہ تو ہی

کرم سمجھے جو اُس بت نے جفا کی
پھرا سیر ہم بُرے قدرت خدا کی

لکھی کیا مدح اُس زلف رسا کی
طبیعت ہم بھی رکھتے ہین بلا کی

تری فرقت مین چھوڑا دل نے بھی ساتھ — کہان اس بیمروت نے دغا کی
نہ ملیے میرے غم مین دست افسوس — کہ شوخی کم نہو رنگِ حنا کی
کبھی اُس گلبدن کی بو نہ لائی — شکایت کیجیے کس سے صبا کی
نمک قاتل نے چھڑکا زخم دل پر — ہمارے درد کی اچھی دوا کی
دل صد چاک کو سینے مین دیکھو — یہان بھی ہی زیارت کربلا کی
کیا پریون کو دو باتون مین تسخیر — عجب فتنہ ہی یہ انسان خاکی
کیا احسان نہ کب احسان کے بدلے — مزاج اُسنے اگر پوچھا دعا کی
خوشی سے بھاگتا ہی صورت غم — عجب خو ہی دل دردآشنا کی
غبار دل جو باقی تھا پس مرگ — ہماری خاک سے آندھی اُٹھا کے
کب آیا وان سے خط لیکر کبوتر — خبر جھوٹی بہت ایسی اُڑا کی

کرون تعریف کیا مین اُسکی صفدر
وہ اک تصویر ہی ناز و ادا کی

تری آنکھ اے بتِ نازنین مری بیخودی سے بھری رہی
کوئی ہوشیار نہ چھوڑیے اِسی تاک مین یہ پری رہی
نہ وہ اپنا جوش شباب ہی نہ وہ اُنکی عشوہ گری رہی
مگر آگ حسرت وصل کی جو بھری تھی دلمین بھری رہی
سر بزم نرگس یار سے کہین آنکھ اپنی جو مل گئی

تو نہ آیا ہوش مین دیر تک مجھے ایسی بیخبری رہی
یہ خیال چشم پری یار کا کہ ہمیشہ دل کو سرور رہی
وہ بنایا شیشہ طلسم کا کہ شراب بنکے پری رہی
ترے بزم حسن مین شمع پر جو نگاہ کی تو سحر تلک
عجب آنکھ تھی کہ جلا تو کی مگر آنسوؤن سے بھری رہی
جو دھری تھی سامنے آرسی عجب ایک فرد خراب تھی
دم زیب حسن بجلا ہوا تری آنکھ مین نظری رہی
گئے باغ مین جو وہ سیر کو تو خواہین آئین نئی نئی
کبھی ساتھ حور نے گشت کی کبھی گرد اُنکے پری رہی
مگر اُنکو لیلی بیوفا کوئی طرز غمزہ سکھا گئی
نہ ملائی آنکھ بھی قیس سے عجب آہوؤن کو چری رہی
رہے جب تلک کہ جہان مین ہم نہ کسی سے ہمنے رجوع کی
ترے سنگ در پہ دھری جبین تو وہ ساری عمر دھری رہی
نہ سمجھ تو صندل اسے صنم پس مرگ اوج ملا مجھے
مری خاک تھی مری خاک تھی تری مانگ مین جو بھری رہی
نہ ہمارے اب ہین وہ ولولے نہ وہ صفدر اُنکی ہین شوخیان
نہ وہ اپنا جوش جنون رہا نہ وہ اُنکی جلوہ گری رہی

اُٹھی نہ کبھی ہو تری ترچھی نظر ایسی
اب کی کہون اے غیرت شمس و قمر ایسی

ہین دون کی آن بت سے نہ شمس و قمر ایسی
پیدا کرین پہلے دہن ایسا کمر ایسی

کچھ آتے ہی قاصد نے سنائی خبر ایسی
سیدھی نہوئی جھک گئی اپنی کمر ایسی

برچھی سی لگی تمنے ادھر کی نظر ایسی
اتبک تو نہ تھی شدت دردِ جگر ایسی

نازک ہی یہ نازک کو کوئی دیتا ہی ایذا
کس کر نہ مرے قتل پہ باندھو کمر ایسی

قاصد کو نہ کہنا تھا کہ خط اُسنے کیا چاک
دل ٹکڑے ہوا اُسنے سنائی خبر ایسی

دیکھین جو کلیم آکے تجھے اُنسے یہ پوچھون
آئی تھی کبھی تم کو تجلی نظر ایسی

لیلی ہوئی یہ محو کہ ناقہ نہ بڑھایا
مجنون نے کہانی کہی دو دو پہر ایسی

بسمل کیطرح شب کو مین تڑپا سر بستر
فرقت مین ہوئی شدت درد جگر ایسی

وہ پوچھتے ہین آئینے مین عکس سے اپنے
تم لائے کہان سے دہن ایسا کمر ایسی

دو ٹکڑے ہوا پانی بھی بسمل نے نہ مانگا
قاتل تری تلوار ہوئی کارگر ایسی

حسرت ہی کہ پھر زخمی شمشیر نگہ ہون
حاصل ہوئی ہی لذتِ زخمِ جگر ایسی

بڑھکر سر مژگان سے گرین پانون پر اُسکے
ہمت کبھی کرتے نہین لخت جگر ایسی

چمکا دیا پرتو نے ترے حسن کے اِنکو
آگے تو نہ تھی صورت شمس و قمر ایسی

پھولون کے مٹانے کو تو آتا نہین وہ گل
گھبرائی ہوئی کیون ہی نسیم سحر ایسی

شرما گئی کیا میرے تن زار کے آگے
روپوش ہوئی ہی جو تمھاری کمر ایسی

گل سے نہ جدا ہو گی کبھی مثل رگ گل
دیکھا جو وہ رخ گڑ گئی اپنی نظر ایسی

مین زلف و رخ یار کی تعریف کرون کیا
شام ایسی نہ صفدر کبھی دیکھی سحر ایسی

مسیحا ہمین تیغ قاتل ہوئی
یہان زندگی مرکے حاصل ہوئی

خیال ایک لیلی کا جو آگیا
مری مردم چشم محمل ہوئی

ہوا ناتوان اب یہ تیرا مریض
کہ کروٹ بدلنی بھی مشکل ہوئی

جگہ دل مین تیرے تصور نے کی
پری اپنے شیشے مین داخل ہوئی

شفا کیسی بیماری عشق مین
دوا اور بھی زہر قاتل ہوئی

وہ لاغر ہون مانند نقش قدم
جہان گر پڑا مجکو منزل ہوئی

نمازی ہوے اُس نگہ سے یہ مست
کہ مسجد بھی مستونکی محفل ہوئی

پڑا آئنے مین ترا عکس رخ
پری یا پری سے مقابل ہوئی

مرے خون سے دست رنگین بھر
غضب آگ مین آگ شامل ہوئی

چھوا غیر نے جب تری زلف کو
مین سمجھا بلا مجھپہ نازل ہوئی

ترے رخ پہ ایسی جمی چشم شوق
کہ تیلی مرے آنکھ کی تل ہوئی

دیا اُسنے بوسہ دہن کا مجھے
مراد آج منھ مانگی حاصل ہوئی

تری شکل پہچان پڑتی نہین
یہ دو دن مین کیا صورت ایدل ہوئی

ادا سے جو شمشیر قاتل کھنچی
قضا بھی شہیدہ دمین داخل ہوئی

[illegible]
گرمی کھنچے کی شمشیر قاتل ہوئی

مری عمر غفلت مین صفدر کٹی
مین سوتا رہا طے یہ منزل ہوئی

نازنینون کے بھی دلمین عشق روئے پاک ہے
دیکھئے جس گل کو گلشن مین گریبان چاک ہے

وہ شفیع المذنبین ذات شہ لولاک ہے
فیض سے جسکے حساب روز محشر پاک ہے

ہجر کی شب میرے غم سے یہ بھی کیا غمناک ہے
صبح تو پیدا ہوئی ہے پر گریبان چاک ہے

ہستی دنیائے فانی بھی ہے کتنی بے ثبات
جو ہوا ہے خاک سے پیدا وہ آخر خاک ہے

شاہد گل کے بدنمین جو معطر ہے لباس
فی الحقیقت وہ تری اُتری ہوئی پوشاک ہے

ہون وہ مسکین رتبہ شاہی میسر ہے مجھے
چتر شاہی سے زیادہ دار بست تاک ہے

خوب دیکھا ہمنے دنیا کو کہ ہے جائے فسون
روز ہنگامہ سا ہنگامہ تہ افلاک ہے

دیکھ لیتا ہون مین گھر بیٹھے تماشا جہان
عرش پروازی مین یکتا طائر ادراک ہے

تیرے غمزے سے کسیکی جان بچنے کی نہین
ایک ہی خونریز ہے یہ ایک ہی سفاک ہے

زہد و تقوی زاہدان شہر کا ہے ظاہری
دیکھئے باطن تو انکو دخت رز کی تاک ہے

بھیجتا ہون لکھکے خط مین نامہ بر پر نامہ بر
کوچۂ محبوب تک بیٹھی ہوئی اک ڈاک ہے

عرصۂ ہستی کو طے کرتا ہے یہ کیسا شباب
توسن عمر روان چالاک سا چالاک ہے

تن جو خاک و خون مین ہے کچھ غم نہین اے شہسوار
سر تو مجھ بسمل کا کٹ کر بستہ فتراک ہے

کھیلتا ہے شب تاریک کب نور چراغ
اور زلفو نمین فروغ روئے آتشناک ہے

باغ مین بھاگڑ پڑی ہے برگ گل سب ہین روان
آمد فصل خزان رستم کی گویا دھاک ہے

قتل کرنیکو ہمارے اور سامان کیا ضرور | اِک ذرا سی جنبش ابرو مین قصہ پاک ہی

ذکر پر میرے وہ ہنسکر کہتے ہین یادش بخیر
صفدر رنگین بیان بھی ایک ہی بیباک ہی

ای بت فدا ہین تجھپر دیندار کیسے کیسے | کافر ہوے پہنکر زنار کیسے کیسے
مجبور ہو گئے ہین مختار کیسے کیسے | نادان بن گئے ہین ہشیار کیسے کیسے
گر چند گام یون ہی تم ناز سے چلوگے | برپا کریگی فتنے رفتار کیسے کیسے
کیونکر نہون پریشان اُس بیوفا کے گیسو | کرتے ہین پیچ ہمسے سر بار کیسے کیسے
لازم ہی آبرو بھی کچھ میرے آنسوؤن کی | دیکھو تو موتیون کے ہین ہار کیسے کیسے
پڑھتا ہی کب وہ ظالم ہم عاشقون کے نامے | ناخواندہ ہر طرف ہین انبار کیسے کیسے
اھدر رعب قاتل مقتل مین جسکے آگے | پانی سے بھی ہین پتلے خونخوار کیسے کیسے
وہ لعل جانفزا بھی ہی کیا حکیم حاذق | اچھے کیے ہین اُسنے بیمار کیسے کیسے
ریزے طلا کے کیونکر ذرے نہون زمین کے | مٹی مین مل گئے ہین زردار کیسے کیسے
ہی شرط کرکے نالہ گردونکو پھونکدون مین | اِسنے دیے ہین مجکو آزار کیسے کیسے
کیا گلشن جہان کا گردون نے رنگ بدلا | کمھلا گئے ہین گل سے رخسار کیسے کیسے
ہی زرد رنگ اُنکا برگ خزانکی صورت | تھے جنکے رخ خوشی سے گلنار کیسے کیسے
وہ سیر کو جو نکلے دامن کشا کسی دن | فتنے ہوے سر رہ بیدار کیسے کیسے
افسون سے کم نہین ہی کچھ ذکر اُس پری کا | بیہوش ہو گئے ہین ہشیار کیسے کیسے

کافور ہوگئی ہے وہ دخت رز کی گرمی
ہین سرد میکشون کے بازار کیسے کیسے

تربت پہ فاتحہ کو برسون کوئی نہ آیا
مونس تھے کیسے کیسے غمخوار کیسے کیسے

غیرون سے اب ہے الفت ہمکو بھلا دیا ہے
کچھ یاد ہے کیے تھے اقرار کیسے کیسے

دنیا سے ہے نرالا الفت کا کارخانہ
مجبور ہوگئے ہین مختار کیسے کیسے

گل جس جگہ اُگے تھے کانٹے وہان اُگے ہین
صرف خزان ہوے ہین گلزار کیسے کیسے

اب لطف زندگانی دنیا مین کیا ہے صفدر
اُٹھے جہان سے اپنے غمخوار کیسے کیسے

راز الفت کو کوئی کیا جانے
دل مرا جانے یا خدا جانے

مین نے پوچھا کہ جانتے ہو مجھے
ہنسکے بولے مری بلا جانے

دل بسمل کا حال مجھ سے نہ پوچھ
ناز تیرا تری ادا جانے

اِن اشارونکو ہم سمجھتے ہین
ایسی باتون کو کوئی کیا جانے

دل سے دلکو ہے راہ حق تو یہ ہے
آشنا حال آشنا جانے

لذت وصل جس نے پائی ہو
درد فرقت کا وہ مزا جانے

گل مین بلبل مین کیون کدورت ہے
باغبان جانے یا صبا جانے

جب مزہ آئے دل لگانے کا
دل کی کچھ قدر دلربا جانے

موت ہے اُسکی زیست سے بہتر
زندگانی کو جو فنا جانے

اُس ستمگر سے دل لگایا ہے
کیا ہو انجام اب خدا جانے

ہی سزاوار آفرین وہ دل
جو جفا کو تری وفا جانے

ابھی اپنی خبر نہین اُسکو
کب کسی کا وہ مدعا جانے

رخ روشن کو دست نازک کو
آئینہ جانے یا حنا جانے

جس خوشی سے گلا کٹایا ہی
تیرا خنجر مری قضا جانے

عشق اپنا ہی مرشد کامل
رند یا کوئی پارسا جانے

خط تو دیتا ہون پر نہین منظور
قاصد اُس شوخ کا پتا جانے

نکہت زلف یار کی لذت
دل مرا جانے یا صبا جانے

ایسے قاتل سے دل لگایا ہی
خون عاشق کو جو حنا جانے

قدر انداز و ناز کو صفدر
جو کسی کا ہو مبتلا جانے

دل اپنا محبت مین رسوا ہوا ہی
خدا جانے کمبخت کو کیا ہوا ہی

نیا فتنہ پہلو مین برپا ہوا ہی
کسی پر دل زار شیدا ہوا ہی

گرے کشتون پہ بسمل پہ بسمل
جہان تیغ ابرو کا چرچا ہوا ہی

شب غم مین یون تو حب مضا بہت تھے
مگر دل کا جانا تماشا ہوا ہی

شب و روز کٹتے ہین دیوانہ پن مین
رخ و زلف کا جیسے سودا ہوا ہی

طلب بزم جانا نمین عشاق کی ہی
مقرر کوئی فتنہ برپا ہوا ہی

تڑپتے رہے در پہ بسمل ہزارون
نہ پوچھا یہ اُسنے تمھین کیا ہوا ہی

مناسب ہی تمکو بھی پاس محبت
زمانے مین الفت کا شہرا ہوا ہی

جسے تاب نظارہ ہو آکے دیکھے
لب بام وہ جلوہ آرا ہوا ہی

عبث جان کھوتا ہی الفت مین اے دل
سمجھ تو کوئی بھی کسی کا ہوا ہی

دل مضطرب جو تڑپتا ہی ہر دم
یہ تیر ادا کا نشانا ہوا ہی

شب وصل آئے وہ افشان لگا کر
ستارا مرا آج چمکا ہوا ہی

غضب ہو گیا آئنے کا دکھانا
وہ خود اپنا محو تماشا ہوا ہی

ہوئی بلبل و گل مین پھر آج رنجش
گلستان کا کچھ رنگ بدلا ہوا ہی

چلے آج گلزار مین دور ساغر
ہوا چلتی ہی ابر چھایا ہوا ہی

سنا ہی یہ ہمنے صبا سے چمن مین
کوئی بہر گلگشت آیا ہوا ہی

طلب جنس الفت کی ناحق ہی اے دل
کہین بیوفاؤن سے سودا ہوا ہی

حقیقت مین ہون قیدی دام گیسو
نہ وحشت ہوئی ہی نہ سودا ہوا ہی

کبھی ہم گئے ہین جو دل بیچنے کو
تو بازار مین ایک میلا ہوا ہی

غم عاشقی سکۂ عشق دل پر
اُٹھایا ہوا ہی بٹھایا ہوا ہی

اذیت ہو کیا داغ فرقت سے دلکو
کہ سو بار کا یہ تو کھایا ہوا ہی

نہ تھا اُن کو مد نظر قتل صفدر
کسی کا یہ نقشہ جمایا ہوا ہی

کیا فصل طرب خیز ہی کیا سرد ہوا ہی
کیا چار طرف ابر وہ اندھار اُٹھا ہی

معشوقون کے جمگھٹ مین گلگلون کا مزا ہی
گلزار پہ چھائی ہوئی گھنگھور گھٹا ہی

ہر فتنۂ عالم کا اک انداز جدا ہی
شوخی ہی شرارت ہی کرشمہ ہی ادا ہی

مرغان خوش آہنگ کے سن سن کے ترانے
مستی مین ہر اک نخل چمن جھوم رہا ہی

کویل کی کہین کوک ہی مورونکا کہین شور
دلکش کہین باغون مین پپیہے کی صدا ہی

کیا اندنون رونق ہی نہالان چمن پر
ہر غنچہ شگفتہ ہی ہر اک پھول کھلا ہی

نکھرا ہوا جوبن ہی عروسان چمن کا
گلشن مین عجب شان خدا جلوہ نما ہی

جھولون مین حسین جھولتے ہین ناز و ادا سے
کوئی مہ تابان ہی کوئی مہر لقا ہی

ساغر لیے حاضر ہی کہین ساقی گلفام
گردش مین کہین جام می ہوش ربا ہی

جی بھر کے ہمین بادۂ گلگون سے چھکایا
ساقی ترا احسان ہی عنایت ہی عطا ہی

بادل سے نکلتا نہین خورشید درخشان
شاید رخ پر نور ترا دیکھ لیا ہی

کیا کیا ہین تکلف ترے بیساختہ پن مین
یہ سادی ادا لاکھ بناوٹ سے سوا ہی

جائیگا کہان دست نگارین سے نکلکر
مٹھی مین ترے قید ترا دزد حنا ہی

بلبل سے خفا کردیا بیوجہ گلون کو
ادنی یہ شگوفہ ترا ای باد صبا ہی

صفدر کا کلام ایسا ہی مقبول خلائق
جنت مین بھی حورون کی زبانون سے سنا ہی

حور فردوس کو کیا آپ سے نسبت ہوگی
نہ یہ شوخی نہ یہ چھل بل نہ یہ صورت ہوگی

لاکھ اچھی کسی محبوب کی صورت ہوگی
پیار آئیگا اسی کو جسے الفت ہوگی

حاجب جلوۂ جاناں ہی حجاب ہستی
جب یہ اُٹھ جائیگا پردہ تو زیارت ہوگی

تیغ ناز اُسکی یہ کہتی ہوئی مقتل مین چلی
آج پوری مرے مشتاقونکی حسرت ہوگی

جانِ من ایک تغافل سے ترے ڈرتا ہون
اور جو ظلم کرے گا وہ عنایت ہوگی

جاے تو غیر کے گھر وصل کی رات آئے ادھر
گردش ایسی بھی کبھی ای شب فرقت ہوگی

ذبح ہونیکو تو سو جان سے مین حاضر ہون
دست نازک کو تمھارے جو اذیت ہوگی

وصل مین ای دل بیتاب بہت شاد نہو
دیکھ اک دن شب فرقت سے ندامت ہوگی

کیا کہون حسرت دل پاس ادب مانع ہی
خیر کچھ عرض کرونگا جو اجازت ہوگی

حضرت دل کے رہینگے یہی دو چار انیس
درد و غم ہونگے الم ہوگا مصیبت ہوگی

حشر مین شکوۂ بیداد کرونگا کیونکر
وان بھی اُس قاتل عالم کی مروت ہوگی

وصل کا ذکر تو کیا رسم محبت کیسی
غیر کا نام بھی لوگے تو شکایت ہوگی

جھگڑے ہونگے قیامت مین پریزادون کے
ایک سے ایک سوا حسن مین صورت ہوگی

دیکھکر یہ دل نادان نہ مچلجاے کہین
یہ جو مچلا تو قیامت مین قیامت ہوگی

کس صفائی سے وہ دل لیکے مکر جاتے ہین
اُس سے کیا بڑھکے زمانے مین شرارت ہوگی

دار فانی مین رہا ہی نہ رہیگا کوئی
ایک تو ہوگا فقط اک تری قدرت ہوگی

چین سے سوئینگے آغوش لحد مین صفدر
نہ وہان یاس نہ امید نہ حسرت ہوگی

ذرون سے آشکارا تا ستارون سے وہ عیان ہی
قدرت کا اُسکے جلوہ دیکھو کہان کہان ہی

اوراق برگ گل سے ظاہر ہے رنگ قدرت
وحدت کا اک رسالہ بلبل کی داستان ہے

ظاہر مین ذکر تیرا باطن مین یاد تیری
حرف دوئی کہان ہے جو دل ہے وہ زبان ہے

پردہ اُٹھاؤ رخ سے کبتک یہ لنترانی
دیدار کا تمھارے مشتاق اک جہان ہے

عاشق ہوے تو پھر کیا دیر و حرم سے مطلب
ہر صبح یہ جبین ہے وہ سنگ آستان ہے

خلق خدا کا مجمع برہم ہے آج قاتل
ہنگامۂ قیامت مقتل کے درمیان ہے

تیغ ادا کے بوسے لینا تڑپ تڑپ کر
اے دل کمی نہ کرنا یہ وقت امتحان ہے

اُس شوخ دلربا سے جب چھپاؤن دلکو
کہتا ہے مسکرا کر کس نے لیا کہان ہے

مرقد پہ چار جانب چھائی ہے یاس و حسرت
عشاق بے نشان کا دنیا مین یہ نشان ہے

کیونکر خوشی ہو سیر گلشن سے فصل گل مین
شاخ نہال غم پر اس دل کا آشیان ہے

ملک عدم مین جاکر آرام کچھ نہ پایا
جو درد سر یہان تھا ہمکو وہی وہان ہے

راز نہان سے اپنے واقف نہین ہے کوئی
اک درد دل ہمارا مدت کا رازدان ہے

اے آفتاب محشر خلق خدا ہے مضطر
یہ روز خودنمائی یہ وقت امتحان ہے

درد و غم و الم سے خالی نہین کبھی دل
ہر دم نیا مسافر اس گھر مین میہمان ہے

فرقت مین فوج غم کا دیکھو حشم ہے کیا کیا
نالہ نقیب لشکر آہ رسا نشان ہے

لاکھون ہین یاس و حسرت اک دل ہے نیم بسمل
صدمے ہزار ہا ہین اک جان نیمجان ہے

ہر دم ہمارے نالہ آتی ہے قافلے سے
دل ہے کسی کا نالان یا زنگ کاروان ہے

تاب و توان سدھارے اب کیا رہا ہے تن مین
اک دل ہے پاس پر وہ اک جان ناتوان ہے

قاصد سے حال پنہان باد صبا سے مخفی
صفدر جہان مین کوئی تیرا بھی رازدان ہی

جفا سے منھ نہ پھیرینگے ستالے جسکا جی چاہے
وفا مین ہم ہین کامل آزمالے جسکا جی چاہے

خفا بیٹھا ہون مین بھی آزمالے جسکا جی چاہے
محبت ہی تو روٹھے کو منالے جسکا جی چاہے

حسینون کے برابر رکھدیا ہی نقد دل ہمنے
نہین کچھ کام اب ہمکو اٹھالے جسکا جی چاہے

زبان کسطرح کھولین یار کی محفل مین بیٹھے ہین
بلا سے منھ مین جو آئے سنالے جسکا جی چاہے

بٹینگے پان غیرونکو تو کاہے کو جینگے ہم
ہمارے قتل کا بیڑا اٹھالے جسکا جی چاہے

مزاج ایسا نہین بگڑا ابھی آغاز وحشت ہی
بلاکر مجکو باتونمین لگالے جسکا جی چاہے

وہ بسمل ہون کہ ان زخم تن سے ہر ہین ننگ الفت سے
ہمارا خون منھدی مین ملالے جسکا جی چاہے

دیے ہین عشق نے داغ اتنے میرے سینہ و دلکو
کہ ان پھولون سے گلدستہ بنالے جسکا جی چاہے

گداز عشق سے پایا ہی دلنے شمع کا رتبہ
بلاکر اسکو محفل مین جلالے جسکا جی چاہے

ابھی بن ٹھن کے یہ کہتے ہوے آؤ مرے آگے
پری اب ہم ہین سینے سے لگالے جسکا جی چاہے

اکیلے گھر مین سوتے ہین خبر اتنی نہین انکو
کہ اس دم چھپ کے منھ سے منھ ملالے جسکا جی چاہے

بوقت نزع مجکو دیکھکر وہ بدگمان بولا
یقین کتا ہی کسکو دم چرالے جسکا جی چاہے

لب شیرین کا بوسہ مانگتا ہون مین تو کہتے ہین
نہ دینگے ہم بلا سے زہر کھالے جسکا جی چاہے

وہ حیلے سے گئے گھر اب مجھے پیغام بھیجا ہی
نہ آؤنگا مین اورونکو بلالے جسکا جی چاہے

بگڑ کر کہتے ہین اظہار الفت مین جو کرتا ہون
سراسر جھوٹ ہی باتین بنالے جسکا جی چاہے

نہین کچھ عذر مجکو حکم مین ہون تابع فرمان
اُٹھالے جسکا جی چاہے بٹھالے جسکا جی چاہے

نہین لکھی ہی کوئی نامناسب بات نامے مین
پڑھے خود خواہ اورون سے پڑھالے جسکا جی چاہے

مرے قابو مین آکر کس مزے سے وہ یہ کہتے ہین
ہنسالے جسکا جی چاہے رُلالے جسکا جی چاہے

خدا کی راہ مین دیکر زکات حسن کا بوسہ
ہمیشہ ہم فقیرونکی دعا لے جسکا جی چاہے

مین دلکو ہاتھ مین لیکر حسینون سے یہ کہتا ہون
یہ طوطی بولتا لایا ہون پالے جسکا جی چاہے

کبھی مانند گوہر آبرو صفدر نہ جائیگی
بظاہر خاک مین مجکو ملالے جسکا جی چاہے

کسی گل کو نہین نسبت تمہارے روے گلگون سے
کہان ہمسر کوئی سرو گلستان قد موزون سے

قد موزونکو نسبت دیجیے کیا سرو موزون سے
نیا مضمون ہی اس مصرع مین وہ خالی ہی مضمون سے

ہوا اب بھی جو آتی ہی پریشان کو وہ ہامون سے
خبر دیتی ہی ہمکو حالت فرہاد و مجنون سے

ہوے مشہور عالم مین تنا زلف شبگون سے
بندھا کیا رنگ محفل مین ہیر آسن جوگی کے مضمون سے

جو خم مین بیٹھ رہیے ہو امان بیداد گردون سے
یہ نسخہ ہاتھ آیا ہی ہمین ساقی فلاطون سے

مقرر مر کے وصل عاشق و معشوق ہوتا ہی
انا لیلی کی آواز آرہی ہی گور مجنون سے

قیامت کو تو آنے دے کریگا بحث ای قاتل
ہمارے خون کا محضر ترے دامان پرخون سے

خداوند جہان دے خیر کی توفیق لیلی کو
اُٹھے محمل مین وہ باندھ لیکے پردہ چشم مجنون سے

ترا بیمار الفت ہو دواؤن پر اگر راضی
اطبا کیا اتر آئین مسیحا اوج گردون سے

عجب رنگ آئی اگر مستی مین ہمکو دیکھنا ساقی
لیا جمشید سے پیمانہ خم ہمنے فلاطون سے

نشان

نشان نام آور ونکا یہ مٹایا دورِ گردون نے
سنی آواز کو کو قمری قصرِ فریدون سے

خزانے اہل دولت جو زمین مین دفن کرتے ہین
مرے نزدیک وہ کچھ کم نہین خستہ مین قارون سے

بہار عیش سے کیونکر نہو دل باغ باغ اپنا
دماغ جان معطر ہی شمیم ردے گلگون سے

ابھی دن تھا ابھی عالم شب تاریک کا دیکھا
اندھیرا چھا گیا آنکھوں مین یادِ زلف شبگون سے

مبارک لیلی و شیرین کا جلوہ اور لوگونکو
ہمین فرصت کہان ہی ماتم فرہاد و مجنون سے

کہن سالی مین کیا ہمکو ترقی ہوگئی حاصل
ہوئی دلکو محبت اُسکے حسنِ روز افزون سے

بحمد اللہ سگ جانان نے اگر استخوان کھائے
ہوا امرنے یہ اپنا سامنا بخت ہمایون سے

یہ وہ ہی ذکر جو پریونکو بھی دیوانہ کرتا ہی
تری آنکھونکا افسانہ کہین بڑھکر ہی افسون سے

ملاے اُس سہی قد سے کسی دن ہو یہ سعید تھا
کہان امید ہی اُکو یہ اپنے بخت واژون سے

زہے رفعت طبیعت کی بلندی اسکو کہتے ہین
بڑھایا اس زمین کا مرتبہ صفدر نے گردون سے

کس شمع رو سے لو ہی برابر لگی ہوئی
اک آگ سی ہی سینے کے اندر لگی ہوئی

کوچے مین تیرے لاش ہی یہ کس غریب کی
قاتل جو بھیڑ ہی ترے در پر لگی ہوئی

قاتل اُسی سے کر مری گردن سے سر جدا
ہی سان پر جو تیغ دو پیکر لگی ہوئی

اک وار مین گلے کی رگین سب کی کٹین
اے تیغ رکھ نہ بال برابر لگی ہوئی

احسان ترا کہ آب دم تیغ سے بجھی
شدت سے تھی جو پیاس ستمگر لگی ہوئی

دنیا مین ظلم کرکے وہ ہوتے تو مطمئن
لیکن ہی قید پرسش محشر لگی ہوئی

ساقی بغیر تو رہ سکین مست کیا مجال
مے ہے زہر تو نہ نکلے جو مُنھ پر لگی ہوئی

اپنے مریض ہجر کی تم کو ہی کچھ خبر
ہچکی ہی چار دن سے برابر لگی ہوئی

عالم مین کسکے دل مین نہین ہی ترے جگہ
یہ وہ سرنگ ہی جو ہی گھر گھر لگی ہوئی

مژدہ یہ کِسکا گاڑ کے آئے ہو خیر ہی
گیسو کھُلے ہین خاک ہین مُنھ پر لگی ہوئی

جبسے کڑی سنائی ہی اُس بت نے بے سبب
کیا کہیے کیسی چوٹ ہی دل پر لگی ہوئی

آتے ہین اب آتے ہین وہ گرم ہی خبر
کیونکر رہے نہ آنکھ سوے در لگی ہوئی

قاصد کو کیا روانہ مین برسات مین کرون
مِنھ کی جھڑی تو رہتی ہی دن بھر لگی ہوئی

جو دل ہی جل رہا ہی تمھارے فراق مین
اِک آگ دیکھتا ہون مین گھر گھر لگی ہوئی

مین جان ابھی نثار کرون تیری تیغ پر
رہ جاے یہ گلے سے جو دم بھر لگی ہوئی

مین کون ہون کہان ہون یہ مطلق خبر نہین
اِک ٹکٹکی ہی جانب دلبر لگی ہوئی

بیٹھے ہین پاس آنکھ ہی ہر وقت سوے در
شاید سواری آنکی ہی باہر لگی ہوئی

دشوار ہجر یار مین تھی اپنی زندگی
لیکن امید وصل ہی صفدر لگی ہوئی

کہین وہ ذرون سے آشکارا کہین ستارون سے وہ عیان ہی
وہی تو ہی ایک نور مطلق کہ جسکا جلوہ کہان کہان ہی
اُسی کے چہرے کے نور سے ہین سہا و خورشید و ماہ روشن
اُسی کے ابرو کا ہی یہ پرتو جو اوج گردون پہ کہکشان ہی

شمیم نسرین مین رنگ لالے مین تاب سنبل مین آب گل مین
اُسی کے نیرنگ حسن ہین یہ عجب تماشا یہ بوستان ہی

عجیب نرگس عجیب سوسن عجیب سبزہ عجیب لالہ
چمن جو پھولا ہوا ہی ایسا چمن کا کوئی تو باغبان ہی

چلی ہی یہ تیغ ناز کسکی کہ صحن گلشن ہوا ہی مقتل
لباس لالے کا ہی جو گلگون تو خونچکان رخت ارغوان ہی

عبث نہ کر بحث ہمسے بلبل کہ غل ہی بر عکس مرضی گل
ترا ہی جس باغ مین نشیمن وہین ہمارا ابھی آشیان ہی

غرور ناحق ہی باغبان کا کہو کہ دے سیر کی اجازت
گلون مین رنگ ثبات کب ہی بہار ہی آج کل خزان ہی

سوے عدم سب ہین جانے والے قرار دم بھر نہین کسی کو
یہ وہ مکان ہی کہ اِس مکان مین جو میزبان ہی وہ میہمان ہی

مکان بنائے تو اِس سے حاصل کیا جو زر جمع محض باطل
یہ جتنی کوشش ہی سب عبث ہی یہ جتنی محنت ہی رائگان ہی

سرا یہ دنیا ہی ہم مسافر جو آج آئے ہین جائینگے کل
جو دیکھو بس ایک شب کا وقفہ اِس آنے جانیکے درمیان ہی

تلف ہوا نقد جان جو دم مین تو مال و دولت سے کیا ہی حاصل

ہما کا سایہ تھا جسکے سر پر وہ گھل کے اک مشت استخوان ہی
اُٹھا ہی یارب جنازہ کِس کا کہ ایک عالم ہی پیچھے پیچھے
روان جو مین بھی ہون ساتھ نالان جرس یہ ہمراہ کاروان ہی
نگاہ رحمت تھی جسکی سب پر وہ بند آنکھین کیے ہوے ہی
جو سب کی کرتا تھا دستگیری وہ پاے اغیار سے روان ہی
قدم بڑھایا ہی ساتھیون نے یہان ہی زنجیر پا نقاہت
ٹھہر ٹھہر کر ذرا چلین سب کہ ایک وامانده ناتوان ہی
پھرے ہین اہل جہان جو مجھ سے تو اُسکی پروا ہی کسکو صفدر
بتون سے مطلب نہین ہی مجکو خدا مرا مجھپہ مہربان ہی

خط نکلنے پر نہ عاشق کوے جانا نمین رہے
ناتوان وزار ہوکر کوے جانا نمین رہے
ایک عالم کشتۂ تیغ ادا ے یار تھا
دیکھ اہی دست جنون تا چند یہ چالاکیان
اُس لبِ جان بخش کا بوسہ نہ پایا ایک شب
شوق لعل لب کہان سے لے گیا ہمکو کہان
یا خدا قسمت سا ہوا اس دلِ صد چاک کی
تمنے آنکھیں بند کرلین گر حیا سے وصل مین

جبتلک تھی فصل گل بلبل گلستان مین رہے
مور کے مانند ہم ملک سلیمان مین رہے
روز ہنگامے نئے شہر خموشان مین رہے
تار دامن مین اب میرے گریبان مین رہے
مثل اسکندر تلاش آب حیوان مین رہے
مدتون آوارہ ہم شہر بدخشان مین رہے
شانہ بنکر یار کی زلف پریشان مین رہے
کہدو شوخی جا کے اب چشم غزالان مین رہے

محفل جانان مین پہونچا دل کا حافظ ہی خدا — بے جلے کسطرح پروانہ چراغان مین رہے
ای جنون تکلیف سے گذری ہی اپنی کوئی رات — چین سے ہم سایۂ نخل مغیلان مین رہے
اُنکی محفل سے نکلکر کیون نہ آتی اپنی موت — زندگی بلبل کی ہی جبتک گلستان مین رہے
دل الگ ہی ہو نہ اُس زلف مسلسل سے جدا — چاہیے مہرہ دہان مار پیچان مین رہے
پستی تقدیر سے گھبرا نہ ای دل اسقدر — حضرت یوسف مقید چاہ زندان مین رہے
عمر بھر اُس سے کبھی فرقت کبھی وصلت ہوئی — ہم کبھی دوزخ کبھی گلزار رضوان مین رہے

حال مذہب آپکا صفدر نہ کچھ ظاہر ہوا
ایک مدت صحبت گبر و مسلمان مین رہے

اوقات عیش و غم مین یونہین بسر کرینگے — کاٹینگے رات روکر ہنسکر سحر کرینگے
یہ انتظار تیرا رشک قمر کرینگے — راتون کو جاگ کر ہم برسون سحر کرینگے
دنیا کی چار حد مین قبلہ نما کی صورت — ہوگا جدھر وہ ابرو ہم رخ اُدھر کرینگے
مہمان سرا ہی دنیا ہم لوگ ہین مسافر — دو چار روز رہ کر آخر سفر کرینگے
فرقت مین زندگانی ہی سخت ہمکو مشکل — سردی کی اِس مہم کو اک روز سر کرینگے
کیونکر چھپائین عصیان ہمراہ دو ملک ہین — جاسوس ہین یہ اُسکے اُسکو خبر کرینگے
کاہیکو یہ رہیگی مجھ سے کجی فلک کی — جسدن وہ میری جانب سیدھی نظر کرینگے
آنکھون کا نور آنسو کھوئینگے رفتہ رفتہ — یہ طفل ناخلف ہین برباد گھر کرینگے
آنکھون کی گردشین وہ سب کو دکھا رہے ہین — روشن ہوا ادھر کی دنیا اُدھر کرینگے

یہ شام کو ہی غائب وہ صبح کو ہی غائب
اُس رخ سے سامنا کیا شمس و قمر کرینگے

لکھا ہی حال خط مین کچھ داغہائے دل کا
طاؤس بوستانکو ہم نامہ بر کرینگے

اُسکی کمر کے مضمون ہمنے رقم کیے ہین
لیجا کے خط کبوتر کیا کیا کمر کرینگے

بے آگ ہونگی روشن سب تفت شام شمعین
جس بزم مین بیان سوزِ جگر کرینگے

مکتوب کیا لکھینگے اُس بحرِ حسن کو ہم
روکر جو دیدۂ تر کاغذ کو تر کرینگے

کرتے ہوے عبادت کعبے مین عمر گذری
اب بتکدے مین چلکر خیدے بسر کرینگے

در پے جو اہل شر ہین پروا نہین ہی ہمکو
صفدر مدد ہماری خیر البشر کرینگے

نہین آگاہ آنکھین وہ کہان ہی
نظر مین ہی نظر سے پر نہان ہی

خیال خام نیرنگ جہان ہی
زمین فرضی ہی وہمی آسمان ہی

گل و بلبل کا افسانہ کہان ہی
ہماری اور تمھاری داستان ہی

تمنائے خنجر قاتل ہو کیونکر
دہان زخم بسمل بیزبان ہی

چمن مین طائر رنگِ چمن ہین
کہ ہر غنچہ ہمارا آشیان ہی

بچینگے گو زمین کیا ظلم سے ہم
یہی زیر زمین بھی آسمان ہی

موحد کو ہی یکسان دیر و مسجد
صدا ناقوس کی بانگِ اذان ہی

نزاکت مین ہین وہ ایسے یگانہ
کہ اُنپر ناز کی اپنی گران ہی

نہ کیونکر ذبح ہون صبح شب وصل
چھری مجکو مؤذن کی اذان ہی

یہ رنگ بے ثباتی ہے جہان مین
کہ ہر گلزار پامال خزان ہے

چلے جاتے ہین لیکن سب ہین خاموش
عدم والونکا بھی کیا کاروان ہے

گل اسمین داغ ہین نالے ہین بلبل
ہمارا جس چمن مین آشیان ہے

کرون سجدے نہ کیونکر جھک کے صفدر
مرا کعبہ وہ سنگ آستان ہے

محل عبرت کا ہے غافل تماشا گاہ ہستی ہے
دہن سو ٹکڑے ہوتا ہے کلی جسوقت ہنستی ہے

وہ رند بادہ کش تھا مین کہ میری خاک پر ساقی
گھٹا مستانہ آتی ہے مے گلگون برستی ہے

نہین بادفنا بھی حسرت دیدار سے راحت
لحد مین لاش میری روح جنت مین ترستی ہے

چٹکتی ہین جو کلیان جانتے ہین تیرے دیوانے
کہ اس پردے مین ہمپر فصل گل آواز کستی ہے

جو شیشہ ہو تو پہچانے جو ساغر ہو تو کچھ جانے
خبر کیا محتسب تجکو مجھے کس مے کی مستی ہے

جو ارباب تواضع ہین صفا شرط ہے انکو
خمیر اچھا نہین ہوتا تو کب تلوار کستی ہے

دل صد چاک کا یہ رنگ ہے آغاز الفت مین
کہ جیسے صبحدم کوئی کلی گلشن مین ہنستی ہے

کہان انسان کہان عرش برین کی سیر ساقی
کرم تیرا ہے رندونپر یہ ساری اسکی مستی ہے

پر اپنی خوابگاہ یار مین پریان بچھاتی ہین
پلنگ اسکا جنان سے حور آکر زر کستی ہے

نہ برہم ہو اگر مے پی کے بوسہ لے لیا ہمنے
کہ عالم نوجوانی کا ہے ساقی جوش مستی ہے

عدم کو چل تو آنکھین بند کر لے کچھ نہین کھٹکا
بہت ہموار رستا ہے بلندی ہے نہ پستی ہے

متاع حسن کی قیمت ہے دل لون یا نہ لون یارب
خرد کہتی ہے مہنگی عشق کہتا ہے کہ سستی ہے

شراب تندیلی ہے مینے اُسکا ہے اثر باقی
ہر اک تبخالہ ہونٹھوں پر کف سر جوش مستی ہے

شب وعدہ سہی ایدل مگر وہ بت نہ آئیگا
مرے گھر کے چراغوں پر اُداسی سی برستی ہے

تصور سے نجا باہر دل صفدر نہ کر ویران
ارے او بیوفا ظالم یہ ارمانوں کی بستی ہے

کب کیے ہمنے نظارے گلشن ایجاد کے
پر نہ نکلے تھے کہ آئے دام میں صیاد کے

سیکھے ہیں افلاک نے رنگ اُس ستم ایجاد کے
ہیں یہ نوسفاک شاگرد ایک ہی استاد کے

دھیان آیا ہمکو اُسکی چشم و مژگان دیکھکر
صف گنہگاروں کی ہے یہ سامنے جلاد کے

ساتھ اُسکے چیخ اُٹھے قافلے کا قافلہ
ڈھنگ سکھلا دوں جرس کو میں اگر فریاد کے

کھینچتی ہے تصویر لکھتا ہے حسینوں کے صف جو د
رنگ اُڑے ہیں قلم نے خامۂ بہزاد کے

روے گل کب ہمنے دیکھا کب چمن کی سیر کی
پر نکلتے ہی تو آئے دام میں صیاد کے

عشق قد یار میں ایسے ہوے ہم ناتوان
دب گئے بیٹھے جو دم بھر سائے میں شمشاد کے

جو تماشا دیکھنے آئے تھے میرے قتل کا
یہ ترس کھایا کہ دامنگیر ہیں جلاد کے

ہمنے عبرت سے کہا ایوان کسری دیکھکر
رہنے والے کیا ہوے اس خانۂ برباد کے

کیا محبت تھی اسیری سے کہ چھٹکر دام سے
مر گئے طائر پھڑک کر سامنے صیاد کے

روح کو وقت شہادت کیا مزہ حاصل ہوا
گرد پھرتی ہے جو تیغ و بازوے جلاد کے

ہوں وہ نالان میرے نالوں سے بنے گا خلد نار
اہل محشر ہونگے فریادی مری فریاد کے

قد جانان کی نہ الفت جائیگی مرنے کے بعد
قبر بھی اپنی بنیگی سائے میں شمشاد کے

آمد انکی ہی ہمارے گھر مگر آتے نہین
غلغلے مدت سے سنتے ہین مبارکباد کے

کوہ پر فرہاد بیجان دشت مین مجنون خراب
کارخانے ہین یہ عشق خانمان برباد کے

سر جدا مجھ سخت جان کے تن سے دم بھر مین کیا
آج جوہر سب نے دیکھے خنجر جلاد کے

اُسکے دیوانے کی ہلکی کیون بنائین بیڑیان
اِس خطا پر ہاتھ کٹوائے گئے حداد کے

دام سے چھوٹا بھی تو جاتا ہون کب سوے چمن
پانون مین میرے ہین پھندے الفت صیاد کے

عالم وحشت مین جا نکلون اگر مین سوے کوہ
گر پڑے تیشہ یہ کانپین ہاتھ ابھی فرہاد کے

کیون دل پر داغ سے ناخوش ہی وہ بالا بلند
بیشتر طاؤس دیکھے سایے مین شمشاد کے

مطمئن ہون کس طرح مین آج اگر تو کل نہین
جسقدر ہین رہنے والے اِس خراب آباد کے

مشکلین آسان ہون سب یا علی مرتضیٰ
آسرے صفدر کو ہین بس آپکی امداد کے

نہین پروا کشیدہ ہی اگر شمشیر گردن سے
مرے قاتل نے مجکو مار ڈالا ترچھی چتون سے

نہ بتخانہ کا بندہ رہنے والا ہی نہ کعبے کا
شناسائی ہی جیسی شیخ سے ویسی برہمن سے

بحمد اللہ قفس صیاد نے پھولون سے چھپایا ہی
مبارکباد کو اب بلبلین آئینگی گلشن سے

ہوا ہی جان بلب وہ لب مسیحی جسکے آئے یاد
یہ گل پھولا نیا نظارہ گلہاے سوسن سے

جہان جاؤگے تم ہوگا وہین عشاق کا مجمع
نہین ممکن کہ پروانے جدا ہون شمع روشن سے

شب وصلت جھکین تنہا نہ انکی شرمگین آنکھین
چھپایا تیلیون نے منہ صف مژگان کی چلمن سے

چلون مثل صبا اِس باغ مین بوے وفا کب ہی
گریبان سے نہ گل لپٹے نہ کانٹے میرے دامن سے

اسیران قفس کو چین ای صیاد کیا آئے
نہ آنے دے جو ہمکو باغبان آنے نہین دیتا
کدورت کب کسی سے رکھتے ہین دل صاف ہین جنکے
دیا خط یار کا لاکر جو مجکو میرے قاصد نے
چمن مین اُس مسی مالیدہ لب کی مین ثنا کرتا

صد امین ہمصفیرون کی چلی آتی ہین گلشن
تماشا باغ کا کرین گے دیوارون کے رو
نگاہ چشم آئینہ ہی یکسان دوست دشمن
مین سمجھا بوے گل باد صبا لائی ہی گلشن
دہن ملتا جو غنچے سے زبان ملتی جو س

خدا اچھا جہان سے حسرتین کیا لیگیا صفدر
صدائے نالہ و زاری چلی آتی ہین مدفن سے

داغ ہاتھ آئے عشق خوبان سے
مین کہان جاؤن کوے جانان سے
وحشیو چلتے ہو جو جانب دشت
مین تو زخمی ہون تیر مژگان کا
کام کیا آئے دیدۂ گریان
باغبان مجھ سے تو خفا ہی عبث
زلف جانان کے دیکھنے والے
تیر سے دل جدا نہین ہوتا
ہو اگر تم کو سیر مد نظر
خاک ہونے پہ بھی بسان غبار

پھول چن لائے ہم گلستان سے
عشق بلبل کو ہی گلستان سے
باندھو دامن ہمارے دامن سے
زخم دھلواؤن آب پیکان سے
جل گیا جسم سوز ہجران سے
لیگیا کیا ترے گلستان سے
کیا ڈرین طول شام ہجران سے
کتنی الفت ہی تیرے پیکان سے
داغ دل کم نہین گلستان سے
جا لپٹتا ہون اُسکے دامان سے

لاش احباب سے نہین اُٹھتی
یہ گران ہو نمین بار عصیان سے

مدد ای زور پنجۂ وحشت
تنگ آئے ہین ہم گریبان سے

واہ اُن پتلیون کا کیا کہنا
حورین آئی ہین باغ رضوان سے

لب جانان کو دیکھتے ہی خضر
ہاتھ دھو بیٹھے آب حیوان سے

قرۃ العین ابر جا کے ہوے
اشک نکلے جو چشم گریان سے

ہاے صفدر کی ناتوانی ہاے
کچھ نہ بس چل سکا گریبان سے

زندگی دو روزہ کب قابل اعتبار ہے
پیرہن اپنی عمر کا جامۂ مستعار ہے

پھول سے رُوے یار پر طرہ تابدار ہے
سنبل تر کی باغ مین واہ عجب بہار ہے

سیر چمن کو جائین کیا روز فراق یار ہے
شاخ نہال گل ہمین خنجر آبدار ہے

ظاہر و باطن ای جنون حال سب آشکار ہے
سینہ بھی چاک چاک ہے جیب بھی تار تار ہے

حاجت روشنی نہین لالہ رخون کا کشتہ ہون
گل جو اُگا ہے خاک پر شمع سر مزار ہے

شب کو جو خشک گل ہوے اُسنے سحر دیے مجھے
اُسکے گلے کا ہار اب میرے گلے کا ہار ہے

دلکو تو مجھ سے لیلیا پر رہو دیکھتے ذرا
تم اسے جانتے ہو کیا فتنۂ روزگار ہے

کوے بتان مین شب و دن باغ مین کوہسار مین
تجکو کہین قرار بھی ای دل بیقرار ہے

بدمزگی یہ تا کجا پی لو شراب پھر ذرا
آنکھین ہین پھر چڑھی ہوئی نشے کا پھر اُتار ہے

فرقت یار مین ہوا میکدہ وادی جنون
آبلہ شیشہ شراب موج شراب خار ہے

آئی تو ہجر مین قضا دور ہی پر رہ فنا
آنکھون مین دم اٹک گیا یار کا انتظار ہے

ارض سے تا سما نہین عشق کا دل جلے کہان — لالہ بھی داغدار ہی ماہ بھی داغدار ہی
بھیجا تھا ہمنے نامہ بر اُسکا کہین پتا نہین — دیکھو تو کوے یار مین تازہ کوئی مزار ہی
جلوۂ یار ہی عیان آئنہ خانہ ہی جہان — ہو یہ نظر جدھر وہان شکل وہی دوچار ہی
مرگ کے بعد بھی وہی چاہ ذقن کا ہی خیال — مین ہون لحد مین اور مرا دیدۂ اشکبار ہی
وحشی زلف فتنہ زا دشت سے شاید آگیا — شہر مین لوٹ مار ہی چار طرف پکار ہی
لطف جو عشق نے کیا دلکو مرے مٹا دیا — آب و شکر کی چاہ ہی تیغ و گلو کا پیار ہی
نامہ لکھا ہی یار نے دل سے مگر نہین ہی صاف — ہی یہ دلیل نامہ بر خط مین خط غبار ہی
اتنو رہا کرو ہمین دام کشو قفس سے تم — پھول کھلے ہین باغ مین جوش پہ کیا بہار ہی

صفدر خستہ حال کا ظاہر و باطن ایک ہی
سینہ بھی چاک چاک ہی جیب بھی تار تار ہی

کبھی ہاتھون مین مہندی ہی کبھی زلفون مین شانا ہی — یہ سب اُنکے بہانے ہین نہ آنا ہی نہ جانا ہی
معطل ہو کے بیٹھے ہین کہین آنا نہ جانا ہی — اُسی کے آستان پہ ہم غریبون کا ٹھکانا ہی
پھنسایا کیس قفس مین ہمکو لا کر دور گردون نے — تغافل پیشہ ہی صیاد پانی ہی نہ دانا ہی
خدا کا خوف کر پیاسون پہ کیا احسان رکھتا ہی — تو اب اے ترک کب تلوار کا پانی پلانا ہی
قفس صیاد لایا بوستان مین کھل گیا مجھپر — دکھا کر آتش گل اور میرا دل جلانا ہی
خدا کے واسطے اے ضعف اتنا تو نہ کر لاغر — ابھی تو ناز اُسکے مدتون مجکو اُٹھانا ہی
وہ رُخ پر ملکے غازہ دیکھتے ہین آج آئینہ — ہوا روشن کہ اُنکو آگ پانی مین لگانا ہی

نصیحت کے لیے آیا ہی کیا اِس قحط مین ناصح
عجب صحرا مین جاکر ربطِ حسن و عشق کا دیکھا
توکل پیشگی مین خواہش اسباب ہی کسکو
نہ سُنیے ماجراے قیس سُنیے دردِ دل میرا
کہا جب حال دل مین جلیسون نے سے وہ یہ بولے
سحر جو کان تک پہونچا ہی میرے نالۂ بلبل
عزیز احباب یہ سب گور تک جاکر پھر آئینگے
وفورِ سیلِ تجلی مار رہزن ذرہ و غارتگر

مگر بھوکا ہوا ہی مغز میرا اُسکو کھانا ہی
غبارِ قیس لیلیٰ کی لحد پر شامیانا ہی
دل خرسند سے بہتر کہان کوئی خزانا ہی
نئی یہ داستان ہی اور وہ قصہ پرانا ہی
کہ دیوانہ سا ہی کیا اسکی باتون کا ٹھکانا ہی
سمندِ شوق کو میرے وہی تو تازیانا ہی
مرے تابوت کے ہمراہ کیون سارا زمانا ہی
پھر ساری انجمن مین جسطرف قصد اُٹھانا ہی

کدھر جاؤن کہان ڈھونڈھون وفا ملتی نہین صفدر
جفا کا عہد ہی یہ ظلم و بدعت کا زمانا ہی

آمد ہمارے گھر مین کسی مہ لقا کی ہی
ہر شعر مین ثنا کسی زلفِ رسا کی ہی
کچھ شکر کی جگہ نہ شکایت کا ہی مقام
دیکھا ہی ماہ چاردہم کو سپہر پر
رستے مین مل رہیگا کسی دن مجھے وہ ترک
کشور مین اِن حسینون کے کوئی رہے تو کیا
ہوتا ہی روز کوچے مین تیرے جو قتل عام

یہ شان کردگار یہ قدرت خدا کی ہی
کیونکر نہو کہ اپنی طبیعت بلا کی ہی
عادت مجھے وفا کی انھین جو جفا کی ہی
تصویر صاف صاف کسی مہ لقا کی ہی
ثابت نہین کہ کونسی ساعت قضا کی ہی
کوفہ ہی راہ و رسم یہان کب وفا کی ہی
معلوم ہوگیا یہ زمین کربلا کی ہی

تیرے مکان ہین میکدہ یا خانقاہ ہو — جو راہ رند کی ہی وہی پارسا کی ہی
سر رفر ہین جو حسن کو تیرے تر قیبان — تاثیر ماہ وش یہ ہماری دعا کی ہی
انجام کیا ہو مہر و محبت کا دیکھیے — تکلیف ابتدا مین ہمین انتہا کی ہی
کیا ہاتھ لال لال ہین کیا کالی کالی آنکھ — سرمے کی احتیاج نہ اُنکو حنا کی ہی
نادان ہی جو تمیز کرے خوب و زشت مین — اچھے برے ہین ایک یہ خلقت خدا کی ہی
آنکھو نمین دیکے سرمہ دنبالہ دار وہ — کہتے ہین ناتوانون کو حاجت عصا کی ہی
اُس گلبدن کی کیا لیے آتی ہی بوے تن — آمد کچھ آج اور ہی باد صبا کی ہی
شاید کہ قافلے سے وہ یوسف ہوا ہی گم — آواز دلخراش نہایت درا کی ہی
جو دیکھتا ہی تیری تجلی کو اے صنم — بیساختہ یہ کہتا ہی قدرت خدا کی ہی
ثابت ہوا کہ چشمۂ حیوان ہی وہ دہن — لذت ہر ایک بات مین آب بقا کی ہی

شافع ہین مجرمون کے جو محشر مین مصطفیٰ
صفدر کو فکر کچھ نہین روز جزا کی ہی

دل خانقہ مین صحبت زاہد سے تنگ ہی — پیر مغان سے جا کے ملین یہ ترنگ ہی
آغوش مین ہے مرے وہ بت خانہ جنگ ہی — برچھی نگاہ جسکی ہی مژگان خدنگ ہی
کسکے خیال رخ مین یہ کھایا ہی دل پہ داغ — خوشبو ہی اسمین پھول کی لالہ کا رنگ ہی
نازک دلون کو سخت دلون سے ہو ربط کیا — شیشے کے حق مین تو ملاقات سنگ ہی
کوچے مین تم جگہ مجھے دیتے نہین تو خیر — ملک خدا ہی تنگ نہ یان پانون لنگ ہی

فرقت مین کاٹے کھاتا ہی میرا مکان مجھے
یارب دہان مار کہ کام نہنگ ہی

مریخ کیا ملائیگا غمزہ سے تیرے آنکھ
اسکا خطاب رستم شمشیر جنگ ہی

یارب کہان پھنسے ہین کہ ہی آب و دانہ بند
کنج قفس سے بھی دل صیاد تنگ ہی

کھینچی ہی مین نے جیسی تصور مین شکل یار
تصویر چین نہ ایسی شبیہ فرنگ ہی

شامل ہو اگر کسی عاشق کا خون دل
کیا شوخ اسکے ہاتھونکی منھدی کا رنگ ہی

بیٹھے ہین ہمتو شام سے آمادہ سفر
ہو صبح طبل کوچ بجے یہ درنگ ہی

گل نے برنگ غنچہ سمیٹا ہی پیرہن
اس درجہ میرے پنجۂ وحشت سے تنگ ہی

خط سیہ نہین یہ رخ صاف پر ترے
شہر حلب مین داخلۂ فوج زنگ ہی

دل دیکھے مین حسینون سے کرتا نہین طلب
اسدرجہ مانگنے سے مجھے عار و ننگ ہی

گلزار ہجر یار مین صحرا سے کم نہین
شمشیر شاخ گل ہی تو غنچہ تفنگ ہی

غیرون کا ہی جو دخل تو ہمسے بنیگی کیا
بگڑا ہوا کچھ آپ کی صحبت کا رنگ ہی

صفدر دعا بھی کرتے ہوئے شرم آتی ہی
قانع ہون مانگنا مرے نزدیک ننگ ہی

دل ہمارا مست عشق نرگس مستانہ ہی
کیا غرض ساقی سے ہی کیا حاجت پیمانہ ہی

خاک ہو جلکر کوئی وان ناز معشوقانہ ہی
شمع کو کب اعتنائے سوزش پروانہ ہی

ہم رہینگے امتحان عشق مین ثابت قدم
ہار جانا جی کا ننگ ہمت مردانہ ہی

پھیلون اپنے دل صد چاک کو مین پیش یار
موے زلف الجھے ہین انکو احتیاج شانہ ہی

بزمگاہِ حسن مین دل بھی ہمارا ہی رقیب | آشنا مدت کا تھا جو آج وہ بیگانہ ہی

قمریان عاشق ہین تیری سرو بندہ ہی ترا | بلبلین قربان ہین تجھپر گل ترا دیوانہ ہی

آمد آمد آج ہی کس شاہد مینوش کی | صورت آغوش ساقی وا در میخانہ ہی

گوہر دندان و لعل لب کے لکھے ہین جو وصف | جو غزل میری ہی وہ گویا جواہر خانہ ہی

عاشق جانسوز تیرے کیون نہ آئین تیرے پاس | شمع ہی جس بزم مین روشن وہان پروانہ ہی

واہ کس سامان سے ہین وہ بزم مین مسند نشین | خاصدان ہی عطردان ہی آئنہ ہی شانہ ہی

باغ پر احسان کیا آیا جو بہر سیر یار | شاخ کا جھکنا زمین پر سجدۂ شکرانہ ہی

ذکر سنکر عشق کا میرے تمھارے حسن کا | کہتے ہین سب لیلی و مجنون کا یہ افسانہ ہی

کیجیے ارام اگر شوق سے دلمین مرے | خوب گھر ہی جاے آسایش یہ خلوتخانہ ہی

جلوہ گر وہ دلمین مشتاق تماشا چشم شوق | شمع محفل مین ہی باہر بزم سے پروانہ ہی

حال جو میرا ہی کیا جانین یہ محبوب حسین | گوش زد پھولونکو بلبل کا کہان افسانہ ہی

ہو طرفداری مبارک شمع کی تم ہو حسین | ہم ہین عاشق اسطرف ہین جسطرف پروانہ ہی

جبسے آئے ہین یہان اس حورطلعت کے قدم | گلشن فردوس سے بہتر مرا کاشانہ ہی

خط مصحفے لاکر دیا لیکن بڑے اغماض سے | قاصد محبوب مین بھی ناز معشوقانہ ہی

جان دی کن حسرتون سے ہا صفدر نے یہان
اور وہان ابتک وہی اک ناز معشوقانہ ہی

یوسف کے رخ مین نور نہ تھا یا ضیا نہ تھی | ہر تجھ مین جو ادا ہی وہ اُنمین ادا نہ تھی

پھولونمین تازگی کہ چمن مین فضا نہ تھی
آنا مگر تھا عیب کہ بوے وفا نہ تھی

فضل خدا سے تم ہو حسینونمین انتخاب
یوسف مین حسن تھا مگر ایسی ادا نہ تھی

ساقی نے کی شراب کے دینے مین کیون کمی
بدلی نہ تھی کہ باغ مین ٹھنڈھی ہوا نہ تھی

شیرین کی غفلتون سے گئی کوہکن کی جان
اب کیا کبھی حسینونمین بوے وفا نہ تھی

کوچہ جو نامہ بر کو نہ اُس ترک کا ملا
ثابت ہوا یہ ہمکو کہ اُسکی قضا نہ تھی

آخر سیاہی شب فرقت نے جان لی
ٹلتی ہمارے سر سے یہ ایسی بلا نہ تھی

تربت پہ فاتحہ کو وہ آئے زہے نصیب
اتنی بھی ہم کو اُنسے امید وفا نہ تھی

دینا تھا اُنکو دل تو کہین امتحانکے بعد
صفدر ترا قصور تھا اُنکی خطا نہ تھی

تھا ظاہری لحاظ کبھی دلمین جا نہ تھی
دیکھا جو خوب اُنمین مروت ذرا نہ تھی

مدت ہوئی اثر کا الٰہی نشان نہین
کیا قابل قبول ہماری دعا نہ تھی

کیا اِسمین ملگیا کسی عاشق کا خون گرم
ایسی تو تیز آتش رنگ حنا نہ تھی

قید لباس تھی کسے جبتک رہا جنون
سر پہ کلاہ تن پہ ہمارے قبا نہ تھی

یا وہ تپاک یا ہین اب ایسی کدورتین
جو ابتدا تھی آپ کی وہ انتہا نہ تھی

چونکا کبھی نہ خواب تغافل سے کوئی بت
شاید شکست شیشۂ دل مین صدا نہ تھی

آنا تھا تمکو آپ ہی ہوتا ہے خط سے کیا
میرے مرض کی تو یہ مناسب دوا نہ تھی

ہوتے ہین قتل اتنے ہزارون ہی بیگناہ
خونخوار ایسی آپ کی تیغ جفا نہ تھی

کیون توڑ کر اسے مجھے تونے ندی نجات | بھاری تو ای جنون مجھے زنجیر پا نہ تھی

دانا جو تھے جہان مین صفدر رہی پسے
گردش فلک کو کب صفت آسیا نہ تھی

یہ ولولے جنون کے یہ جوش غم نہونگے | مٹ جائینگے یہ چرچے جس روز ہم نہونگے
چھوڑین تمھین گوارا ہمسے یہ غم نہونگے | پہلو مین تم نہوگے جس روز ہم نہونگے
جنت مین جاکے کیونکر خوش ہونگے تیرے محزون | یہ رنج و غم نہونگے درد و الم نہ ہونگے
مرنیکا غم نہین ہے لیکن ہے دھیان اتنا | بہلیگا جی نہ اُنکا جس روز ہم نہونگے
لکھنے کو میرے عصیان آئے ملک تو بولے | اِنکی تو حد نہین ہے ہمسے رقم نہونگے
پامال شوق سے کر دل لیکے ہمسے ظالم | آزردہ تجھ سے تیرے سر کی قسم نہونگے
تم شیخ صاحب یہ مسئلہ تو بتاؤ | اُس بُت کا بوسہ لیکر مجرم تو ہم نہونگے
گلزار ابر سبزہ معشوق جام مینا | پھر ساری عمر سامان ایسے بہم نہونگے
اللہ نے بنایا سایہ ہمین تمھارا | تم سے جدا حسینون ہم ایک دم نہونگے
صحبت ہے اِن بتونکی آفاق مین غنیمت | جنت مین یہ نہونگے دوزخ مین ہم نہونگے
آئی تو گھر مین دنیا پر خوب جانتے ہین | ہمکو کبھی مبارک اِسکے قدم نہونگے
دل دیکے اُس صنم کو پچھتا رہے ہین کیسے | سمجھے تھے ہم یہ پہلے ایسے ستم نہونگے
آنے کبھی نہ دیتے اِس غمکدہ مین ہم کو | پر چلتے وقت واقف اہل عدم نہونگے
رقت کے جوش سے ہین ابر بہار آنکھین | اشکونکو میرے گر تو قطرون سے کم نہونگے

تصویر تیغ ابرو ہرگز نہ کھینچ سکیگی — مانی کے ہاتھ دونون جبتک قلم نہونگے
گلگشت کو تو آؤ تسلیم کو تمھارے — ہین کون سرو گلشن سر جنکے خم نہونگے
ہین کشتۂ تغافل راحت ہی ہمکو صفدر — پھکنے دو صور محشر بیدار ہم نہونگے

ہوجائین آنکھین بند جو پردا اُٹھائیے — طاقت کہان کہ لطف تماشا اُٹھائیے
الفت مین لاکھ طرح کی ایذا اُٹھائیے — سر اُسکے آستان سے نہ اصلا اُٹھائیے
بیماری فراق مین مرنا ہی خوب ہی — کیون رنج انتظار مسیحا اُٹھائیے
اب چند روز دیر کی بھی سیر کیجیے — کعبے سے دل مین ہی کہ مصلا اُٹھائیے
جا بیٹھتا ہون جب مجھے کہتا ہی وہ صنم — بستر مری گلی سے خدارا اُٹھائیے
ہمراہ غیر غسل کو جاتے ہین تو وہ جائین — طوفان رو کے کیون لب دریا اُٹھائیے
باندھی ہی تیغ اگر تو مبارک ہو آپ کو — ہم مجرمون کے قتل کا بیڑا اُٹھائیے
گڑ جائیے جو آپ زمین مین تو خوب ہی — احسان مر کے بھی نہ کسی کا اُٹھائیے
مدت سے ہم ہین طالب نظارۂ جمال — رخ سے نقاب زلف چلیپا اُٹھائیے
اللہ نے ہمین دل نازک عطا کیا — کیونکر بتون کے غمزۂ بیجا اُٹھائیے
آئی بہار دیکھیے ہین کیا لال لال پھول — چلکر چمن مین لطف تماشا اُٹھائیے
نیچی نظر سے ہی چمن حسن کی بہار — آنکھین نہ مثل نرگس شہلا اُٹھائیے
بدنام سارے خلق مین ہونے سے فائدہ — کشتے کا دھوم سے نہ جنازا اُٹھائیے

موسیٰ کی طرح طالب دیدار ہم بھی ہین	صاحب نقاب چہرۂ زیبا اُٹھائیے
صفدر بکمال ضعف سے طاقت نہین رہی کیونکر تبون سے اب دل شیدا اُٹھائیے	

بلا ہو وہ حسن تمکو جس کا فروغ ہر شام ہر سحر ہی
خدا کی قدرت ہین دونون عارض جو یہ ہی خورشید وہ قمر ہی
مقام ڈرنے کا ہی اُسی سے خدا سے جو شخص بیخطر ہی
نہین ہی ڈرنے کی اُس سے حاجت ذرا بھی جسکو خدا کا ڈر ہی
اُسی کا کوچہ ہی باغ جنت اُسی کا در سجدہ گاہ عالم
دماغ کیونکر نہ عرش پر ہو کس آستانے پہ اپنا سر ہی
کسی کا منھ ہی یہ ای ستمگر جو تیغ ابرو کی یون چڑھے منھ
سپر مین کرتا ہون اپنا سینہ یہ دل مرا ہی مرا جگر ہی
عجیب راحت سے سو رہے ہین ملے ہوے کشتگان الفت
کسی کی گردن کسی کا بازو کسی کا زانو کسی کا سر ہی
خدا نے اُسکو کیا ہی یکتا نہین زمانے مین کوئی ثانی
شبیہ کھینچے گا کیا مصور نہ وہ دہن ہی نہ وہ کمر ہی
جو محو سیر چمن ہو دن کو تو صرف ساغر کشی ہو شب کو
گذر رہی ہی کسی پہ کیسی بھلا تمھین اِسکی کیا خبر ہی

جو خوبرو زینت جہان تھے وہ سوے ملکِ عدم سدھارے
ہر دونون عالم کا ایک عالم جو کچھ ادھر تھا وہی اُدھر ہی
مریض فرقت نے پائی صحت طبیب آیا کہ موت آئی
رہی نہ تکلیف کوئی باقی نہ درد دل ہر نہ درد سر ہی
نہین بلانے پہ بھی تم آتے کہو تو اسکا مزہ دکھا دین
ابھی جو چاہین تو کھینچ لائین ہمارے نالون مین یہ اثر ہی
خدا جو دولت کرے عنایت تو سجدۂ شکر بھی ہر لازم
زمین پر دیکھ لو جھکی ہر جو نخل مین شاخ بارور ہی
روان کیا ہی مگر یہ ڈر ہر کہین نہ رستے مین کوئی لوٹے
نہ وحی باری ہر میرا نامہ نہ طائر سدرہ نامہ بر ہی
نظر مین حور جنان ہی صفدر پری کو گھر بیٹھے دیکھتے ہین
تصور اپنا کہان کہان ہر خیال اپنا کدھر کدھر ہی

ہرے رونے کی اب کوئی حد نہین ہی
کہ آنکھون پر اُس شوخ کے آستین ہی
سبب کیا جو دل سخت اندوہگین ہی
وہی آسمان ہر وہی یہ زمین ہی
جو مضمون ہی تصویر سے کم نہین ہی
مرا خامۂ فکر نقاش چین ہی
نہین دختر رز یہ بھی اک حور عین ہی
مگر میکدہ بھی بہشت برین ہی
جفا کار ہر دہر مین جو حسین ہی
وفا بھی زمانے مین یارب کہین ہی

غرض بتکدے سے نہ کعبے سے مطلب | ترا آستان ہی ہماری جبین ہی
غم دل ہو باتون سے کیونکر نہ ظاہر | مری طرح آواز مینہ بھی حزین ہی
کیا پیرہن دست وحشت نے پرزے | گریبان نہ دامن نہ اب آستین ہی
ہر اقرار سے صاف انکار ظاہر | زبان پر ہی ہان دلمین اُنکے نہین ہی
رگ گل سے تشبیہ دی اُس کمر کو | مرا ذہن بھی طرفہ باریک بین ہی
جدا بزم قاتل سے مجکو نہ سمجھو | بدن ہی یہان جان میری وہین ہی
کیا ہفت کشور کو تسخیر دل نے | سلیمان کے خاتم کا یہ بھی نگین ہی
بڑھی قدر منصور سولی پہ کھنچکر | کہ سب حق پرستون مین بالانشین ہی
کہے کوئی جاکر یہ اُس بیخبر سے | کہ مل جاؤ آکر دم واپسین ہی
نہین دیتے جنت تو دوزخ کو بھیجو | ہمارا ابھی آخر ٹھکانا کہین ہی
بندھے ہمسے ایسے مضامین مژگان | کہ اب تنکے چنتا ہی جو نکتہ چین ہی

وہ غصے مین آئین تو ہو قتل صفدر
مرے حق مین شمشیر چین جبین ہی

بسمل پڑے ہوے ہین جو بسمل کے سامنے | اک باغ ہی کھلا ہوا قاتل کے سامنے
پھولون کو اے صبا مرا کہنا سلام شوق | پر روکنا زبان کو عنادل کے سامنے
ہین تیرے آگے اور حسین کس حساب مین | تارون کا نور کیا مہ کامل کے سامنے
جھگڑے مین میرے تم ہو طرفدار غیر کے | حق کا فروغ خاک ہو باطل کے سامنے

آتشکدہ بھی گرم بہت ہی پر ای صنم ہو سرد تیری گرمی محفل کے سامنے
دنیا و دین کے بیچ مین یون ہی مرا طریق ساحل ہو جیسے بحر کا ساحل کے سامنے
لیلی سمجھ یہ نالۂ مجنون کا ہی دھوان بادل گھرا ہوا ہی جو محمل کے سامنے
کعبہ بھی عرش بھی متبرک مقام ہی پر کچھ نہین یہ دونون مرے دلکے سامنے
مرنیکے بعد بھی مجھے تا داغ رشک ہو غیرون سے آپ دیتے ہین مل ملکے سامنے
آیا قریب یار تو جاتے رہے حواس لوٹا گیا یہ قافلہ منزل کے سامنے
ای برق بیش چشم نہ ہر دم چمک کے آ تیری تپش ہی کیا تپش دلکے سامنے
مجکو کریگا قتل ذرا منھ تو دیکھ لے تیغ آئنہ ہی چہرۂ قاتل کے سامنے
آئی بہار پھر مجھے پیدا ہوا جنون پھر اندنون ہین طوق و سلاسل کے سامنے
ہم بھی قریب در ہین نہ ہمسے کرو حجاب بے پردہ آپ آتے ہین سائل کے سامنے
انجم دکھائین اپنی چمک لاکھ چرخ پر ذرے فروغ پائین نہ اُس تل کے سامنے
شاید گدا کے بھیس مین عاشق نہو کوئی اِسواسطے نہ آئے وہ سائل کے سامنے
حورین کھڑی ہین ساغر کوثر لیے ہوے تلوار کے تلے ترے بسمل کے سامنے
پروانہ اضطراب مین کتنا ہی بیحجاب ہی ہمکنار شمع سے محفل کے سامنے
لازم ہی اُسکی مُہر بھی ہو ثبت دستخو محضر لکھو جو خون کا قاتل کے سامنے

صفدر بہار گلشن ہستی ہی بے ثبات
کیا کیا نہ پھول مٹ گئے کھل کھلکے سامنے

ہستی کا طلسم کوئی دم ہی
آیا جو عدم سے پھر عدم ہی

خط مین مرا حال دل رقم ہی
شق اسلیے سینۂ قلم ہی

ہستی سے عدم نہین بہت دور
رہرو کو یہ راہ دو قدم ہی

محراب حرم کہ ابروے دوست
وہ چشم کہ آہوے حرم ہی

وحشت مین ملی ہی ہمکو دولت
جو داغ ہی جسم پر درم ہی

دریا ہی جہان حباب ہون مین
ہستی ہی مری تو کوئی دم ہی

مستون پہ عیان ہی حال عالم
ہر جام شراب جام جم ہی

کس طرح لکھون مین اسکو نامہ
قرطاس نہین اگر قلم ہی

اس عمر مین کیا تمام ہو حرص
قصہ ہی طویل رات کم ہی

اغیار کے حلق پر تری تیغ
اے ترک یہ تیرے حق مین سم ہی

تو حور لقا مری نظر مین
منزل تری روضۂ ارم ہی

ساقی و شراب و جام گلشن
اے ابر کرم دم کرم ہی

منہدی سے ہو وہ ہاتھ تو سرخ
دل خون ہوا تو کسکو غم ہی

مرتا ہی جو اس کمر پہ عالم
شاید کہ یہ جادۂ عدم ہی

کرتا نہین ایک وعدہ سچا
جھوٹے کی زبان پر قسم ہی

ملجاے وہ میرے دلکو یارب
جتنا کہ جہان مین الم ہی

اے جوش جنون ترا ہون ممنون
دنیا کا نہ آخرت کا غم ہی

اتنا ہی دراز ہجر کا دن
جتنی کہ شب وصال کم ہی

دیکھا ہی بتون مین اُسکا جلوہ
صفدر مجھے بتکدہ حرم ہی

کٹتی ہے شب فرقت مین گذر جاتی ہین کیسے
ہموت جو مشتاق ہین مر جاتے ہین کیسے

کمسن ہین ابھی کیا وہ ہمین قتل کرینگے
کشتون کا لہو دیکھکے ڈر جاتے ہین کیسے

یا رب یہ نہین ہوتی ہین بسر ہجر کی راتین
اور وصل کے دن جلد گذر جاتے ہین کیسے

بیٹھے تھے ذرا پاس کہ پہلو سے اُٹھے وہ
پوچھے تو کوئی آتے ہی پھر جاتے ہین کیسے

اقرار کبھی کرتے نہین دینے کا تو کیا ذکر
دل لیکے وہ عاشق کا مکر جاتے ہین کیسے

چڑھتا ہی نظر پر جو کسی کا رخ روشن
خورشید و قمر دل سے اُتر جاتے ہین کیسے

مارا ہی کسے تمنے کہ ہنگامہ ہی برپا
یہ لوگ ادھر اور اُدھر جاتے ہین کیسے

مژگان کو یہ حسرت ہی دم اشک فشانی
دامن سے مرے مفت گہر جاتے ہین کیسے

گل دیکھتے ہین ہجر مین جس روز شگفتہ
داغ اپنے کلیجے کے اُبھر جاتے ہین کیسے

ہستی کو مٹا دیتے ہین جو عشق ذہن مین
نام آور و نمین نام وہ کر جاتے ہین کیسے

آ بیٹھتے ہین پاس وہ جسوقت سنور کر
بگڑے ہوے کام اپنے سنور جاتے ہین کیسے

پوچھو دل صفدر پہ ہی کیا صدمہ جانکاہ
تھامے ہوے ہاتھون سے جگر جاتے ہین کیسے

پیار سے ایک نظر دیکھیے جانیوالے
نیم بسمل ہین ترے ناز اُٹھانیوالے

سوز دل ہم انھیں تنہا ہیں ستانیوالے
کہدو ہو جائیں ہوا آگ لگانیوالے

خوبرو لاکھوں ہیں عاشق کے ستانیوالے
انمیں دو بھی نہیں دل ہاتھ میں لانیوالے

شمع کا حال نہ پنہاں ہے نہ پروانے کا
خود بھی جلتے ہیں غریبونکے جلانیوالے

سبکی سنتے ہو کسی روز ہماری بھی سنو
ہم بھی کچھ حال دل اپنا ہیں سنانیوالے

ڈر ہے کیا تمنے اگر یاد فراموش بدی
دیکھنا ہم کبھی دھوکا نہیں کھانیوالے

سامنے انکے کسی کو نہیں یارائے سخن
کیسے چپ بیٹھے ہیں باتوں کے بنانیوالے

جبتک اس تیغ کی محراب نہو پیش نظر
سر تسلیم نہیں ہم تو جھکانیوالے

بیڑیاں کٹنے کا میرے بھی زمانہ آیا
طوق منت کے ہیں وہ آج بڑھانیوالے

ہو سکیں کس سے بیان وصف ترے ای یم حسن
کہیں دریا بھی ہیں کوزے میں سمانیوالے

ناصحو نے مجھے کل تنگ کیا تھا کیسا
آج پھر آئے ہیں یہ سر کے پھرانیوالے

قتل ہونا ترے ہاتھوں سے جو سمجھے لذت
سر کے دینے پہ تلے جان چرانیوالے

کوئی خالی نہیں دنیا کی مذمت سے کتاب
کچھ تو سمجھے ہوے تھے اگلے زمانیوالے

باغ میں آج ہے کس رشک چمن کی آمد
پھول تو تمہیں ہیں چہرونکو چھپانیوالے

فاتحہ پڑھنے کو آ تربت صفدر پہ کبھی
فتنۂ حشر کو ٹھوکر سے جگانیوالے

وصل میں ایجان آرائش کا ساماں چاہیے
لب پہ مسی چاہیے ماتھے پہ افشاں چاہیے

تخت اسکندر نہ اورنگ سلیمان چاہیے
بیٹھ رہنے کو زمین کوے جاناں چاہیے

جوش سودا مین خیال روے جانان چاہیے
رفع وحشت کے لیے سیر گلستان چاہیے

زندگی مین پیرہن ہو بعد مرنیکے کفن
جو یہان درکار ہی ہمکو وہی وان چاہیے

سادگی رکھتی ہی تیری لاکھو صورت کی بناو
کیا تجھے زیور مرصع ای مری جان چاہیے

پیرہن اتنا کہان سے لاؤن ای دست جنون
چاک کرنیکو تجھے ہردم گریبان چاہیے

بیخبر کبتک رہیگا عاشقان زار سے
ای مسیحا اپنے بیمارون کا درمان چاہیے

شام کو بے پردہ وہ آئے ہین پھر سر بام
اب خجالت سے نہ نکلے ماہ تابان چاہیے

گیسوے پرپیچ کی تعریف کرتا ہون رقم
ہاتھ مین جاے قلم شاخ غزالان چاہیے

مول لے بازار سے ساقی نئے جام و سبو
فصل گل آئی ہی میخواری کا سامان چاہیے

خواہش مشاطہ انکو ہی تو کچھ بیجا نہین
باغبان کوئی پے زیب گلستان چاہیے

حل رہیگا رتبہ مجھ سے ذرۂ ناچیز کو
مہربانی تیری ای مہر درخشان چاہیے

آدمی حیوان کو الفت سے بنا لیتے ہین ہم
لطف صحبت ہر جگہ حاصل ہی انسان چاہیے

سرفروشی معرکے مین عشق کے آسان نہین
کوہکن سا کوئی اسمین مرد میدان چاہیے

ہندوے خال اسکے چہرے پر ہی جبر کا مقام
حامل مصحف کوئی مرد مسلمان چاہیے

تنگدستی نے خفالت سے کیا فارغ مجھے
گھر مین کچھ باقی نہین کیا مجکو دربان چاہیے

ہی انکھین پر منحصر صفدر قیامت مین نجات
مومنونکو اعتقاد آل و قرآن چاہیے

ترا وصل ہو خواہش دل یہی ہی
محبت کا الفت کا حاصل یہی ہی

اُسے دیکھکر مجھ سے کہتا ہی یہ دل
مین بسمل ہون جسکا وہ قاتل یہی ہی

جنازہ مرا جب سر قبر پہونچا
قضا نے کہا پہلی منزل یہی ہی

کوئی غنچہ دیکھا جو گلشن مین مین نے
تو سمجھا کہ شاید مرا دل یہی ہی

سہا جائے کس طرح اندوہ فرقت
اگر عاشقی مین ہی مشکل یہی ہی

ہوے غرق دریائے الفت مین جسدم
صدا دی یہ عبرت نے ساحل یہی ہی

مہ نو جو فرقت مین گردون پہ دیکھا
مین سمجھا کہ شمشیر قاتل یہی ہی

تری تیغ دیکھی تو بولے یہ بسمل
گلے سے لگانے کے قابل یہی ہی

نکلتا ہی دم سنسناتے ہین اعضا
محبت کا انجام ایدل یہی ہی

وہ کہتے ہین منھ دیکھکر آئینے مین
اگر ہی تو میرا مقابل یہی ہی

حسینون مین دیکھا جو اُسکو تو سمجھے
ستارے ہین سب ماہ کامل یہی ہی

بگولا جو مجنون نے صحرا مین دیکھا
تو سمجھا کہ لیلی کی محمل یہی ہی

عجب بیخودی دل پہ چھائی ہی صفدر
خدا سے حقیقت مین واصل یہی ہی

۱۴۰

جفا پر اُنکے کمر بندھی ہی مگر وفا کا خیال بھی ہی
ہمارے مرنے سے خوش ہوے ہین مگر انھین کچھ ملال بھی ہی
شراب پیتے ہین مست زاہد مگر انھین انفعال بھی ہی
زبان سے کہتے ہین توبہ توبہ بلند دست سوال بھی ہی

فدا جو ہی جان ہر قدم پر تو دل مرا پائمال بھی ہی
فقط ہی مجکو اُنھین مٹانا اکڑ کے چلنے مین چال بھی ہی

جو چھپکے تم کو یہان ہی آنا تو آؤ پازیب کیون اُتارو
تمھاری دہشت سے بڑھکے بولین یہ گھنگرو نکی مجال بھی ہی

خدا کی قدرت ہی حسن صورت ملی ہی تم کو عجیب دولت
ہمارے دلکی ہی کیا حقیقت تمھارے آگے یہ مال بھی ہی

نہ توڑ شیشونکو محتسب یون کہ میکدہ مین ہین جمع میکش
کسی کا دل ٹوٹتا ہی ظالم تجھے کچھ اسکا خیال بھی ہی

وہ زخم کھائے ہین تیغ غم کے کہ دل کا احوال کچھ نہ پوچھو
شہید بھی ہی ذبیح بھی ہی قتیل بھی ہی حلال بھی ہی

نہ حور جنت کی یہ ادائین نہ قاف مین یہ پری کے غمزے
کہین تمھارا جواب بھی ہی کوئی تمھارا مثال بھی ہی

شکار کرنے یہ کون آیا یہ تیر کس کی کمان سے چھوٹا
کہ زخم کھانے کو سب ہین حاضر پلنگ بھی ہی غزال بھی ہی

خبر تجھے یار اسکی کب ہی کہ تیرا مشتاق جان بلب ہی
امید بچنے کی اسکو کب ہی مریض مین کوئی حال بھی ہی

فراق مین تنگ ہی بہت جی مگر ہی اس بات سے تسلی

یہی ہو گردش جو آسمان کی کبھی تو روز وصال بھی ہو
غرور اِس حسن پر ہو بیجا ہو آسمان پر دماغ تیرا
ضرور دل مین رہے یہ کھٹکا کہ اکدن آخر زوال بھی ہو
جو جلوہ رخسار کا دکھایا کلیم کو طور پر غش آیا
کرم سے کیا قہر کو ملایا جمال بھی ہو جلال بھی ہو
خدا ہو غفار بخشدیگا کچھ اور دل مین سمجھو نہ واعظ
فقط یہ میکش نہین ہین مجرم انھین تو کچھ انفعال بھی ہو
بہار عارض ہو چند روزہ غرور اتنا نہین ہو اچھا
فلک پہ ہمنے قمر کو دیکھا کمال بھی ہو زوال بھی ہو
نہ پوچھو داغون کا حال ہمسے سیاہ بھی ہو گیا ہو کوئی
گلی کبوتر تو ہین ہزارون مگر کوئی انمین خال بھی ہو
نہین ہو ممکن کہ طائر دل پھنسین نہ آ کے رہ وزسہین
وہ خال مشکین اگر ہو دانہ تو زلف پرپیچ جال بھی ہو
ہزار فرقت مین داغ کھاؤن ہزار اندوہ و غم اٹھاؤن
کلام شکوہ زبان پہ لاؤن مری یہ صفدر مجال بھی ہو

اور کوئی ڈھونڈھے جور و جفا کیواسطے	کیجیے آزاد بندے کو خدا کیواسطے
ہر طرح کے لوگ ہین سرکار کے دربار مین	مجھ گدا کو بھی نگار رکھو دعا کیواسطے

پر ہما کے کیون کترواتا ہی سلطان بہر تاج
استخوان اکبر روز اسکے ہین ہما کیواسطے

حیف ہی اُسکو نہ مطلق آشنائی کا ہو پاس
سب سے بیگانے ہو جس آشنا کیواسطے

زخم سینے کے نہ سی جراح گبھرائیگا دل
رہنے دے باقی کوئی روزن ہوا کیواسطے

اگر پڑے رہتے ہین دل میرا نہ چھین زلف سے
باندھ تو مضبوط ہے مشکل کشا کیواسطے

کب لیے ہین ہین نے بوسے مصحف رخسار کے
تہمتین کرتے ہو کیون مجھپر خدا کیواسطے

ای تو انگر دیکے محتاجونکو کچھ ہمراہ لے
چاہیے کچھ خرچ بازار جزا کیواسطے

کیون نہ مانگین اُسکے در سے جسکے در کے ہین فقیر
کون جائے پیش سلطان التجا کیواسطے

کس طرح کعبے کو آئین شیخ بتخانے سے ہم
پانون پر گرگر کے دین جب بت خدا کیواسطے

خون دل دیتا ہون آنکھون سے کرو گلرنگ ہاتھ
آدمی کیون باغ مین بھیجو حنا کیواسطے

ولین جب آجائیگی ہاتھ جائینگے پہلو سے وہ
وقت کب کوئی معین ہی قضا کے واسطے

ہمدم موجود ہی مجکو دوا اُسکی نہین
کیون طبیبونکو بلاتے ہو دوا کیواسطے

پھر رفع درد دیتا ہین دوا کا ذکر کیا
درد بھی ڈھونڈھے نہین ملتا دوا کیواسطے

مصطفے کا چاہیے ہر وقت ای صفدر خیال
دل محبت کو زبان پائی ثنا کے واسطے

ترے ہاتھ مین آرسی یار کب ہی
چلے آؤ چھپکر یہی وقت اب ہی
مریض محبت کو آفت کی تپ ہی

کسی کی یہ چشم تماشا طلب ہی
کہ رہتے ہین سنسان تاریک شب ہی
کہ شمع سحر کی طرح جان بلب ہی

تری ہر ادا ہی قضا بہرِ عاشق
تکلم ستم ہی تبسم غضب ہی

کیا بیخودی نے مجھے سب سے فارغ
نہ عیش و طرب ہی نہ رنج و تعب ہی

کھلی قبر مین جا کے جب آنکھ سمجھا
ابھی تک مرے ساتھ فرقت کی شب ہی

چھوؤن ہو وضو کیا مین ابرو کو اُسکے
مسلمان کو کعبہ مقام ادب ہی

خفا مین وہ آنے نہین اِس سبب سے
اجل بھی جو آتی نہین کیا سبب ہی

رہے آب چاہِ زنخدان مین کیونکر
کنوان ایک سارا جہان تشنہ لب ہی

اُس آئینہ رخ پہ تل کو تو دیکھو
یہ زنگی بچہ بادشاہِ حلب ہی

خدا نے بنایا ہی تجکو وہ لیلی
کہ مجنون ترے عشق مین سب عرب ہی

جو آتا ہی منھ مین وہ کہتے ہین ہمکو
ادب سے خموشی یہان مہرِ لب ہی

قمر کسکو کہتے ہین خورشید ہی کیا
ہمین تو تصور ترا روز و شب ہی

یقین ہی جو دیکھے ہو دیوانہ زاہد
بلا کی پری چہرہ بنت عنب ہی

وہ بت طالب وصل ہمسے ہی الٹا
یہ فضل خدا ہی یہ تائید رب ہی

ترے ماہ عارض سے کیا اُسکو نسبت
کمال مہ چاردہ ایک شب ہی

مین اُس شاہ کا دل سے بندہ ہون صفدر
جو امی لقب ہی قریشی نسب ہی

سر دی کی مہم عشق سر کی
کیا بات مرے دل و جگر کی

الٹی جو نقاب اُس قمر کی
آنکھین کھلجائینگی سحر کی

یہ خون ہوا وہ خاک جلکر — یہ دل کی خبر ہی وہ جگر کی
ہم رہگئے یار تک وہ پہونچا — تقدیر تو دیکھو نامہ بر کی
بسمل کے ہو پاس جیسے بسمل — حالت ہی یہ اب دل و جگر کی
ہم شر سے پناہ مانگتے ہین — وہ خیر منا رہے ہین شر کی
دو بوسے لیے تو وہ یہ جھیپے — چار آنکھ نہ ہم سے عمر بھر کی
کس در پہ چلے ہین سجدہ کرنے — پائون کی خبر نہ ہمکو سر کی
گذری شب وصل ہو گیا حشر — تھا صور کہ توپ تھی سحر کی
پتلی وہ کمر یہان تن زار — شکل ایک سی ہی ادھر اُدھر کی
ہلتے ہوے شاخ گل جو دیکھی — یاد آئی لچک کسی کمر کی
طول شب ہجر ہی قیامت — امید نہین ہمین سحر کی
اخبار نویس کچھ نہین ہم — پوچھو نہ خبر ادھر اُدھر کی
زخمی کا ترے دماغ ہی اور — زخمون مین ہون پتیان اگر کی
کیا یہ بھی ہی کشتہ رخ و زلف — شب رو کے جو شمع نے سحر کی
اس مہ کے لیے فلک سے لون مول — بیچے اگر آرسی قمر کی
پائون سے نکالینگے نہ کانٹے — کھاتے ہین قسم خبون کے سر کی
گر پیروی رسول اکرم — ہر راہ یہی خدا کے گھر کی

صفدر نہو خشک باغ الفت

جاری رہے نہر چشم تر کی

وہ نفرت سے تیوری چڑھائے گئے
مگر داغ دل ہم دکھائے گئے

کہیں ضعف سے ہم نہ آئے گئے
مگر ناز تیرے اٹھائے گئے

گلے سے ملو اب ہر کسی کا لحاظ
جو تھے لوگ اپنے پرائے گئے

ہر ادا اسکو کہتے ہیں تقدیر کی
ہیں روٹھا کیا وہ منائے گئے

ہوئے صاف ہمسے وہ اب شکر ہی
وہ عشوے وہ غمزے کنائے گئے

ہوئے گو کہ دردونوں آنکھوں کے بند
مگر دل میں میرے وہ آئے گئے

کھلا جب کوئی گل تو دل کھل گیا
کہ انداز تیرے سے پائے گئے

نیا کام ہمنے کیا عشق میں
کہ آنکھوں کو دل سے لڑائے گئے

بہت ہاتھ کانوں پہ رکھے مگر
ہم احوال انکو سنائے گئے

نہ آئے کبھی شر سے اغیار باز
انھیں کچھ لگائے بجھائے گئے

سنا ہے یہ ہمنے کہ صفدر کے شعر
کہ جلسے میں پریون کے گائے گئے

عاشقوں سے تمھیں غفلت کبھی ایسی تو نہ تھی
انکی سوتی ہوئی قسمت کبھی ایسی تو نہ تھی

بولے وہ ناز سے ٹھکرا کے مری میت کو
میرے غافل تجھے غفلت کبھی ایسی تو نہ تھی

غائبانہ نہیں کچھ سامنے خاطر سب کچھ
تمکو منہ دیکھے کی الفت کبھی ایسی تو نہ تھی

دل میں عاشق کے یہی آئے تو پسینا آیا
جا من آگے نزاکت کبھی ایسی تو نہ تھی

اتبو بلے اُنکے کسی وقت نہین دل کو قرار
اپنے سیاے سے بھی اتبو وہ جھجک جاتا ہی
بجلیان کانو نہین ہنین تو گرائی بجلی
صاف کہتے ہو کہ آؤنگا نہ مٹی وسینے
برق و سیماب سے بھی بڑھکے تڑپ ہی اتبو
نوجوان تم جو ہوے رنگ جو انی چمکا
اثر عشق ہوا کچھ تو کہ وہ ملنے لگے

پیار کی چاہ کی صورت کبھی ایسی تو نہ تھی
تیرے دیوانے کو وحشت کبھی ایسی تو نہ تھی
جانمن تجھ مین شرارت کبھی ایسی تو نہ تھی
خاکسارون سے کدورت کبھی ایسی تو نہ تھی
دل بیتاب کی حالت کبھی ایسی تو نہ تھی
پیش ازین چاند سی صورت کبھی ایسی تو نہ تھی
پیشتر طرز محبت کبھی ایسی تو نہ تھی

کھلگیا ناز کی بڑھنے کا سبب ہی یہ نیاز
صفدر اُس شوخ کو نفرت کبھی ایسی تو نہ تھی

فغان ہی آہ ہی نالہ ہی بیقراری ہی
نئی طرح کی ہی پیدایش دل نالان
جلاکے خاک کیا ہم کو اور مکدر ہو
کیا ہی وصل کے وعدے نے اور بھی بیچین
جفا کے طرز تمھین یاد ہی وفا کے ہمین
یہ اُنکا ناز سے کہنا کبھی نہ بھولونگا
وہ سو سناتے ہین آدھی بھی ہم نہین کہتے
برنگ طائر بسمل جو مین تڑپتا ہون

شب فراق مین حالت عجب ہماری ہی
صدا ہی رعد کی بجلی کی بیقراری ہی
صفائیون پہ طبیعت بہت تمھاری ہی
ترقیون پہ مرے دلکی بیقراری ہی
چلو وہ چال تمھاری ہی یہ ہماری ہی
ملو نہ ہمسے اگر جان تمکو پیاری ہی
نہین کچھ اور یہ الفت کی بات ساری ہی
جگر پہ تیر محبت کا زخم کاری ہی

کلیم گر چلے غش طور جل چکا ہو خبر
کہ سامنا ہی دہی اور ہماری باری ہی

وہ بت گیا تو گیا کوہ غم گرا تو گرا
ہر ایک حال مین شکرِ جناب باری ہی

ہی اپنے دلمین تصور سے یار کی تصویر
عمل سے شیشے مین صفدر پری اُتاری ہی

لگا دی ہی جھڑی ساون کی اپنی اشکباری نے
دکھا دی ہی چمک بجلی کی دلکی بیقراری نے

شب فرقت مین خواب عیش کھویا آہ و زاری نے
چھپر کھٹ کو کیا گہوارہ دلکی بیقراری نے

ڈبویا ابر کو آب حیا مین اشکباری نے
لٹایا آگ پر بجلی کو دلکی بیقراری نے

چمن مین دُھوم ہی گلگشت گلشن کو وہ آئینگے
خبر دی ہی یہ ہمکو قاصدِ بادِ بہاری نے

ترے کوچے سے پیچھے قتل قاصد کی خبر آئی
خبر دی مجکو پہلے میرے دلکی بیقراری نے

نہان پردے مین تھے یا بے حجاب آئے سر محفل
سکھائی ہی یہ تمکو بیحجابی بادہ خواری نے

بُرا ہی حال ہر دم تا کجا دلکو سنبھالو نمین
کیا بیمار سے بدتر تجھے بیمار داری نے

چھپایا تو بہت دلمین ترے داغ محبت کو
کیا لیکن یہ پردہ فاش میری اشکباری نے

حسینونکی نگاہونمین بھلا کیا آبرو ہوتی
ملایا خاک مین ہمکو ہماری خاکساری نے

تڑپکر جان دی کس آرزو سے پائے قاتل پر
کیا کیا خاتمہ بالخیر میرا بیقراری نے

سُنا ہی صحن گلشن مین بہار آئی خزان گذری
خبر اُڑتی سی دی ہی ہمکو یہ باد بہاری نے

عنایت ہو اگر پیر مغان کی کیا تعجب ہی
کہ پہونچایا ہی ہمکو میکدے تک فضل باری نے

خوشا تقدیر اُسنے اشک پوچھے اپنے دامن سے
ہمین کیا آبرو بخشی ہماری اشکباری نے

خدا کی شان دیکھو وہ صنم بھی رحم پر آیا	کیا پتھر کا دل پانی ہماری آہ وزاری نے
کنارہ کر گئے ساتھی خضر نے راہ تبلائی	فقط منزل پہ پہونچایا ہمین تائید باری نے
نہ بی ہین سنئے جو مردینے پر آنکے بھی تو وہ بولے	کیا ہی ناک مین دم آپکی پرہیزگاری نے

وہ آئے بھی گئے بھی اور نہ کچھ کہنے دیا صفدر
دفور اشکباری نے کمال بیقراری نے

وہ میرے پہلو سے گھر سدھارے ادھر کی دنیا ادھر ہوئی ہی
قیامت آئی ہی یا الٰہی یہ آج کیسے سحر ہوئی ہی
مریض الفت کی روح تن سے روانہ پچھلے پہر ہوئی ہی
تمام آفاق مین ہی شہرہ تمھین بھی اسکی خبر ہوئی ہی
نہین طبیعت مین اب وہ گرمی نہین وہ آنکھو مین طرز شوخی
ہمین یہ ثابت ہوا مقرر تمھین کسی کی نظر ہوئی ہی
کہان تلک گرم و سرد عالم نہ دے مجھے اتنوا ای فلک غم
سپہر نالون سے جل اٹھا ہی زمین اشکون سے تر ہوئی ہی
قبول کہنا کرو ہمارا نہ جاؤ اسوقت تو خدا را
کہ دن ہین گرمی کے دھوپ پڑتی ہی سو رہو دوپہر ہوئی ہی
کبھی جو در تک مین انکے پہونچا تو مجکو دربان نے دی یہ تسکین
بلائینگے وہ ضرور تم کو ذرا ٹھہر و خبر ہوئی ہی

کیا ہی جب نامہ چاک ظالم نے دل ہوا ہی یہان بھی ٹکڑے
پھرا ہی قاصد وہان سے پیچھے خبر ہمین پیشتر ہوئی ہی
خدا نے ایسا جمال روشن کیا ہی اُس مہر کو عنایت
اُٹھی ہی چہرے سے اُسکے کاکل تو شام کو بھی سحر ہوئی ہی
نصیب دیکھو کہ ایک دن بھی مزاج اُنکا نہ ہم سے بدلا
اگرچہ سو بار سے زیادہ ادھر کی دنیا اُدھر ہوئی ہی
نیا یہ پیری مین ہی تکلف کہ لوگ صحبت سے بھاگتے ہین
برہنہ شمشیر بنگئے ہم خمیدہ جب سے کمر ہوئی ہی
تجھے ہی معلوم خاک زاہد کہ عاشقی مین ہی کیسی لذت
یہ پوچھ مجھ سے کہ عمر ساری اسی مین میری بسر ہوئی ہی
ہزار ہو انقلاب عالم نہین ہی مستون کو کوئی دہشت
بھری ہوئی ہی جو مے سے کشتی یہ تیغ غم کی سپر ہوئی ہی
سپید مو ہو گئے ہین جب سے یہ سن رہے ہین صدائے ہاتف
رہیگی غفلت کی نیند تا چند آنکھین کھولو سحر ہوئی ہی
نقاب چہرے سے اُسکے اُٹھی مگر ہین محروم دید اب بھی
نصیب دیکھو ذرا کہ پردہ ہماری گرد نظر ہوئی ہی
ہوئی جو آخر شب جوانی تو کیا رہا لطف شعر خوانی

زبان ہر بند اپنی صفدر خموشش شمع سحر ہوئی ہی

ہوائے گیسو و رخسار یار باقی ہی
اگر یہ گردش لیل و نہار باقی ہی

تہ زمین دل مجنون مین خار باقی ہی
کہ عشق لیلی محمل سوار باقی ہی

فقط ہماری ہی صورت بدل گئی ورنہ
وہی زمانہ وہی روزگار باقی ہی

عدم کے چلنے کے سامان ہو چکے ہین سب
یہ دیر ہی کہ ترا انتظار باقی ہی

نہ بند کر ابھی دور شراب ای ساقی
کہ بزم مین کوئی امیدوار باقی ہی

گردن ہوا خندۂ دستِ جنون سے کس کسکا
کہ پیرہن مین نہین کوئی تار باقی ہی

مزار کو بھی وہ ٹھوکر لگا کے چلتے ہین
مری طرف سے جو دلمین غبار باقی ہی

بتون کو دیکھ چکے اب بسر ہو کعبے مین
ذرا سی عمر جو پروردگار باقی ہی

مٹائے چرخ نے کیا قصر بادشاہون کے
نہ کوئی نقش نہ کوئی نگار باقی ہی

کبھی تو قبر پہ آ آئیے کہ او بیرحم
امید رحم کی زیر مزار باقی ہی

ہوائے گیسوئے مشکین نہین گئی سر سے
ختن کو چھان چکے اب تتار باقی ہی

ہوائے زلف نہین ہی جو رات دن سر مین
حواس خمسہ مین کیون انتشار باقی ہی

ہنوز اُگتی ہی خاک مزار سے نرگس
کہ ہم کو حسرت دیدار یار باقی ہی

چھٹے جو تنگی دنیا سے کیا خوشی اسکی
ابھی لحد مین عذاب فشار باقی ہی

بغل مین طائر دل لیکے مین چلون صفدر
سنا ہی یار کو شوق شکار باقی ہی

گر گئی اندھیر بر پا بیوفائی آپ کی — چار دن کی چاندنی تھی آشنائی آپکی
کیا کہوں کیا کچھ مزے لوٹے نگاہ شوق نے — ہٹ گئی جسوقت سینے سے دولائی آپکی
سادے سادے ہونٹھ ہین کیون صاف کہدو جانمن — کس نے ملکر منھ سے منھ مسی چھڑائی آپکی
آمد فصل خزان ہی رخصت فصل بہار — وصل دیکھا دیکھنی ہی اب جدائی آپکی
یاد ہی کہنا کسی کا سر جھکا کر وصل مین — اتبو کچھ شکوہ نہین حسرت بر آئی آپکی
شیخ کعبہ محتسب پیر کلیسا برہمن — اے صنم مداح ہی ساری خدائی آپکی

رفتہ رفتہ حضرت صفدر کہان پہونچا کلام
آسمان پر کل غزل زہرہ نے گائی آپ کی

ستم سہتے ہین ہمجان کیسے کیسے — وہ لیتے ہین روز امتحان کیسے کیسے
گل اندام دیکھے جوان کیسے کیسے — نگاہون مین ہین بوستان کیسے کیسے
رہے ہر مصیبت مین ثابت قدم ہم — کیے عشق نے امتحان کیسے کیسے
نہ پایا مکان اسکا قاصد پھر آیا — بنائے تھے ہمنے نشان کیسے کیسے
بناتا ہی ہر روز دود دل اپنا — تہ آسمان آسمان کیسے کیسے
مٹے جب سے عشق دہان و کمر مین — کھلے ہم پہ راز نہان کیسے کیسے
گڑے ہین زمین مین جو گلفام لاکھون — تہ خاک ہین بوستان کیسے کیسے
ہر اک بیت ہی نام رہنے کو کافی — بنائے ہین ہمنے مکان کیسے کیسے
مرے خون سے تیرے دامن پہ قاتل — کھلے لالہ و ارغوان کیسے کیسے

قفس مین بھیجے نغمہ سنجان گلشن ۔ اُجاڑے گئے آشیان کیسے کیسے
مگر میکدہ بھی ہے فردوس ساقی ۔ ہوئے پیر آکر جوان کیسے کیسے
وہ دیتے ہین دشنام الحمد للہ ۔ لب لعل ہین درفشان کیسے کیسے
یہ گلرو ہین ناحق جوانی پہ نازان ۔ بڑے باغ صرف خزان کیسے کیسے
کہان ہین وہ یوسف لقا تھے جو آگے ۔ روان ہوگئے کاروان کیسے کیسے

کسی طرح صفدر کے تیور نہ بدلے
لیے یار نے امتحان کیسے کیسے

غضب تو قتل عاشق کے لیے پہلے ہی تھی منہدی ۔ تمھاری دستگیری کرنے سے اور اُڑ چلی منہدی
غضب کا حسن ہے آرایشین بھی تم پہ مرتی ہین ۔ گُھلا سرمہ مسی مٹ مٹ گئی پس پس گئی منہدی
لہو ہو ہو کے آنکھون سے بہا جاتا ہے دل اپنا ۔ کہین پائے صنم مین غیر نے شاید ملی منہدی
نصیب دشمنان بیت دیا ئی تھی وہ کیا کرتے ۔ لیے جی بھر کے بوسے وصل مین کام آگئی منہدی
نہین رنگ شفق یہ ہمکو روشن صاف ہوتا ہے ۔ تمھارے پانون کو چھو کر فلک کے سر چڑھی منہدی
ملو تلوون سے اسکو پا لگاؤ دست رنگین مین ۔ خوشی سے دست بستہ حاضر خدمت ہوئی منہدی
ید بیضا کریگی ہاتھ کو کیا اُس پر یہ روکے ۔ برنگ شعلۂ طور آج ہے چمکی ہوئی منہدی
کسی کا پس گیا تو پس گیا دل تجکو کیا پروا ۔ ترے ہاتھون مین تو اے جان جان اچھی رچی منہدی
گھٹائین چھا گئین مسی ملی تمنے جو ہونٹون پر ۔ چمک کر پنجۂ رنگین مین بجلی بن گئی منہدی
بلا اندھیر کرتے ہین غضب خونریز ہین چارون ۔ ترا سرمہ تری مسی ترا لاکھا تری منہدی

سحر تک وصل مین انکو یہی چیلے رہے صفدر
کبھی غازہ کبھی مسی کبھی سرمہ کبھی منہدی

ابھی کس شوق سے ملتا وہ شوخ فتنہ گر منہدی
لے گر خون دلکی میرے وہ رشک قمر منہدی
خوشی انکو بھی ایسی تھی مرے گھر صبح آینگی
نہیں منظور میرا قتل اسکو یہ بھی حیلہ ہی
اگر در کار شوخی ہی تو یہ تدبیر بہتر ہی
ملے خورشید بھی غازے کے بدلے اپنے چہرے پر
جو دیکھوں دست رنگین کو طبیعت تنگ پر آئے
حسینونکی طبیعت آگئی ہی ایسی زینت پر
وہ رنگین طبع ہی کچھ ساتھ خط کے چاہیے تحفہ
کشاکش مین پڑا ہی دل کہ چارہ اسکے گا ناخن

جو لیجاتے شہید ناز سے خون جگر منہدی
یقین ہی باغ مین کھائے بہت خون جگر منہدی
کٹی شب کنگھی چوٹی مین لگائی تا سحر منہدی
لگی رہتی ہی دست یار مین دو دو پہر منہدی
ہمارا خون شامل کر تو آئے رنگ پر منہدی
تری چھوٹی ہوئی گر ہاتھ آئے اے قمر منہدی
نئے مضمون باندھے ہین بھی باندھو ہم اگر منہدی
نہ گلشن مین اب بازار مین ہی خشک و تر منہدی
کمر مین کھلکے تھوڑی سی لیے جا نامہ بر منہدی
ادھر سرمہ ادھر مسی ادھر غازہ ادھر منہدی

ہمارے خون دلکو پوچھتا ہی کون اے صفدر
مگر شوخی سے کرتی ہی کبھی اکسیر نظر منہدی

کھلی زلف شب جلوہ گر ہو گئی
سنان انکی ترچھی نظر ہو گئی
الٰہی یہ کس کو لکھا خط شوق

اٹھی رخ سے جب دم سحر ہو گئی
نکیلی پلک نیشتر ہو گئی
کہ دل کی تڑپ نامہ بر ہو گئی

وہ سفاک محشر مین آیا تو خلق
ادھر ہوگئی کچھ اُدھر ہوگئی

نزاکت سے اُٹھا نہ چوٹی کا بوجھ
یہ لچکی کہ دہری کمر ہوگئی

اُٹھی اُنکے رخ سے جو زلف سیاہ
ہماری شب غم سحر ہوگئی

گلستان مین نرگس جو بیمار ہی
یہ کس بد نظر کی نظر ہوگئی

بہت جلد راہِ عدم طی ہوئی
ہمین مختصر یاد کمر ہوگئی

نگاہ عنایت سے صیاد کی
مری بے پری بال و پر ہوگئی

مصیبت سے مرکر فراغت ملی
اجل تیغ غم کی سپر ہوگئی

شب وصل گذری ہوے ہم تمام
سپیدی کفن کی سحر ہوگئی

ہوا اپنی آنکھون مین عالم سیاہ
جو اُس مہ کی ترچھی نظر ہوگئی

عرق آگیا چاندنی مین اُنھین
قبا گل کی شبنم سے تر ہوگئی

الٰہی فغان بے اثر تھی تو تھی
دعا میری کیون بے اثر ہوگئی

کہے کوئی صفدر سے سوئے بہت
اُٹھو آنکھ کھولو سحر ہوگئی

کچھ اندنون یہ عجب دور چرخ پیر ہوے
اسیر ہمسے ترے عشق مین فقیر ہوے

خدا کی شان کہ ای بت ہین تیرے دست نگر
وگرنہ ہمتو زمانے کے دستگیر ہوے

ترے جبین کا قیامت ہی ای صنم قشقہ
اِسی لکیر پہ ہین سیکڑون فقیر ہوے

عجیب پیچ ہین ای زلف یار پیچ ترے
ہزارون ہمسے ترے دام مین اسیر ہوے

لگی نہ ہاتھ فقیری تو بادشاہ بنے
کمان کشون کو ہوا اڈریہ تیری ناوک کا

جو بوریا نہ ملا صاحب سریر ہوے
کہ سہم سہم کے چلو نین گوشہ گیر ہوے

یہی تو لوگ ہین دو ایک شاعر ای صفدر
میان اسیر ہوے حضرت امیر ہوے

امید کہان ہو وہ کبھی شاد کرینگے
ہم خاک بھی ہونگے تو وہ برباد کرینگے

دیوانہ وہ ہون مجکو بہت یاد کرینگے
تیار جو بیڑی کوئی حداد کرینگے

تم دل مین نہ اندیشہ کرو کچھ کہ دم حشر
غیرون کی ہم اس سے فریاد کرینگے

الفت قد جانان کی یہی ہو تو بس مر گ
آرام تہ سایۂ شمشاد کرینگے

یہ حال تمھارا ہی تو غربت مین پہونچکر
ای اہل وطن کیا تمھین ہم یاد کرینگے

نالون کے سوا شغل قفس مین نہین لیکن
ہو جائینگے جب خاطر صیاد کرینگے

ہین غیر جو چلتے نہین کہنے پہ تمھارے
ہم کو ہکنی صورت فرہاد کرینگے

تیغ مژہ یار کی کھینچین گے جو تصویر
ہاتھ اپنے قلم مانی و بہزاد کرینگے

یہ سختی جان ہی تو یقین ہو کہ دم ذبح
شکوہ ملک الموت سے جلاد کرینگے

سودے مین تری لٹ کے پھرے ہے برسون
اب خانۂ زنجیر کو آباد کرینگے

عید آتی ہی مشہور جہان ہی خبر قتل
یون اپنے اسیرونکو وہ آزاد کرینگے

وہ بیکس و ناشاد ہین دنیا سے چلا ہون
افسوس مرے حال پہ جلاد کرینگے

جنت مین بھی حسرت ترے کوچے کی رہیگی
ہم اور فراموش تری یاد کرینگے

لکھینگے جو کوئی صفت چشم مین ہم شعر
ہر فہم جنھین آنکھون سے وہ صاد کرینگے

آیا تری رحمت کا اگر دیر مین مذکور
بت بھی طلب حسن خداداد کرینگے

بے حل ہوے مشکل نرہیگی کوئی صفدر
ہر امر مین حیدر مری امداد کرینگے

ترے گدا کی مشام جان مین طمع کی بو بھی نہین گئی ہی
بری ہی لوث جہان سے دامن یہ گرد چھو بھی نہین گئی ہی

نگاہ عاشق کی اسکے عارض کے روبرو بھی نہین گئی ہی
یہ گرد دامن کو اس پری کے ہنوز چھو بھی نہین گئی ہی

جو بعد مدت کے آگئے ہو نہ جاؤ جلدی ذرا تو ٹھہرو
ابھی تو نظرون سے دیکھ لینے کی آرزو بھی نہین گئی ہی

نہ اتنا غیرون کو منھ لگاؤ یہ لوگ صحبت کے کب ہین قابل
کہ جسکو کہتے ہین آدمیت وہ انمین چھو بھی نہین گئی ہی

یہ کون کہتا ہی قتل عالم سے دستکش ہو گیا وہ قاتل
وہی ستم پر کمر بندھی ہی جفا کی خو بھی نہین گئی ہی

کبھی یہ مرتا ہون اتحاد اسکے مین جو کسی پری کہان کی
پیام شادی کسی سے کیسا یہ گفتگو بھی نہین گئی ہی

جو لائے شیرین کو بیستون پر تو پیر زن سیر کرنے دے کچھ

بحد نہین کوہکن کی دیکھی کنار جو بھی نہین گئی ہے
مرے مقدر نے کیسی مجکو دکھائی عالی جنون کی منزل
وہان مین ای عقل جاکے پہونچا جہان کہ تو بھی نہین گئی ہے
قبائے گل تو ہی چاک لیکن مگر ہی بلبل کا پاس ایسا
کبھی چمن سے رفو گرون تک پلے رفو بھی نہین گئی ہے
وہ شرمگین آنکھ اُسکی صفدر لجائے آئینے سے نہ کیونکر
کہ آرسی ہاتھ مین ہی لیکن وہ روبرو بھی نہین گئی ہے

کیا مریخ کو کشتہ فلک پر نیزہ بازی سے
کہان پہونچا نہ تیرا ترک غمزہ ترکتازی سے

معاذ اللہ کتنا طول رکھتی ہی شب فرقت
سر مو کم نہین یہ تیرے گیسو کی درازی سے

در میخانہ ہی ہر وقت اور فرق نیاز اپنا
ادا سجدہ ہوا مسجد مین ایسا کب نمازی سے

کہان چوسر کہان شطرنج یہ ہین شغل محفل کے
انھین فرصت نہین ہی ایکدم بھی تیغبازی سے

ہوسے جامے سے باہر کیا بڑھی نخوت حسینونکی
کرے توبہ سکندر چاہیے آئینہ سازی سے

کھلائے لخت دل خون جگر ہمنے ترے غم کو
خلیل اللہ کا رتبہ ملا مہمان نوازی سے

تبور اپنا تھا بحر حادثات دہر سے مشکل
کیا قاتل نے بیڑا پار شمشیر حجازی سے

بڑی ہین بیڑیان مجنونکی صورت پائے آہو مین
بیابان تک تری زلف رسا پہونچی درازی سے

چڑھا جب دار پر منصور دی آواز خلقت کو
بلندی کونسی بہتر ہی ایسی سرفرازی سے

شرف پیدا کرے کعبے کا سنگ آستان میرا
قدم رنجہ کرو جب دو تم مہمان نوازی سے

بتون کے حسن مین اللہ کا جلوہ نظر آیا
حقیقی عشق پیدا ہوگیا عشق مجازی سے

ہمارا دم مین بیڑا پار کردے بحر ہستی سے
توقع ہی یہ ای قاتل تری تیغ حجازی سے

ستم کرتا نہ بندون پر اگر تجھکو سزا ملتی
تری نخوت بڑھی ہی بت خدا کی بے نیازی سے

بتان ہند کو کیسا جمال اللہ نے بخشا
کہین ہین حسن مین بہتر حسینان طرازی سے

کہین ملک سلیمان سے ہی بہتر ملک دل میرا
ہوا ہی جیسے مجکو عشق سلطان حجازی سے

میسر وصل تو ہمکو ہوا اُس ماہ سے صفدر
لرزتا ہی مگر دل چرخ کی نیرنگ سازی سے

اُس آنکھ مین سرمے کی تحریر نظر آئی
یا مست کے قبضے مین شمشیر نظر آئی

چہرے پہ ترے خط کی تحریر نظر آئی
یا سورۂ یوسف کی تفسیر نظر آئی

اُس فتنۂ عالم سے کیون عشق کیا ہمنے
دیکھا تو ہمین اپنی تقصیر نظر آئی

شام شب فرقت جب ہمنے مہ نو دیکھا
چلتی ہوئی گردن پر شمشیر نظر آئی

محفل تھی حسینونکی یا کوئی مرقع تھا
جو شکل نظر آئی تصویر نظر آئی

موسی کی طرح غش ہین ہم دیکھکے وہ چہرہ
کیا برق تجلی کی تنویر نظر آئی

کچھ کھاکے مرین جھتو ہین فرقت کی مصیبت سے
بہتر نہ کوئی اِس سے تدبیر نظر آئی

شب دیکھ کے وہ گیسو زنجیر سحر پہنی
کیا خواب پریشان کی تعبیر نظر آئی

دریا پہ جو مین پہونچا گیسو کے تصور مین
جو موج نظر آئی زنجیر نظر آئی

پھرتے ہوے آنکلے جب میری طرف کو وہ
پھرتی ہوئی کیا مجکو تقدیر نظر آئی

چپ لگ گئی ہی مجکو اک عالم حیرت ہی
کسکی یہ مرقع مین تصویر نظر آئی

دیکھی جو سپر اُسکی ہم ابر سیہ سمجھے
بجلی سی چمکتی وہ شمشیر نظر آئی

سمجھا کہ مری صورت وہ قیدی الفت ہین
سونے کی گلے مین جب زنجیر نظر آئی

حیران مری صورت وہ بھی دم رخصت ہین
تصویر کے پہلو مین تصویر نظر آئی

چاندی کا ورق ای بت ہی صاف جبین تیری
قشقہ نہین سونے کی زنجیر نظر آئی

اِس تن کی خرابی کا بھی دھیان ہمین آیا
ٹوٹی ہوئی جب کوئی تعمیر نظر آئی

دیوار سے سر پھوڑا موج آگئی وحشت کی
جسدم در جانان کی زنجیر نظر آئی

اُس زلف مسلسل کی مدحت مین سر کاغذ
جو سطر لکھی ہمنے زنجیر نظر آئی

ہر ایک زمین مین ہم سر سبز ہوے صفدر
اقلیم سخن اپنی جاگیر نظر آئی

چمن مین عبث جستجو تھی کسی کی
نہان جامۂ گل مین بو تھی کسی کی

کسی گل کو ہمنے نہ سونگھا نہ دیکھا
سوا تیرے کب آرزو تھی کسی کی

اُڑائے مرے ہوش تونے جو آکر
مگر ای صبا تجھ مین بو تھی کسی کی

کہون کیا مجھے کیسی ملتی تھی لذت
زبان پر جو شب گفتگو تھی کسی کی

امیرونکو بھی اُسکی محفلین دیکھا
نہ عزت نہ وان آبرو تھی کسی کی

ہر اک بات مین اب تو گالی ہی لب پر
نہ بگڑی ہوئی ایسی خو تھی کسی کی

وہی ہم ہین جو بیڑیان پہنے ہین اب
کبھی زلف طوق گلو تھی کسی کی

وہی دن کچھ اچھے تھے ای چشم حسرت
بہت ہمنے ماہ دو ہفتہ کو دیکھا
بھری تھی جو خوشبو سے معراج کی شب
تہیں حال زاہد سے واقف ہین لیکن
نماز و نہین کیون بھول پڑتی نہ ہردم
بجا ہی جو رستے مین کشتے ہون ہرسو

نہ دل تھا کسی کا نہ تو تھی کسی کی
وہ تصویر تو تا گلو تھی کسی کی
نگر کا کل مشکبو تھی کسی کی
ردا رہین جام سبو تھی کسی کی
مجھے یاد وقت وضو تھی کسی کی
نظر سیر مین چار سو تھی کسی کی

نہ آتا مین بازار محشر مین کیونکر
کہ صفدر مجھے جستجو تھی کسی کی

گلرنگ ہوا دشت جو چھوٹے مرے چھالے
کیونکر نہ کردن دل مین حسینون کے حوالے
چھوڑا ہی غریب وطن نے نکالا ہی تبون نے
سنتا ہون کہ گلگشت چمن کو وہ گئے ہین
ہی صبح شب وصل وہ اب ہوتے ہین رخصت
بازار مین ہین کئی نہ سازونکی دکانین
فرقت جسے کہتے ہین وہ ہی سخت مصیبت
بے شبہہ خطا کی جو دل اس بت سے لگایا

کانٹون نے بھی پھولونکی طرح رنگ نکالے
انداز نئے انکے ہین اطوار نرالے
اب ہمسے غریبونکی خبر لے تو خدا لے
نرگس سے مین ڈرتا ہون کہین آنکھ نہ ڈالے
آجاے جو ہو وقت اجل ہمکو جلالے
یوسف کو الٰہی نظر بد سے بچالے
دشمن کو بھی اللہ اس آفت مین نہ ڈالے
خود ہمنے کیا شیشے کو پتھر کے حوالے

حیدر کا بھی کیا نام خدا نام ہی صفدر

گرتے ہوئے اس نام نے لاکھوں ہی سنبھالے

پہونچے حضور یار تو خاموش ہو گئے
شکوے سب اگلے پچھلے فراموش ہو گئے

کس ترک کے غضب سے ڈرے شیخ و برہمن
دیر و حرم سے آج جو روپوش ہو گئے

اب ہمکو بھول کر بھی وہ کرتے نہیں ہیں یاد
اسدر ایسے دل سے فراموش ہو گئے

ہوا تو کان ٹھنڈے ہو سوئے چمن سے
موت آئی اہل درد کو خاموش ہو گئے

باندھی ہوا یہ افعی گیسوے یار نے
بجھنے چراغ بزم تھے خاموش ہو گئے

اقرار کچھ کیے تھے کبھی ہم سے آپ نے
کہیے وہ یاد ہیں کہ فراموش ہو گئے

دیکھے ترا جمال یہ کس آنکھ کو ہے تاب
اک جلوے میں کلیم بھی بیہوش ہو گئے

کچھ ہم سے حال حضرت واعظ نہو چھپے
بگڑا امزاج رند قدح نوش ہو گئے

شکر خدا کہ خنجر قاتل سے سر کٹا
بار گران سے آج سبکدوش ہو گئے

قاتل نے بڑھکے تیغ لگائی تو تھی مگر
ہم خالی ہاتھ دیکھے ہم آغوش ہو گئے

پیری میں نوجوانی کا پوچھو نہ ہمسے حال
وہ ولولے کہاں ہے وہ جوش ہو گئے

صفدر بڑے رفیق تھے ہوش و حواس و صبر
سب روز ہجر دیکھ کے روپوش ہو گئے

کچھ خبر بھی ہے تمہیں اپنے گرفتار ونکی
جان آنکھوں میں ہے اب عشق کے بیمار ونکی

خون ایمان ترے ابرو نے کیا اے کافر
کعبہ پوشاک کیون پہنے عزادار ونکی

پڑگیا نیل تصور میں بھی بوسہ جو لیا
کسقدر جلد ہی نازک ترے رخسار ونکی

بدلے تیور مرے یوسف نے کہ تلوار چلی
چھٹ گئی سامنے سے بھیڑ خریدارونکی

سرمگین آنکھونکی الفت نے دکھایا یہ اثر
خون سے لال زبانین ہوئین تلوارونکی

ہم جو گریان ہوے وہ کھینچ کے تلوار آیا
کتنی جاذب ہے کمند آنسوونکے تارونکی

ابر رحمت کا غضب کوچۂ قاتل مین ہے جوش
جسطرف دیکھیے بوچھار ہے تلوارونکی

ذکر عشاق تو کیا لیتے ہین گیسو بھی صنم
دونون ہاتھون سے بلائین ترے رخسارونکی

وشت وحشت کو دیا ہے مری وحشت نے فروغ
نوک رکھ لی ہے مرے آبلون نے خارونکی

رحمت اسکی جو الٹ دے ابھی چہرے سے نقاب
بیگنہ دوڑین خوشامد کو گنہگارونکی

زاہدون کو یہ کہان دلکی صفائی حاصل
ایک نے صحبت اٹھائی نہین میخوارونکی

درد دل زخم جگر ہجر بتان رشک عدو
ہائے کچھ حد نہین صفدر ترے آزارونکی

بہار آئے جو وہ گل سیر کو گلزار مین آئے
ابھی تو جان تازہ نرگس بیمار مین آئے

ہوائے یار مین آیا نہ دلکو چین گر بھی
تڑپ کر خلد سے پھر کوچۂ دلدار مین آئے

عجب راحت ملی کچھ دین و دنیا کی نہین پروا
جنون کے سایے مین پہونچے تری سرکار مین آئے

عوض جب ایک دلکے لاکھ دل ہون ہر پہلو مین
تڑپنے کا مزہ تب فرقت دلدار مین آئے

یہی ہے راہ و رسم اپنی ہی وحشت کے عالم مین
بیابان مین کبھی پہونچے کبھی گلزار مین آئے

ہمارے دلکو ربط اہل دنیا سے تنفر ہے
یہ وہ یوسف نہین خلوت سے جو بازار مین آئے

نہین پروا ہمارا سر جو کٹ جائے تو کٹ جائے
تھکے بازو نہ قاتل کا نہ بل تلوار مین آئے

ہمین عاشق ہوے مدت ہوئی لیکن یہی غفلت
ابھی تک یہ نہین ثابت کہ کس دربار مین آئے

جنون کانٹے جو پیاسے ہین تو ہم سیراب کر دینگے
لیے ساتھ آبلون کو وادی پرخار مین آئے

بڑی مشکل ہے اُسکی تیغ کے سائے مین بچے ہین
غضب آئے جو رحم اُس دم مزاج یار مین آئے

کسی کی کیا چلیگی اُس خرام ناز کے آگے
چلے تو موج یا کبک خوش رفتار مین آئے

سوے میخانہ آتا ہو تو اے زاہد سمجھکر آ
کہین دھبہ نہ تیری جبہ و دستار مین آئے

نہ گراب پر دور جام مین بہر خدا ساقی
کہ بادل کیسے کیسے جھوم کر گلزار مین آئے

کسی سے ہو سکے کیا وصف اُس گلکی نزاکت کا
گل تازہ کی خوشبو جسکے باسی ہار مین آئے

رسائی اُسکے گھر تک خاک ہونے پر رہی باقی
ہوا سے اُڑکے ذرے روزن دیوار مین آئے

نہ لایا پھول کوئی میری تربت پر تو کیا پروا
کہ لیکر برگ گل مرغ چمن منقار مین آئے

دم آخر وہ پوچھے اشک میرا اپنے دامن سے
الٰہی رحم اتنا تو مزاج یار مین آئے

عدم سے آکے ہم ہستی مین پچھتاتے ہین اے صفدر
کہ کھاتے ٹھوکرین کس راہ ناہموار مین آئے

خوشی جو شام سے یاد رخ حسین مین رہی
ضیا قمر کی سحر تک مہ جبین مین رہی

بس فنا بھی نہ کمبخت کو قرار آیا
تڑپ وہی دل بیتاب کی زمین مین رہی

خدا کے واسطے اب تو نہ کیجیے انکار
کہ رات وصل کی تھوڑی نہین نہین مین رہی

وہ میرے قتل کو اُٹھے تو دوست دشمن ہین
نہ پوچھو بحث جو ہان ہان نہین نہین مین رہی

پسند اُنکو رہا ذرا ایک رنگ نیا
چھڑی نہ پھولونکی کب دست ناز مین رہی

ہواے گیسوے مشکین بندھی یہ عالم مین
کہ مشک کی نہ حقیقت دیار چین مین رہی

اُتاری تونے انگوٹھی جو اپنی انگلی سے
نہ داغ زیر نگین حلقہ نگین مین رہی

شب فراق پکارا بہت صدا بھی ندی
نہ جانے تو سر چرخ یا زمین مین رہی

ترے مریض کو فرصت کہان طبیبون سے
نظر تلاش مسیح فلک نشین مین رہی

جہان تنگ مین تنگی ہو جس جگہ دیکھو
کشادگی فقط اب شعر کی زمین مین رہی

ہزار طرح سے چھیڑا وصال مین اُنکو
مگر حیا سے حیا چشم شرمگین مین رہی

بجا ہو دعوی سیر جہان تجھے صفدر
کہ شکل حور مری چشم دوربین مین رہی

الٰہی خیر کرنا گھر سے وہ برہم نکلتا ہو
قضا آتی ہو کسکی آج کسکا دم نکلتا ہو

پڑا ہون حضرت دل کی بدولت کس مصیبت مین
جہان کوئی حسین دیکھا بس اُنکا دم نکلتا ہو

کہون کس کسکو قاتل ہر ادا اُسکی قیامت ہو
کسی پر جان جاتی ہو کسی پر دم نکلتا ہو

تمہین سے دل لگانے پر نہ ہو اتنا خفا ناصح
مین اپنی جان کھوتا ہون ترا کیون دم نکلتا ہو

زمانے کو جلا دیتا ہو جو اک جنبش لب سے
اُسی رشک مسیحا پر ہمارا دم نکلتا ہو

عجب نیرنگ مرگ و زیست کا ہو عشقبازی مین
اُسی سے زندگی اپنی ہو جسپر دم نکلتا ہو

تری تلوار سے بسمل گلے مل ملکے کٹتے ہین
اسی سفاک عالم پر ہمارا دم نکلتا ہو

ہٹو ای نالہ و افغان ہماری جان جاتی ہو
بچو ای حسرت و ارمان ہمارا دم نکلتا ہو

مبارک حور و غلمان شیخ و واعظ کو رہین صفدر

ہمارا تو کسی رشکِ پری پر دم نکلتا ہے

پری کا حور کا جن کا ملک کا دم نکلتا ہے
عجب انداز سے وہ فتنۂ عالم نکلتا ہے
ادا سے ناز سے چلنا جھجکنا جھومنا رکنا
ترے محشر خرامی مین عجب عالم نکلتا ہے
گریبان پرزے پرزے چاک دامن آستین ٹکڑے
ہمارے جوش وحشت مین عجب عالم نکلتا ہے
ہمین پر کچھ نہین موقوف یہ بدنامی و ذلت
ترے کوچے سے رسوا ہو کے اک عالم نکلتا ہے
شباب اُس فتنۂ کم سن کا کیا ہوگا خدا جانے
ابھی سے اُسکی چتون مین نیا عالم نکلتا ہے
خوشی سے نقد دل فتنے مین جانین نذر کرتے ہین
سوئے عشاق جب وہ قاتلِ عالم نکلتا ہے
مِسی ہے نہ کاجل ہے نہ افشان ہے نہ منہدی ہے
ترے بیساختہ پن مین بھی اک عالم نکلتا ہے
قیامت مین یہ کس پردہ نشین کا عام ہے جلوہ
زمین سے دیکھنے کو جسکے اک عالم نکلتا ہے
یہ کیفیت نہ ہوگی آنکھ مین حورانِ جنت کے
تمھاری چشم شرم آگین مین جو عالم نکلتا ہے

ہزارون مہ جبین دیکھے مگر اُس شوخ مین صفدر
نرالی آن پیدا ہے نیا عالم نکلتا ہے

مرے داغِ دل سوزان مین یہ عالم نکلتا ہے
گمان ہوتا ہے سب کو نیرِ اعظم نکلتا ہے
رخِ روشن کو زلفون مین جو دیکھا یہ ہوا ثابت
کہ برجِ سنبلہ سے نیرِ اعظم نکلتا ہے
سحر کو بام پر بیٹھے ہین وہ کس شان سے آکر
کہ جیسے آسمان پر نیرِ اعظم نکلتا ہے
رقیبِ روسیہ کے گھر وہ جاکر اسطرح نکلے
گہن مین آکے جیسے نیرِ اعظم نکلتا ہے
حسینانِ جہان کو کیا فروغ اُس مہر کے آگے
کواکب چھپتے ہین جب نیرِ اعظم نکلتا ہے

مے گلگون سے یہ عالم ہی انکے روے روشن کا — سحر کیوقت جیسے نیر اعظم نکلتا ہی
شب فرقت ہمارے گھر سے جا بہر خدا اتنو — کہ ہنگام سحر ہی نیر اعظم نکلتا ہی

ہماری ایک دو غزلین بھی صفدر درج ہوتی ہین
جہان مطلع سے چھپکر نیر اعظم نکلا ہی

ہلال ابروے چرخ گردان مین یہ کب عالم نکلتا ہی — تری شمشیر مین سفاک جو دم خم نکلتا ہی
صد اگر حسن دے تو چاہیے جھکنا تواضع سے — مہ نو آسمان پر دیکھو تو پرخم نکلتا ہی
یہان شب بھر دل صد چاک پیچ و تاب کھاتا ہی — وہان بنتی ہین زلفین گیسوون کا خم نکلتا ہی
موثر کیا ہو کج طینت کو صحبت راست بازون کی — کہین تیر و کجی ملنے سے کمانون کا خم نکلتا ہی
دل عشاق جو الجھے ہین انکی خیر ہو یارب — کہ پھر شانہ ہی اور زلف رسا کا خم نکلتا ہی
بڑھاپے مین کبھی پشت دوتا سیدھی نہین ہوتی — کہین عالم مین چوب خشک کا بھی خم نکلتا ہی
پریزادان عالم کر سکینگے ہمسری کیونکر — نکلتا ہی جو تیرے سامنے سر خم نکلتا ہی

عبث امید ہی قاتل سے صفدر راست بازی کی
کہین تیغ نگاہ ناز کا بھی خم نکلتا ہی

کوئی دلسوز بنتا ہی کوئی ہمدم نکلتا ہی — مگر کہتے ہین جسکو یار صادق کم نکلتا ہی
عجب یہ دام دلکش ہی کسی کا طائر دل ابھی — تو انکے گیسوے پرخم مین پھنسکر کم نکلتا ہی
نکلنا حسرت و ارمان کا دل سے وصل مین کیسا — ہماری آنکھ سے آنسو بھی اب تو کم نکلتا ہی
کسی مین کوئی ارمان ہی کسی مین کوئی حسرت ہی — نہو کوئی ہوس جس دل مین ایسا کم نکلتا ہی

گئے وہ دن کہ ہم اک آہ سے گردون ہلاتے تھے
وفور ضعف سے نالہ بھی اب تو کم نکلتا ہے

بظاہر دوستی خاطر تواضع پیار کی باتین
مگر اس حیلہ گر سے اصل مطلب کم نکلتا ہے

بہت کثرت سے ہین ہر علم و فن کے منتہی لیکن
جہان مین واقف اسرار وحدت کم نکلتا ہے

شکایت کا تو کیا مذکور اس سفاک کے آگے
زبان سے اپنے حرف مدعا بھی کم نکلتا ہے

خدا کا شکر سب اہل سخن کہتے ہین خوش ہو کر
غزل مین تیری صفدر شعر ناقص کم نکلتا ہے

بڑا پہلو نشین چھوٹا پڑا ہمدم نکلتا ہے
ہزار افسوس دلسے آج اپنے غم نکلتا ہے

ہزارون حسرتین ہمراہ ہین لاکھون تمنا ہین
بڑے ہنگامے سے اپنا دل پرغم نکلتا ہے

بلا لب ہے دل ایسا رنج و غم سے ہجر جانان مین
کہون لفظ خوشی منہ سے تو لفظ غم نکلتا ہے

وصال یار کا دن ہے شب فرقت کی ہے رخصت
خوشی آتی ہے دلمین دلسے رنج و غم نکلتا ہے

کوئی آفت رسیدہ ہے کوئی ہے مبتلائے غم
کہان آفاق مین کوئی دل بےغم نکلتا ہے

جہان کی شادمانی کا مآل اچھا نہین دیکھا
خوشی جسکو سمجھتے ہین وہ آخر غم نکلتا ہے

اثر رنج و الم کا بعد مردن یہ رہا باقی
لحد سے بھی ہمارے نالہ پرغم نکلتا ہے

کوئی دیکھا نہین آزاد اس دام مصیبت سے
کسی کا طائر دل ہو اسیر غم نکلتا ہے

فسانہ ہو حکایت ہو سخن ہو شعر ہو صفدر
تری ہر بات مین پہلوے درد و غم نکلتا ہے

قیامت ہے جدھر وہ قاتل عالم نکلتا ہے
تڑپتے ہین ہزارون سیکڑون کا دم نکلتا ہے

تصدق اس خوشی پر سیکڑون دل سیکڑون جانین
وہ مقتل سے ہمارے کیا خوش و خرم نکلتا ہی

پس مردن یہ الفت ہی کسی رشک مسیحا کی
کہ اپنی خاک سے بھی پنجۂ مریم نکلتا ہی

عزیزو مین نہین مطلق محبت آزما دیکھا
فقط اک رشتۂ الفت ہی مستحکم نکلتا ہی

قیامت تک جہان مین نام رہجاتا ہی موجد کا
ہمیشہ جام سے محفل مین ذکر جم نکلتا ہی

چنار اگتا نہین ہر سال اپنی خاک تربت سے
زمین سے دست حسرت یہ پئے ماتم نکلتا ہی

تمھاری لف پیچان پر نہین قطرے پسینے کے
دہان افعی خونخوار سے یہ سم نکلتا ہی

ہر اک آگاہ اسرار حقیقت سے نہین صفدرؔ
ہزارون مین کوئی اس راز کا محرم نکلتا ہی

اگر آغاز الفت کا بخیر انجام ہو جاے
تمھارا نام ہو پیارے ہمارا کام ہو جاے

ہمارے خانۂ دل سے اگر نکلے کوئی حسرت
تو فرط غم سے پہلو مین عجب کہرام ہو جاے

کرے وہ آرزو ملنے کی اس شوخ ستمگر سے
جہان مین عمر کا جسکے لبالب جام ہو جاے

تمھاری محفل عشرت ہی یا گردش زمانیکی
کسی کو کامیابی ہو کوئی ناکام ہو جاے

کسی پردہ نشین پر اسطرح مرنا نہین اچھا
کہ اپنی جان جاے اور کوئی بدنام ہو جاے

ملے ہمکو شب وصلت رقیبونکو شب فرقت
کبھی ایسی بھی یارب گردش ایام ہو جاے

بہت رہتی ہی صحبت زلف کو رخسار روشن سے
عجب کیا ہی یہ کافر داخل اسلام ہو جاے

بنائے اسلیے زلفونمین اس صیاد نے پھندے
کسی کا مرغ دل شاید اسیر دام ہو جاے

وہ اپنے حسن پر نازان ہین کیا پروا انھین اسکی

کوئی رسوا ہو صفدر یا کوئی بدنام ہو جائے

رباعیات

خلوت مین اُسے نہ انجمن مین دیکھا
صحرا مین نہ دیکھا نہ چمن مین دیکھا
دیکھا جو بغور ہمنے اُس یوسف کو
اپنے ہی حجاب پیراہن مین دیکھا

رباعی

فرقت مین کسے ہمسے کنارا نہوا
دل کو بھی کبھی ساتھ گوارا نہوا
اِس فتنہ عالم کو عبث لیتے ہو
کیا ہو گا کسی کا جب ہمارا نہوا

رباعی

دل پہلے تو عیش وصل سے شاد رہا
پھر فرقت دلدار مین برباد رہا
اب رہتے ہین اِسمین غم و اندوہ و الم
اُجڑا بھی یہ کمبخت تو آباد رہا

رباعی

ان ظلم شعار دن مین ہر اک قاتل تھا
دل دیکے نباہ چار دن مشکل تھا
صدمے سہے الفت مین مگر آہ نہ کی
یہ حوصلہ میرا تھا یہ میرا دل تھا

رباعی

غفلت مین گذر گئی جوانی افسوس
کچھ قدر شباب کی نہ جانی افسوس
وہ ولولے اب خزان پیری مین کہان
افسوس بہار زندگانی افسوس

رباعی

گلزار جہان کا کیا تماشا دیکھون
اشک شبنم کہ گل کا ہنسنا دیکھون
مثل گل رعنا ہین نظر مین شب و روز
دو روز کی ہی بہار کیا کیا دیکھون

رباعی

وہ لطف چمن وہ سیر گلزار کہان
وہ نغمہ وہ مے وہ بزم وہ یار کہان
پیری نے تمام کھو دیا حسن شباب
وہ ناز کہان وہ ناز بردار کہان

رباعی

ہم خوب سمجھتے ہین تمھاری باتین
دکھلانے کی ہین فقط یہ ساری باتین
منظور رہی جلوہ لنترانی جیسے
اللہ رے تمھاری پیاری پیاری باتین

رباعی

جو لوگ گذر گئے انھین یاد کرین
یا الفت خوبان پر بنیاد کرین
ہر دم ہی ہجوم یاس و حسرت صفدر
فرصت اتنی کہان کہ دل شاد کرین

رباعی

جو مرتبۂ درد و الم جانتے ہین
دنیا کی بقا کو کالعدم جانتے ہین
بیدرد کو درد کی کہان ہی لذت
جو ذائقہ اسمین ہی وہ ہم جانتے ہین

رباعی

اس رخ سے اٹھے نقاب توبہ توبہ
وہ ہمسے ہون بے حجاب توبہ توبہ
یہ آہ و فغان یہ بیقراری ہی عبث
اے دل نہ کر اضطراب توبہ توبہ

رباعی

عالم کو جہان مین جستجو تیری ہی
ہر ایک کے دل کو آرزو تیری ہی
بتخانے مین ڈھونڈھتے ہین ہندو تجکو
کعبے مین تلاش چارسو تیری ہی

رباعی

گلزار مضامین وہ کھلے غل ہوجاے
فردوسی کی روح سنکے بلبل ہوجاے
وہ طبع رسا سے پڑھے افسون بجھونکو
محفل مین چراغ انوری گل ہوجاے

رباعی

اب ہم کو حسینون سے وہ الفت نرہی
وہ ظلم وستم سہنے کی طاقت نرہی
ہمراہ جوانی کے گئے جوش وخروش
وہ دل نہ رہا وہ اب طبیعت نرہی

رباعی

تھی خوے تواضع جو ہماری نہ گئی
منظور تھی جسکی پاسداری نہ گئی
کپڑون مین ملا عطر تو مٹی کا ملا
زینت مین بھی اپنے خاکساری نہ گئی

رباعی

روشن ہی تمھاری کج ادائی ہمسے
آئینہ صفت نہین صفائی ہم سے
آنکھون سے نہان ہوکے تو دلسے اترے
منہ دیکھے کی ہی یہ آشنائی ہمسے

رباعی

قدرت تمھین وصل وہجر مین حاصل ہی
مجھ سے نہ ملو ملو تمھارا دل ہی

مجبور رہون مین غریب مختار رہو تم
آسان ہی تمھین سب مجھے سب مشکل ہی

رباعی

افسردہ ہی دل کمال اِس گلشن سے
ہر صرصر کی چلون مین چال اِس گلشن سے
پھولون سے مجھے خاک ہوا امید وفا
بلبل ہوئی کیا نہال اِس گلشن سے

رباعی

آخر ہوئی عمر عشق کرتے کرتے
بیدم ہوے دم بتون کا بھرتے بھرتے
معشوق وفادار نہ پایا صفدر
حسرت ہی یہ حسرت رہی مرتے مرتے

رباعی

دنیا فانی ہی زندگانی فانی
یہ سازِ طرب یہ کامرانی فانی
صفدر کبھی فال بھی جو ہمنے دیکھی
نکلا کلمہ یہی کہ فانی فانی

رباعی

اِس عمر مین ہمنے اک زمانا دیکھا
گلزار جہان کا سب تماشا دیکھا
ہمت مین مروت مین سخا مین صفدر
نواب کو ہر وصف مین یکتا دیکھا

رباعی

مجلس مین جو سرکار کا جلوا ہی آج
در پردہ مرا نصیب چمکا ہی آج
اعزاز حضور نے بڑھایا صفدر
ذرہ ہی مہر قطرہ دریا ہی آج

رباعی

صفدر کی دعا ہی یا خدائے متعال | نواب سلامت رہین با جاہ جلال
ہین شاہ و وزیر دونون مجلس مین شریک | دونون کے محب شاد ہون دشمن پامال

رباعی

مجلس مین دعاؤن کا یہی جوش رہے | لازم ہی کوئی زبان نہ خاموش رہے
صفدر کی ہی عرض حیدر صفدر سے | صحت نواب سے ہم آغوش رہے

مخمس بر غزل خسرو علیہ الرحمۃ

اللہ رے حسن دلربا حیران ہین حور و پری | ابرو مین جوہر تیغ کے آنکھون مین ہی افسونگری
خورشید ماتھے سے خجل عارض سے ماہ و مشتری | ای چہرۂ زیبای تو رشکِ بتان آذری
ہر چند وصفت میکنم لیکن ازان بالاتری

ہر بات ہی جادو بھری دلکش ہر اک عشوہ گری | پریونکو عجز بے پری حورونکو نازِ چاکری
گل کیا مقابل ہوسکین غنچے کرین کیا ہمسری | تو از پری چابکتری وز برگ گل نازکتری
در ہر چہ گویم بہتری حقا عجائب دلبری

معشوق عاشق مین بہت جاری ہی رسم دوستی | رہتے ہین ہر سون ایکجا لیکن نہین جاتی دوئی
دنیا مین ہوتا ہی کہین اس درجہ بھی ربط دلی | من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جان شدی
تا کس نگوید بعد ازین من دیگرم تو دیگری

ای غیرت شمس و قمر تیرا سراپا دیکھکر | کہتے ہین سب اہل نظر دیکھا نہین ایسا بشر
کی جستجو شام و سحر عالم کو دیکھا سر بسر | ہرگز نیاید در نظر صورت ز رویت خوبتر

شمسے ندانم یا قمر حورے ندانم یا پری

ہر دم تلاش حسن کی مین نے لیا اکدن نہ دم
خضر طریق عشق ہون ہر ملک ہے زیر قدم
پھرتا رہا مین عمر بھر دیکھا عرب چھانا عجم
آفاقہا گردیدہ ام مہر بتان ورزیدہ ام
بسیار خوبان دیدہ ام لیکن تو چیزے دیگری

آفاق مین مشہور ہے تیرا قلم حسن آفرین
لیکن تری صنعت کا مین بے امتحان قائل نہین
کھینچین ہین تو نے سیکڑون شکلین حسین و مہ جبین
صورتگر نقاش چین یا صورت یارم ببین
یا صورتے کش اینچنین یا ترک کن صورتگری

اُس فتنۂ آفاق سے اک روز صفدر نے کہا
تا چند یہ جور و جفا ہے رحم بھی لازم ذرا
اک عاشق وارفتہ ہے مدت سے تیرا مبتلا
خسرو غریبست و گدا افتادہ در شہر شما
باشد کہ از بہر خدا سوئے غریبان بنگری

مخمس بر اشعار اساتذۂ فارس

ز نعیم خوان الفت مزہ چشیدہ باشی
ز زمین بسان بسمل ز الم طپیدہ باشی
ز ریاض غم بدامن گل داغ چیدہ باشی
دلم از فراق خون شد تو فراق دیدہ باشی
برہت غبار گشتم ز صبا شنیدہ باشی

مرے بخت نے دکھایا مجھے رات کو یہ سامان
جو ترے مکان مین پہونچا تو بر آئے دلکے ارمان
کہ کشادہ در تھا تیرا شب تار و ابر باران
تو بخواب ناز بودی کہ من از رقیب پنہان
کف پا تو بوسہ دادم ز حنا شنیدہ باشی

ترے ناز دلربانہ کوئی میرے دل سے پوچھے
مزا دل ہی جانتا ہے جو مزے اُٹھائے ہین نئے
وہ نئی نئی ادائین وہ نئے نئے کرشمے
مہ من بدور مستی بسرت قسم کہ روزے
ز تو دیدہ ام ادائے کہ تو ہم ندیدہ باشی

ہوئی بحث عاشقون مین بہم ایک دوسرے سے
کہا ہنس کے آرسی نے یہ غلط ہین سب کے دعوے
تو ہر اک کو تھا یہ دعوی کہ ہمین نے ناز دیکھے
مہ من بدور حشمت بسرت قسم کہ روزے
ز تو دیدہ ام ادائے کہ تو ہم ندیدہ باشی

نہ وہ نشے کی ترنگین نہ وہ میکشی کے جلسے
سبب ملال کیا ہے جو خموش ہو کچھ ایسے
نہ وہ بھولی بھولی باتین نہ وہ پیارے پیارے غمزے
نہ تبسمی نہ رمزے نہ حکایتے نہ حرفے
ز زبان بریدہ ناصح سخنی شنیدہ باشی

دل غمزدہ مین اپنے جو ہے بوئے غمگساری
بخدا ہے ختم اسپرہ و رسم جان نثاری
وہ کہان شمیم گل مین صفت وفا شعاری
دل من بگیر و بو کن تو اگر دماغ داری
گل باغ آشنائی بہ ازین نہ چیدہ باشی

غم و درد و رنج و ارمان گئے عمر بھر نہ دل سے
کیے خوب چشم دل سے دم واپسین نظارے
جو قضا قریب آئی تو نصیب خفتہ جاگے
بچہ ناز رفتہ باشد ز جہان نیاز مندے
کہ بوقت جان سپردن بسرش رسیدہ باشی

وہ عجب مزے کے دن تھے کہ خوشی تھی مجکو ہر دم
بڑھی ایسی بدگمانی کہ ہوا ہے اب یہ عالم
نہ خیال ہجر جانان نہ کسی کا تھا مجھے غم
دل ہر کرا بہ بینم بہ طپش چو خود بدانم

برہت گذشتہ باشد تو نیاز دیدہ باشی

مجدا کہ آئے آسدم تجھے قدر جان نثاران
وہ خوشی سے مسکرائے تجھے دیکھتے جو گریان
جو ہماری طرح تو بھی ہو کسی پہ دل سے قربان
زجفائے عشقبازان شوی آنزمان پشیمان
کہ تو ہم زجور خوبان ستمی کشیدہ باشی

تری بیقراریوں سے مین ہوا ہون سخت عاری
نہ کسی سے ہمدمی ہے نہ کسی سے دوستداری
کبھی نالۂ سحر ہے کبھی شب کو اشکباری
بفراق آہ و زاری بوصال بیقراری
بہ کجا بریم ایدل کہ تو آرمیدہ باشی

عجب آرزوکدہ ہے یہ جہان رنج و راحت
کوئی راغب توکل کوئی خواستگار نعمت
کوئی مبتلائے غم ہے کوئی صرف عیش و عشرت
منم و ہمین تمنا کہ بہ خلوت وصالت
برخ تو دیدہ باشم تو درون دیدہ باشی

وہ جفا شعار اکدن مجھے ملگیا جو تنہا
تو یہ حال سنکے صفدر نہ برا کہا نہ اچھا
کہا مین نے درد دل ہے مرا قابل مداوا
بجراحت دل ما نمکی فشاند و گفتا
کہ تو ہم زخوان ظلم قدحی کشیدہ باشی

سلام

سلامی وصف لکھنا چاہیے سبط پیمبر کا
قلم ہو شاخ طوبیٰ کا ورق مہر منور کا
شہ مظلوم کو غم تھا نہ اکبر کا نہ اصغر کا
لب معجز نما پر ذکر تھا اللہ اکبر کا
یہ فرماتے تھے شاہ تشنہ لب شوق شہادت مین
گلا مشتاق ہے آب دم شمشیر و خنجر کا

گرے گھوڑے سے جب مجروح ہو کر سید والا — زمین تھرائی برپا ہو گیا ہنگامہ محشر کا
تلاطم تھا رجز خوانی عباسؑ دلاور سے — ہلاتا تھا زمین کربلا نعرہ غضنفر کا
دل شبیر مین دو زخم تھے ناسور سے بڑھکر — کبھی فرزند کا غم تھا کبھی صدمہ برادر کا
پسیجا دل نہ قاتل کا حرم کی آہ و زاری پر — پگھلتا موم کی صورت جگر ہوتا جو پتھر کا
نثار شاہ دین ہو کر لڑے کس کس شجاعت سے — فسانہ رہگیا عالم مین عباسؑ دلاور کا
گلوے شاہ دین تھا بوسہ گاہ احمد مرسل — اسنے خنجر سے کاٹا حوصلہ دیکھو ستمگر کا
کہا زینب سے شہ نے عازم گلزار جنت ہون — مثال بوے گل اس باغ مین وقفہ ہے دم بھر کا

نظر شام و سحر ہے پنجتن کی دستگیری پر
نہین کونین مین کوئی وسیلہ اور صفدر کا

سلامی دہر مین شہرہ ہے اب تک حسن اکبر کا — رہیگا تا قیامت ذکر ہمشکل پیمبر کا
دکھایا دل دل آزارون نے پیغمبر کے دلبر کا — چڑھایا سر سر نیزہ ستمگارون نے سرور کا

ثناے شاہ یزدان کیا کسی سے ہو سکے صفدر
خداے دو جہان واقف ہے جو رتبہ ہے حیدر کا

مجرائی پیش حق ہے یہ رتبا حسین کا — روضہ ہے تاج عرش معلی حسین کا
موسی سے بڑھکے کیون نہو رتبا حسین کا — ہر نقش پا ہو جب ید بیضا حسین کا
الیاس خضر دونون ہین ہر ہین مدح خوان — دم بھرتے ہین فلک پہ مسیحا حسین کا
مشہور ہے جہان مین جو محبوب کردگار — سو جان سے تھا عاشق شیدا حسین کا
ذرہ انھین کے فیض سے ہوتا ہے آفتاب — ظل خدائے پاک ہے سایا حسین کا
بھائی بھتیجے بھانجے سب مر گئے شہید — خشکی مین ہے تباہ سفینا حسین کا
مقتل مین لاکھ طرح کے صدمے سہے مگر — راہ رضا سے پانون نہ سرکا حسین کا
فوج شقی یزید کا دم بھرتی تھی ادھر — نعرہ تھا اہل دین مین ادھر یا حسین کا
فرزند فاطمہ تھا پیمبر کا جانشین — رتبہ ستمگرون نے نہ جانا حسین کا
قدسی فلک پہ روتے ہین حورین بہشت مین — ماتم کہان کہان نہین برپا حسین کا

صفدر نہین ہے شبہہ کچھ اسکی نجات مین
محشر کے دن ہے جسکو وسیلا حسین کا

مجرائی خاک و خون مین ہے لاشا حسین کا — سر لیچلے ہین کاٹ کے اعدا حسین کا
بازو ہین بیبیون کے رسن سے بندھے ہوے — اونٹون پہ سر برہنہ ہے کنبا حسین کا
وہ بیکسی وہ یاس وہ حسرت وہ زخم تن — وہ تشنگی وہ دھوپ مین چلنا حسین کا

وہ تیغ آبدار وہ حلقوم نازنین ۔۔۔ وہ پائے نحس شمر وہ سینا حسین کا

اک دن یہ ہی کہ جسم مبارک ہی خاک پر ۔۔۔ کوئی نہین ہی پوچھنے والا حسین کا

(ق)

اک دن وہ تھا کہ آکے گلستان خلد سے ۔۔۔ روح الامین جھولاتے تھے جھولا حسین کا

اُٹھا یہ شور گھوڑے سے عباس جب گرے ۔۔۔ مارا گیا فرات پہ سقا حسین کا

حیدر برہنہ سر ہین گریبان نبی کا چاک ۔۔۔ لیلے کے نام روتی ہی زہرا حسین کا

صفدر کسی سے کام نہین کوئی کچھ کہے
سوجان سے ہون عاشق شیدا حسین کا

نبی کے دل مین بے حُبِ علی گھر ہو نہین سکتا ۔۔۔ سلامی گھر مین داخل کوئی بے در ہو نہین سکتا

زمانے مین کوئی حیدر کا ہمسر ہو نہین سکتا ۔۔۔ چمک کر ذرہ خورشیدِ منور ہو نہین سکتا

فضیلت مین علی کے نکتہ چین ہو کوئی کیا قدرت ۔۔۔ کلام اللہ مین داخل سخنور ہو نہین سکتا

علی ممتاز ہین بے شبہہ گلزار پیمبر مین ۔۔۔ شجر سب ہین مگر کوئی صنوبر ہو نہین سکتا

کرے کیا فرق کوئی رتبہ شبیر و شبر کا ۔۔۔ دو نیمہ بے پر جبرئیل گوہر ہو نہین سکتا

کہا حضرت نے فوج شام سے ہم کیا مکدر ہون ۔۔۔ غبار آلودہ روئے ماہ انور ہو نہین سکتا

(ق)

پکارا شمر ای عباس تم بھی ابن حیدر ہو ۔۔۔ شرف بھائی کا کچھ بھائی سے کمتر ہو نہین سکتا

خفا ہو کر کہا غازی نے کیا بکتا ہی او ناری ۔۔۔ کبھی قطرہ سمندر کے برابر ہو نہین سکتا

(ق)

بہت ساحل پہ شورش ناریون نے کی کہا آکر ۔۔۔ یہان خیمہ تو ای سبط پیمبر ہو نہین سکتا

کہا حضرت نے ہو مختار روکو گھاٹ دریا کے ۔۔۔ یعنون قرق لیکن تمسے کوثر ہو نہین سکتا ہو

جو آئے رن میں اکبر بڑھکے ابن سعد چلایا
مقابل اِس سے کیا کوئی دلاور ہو نہیں سکتا

کہا سب نے شبائیں کس طرح تصویر پیغمبر
کہ دست میں ہیں ہم خون پیمبر ہو نہیں سکتا

پھرے سمجھا کے اعدا کو کہا عباس نے شہ سے
برے یہ سنگدل ہیں موم پتھر ہو نہیں سکتا

کہا زینب سے شہ نے گھر لٹے یا سر کٹے میرا
قدم تسلیم کے جادے سے باہر ہو نہیں سکتا

سر شبیر نیزے پر تھا پر اعجاز ظاہر تھا
کٹے سر سے کبھی قرآن ازبر ہو نہیں سکتا

نہ برے وشاہ بیتاب نہ اکبر کے بھی لاشے پر
کسی سے صبر یہ اللہ اکبر ہو نہیں سکتا

کہا شہ نے تمہیں عباس دو ان رن کی رضا کیونکر
اٹھتا ہی جگر صبر اے برادر ہو نہیں سکتا

ق گلا جب کاٹتا تھا شاہ کا یہ شمر کہتا تھا
یہ خشکی ہے روان تیری یہ خنجر ہو نہیں سکتا

گلے کی تھی صدا اسلام تو تھوڑا سا پلا پانی
سلوک اتنا بھی تجھ سے اے ستمگر ہو نہیں سکتا

ق لکھا صغرا نے اکبر کو نہ جیتی ہجر میں مر جائے
کروں کیا بے اجل وعدہ برابر ہو نہیں سکتا

چلے آؤ یہاں دو دن کی رخصت لیکے بابا سے
بہن واری یہ کیا تم سے برادر ہو نہیں سکتا

ق کہا عابد نے نعش شہ پڑی دن غسل و کفن کیونکر
رہا قید مخالف میں لاغر ہو نہیں سکتا

گلے میں طوق جو بھاری ہے یہ بار گران مجھ سے
خجالت کے سبب انجام اسر ہو نہیں سکتا

کوئی اتنا نہ تھا جو حاکم فاسق کو سمجھاتا
ترا محکوم فرزند پیمبر ہو نہیں سکتا

غم شہ میں ہیں گریاں دو جہاں گریاں ملک صفدر
رقم اس نے لیے مرے عصیان کا دفتر ہو نہیں سکتا

رطب اللسان مدح شہ نامدار ہیں
مضمون ترے ہے ہیں دل بیقرار ہیں

بیٹوں کا داغ بھائی کا صدمہ حرم کی فکر
کیا کیا الم تھے شہ کے دل داغدار مین

مرنے چلا ہی شاہ کا فرزند نوجوان
کٹتا ہی سرو باغ تمنا بہار مین

تعریف کیا ہو اکبر یوسف جمال کی
پھولا تھا ایک گل چمن روزگار مین

عباس کا نہ مثل نہ اکبر کا تھا نظیر
یہ فرد سیکڑون مین وہ یکتا ہزار مین

کھینچی امام دین نے جو صمصام حیدری
ہلچل پڑی سپاہ ضلالت شعار مین

اللہ ری صفائی دست شہ زمان
سو سو کے سر اڑا دیے ایک ایک وار مین

دم لیکے مثل برق صفون سے گذر گئے
جوہر ہوے قضا کے عیان ذوالفقار مین

کہتے تھے شاہ وعدۂ طفلی وفا کرون
یارب نہ آئے فرق مرے اعتبار مین

عرضی مین لکھا فاطمہ صغرا نے شاہ کو
کب تک گنون فراق کے دن انتظار مین

چادر تلک نصیب نہ تھی اہلبیت کو
بیوون کے منہ چھپاتی تھی صرصر غبار مین

ہو تخت پر یزید لگن مین سر حسین
کیا دخل ہی مشیت پروردگار مین

صفدر عنایت شہ عالی جناب سے
حسن قبول ہی سخن خاکسار مین

آئی خزان ریاض نبی پر بہار مین
کیا کیا ستم ہوے چمن روزگار مین

ہنگام رزم چہرہ روشن حضور کا
تابان تھا مثل نیر اعظم غبار مین

جانبازیان دکھاتے تھے مولا کے جان نثار
جاتا تھا مثل شیر ببر اک کارزار مین

غازیون سے درہم دبرہم تھی فوج شام
طوفان سے جسطرح ہو تلاطم بحار مین

کیا کیا لڑے امام زمن کے رفیق و یار — گرمی مین بھوک پیاس مین نصف النہار مین
فرمایا شہ نے صبر مناسب ہے ای بہن — چارہ نہین ہے قدرت پروردگار مین
ق آنسو بہاکے زینب مضطر نے عرض کی — مجبور ہون کہ دل ہی نہین اختیار مین
ق کہتے تھے شاہ دلکو قرار آئے کس طرح — ضیغم تڑپ رہا ہے ہمارا کچھار مین
پانی ملا نہ اصغر ناشاد کام کو — کانٹے تھے پیاس سے دہن شیرخوار مین
ق پہونچے جو ملک شام مین مظلوم کربلا — تھی قتل شہ کی عید صغار و کبار مین
کس بیکسی سے کہتے تھے رو رو کے اہل بیت — لایا ہے دور چرخ ہمین کس دیار مین
زینب پچھاڑین کھاتی تھی بھائی کی لاش پر — بیتاب و بیقرار تھی زہرا مزار مین

یارب یہ آرزو ہے کہ صفدر رہو روز حشر
ظل حمایت شہ والا تبار مین

مجرئی شہ نے کہا سنگئے جانیوالے — اک فقط رہگئے ہم داغ اٹھانیوالے
شامی و رومی و کوفی و عراقی و عرب — ایک مظلوم کے تھے لاکھ ستانیوالے
بھوکے پیاسے ہوے کس شوق سے جا جا کے شہید — سر رہ خالق اکبر مین کٹانیوالے
ق عمر سعد سے عباس دلاور نے کہا — او دل سبط پیمبر کے دکھانیوالے
حیف ہے نہر سے سیراب ہے سب خلق خدا — تشنہ ہون ساغر کوثر کے پلانیوالے
ایک اک وار مین چورنگ کیا دشمن کو — کیسے کیسے لڑے حیدر کے گھرانے والے
حر جو لشکر سے چلا ہاتف غیبی نے کہا — دیکھو یون جاتے ہین فردوس کے جانیوالے

آتش قہر الٰہی سے بچین گے کیونکر | خیمۂ آل محمدؐ کے جلانیوالے
شمر بیدرد سے کہتی تھی سکینہ روکر | ق | رحم لازم ہی یتیمون کے ستانیوالے
نہ پدر ہی نہ برادر ہی نہ عمو سر پر | لگئے دنیا سے مرے ناز اٹھانیوالے
شافع حشر کو دکھلائینگے کیا رد سیاہ | شمع قندیل امامت کے بجھانیوالے
واہ نیرنگ فلک قتل ہوئے یون تشنہ دہن | لب اعجاز سے مردون کے جلانیوالے

شامل حال اگر فضل خدا ہی صفدر
ہم بھی ہین روضۂ شبیر پہ جانیوالے

مجرئی میدان ابن بوتراب آنیکو ہی | اوج پر برج شرف کا آفتاب آنیکو ہی
اہل عزادارو ادب سے اب سنبھل بیٹھو ذرا | بزم مین ذکر شہ عالیجناب آنیکو ہی
آج ملک شام مین ہی صبح محشر آشکار | زینب ناشاد مضطر بے نقاب آنیکو ہی
اشقیا کہتے تھے ہمشکل نبی کو دیکھکر | اس حسین نوجوان پر اب شباب آنیکو ہی
کربلا مین زلزلہ ہی کانپتی ہی فوج شام | کیا علمدار شہ گردون رکاب آنیکو ہی
کہتی تھی صغرا جگر کی ہی جو چشم انتظار | کربلا سے میری عرضی کا جواب آنیکو ہی
حر نے اعدا سے کہا سید پہ یہ جور و ستم | ظالمو اللہ کا تم پر عتاب آنیکو ہی
کہتے تھے قدسی کہ آنکھین بند کرلو قدسیو | سر برہنہ زینب عصمت مآب آنیکو ہی
سید مظلوم پر کیا کیا کیے ظلم و ستم | یہ نہ سمجھے بےخبر روز حساب آنیکو ہی
شاہ کہتے تھے برہنہ سر پھرینگے اہل بیت | ایک دن یہ بھی جہان مین انقلاب آنیکو ہی

فرطِ غم سے نہیں تابِ قلم صفدر زخمِ دوش
کشتِ دل پر رنج و ماتم کا سحاب آنے کو ہے

سلامی مدح لکھنا چاہیے وصفِ خصالونکی
طبیعت اب نہیں مشتاق ہے نازک خیالونکی

محبونکو عجب رتبہ ملا آنسو بہانے سے
جگہ ہے فاطمہ زہرا کے دلمین رونے والونکی

چلے ہین جان دینے اکبر و قاسم جوانی مین
خزان لائی ہے عیش فصلِ گل مین شہ کے نونہالونکی

علی اکبر کا وہ حسنِ جوانی وہ رخِ روشن
وہ گیسو خم بخم وہ شان گھونگھر والے بالونکی

رفیقانِ شہِ والا لڑے کیس کیس شجاعت سے
جہانمین حشر تک شہرت رہیگی مرنے والونکی

وہ چشمِ نرگسی پامال ہوئین ظلمِ اعدا سے
تصدق جن پہ تھین سو جان سے آنکھین غزالونکی

پڑے تھے چار سو مقتل مین بے گور و کفن لاشے
ملی تھین خاک و خون مین صورتین مہ جمالونکی

شہِ مظلوم جب لائے علی اصغر کو میدان مین
عجب صورت ہوئی گرمی سے گورے گورے گالونکی

جوانانِ حسینی دفترِ جرأت مین یکتا تھے
مثال آفاق مین ممکن نہین اُن بے مثالونکی

وفورِ ناتوانی ضعف بیتابی پریشانی
عجب حالت ہوئی تھی تشنگی سے خستہ حالونکی

خیامِ شاہ مین برپا تھا اک ہنگامۂ محشر
وہ فریادِ حرم وہ بیقراری خورد سالونکی

اسیرانِ ستم زندان مین جب فریاد کرتے تھے
ہلا دیتی تھی عرشِ کبریا آواز نالونکی

زمین کیسی ہی مشکل ہو دکھا دیتی ہے رنگ اپنا
زبان رکتی نہین صفدر کبھی صاحب کمالونکی

گلشنِ عالم مین سب آئے ہین جانے کیلیے
چار دن کی ہے یہ ہوا باغ دکھانے کیلیے

چاہیے ذکرِ شہِ والا رلانے کے لیے
منتظر ہین سامعین آنسو بہانیکے لیے

جس جگہ ہوتا ہی وصفِ بادشاہِ کربلا
آتے ہین قدسی وہان آنکھین بچھانیکے لیے

حق تو یہ ہی امتحانِ صبرِ شہ منظور تھا
سب غم و رنج والم تھے آزمانیکے لیے

غازیون کے دل مین تھی کیا کیا شہادت کی امنگ
جلتے تھے کس کس خوشی سے سر کٹانیکے لیے

خوش ہوے اکبر دمِ آخر پدر کو دیکھکر
برگِ گل سے ہلگئے لب مسکرانیکے لیے

جانشینِ ساقیِ کوثر پہ پانی بند تھا
اور ادھر آبِ رواں تھا اک زمانیکے لیے

اک ذرا انصاف سے بہرِ خدا فرمائیے
تھا گلوے اصغرِ ناداں نشانیکے لیے

غازیانِ فوجِ دین کہتے تھے کچھ پروا نہین
سر کٹانیکے لیے ہی جان جانیکے لیے

قید کی تکلیف بھائی کا الم بیٹون کا غم
ای فلک زینب تھی یہ صدمے اٹھانیکے لیے

بیکسیِ شاہ پر روتا تھا ابرِ نوبہار
آتی تھی مقتل مین صرصر خاک اڑانیکے لیے

ہنستے تھے ظالم تو رو دیتے تھے سجادِ حزین
اک بہانہ تھا انھین آنسو بہانیکے لیے

ہستیِ موہوم کا صفدر نہین کچھ اعتبار
ہی یہ نقشِ عالمِ فانی مٹانے کے لیے

شاہ نے چھوڑا مدینہ غم اٹھانیکے لیے
کربلا مین آئے تھے جنگل بسانے کے لیے

قبلۂ کونین نے کیا کیا سہے رنج والم
کار ہائے امتِ عاصی بنانے کے لیے

آنکھ رونے کو زبان ہی بہرِ مدحِ پنجتن
دل ولا کے واسطے سر آستانیکے لیے

کس خوشی سے آئے تھے مقتل مین غازی سر بکف
راہِ حق مین نقدِ جان و دل لٹانیکے لیے

اکبر و عباس کیا کیا جرأتیں دکھلا گئے	رہ گئے نام و نشان باقی فسانے کے لیے
عابد بیمار روئے دیکھکر سوئے فلک	بیڑیاں لائے ستمگر جب پنھانیکے لیے
تھے ہزاروں صدمۂ غم ایک جان زار پر	سیکڑوں بیرحم تھے اکدل دکھانیکے لیے
شاہ بیکس نے اٹھایا صدمۂ بے انتہا	ہم گنہگاروں کے عصیان بخشوانیکے لیے

سیر عالم کرچکے صفدر چلو سوئے عدم
قافلہ تیار ہے دنیا سے جانے کے لیے

اس شہ خاص و عام پر مجرا بھی ہے سلام بھی	جو ہے امام دو جہان ہادی خاص و عام بھی
شاہ پہ جو فدا ہوا اُنکے عجیب نصیب تھے	باغ جہان بھی ملگیا رہ گیا انکا نام بھی
تھوڑے دنوں میں رو سیاہ ہوگئے غارت و تباہ	شمر بھی ابن سعد بھی فوج بھی میر شام بھی
ظلم کی انتہا نہ تھی ایک حسد کیواسطے	تیر بھی تھے کمان بھی نیزے بھی تھے حسام بھی
قاسم نامراد کو بیاہ کی کیا خوشی ہوئی	شادی کے اہتمام مین موت کا تھا پیام بھی
ہوتے تھے غازیان دین راہ خدا مین فدا	آتی تھی خلد کی ہوا لاتی تھیں حوریں جام بھی
صبر کی انتہا نہ تھی شکر خدا تھا ہر گھڑی	بند تھا تین روز سے آب بھی اور طعام بھی
حرص جہان کا ہو برا سیکڑونکو پھنسا دیا	دشمن دین کے پاس تھا دانہ بھی اور دام بھی
مر چکے جب رفیق و یار شہ کا عجیب حال تھا	آنکھوں مین اشک لب پہ آہ یاس کے تھے کلام بھی
دشت بلا کو دیکھکر بھائی سے شاہ نے کہا	یہ وہ زمین ہے جس جگہ کوچ بھی ہے مقام بھی
خاک مین آہ ملگیا اکبر نوجوان کا حسن	عارض تابناک بھی گیسوئے مشکفام بھی

لشکر شام سے کہا سبط نبی نے حیف ہے / قتل بھی کرتے ہو مجھے جانتے ہو امام بھی
دشت بلا سے شام تک جائے پہنکے بیڑیان / چل نہ سکے جو ناتوان ضعف سے چند گام بھی
اہل حرم جو بے پدر ہوتے تھے غم سے نوحہ گر / روتے تھے انکے حال پر کوفی بھی اہل شام بھی
کہتے تھے یہ ماتم دین رنج و الم کی حد نہین / تن سے جدا ہو سر کہین قصہ ہو یہ تمام بھی
ماتم شاہ انس و جان ارض و سما مین ہے عیان / جن و ملک مین نوحہ خوان روتے ہین خاص عام بھی

صفدر مدح خوان ترا اب یہ امیدوار ہے
فردمین ذاکرون کے ہو نام بھی اور کلام بھی

اے مجرئی حسین کی کیا بارگاہ ہے / جس مین گدا کو مرتبہ بادشاہ ہے
حیران ہون منھ دکھائیگا محشر مین کیا یزید / خون حسین خون رسالت پناہ ہے
اٹھا ہے کربلا مین یہ طوفان ظلم و جور / تشنگی مین اہل بیت کی کشتی تباہ ہے
گھیرا ہے آکے شام کے لشکر نے شاہ کو / ہالہ ہے گرد بیچ مین زہرا کا ماہ ہے
جاتا ہے ایک ایک ادھر سے رفیق شاہ / جلوہ ادھر ہے فوج کا بیحد سپاہ ہے
اکبر کو دین امام کہ عباس کو رضا / بازو کا ہے یہ زور وہ نور نگاہ ہے
کس کس خوشی سے کرتے ہین جانین یہ نثار / میدان قتل غازیونکو عیدگاہ ہے
خویش و رفیق جتنے تھے سب قتل ہو چکے / تنہا امام رہگئے اور قتل گاہ ہے
میدان مین شادیانے بجاتے ہین اہل کین / انکی زبان پہ اشہد ان لا الہ ہے
دکھلا کے کہتے ہین علی اصغر کو شاہ دین ق / ششماہہ شیر خوار ہے اور بیگناہ ہے

اس چھوٹے سے مہمان سے نہ پانی کرو عزیز
لڑکر گرے ہین شاہ جو گھوڑے سے خاک پر
ق
رو رو کے اہل بیت یہ کہتے تھے شمر سے
خنجر کے رگڑے دیتا ہی جس حلق خشک پر
ظالم ہی جسکے سینۂ زخمی پہ تو سوار
آخر شہید ہو گئے وہ شاہ تشنہ کام
اونٹوں پہ سر برہنہ ہین سب بیبیاں سوار
گریان ملک فلک پہ لرزتا ہی آسمان
جاتے ہین ملک شام کو سجاد اسطرح
شدت ہی تپ کی پانوں مین بیڑی گلے مین طوق
لیکن ہی ہر قدم پہ یہ زنجیر کی صدا

پیاسا ہی تین روز سے حالت تباہ ہی
آمادہ قتل کرنے پر ہر کینہ خواہ ہی
خوف خدا ابھی کچھ تجھے اور روسیاہ ہی
ای بیحیا رسول کی یہ بوسہ گاہ ہی
یہ شہسوار دوش رسالت پناہ ہی
غارت کو سوے خیمہ روانہ سپاہ ہی
نوک سنان پہ فرق شہ دین پناہ ہی
آندھی سیاہ چلتی ہی عالم تباہ ہی
تن پر نہ پیرہن ہی نہ سر پر کلاہ ہی
بیمار ہی ضعیف ہی حالت تباہ ہی
حقا یہی تو بخشش امت کی راہ ہی

صفدر چلو حسینؑ کے روضہ پہ ہند سے
سب کچھ وہان ملیگا بڑی بارگاہ ہی

ای مجرئی جو بیت ہی اپنے سلام کی
دل جانتا ہی قدر کلام امام کی
ہر وقت یاد آئی جو غربت امام کی
کوثر کا جام ساقی کوثر سے پائیگا

مفتاح ہی وہ روضۂ دار السلام کی
ہر بات ہی حدیث رسول انام کی
ہر صبح ہمنے رو کے محرم مین شام کی
رکھتا ہی جو سبیل شہیدونکے نام کی

حضرت برائے بخشش امت ہوئے شہید | واجب ہی سب پہ تعزیہ داری امام کی
بزم عزائے شاہ کا اللہ رے مرتبہ | سرمہ ہی چشم حور کا خاک اس مقام کی
حورین بھی رونے آئی ہین غلمان بھی شاہ کو | کچھ کم نہین بہشت سے مجلس امام کی
سر تک دیا نہ بیعت فاسق قبول کی | کیا شان ہی حسین علیہ السلام کی
آئی ہی کربلا سے اگر تو ذرا ٹھہر | بو تجھ مین ای نسیم ہی خون امام کی
نوحہ کرین حسین پہ رو لین غریب کو | غربت ہی پیش چشم نہین اس مقام کی
اصغر کے غم مین روتی تھی بانو یہ کہکے بین | کم عمر تم گئے ہوئی تاثیر نام کی
فرمایا شاہ دین نے جو اکبر ہوئے شہید | تصویر آج مٹ گئی خیر الانام کی
ہی قتل شاہ ترجمہ ذبح عظیم کا | تفسیر کی جری نے خدا کے کلام کی
ہر بزم غم مین مہدی ہادی کا ہی نزول | تسبیح مین ضرور ہی شرکت امام کی
ق کہتے تھے حر کی لاش کو یون دیکھکر ملک | تقدیر کیسی لڑ گئی اس تشنہ کام کی
خنجر گلو پہ باندھ کے رومال فاطمہ | آقا نے کیا بڑھائی ہی عزت غلام کی
حقا حسین پر ہی شہادت کا خاتمہ | جیسے نبی پہ حق نے نبوت تمام کی
کہتے تھے شاہ پیاس کا کچھ غم نہین ہمین | لذت ابھی سے لب پہ ہی کوثر کے جام کی
چشم عدو سے کیسے اٹھے پردۂ حیا | چھینی ردائین عترت خیر الانام کی
بچون کو گود مین لیے پھرتے تھے اہلبیت | جلتی تھین چار سمت قناتین خیام کی
وحشت بلا مین لاشۂ شہیدون کے کانپ اٹھے | فریاد سنکے زینب ناشاد کام کی

شہ نے کہا مین مصحف ناطق کا ہون بسیر / بولے عدو کہ اسمین جگہ کیا کلام کی
میدان حشر تھا شب عاشور وشت ظلم / تا صبح آتنی جمع ہوئی فوج شام کی
لشکر مین شاہ دین کے بہتر جوان تھے کل / اس سمت انتہا تھی نہ کچھ اژدحام کی
کہتے تھے شاہ پانی دو اصغر کو ظالمو / جاری ہی نہر کیا ہی بساط ایک جام کی
حر نے یہ ہاتھ باندھ کے حضرت سے عرض کی / یا شاہ دین قبول ہو توبہ غلام کی
عفو قصور شہ نے کیا واہ رے کرم / تبلائی راہ خضر نے دارالسلام کی
بھولی دعائے بخشش امت نہ شاہ کو / اس دم کہ تھی زبان کو نہ طاقت کلام کی
ق نیزون پہ سر شہیدون کے او شتر پہ اہلبیت / غل تھا کہ آج فتح ہوئی میر شام کی
کپڑے بدلکے آئین تماشے کو مرد و زن / ہے عید قتل سبط رسول انام کی
ق دربار مین یزید سے یہ شمر نے کہا / سونے سے ڈھال آج تو بھر دے غلام کی
جن جنکے مارے ہمنے رفیقان شاہ دین / دن رہگیا تھا کچھ کہ لڑائی تمام کی
دست و گلو مین جنکے رسن سے بندھے ہوے / عترت یہی ہے بادشہ تشنہ کام کی
سر ننگے ہے جو سامنے تیرے کھڑی ہوئی / زینب یہی نواسی ہے خیر الانام کی
لکھا ہے لٹ کے آئے جو یثرب مین اہلبیت / فریاد تھی ہر ایک طرف وا امام کی
فریاد کی جو بیبیون نے سر کھول کھول کر / ہلنے لگی ضریح رسول انام کی
صفدر جو سر پہ حیدر صفدر کا سایہ ہے / دہشت نہین ہے گرمی روز قیام کی
سلام اسیر عباد تمین رہا صرف جو دل سے / خبر تھی سجدہ حق مین نہ خنجر سے نہ قاتل

ستم اعدا کا شہ کی بیکسی مشہور ہی ابتک — ہوا ہی حق کبھی پوشیدہ کہین عالم مین باطل سے

ق

جو پہونچے کربلا مین شاہ زینب نے کہا رو کر — نہایت بیقراری دلکو ہی اس سخت منزل سے

کہا شہ نے سفر ہی ختم اب یان سے نہ جائینگے — کٹینگے سر اسی مقتل مین سب کے تیغ قاتل سے

نکلتا تھا ادھر ایک ایک غازی لشکر شہ سے — اُدھر لاکھون تھے لیکن بھاگ جاتے تھے تقابل سے

نہایت شاہ کو صدمہ ہوا مرنے سے اکبر کے — جوان بیٹے کا پوچھے داغ کوئی باپ کے دل سے

بدن مجروح آنکھون مین اندھیرا کھو کی شدت — اُٹھائی لاش اکبر ضعف مین حضرت نے مشکل سے

کہا شہ نے کہ مان ہی فاطمہ نانا نبی میرا — نہین آگاہ کیا ای قوم تم میرے فضائل سے

ذرا سوچو تو دلمین کیا جواب اسکا تم دوگے — کرونگا حشر مین فریاد جب مین رب عادل سے

ہزارون زخم تن پر اور شہ دو روز کے پیاسے — اذیت پیاس کی ای منصفو پوچھو تو بسمل سے

لعینون نے ستم کیا کیا کیے سجاد بیکس پر — جگر تا ہی کوئی بیمار کو طوق و سلاسل سے

لہو جو راہ مین عابد کے چھالون سے ٹپکتا تھا — بیابان تک تھا فریادی زبان خار منزل سے

شہیدون کے جو سر گرد شتر تھے سنانون پر — ستارون سے یہ بہتر تھے وہ بڑھکر ماہ کامل سے

کہا اہل حرم نے جب دیار شام مین پہونچے — کہان ہین وہ اتارا کرتے تھے ہمکو جو محمل سے

طلب پانی کیا پیاسون نے تیرون کی ہوئی بارش — عجب طوفان اٹھا ظلم کا دریا ساحل سے

دیا پانی نہ اس فخر سلیمان کو لعینون نے — عزیز انگشتری جسکی پدر نے کی نہ سائل سے

سلام شاہ کیا موزون کیا ہی تونے ای صفدر — جو منصف ہین کہینگے کم نہین ہی تو بھی مقبل سے

اگر مشکلکشا ہون حضرت مشکلکشا صفدر

تو ہو آساں سے آسان جو مشکل ہو مشکل سے

بجھ گئی جنگ کے میدان میں جو اکبر آئے — غل ہوا فوج عدو میں کہ پیمبر آئے
شہ نے فرمایا مرا فاتحہ دینا زینب — سر و پانی جو کہیں تم کو میسر آئے
رو کے صغرا نے کہا پھر گئی قسمت کیسی — پھر کے شبیر نہ بھائی علی اکبر آئے
دی صدا حر نے کہ کیوں اے عمر سعد لعین — بھوکا پیاسا رہے مہمان جو تیرے گھر آئے
غل ہوا شام میں ناموس پیمبر ہیں یہی — جب حرم اونٹوں پہ بے مقنع و چادر آئے
لاش شبیر پہ ہر رات عزاداری کو — فاطمہ آئیں علی آئے پیمبر آئے
یہی صفدر کی تمنائے دلی ہے یارب — آستاں بوسی شبیر میسر آئے

قطعہ تاریخ وفات برادرم صاحبزادہ محمد کلب حسن خان بہادر خلف غفران مآب جناب نواب محمد سعید خانصاحب بہادر جنت آرام گاہ

واہ اے چرخ ستم پیشہ ہے کیا دور ترا — کیسے ایجاد ستم روز کیا کرتا ہے تو
نظر آتے ہیں عجب طرح کے تیرے حرکات — درد کے جس میں نکلتے ہیں ہزاروں پہلو
کون لالہ ہے نہیں رنگ فنا کا جس میں — کونسا پھول ہے جس میں نہیں مٹ جانے کی بو
اہل دنیا میں جو مقتول تو دنیا مقتل — تہ شمشیر ہے گردن تہ خنجر ہے گلو
شام کو چلتی تھی جس بزم میں عشرت کی شراب — صبح دیکھا تو شکستہ تھے خم و جام و سبو
حال دولت کا جو دیکھو تو ہوا کا جھونکا — وقفۂ زیست کو پوچھو تو حباب لب جو
منفعل جیسے کہ ہے نرگس شہلائے چمن — آنکھیں آنکھوں سے جو دیکھو تو وہ روتے ہیں لہو

کیا کہوں حادثہ مجھپر جو پڑا اِن روزوں
یعنی جان کلب حسن خان تھا جو بھائی میرا
ہائے افسوس نہ دی اسکو قضا نے مہلت
جوش غم نے یہ کیا ہی مرے دلکو پانی
عمر کیا تھی ابھی تیئیس برس کا سن تھا
دن یہ مرنیکے نہ تھے روٹھ گئے ہو مجھ سے

کون تقصیر تھی میری جو ہوا چرخ عدو
گھٹ گیا مجھ سے مٹی اُسکی جوانی کی نمو
پردۂ خاک مین پوشیدہ ہوا آئینہ رو
ضبط کرتا ہون مگر تھم نہین سکتے آنسو
کھا گئی کِسکی نظر جل گیا کِسکا جادو
مین منا لاؤن مگر کچھ نہین چلتا قابو

نزع کے وقت یہ تاریخ کہی صفدر نے
آہ ای کلب حسن توڑ چلے تم بازو
۱۲۹۲ھ

تاریخ مسند نشینی جناب نواب محمد کلب علیخان صاحب بہادر فرمانروای رامپور

مسند پہ جو بیٹھا وہ مہ برج کمال
صفدر نے جلوس کی یہ تاریخ کہی

با عزت و شان و جاہ و اقبال و جلال
ہر ہفت ہوئی عروس صبح اقبال
۱۲۸۱ھ

قطعہ در تہنیت تشریف آوری نواب محمد کلب علی خان بہادر از سفر حجاز

ازل کے روز سے جو لوگ ہین سعادتمند
خیال جاہ و تجمل مین کب یہ رہتا ہی
گرین جو دولت دنیا مین فکر دولت دین
خدا تو تاج حکومت سے سرفراز کرے

وہی ہین حکم خدا اور رسول کے پابند
کہ عیش مین ہو مشقت پہ ثواب پسند
کہان ہین ایسے جوانمرد زیر چرخ بلند
جھکین یہ سجدہ مین محراب کعبہ کے مانند

یہ شرط عشق خدا ہی کہ دل سے محو رہے
خیال دولت و زر و الفت زن و فرزند

ہزار بعد مسافت ہو کھینچ لیجائے
کشش دکھلائے اگر الفت خدا کی کمند

وہی ہی عشق ترقی ہو جسکو روز بروز
وہی ہی شوق جو ہر دم ہو ایک سے دہ چند

یہ حال حضرت نواب کا ہمارے ہی
سماے شوکت و رفعت کے آفتاب بلند

جناب کلب علیخان بہادر ذیشان
کہ جسکے فیض کی کھاتے ہین بحر و کان سوگند

ہزار شغل جہانبانی و جہانداری
ہزار فکر نظام امور و دفع گزند

حصول حج و زیارت پہ بندھ گئی جو کمر
وہ قطب دین ہوے سیار مہر کے مانند

ندیم سب حکما ساتھ ہمنشین علما
بڑی ہی تیز کہ سے یکایک اٹھی عنان سمند

دیار ہند سے تا ملک یثرب و بطحا
کہان کہان نہوئی انسے خلق فائدہ مند

لٹائے گنج یہ مکے مین اور مدینے مین
کہ مصطفی ہوے راضی خدا ہوا خرسند

طریق آمد و شد جب تلک رہا درپیش
در خزانہ عالی ہوا نہ دم بھر بند

شریف کعبہ تو کیا سارے ساکنان حرم
امیر ہوگئے دست سخا ہوا یہ بلند

اسی طرح سے مدینے مین بھی لٹائے گنج
تمام شہر مین باقی رہا نہ حاجتمند

ہوئی قبول زیارت یہ حج ہوا مقبول
کہ جہد دین مین خدا اور رسول کو ہی پسند

کہان تلک کوئی نواب کی کرے تعریف
کہ ہر کمال مین ہین بیمثال و بے مانند

دعا کا وقت ہی صفدر خدا سے کر یہ دعا
کہ یا کریم تجھے اپنے دوستدار کی سوگند

بڑھے حیات ترقی ہو عمر و دولت کو
رہے ستارہ اقبال مثل مہر بلند

قطعہ در تہنیت خلعت پوشی جناب نواب محمد مشتاق علیخان صاحب بہادر

حضور معلی کو خلعت مبارک
ریاست مبارک حکومت مبارک

ندا ہاتفِ غیب کی آرہی ہے
یہ شوکت یہ ثروت یہ حشمت مبارک

یہی آجکل ہے ہر اک کی زبان پر
مبارک سلامت سلامت مبارک

ملا قیصر ہند سے جاہ و منصب
ترقی اقبال و دولت مبارک

پھرے فرق اقدس پہ چتر ہمایون
قدم کو ہو تخت حکومت مبارک

تہمتن کی حاتم کی کسریٰ کی صورت
شجاعت سخاوت عدالت مبارک

یہ دن عید کے دن سے بھی ہے زیادہ
ہواخواہون کو یہ مسرت مبارک

اس ایوان مین ہر روز ہو جشن شاہی
یہ سامان یہ جلسہ یہ صحبت مبارک

ہو اورنگ فرمانروائی کو شاہا
قدم سے ترے زیب و زینت مبارک

رہے عمر بھر سکہ حکمرانی
یہ طبل ریاست یہ رایت مبارک

رعایا رہے سایۂ عاطفت مین
محبون کو ہو عیش و عشرت مبارک

خوشی خرمی تہنیت دوستونکو
جو دشمن ہون اُنکو خجالت مبارک

کسی کا شگفتہ ہو دل مثل غنچہ
گل نو دمیدہ کی نکہت مبارک

خیابان عشرت مین لالے کی صورت
کسی دل کو ہو داغ حسرت مبارک

رہے جام سے جبتلک نام جم کا
ہو سرکار کو جشن عشرت مبارک

سکندر سے جبتک ہے آئینہ باقی
ہو آفاق پر فتح و نصرت مبارک

رہین مہر وہ جب تلک آسمان پر — رہے شاہ کو اوج رفعت مبارک
خداوند عالم سے صفدر دعا ہے — کہ نواب کو جشن صحبت مبارک
نہ چھوٹے کبھی دامن فیض ہم سے — شب و روز ہمکو اطاعت مبارک

قطعہ در تہنیت مسند نشینی اعلیٰ حضرت قدر قدرت جناب نواب محمد حامد علی خانصاحب بہادر دام ملکہم و اقبالہم

رہے نواب تجھپر چتر رحمت سایہ گستر ہو — عنایت ساقی کوثر کی ہو لطف پیمبر ہو
شب قدر و شب معراج ہو ہر شب سعادت میں — سدا ہر روز روز عید عشرت میں ترے گھر ہو
رہے شمل فریدوں فرق پر تاج جہانبانی — سکندر کیطرح تخت حکومت ہفت کشور ہو
الٰہی قاف سے تا قاف قبضے میں ترے آئے — سلیمان کیطرح سارا جہان تیرا مسخر ہو
زیادہ ہو تری دولت دو بالا ہو تری حشمت — ملے رتبہ تجھے دنیا میں جو ہر اک سے برتر ہو
محب کو تیرے شام حشر صبح عید ہو یارب — عدو کو تیرے روز عید شام صبح محشر ہو
نسیم عدل سے تیرے جہان سرسبز ہو یارب — شمیم خلق سے تیرے شبا عالم معطر ہو
چمن میں صورت باد بہاری تو اگر جائے — یہ فیض ہو کہ خار خشک شاخ سے گل تر ہو
نہال آرزو یارب مرادوں کے ثمر لائے — گل مقصود گلزار جہان میں تازہ و تر ہو
ریاض دہر میں جبتک ہو شاہد گل جلوہ گر جبتک — نہال دولت و اقبال تیرا بار آور ہو

رہے ممدوح دوران کو شرف ہو مدح گو تجھ سے
ہمیشہ بزم عالم میں ترا مداح صفدر ہو

قطعہ در بیان محفل رقص و سرود

ہوائے عیش سے محفل تھی رات کو گلزار ہجوم لالہ رخون کا دکھا رہا تھا بہار
کھڑے تھے ناچنے گانے کو سیکڑون بدمست ہر ایک نشۂ کسب و کمال سے سرشار
کہین بناؤ کیے رنڈیون کا جھرمٹ تھا وہ اُنکے گھنگرو ونکی رقص مین عجب جھنکار
وہ لیکے ہاتھ مین پشواز ناز سے چلنا وہ نازکی سے لچکنا کمر دم رفتار
وہ تھاپ طبلونکی سارنگیون کا وہ لہرا گمک وہ بائین کی ہوتی تھی آسمان کے پار
سریلی اُنکی وہ آوازین تان لیتی ہین وہ لفظ لفظ پہ گانے بتانے مین تکرار
کسی کی تیر نگہ سے ہوا کوئی بسمل چلی کسی کی کہین تیغ ابروے خمدار
بتا رہی تھی کوئی اپنے جنس حسن کا بھاؤ دکھا رہی تھی کوئی اپنی گرمی بازار
کہین تھا بہاگ کہین پوربا کہین سورٹھ کہین شہانہ کہین کانھڑا کہین تھی بہار
کہین تھا میگھ کہین گھڑا کہین کامود کہین سندورہ کہین ساونی کہین تھا ملار
کہین تلنگ کہین دیس تھا کہین کھماج کہین پرج تھی کلنگڑا کہین کہین گندھار
کہین کتھک کہین کشمیری تھے کہین نقال کھڑے تھے مجرے کو پشوازین پہنے سب تیار
کہین الاپ گمک تان اوج کا چرچا تھا کہین تھا ناچنے مین تال سم کہین ٹھنکار
بجا رہے تھے کسی سمت اہل کسب و کمال سرود مین سُر آئینہ سرسنگار ستار
کہین بجاتے تھے بیٹھے ہوے نوازندے نفیری بانسری الغوزہ چنگ مو سقیار
عجیب طرح کا ہنگامہ تھا عجب محفل تھا ناچ گانے کا غل گنبد فلک کے پار

خیال

خیال طول سخن ہی وگرنہ ای صفدر
ہزار شعر بھی کہنا مجھے نہ تھا دشوار

نامہ

مرے دلربا محرم و غمگسار
انیس دل و مونس جان زار

ریاض لطافت کے سرو روان
سرور دل و راحت جسم و جان

ہمیشہ صحیح و سلامت رہو
سلامت رہو تا قیامت رہو

اگر سن سکو تم بیان فراق
سناؤن تمہین داستان فراق

ہوا تمسے رخصت مین جس دم ادھر
اُٹھا اِسقدر دود آہ جگر

کہ یکبارگی ابر غم چھا گیا
اندھیرا سا پیش نظر آگیا

لگی کوندنے برق رنج و ملال
مصیبت مین یاد آیا عیش و وصال

مری چشم تھی غیرت آبشار
مراگریہ تھا رشک ابر بہار

کبھی کم ہوا جوش رقت اگر
تو آہِ شرربار تھی نوحہ گر

ادھر آگیا لب پہ شور و فغان
اُدھر دہر مین غل اُٹھا الاماں

ہوئی عقل یہ دیکھکر نکتہ سنج
کہا خیر ہی کس لیے ہی یہ رنج

اگر یون ہی روتے رہے عمر بھر
نہ ہوگا کبھی اُنکے دل مین اثر

اُدھر شوق نے سُنکے دی یہ صدا
کہ زنہار کہنے پہ اُسکے نہ جا

رہے جو محبت مین ثابت قدم
وہ مقصد سے محروم رہتا ہی کم

یہ سنتے ہی پھر آگیا ہوش مین
لکھی یہ غزل مین نے اُس جوش مین

غزل

قسمت سے مین کہان ہون وہ گلبدن کہان ہی
بلبل چمن سے چھٹ کر گم کردہ آشیان ہی

عاشق ہے تو پھر کیا دیر و حرم سے مطلب
ہر صبح یہ جبین ہی وہ سنگ آستان ہی

راز نہان سے اپنے واقف نہین ہی کوئی
اک درد دل ہمارا مدت کا رازدان ہی

لاکھون ہین یاس و حسرت اک دل ہی نیم بسمل
صدمے ہزار ہا ہین اک جان ناتوان ہی

قاصد سے حال پنہان باد صبا سے مخفی
صفدر جہان مین کوئی تیرا بھی رازدان ہی

الٰہی دکھا مجھکو دیدار یار
کہ ہو دل کو پہلو مین صبر و قرار

خدا نے دعا کی مری مستجاب
کہ تصویر و نکی ہاتھ آئی کتاب

نظر جب پڑی تیری تصویر پر
گئین صورتین سب کی دل سے اُتر

اُسے دیکھکر خوب رویا کیا
بہت داغ دل اپنے دھویا کیا

کیے گوہر اشک اُسپر نثار
پھر اگرد تصویر کے بار بار

اگرچہ ہوا نامے کا اختتام
مگر شوق دل رہ گیا ناتمام

لکھونگا مین کچھ اور بھی حال زار
ملا درد و غم سے جو دل کو قرار

اشعار متفرق

مین صحبت دلدار مین اک روز گیا تھا
دل سینے مین بیتاب تھا مدت سے جدا تھا

بیساختہ اُسوقت کہا آکے کسی نے — دیکھا عجب اک سانحہ جو ہوش ربا تھا
غل تھا کہ خدا جانے یہ دیوانہ ہی کسکا — کل راہ مین اک خاک بسر ہمکو ملا تھا
ہر گام زمین ہلتی تھی فریاد و فغان سے — زنجیر کی جھنکار سے اک حشر بپا تھا
اُس فتنۂ عالم نے کہا سوچکے دل مین
وہ صفدر وارفتہ ہی ہمنے بھی سُنا تھا

دیگر

پھر ہوا ہی فصل گل مین جوش وحشت اندنون — پھر کسی پر یہ دل پر اضطراب آنے کو ہی
سبزہ ہی ٹھنڈھی ہوا ہی یار ہی گلزار ہی — ساقیا جام و صراحی لا سحاب آنیکو ہی

دیگر

دل کو ہمارے صفدر اب اُسکی جستجو ہی — دیر و حرم مین عاشق جسکو پکارتے ہین

دیگر

کہتے نہین مضمون کوئی سُست غزل مین — رہتا نہین کانٹا کبھی گلشن مین ہمارے

دیگر

دل کھنچا جاتا تھا دیوانون کا آگے سا تا — یہ تو فریاد کسی تازہ گرفتار کی تھی

نگارخانۂ صفدر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دونون عالم سے محبت کے ہین نیرنگ جدا
یہ مرقع ہی الگ سب سے یہ ارژنگ جدا

اس گلستان کا ہر اک رنگ سے ہی رنگ جدا
یہ صدا اور یہ راگ اور یہ آہنگ جدا

ہر کسی سے نہ جہا نمین یہ حقیقت پوچھو
صاحب درد سے اس درد کی لذت پوچھو

اسکا ہمدم ہی پریشان کوئی حیران کوئی
سر بصحرا ہی کوئی بیسر و سامان کوئی

چاک دامن ہی کوئی چاک گریبان کوئی
غرق دریا ہی کوئی قیدی زندان کوئی

کون نیرنگ حسینان فسونگر سے بچے
رحمت حق ہو تو ہنگامۂ محشر سے بچے

اس ستمگار نے ویران کیے گلشن کیا کیا
پُرزے پُرزے کیے اس خار نے دامن کیا کیا

پھونکے اس برق شرر بار نے خرمن کیا کیا
نوجوانون کے ملے خاک مین جوبن کیا کیا

خانہ بردوش ہوے عاشق شیدا لاکھون
اہل ناموس ہوے عشق مین رسوا لاکھون

یہ وہ صحرا ہی کہ ہر گام پہ ہین خار اسمین
یہ وہ جادہ ہی کہ دشوار ہی رفتار اسمین

یہ وہ دریا ہی کہ ہر موج ہی تلوار اسمین
مست کا کام نہین چاہیے ہشیار اسمین

جس سے ہو جائے ملاقات رہے
دام سے صید نکلجائے تو کیا بات رہے

ساری باتونکی خبر چاہیے عاشق کے لیے
حفظ ہر شام وسحر چاہیے عاشق کے لیے

ذرے ذرے پہ نظر چاہیے عاشق کے لیے
جستجو آٹھ پہر چاہیے عاشق کے لیے

رنگ الفت نہ کسی طرح بدلنے پائے
آکے شیشے مین پری پھر نہ نکلنے پائے

دلمین آتا ہی طلسم ایک بناؤن تازہ
باغ سبز اپنی محبت کا دکھاؤن تازہ

داستان عشق کی یارونکو سناؤن تازہ
جس سے آجائے ہنسی گل وہ کھلاؤن تازہ

سب ہون مشتاق نیا رنگ ہویدا ہو جائے
بھیڑ لگ جائے فسونگر کا تماشا ہو جائے

اندنون ایک پریوش سے ملاقات ہوئی
صحبت عیش وطرب گرم جو دنرات ہوئی

دونون جانب سے بڑھا ربط مدارات ہوئی
جس سے بڑھکر نہ کوئی بات ہو وہ بات ہوئی

شب بسر ہوتی تھی باہم گل وشبنم کی طرح

دن کو اک جان و دو قالب خطِ توام کی طرح

دل سے اُس شاہد مخمور کا دیوانہ ہوا
ہوش مطلق نہ رہا سب سے بیگانہ ہوا
شمع رخسار پہ سو جان سے پروانہ ہوا
دل ہوا چاک تو اُن گیسوؤں کا شانہ ہوا

رشک عذرا تھا جو وہ وامق مفتون مین تھا
وہ اگر غیرت لیلی تھا تو مجنون مین تھا

سیکڑون ناز اُدھر تھے تو ادھر لاکھ نیاز
شمع و پروانہ صفت دونون طرف سوز و گداز
اُس پری رو پہ مجھے فخر اُسے مجھ پر ناز
ساتھ ہر وقت کا جسطرح دو رکعت کی نماز

حبذا ربط یکے شد دل و جانِ من تو
من و تو گم شدہ ای دوست میان من و تو

جو مری چال وہی اُس بت کم سن کا چلن
دلمین کچھ پیچ نہ پیشانی انور پہ شکن
ایک دل ایک زبان ایک سخن ایک دہن
جملہ تسلیم و رضا تابع فرمان ہمہ تن

مین جو کچھ بات کہون وہ بھی وہی بات کہے
دن کہون دن کہے گر رات کہون رات کہے

فلک تفرقہ پرداز کو بھائے نہ یہ طور
فتنہ پردازون کا خدمت مین ہوا اُسکے دور
چار ہی روز مین کچھ رنگ ہوا اور سے اور
مہر و الفت نہ رہی ہو گیا آمادۂ جور

وہ مروت وہ عنایت وہ مدارات گئی
رفتہ رفتہ وہ محبت وہ ملاقات گئی

دل

دل جہان چاہا وہ جا جاکے وہان رہنے لگے
نہین معلوم کہ چھپ چھپکے کہان رہنے لگے

دور رہنے لگے گر اپنے کا امکان رہنے لگے
صورتِ رازِ نہان ہمسے نہان رہنے لگے

شکل ملنے کی گئی قانع امید ہوے
دن کو مہتاب ہوے رات کو خورشید ہوے

آدمی روز پتا ہمنے لگا کر بھیجا
اک نہ اک تحفہ شب و روز برابر بھیجا

کبھی قاصد کبھی خط کبوتر بھیجا
کبھی پوشاک کی کشتی کبھی زیور بھیجا

جب گیا کوئی یہ معلوم ہوا گھر مین نہین
جسنے جس وقت پکارا یہ سنا گھر مین نہین

عقل حیران کہ الٰہی سبب اسکا کیا ہی
غم فراوان کہ الٰہی سبب اسکا کیا ہی

دل پریشان کہ الٰہی سبب اسکا کیا ہی
ہوش پران کہ الٰہی سبب اسکا کیا ہی

با ہمہ لطف و کرم قہر و غضب را چہ علاج
ہر دم آزردگی غیر سبب را چہ علاج

جسقدر فرقت دلدار کو عرصہ گذرا
صبر کافور ہوا ہوش ہوے سر سے ہوا

اضطراب دل شیدا سبب ہوا اور سوا
رفتہ رفتہ ہوے آثار جنون کے پیدا

اشک بہ بہ کے چلے گوشۂ داماں کیطرف
ہاتھ رہ رہ کے لگے اٹھنے گریبانکی طرف

فکر تھی دلمین الٰہی وہی مین ہون ناکام
مشکلین غیرون کی آسان جو کرتا تھا ام

کیا ہوا آج مجھے ہی یہ تعجب کا مقام
دن کو فریاد و فغاں نیند ہی راتونکو حرام

چارہ گر درد کا جو ہو اُسے چارا نہ ملے
غرق ہوتے ہوے تنکے کا سہارا نہ ملے

آخر کار ہوئی راہ نما عقل ادیب
اُسکو بلوا کے کہا مین نے یہ احوال عجیب
زن محتالہ جو ہمسایے مین رہتی تھی قریب
ہنسکے بولی کہ مین آئی ہوے بیدار نصیب

سحر سے زاغ کو دم بھر مین ہما کرتی ہون
مشکل آسان ہی دیکھو تو مین کیا کرتی ہون

نار سے حور کی باتین لگا لاتی ہون
چرخ سے توڑ کے مہتاب و سہا لاتی ہون
پردۂ قاف سے پریون کو اُڑا لاتی ہون
کام بگڑے ہو دم بھر مین بنا لاتی ہون

شام کو شام سحر کو نہ سحر گنتی ہون
بلکہ اُڑتے ہوے طائر کے مین پر گنتی ہون

مجھ سے یہ کہکے رواں جانب بازار ہوئی
چوڑیاں لیکے وہاں جانے کو تیار ہوئی
چوڑی والی وہ بنی مستعد کار ہوئی
گھر مین اُسکے گئی دو روز مین مختار ہوئی

رازداں بنکے یہ باتونمین لگایا اُسکو
کہ بغیر اسکے کبھی چین نہ آیا اُسکو

رات بھر بیٹھ کے پاس اُسکے کہانی کہنا
چپکے چپکے کبھی اسرار نہانی کہنا
سانحے عشق و محبت کے زبانی کہنا
داستاں کوئی نئی کوئی پرانی کہنا

تذکرے مہر و محبت کے سنانا اُسکو
ناز و اغماز کے انداز سکھانا اُسکو

وقت پاکر یہ کہا اُس سے کہ ایجان جہان
جنسے پہلے تھی ملاقات وہی تھے خواہان
یہی دن سن ہین جوانی کے نکالو ارمان
اور رعنا نہین آفاق مین کیا کوئی جوان

جنس اچھی ہی تو ہین اُسکے خریدار بہت
تم سلامت رہو دنیا مین طلبگار بہت

اُنکو تم سے جو سروکار نہین اور سہی
جی بہلنے کو وہ گلزار نہین اور سہی
وہ اگر طالب دیدار نہین اور سہی
سیر کرنے کو وہ بازار نہین اور سہی

زیب بازو ہی جو مرغوب تو زیور لاکھون
زینت گوش ہی مطلوب تو گوہر لاکھون

صاحب ذوق بھلا رہتے ہین پابند کہین
مجھ سے فرماؤ تو لاؤن مین کوئی ماہ جبین
جی اگر ہی تو جہان ہی یہ مثل جھوٹ نہین
جس سے بہتر نہو دنیا مین کوئی اور حسین

ایک ہو لاکھ جوانون مین طرحدار بھی ہو
رشک یوسف بھی ہو عاشق بھی ہو سردار بھی ہو

ہوگی مرضی تو ابھی جان لڑا دونگی مین
چن کے موتی کوئی بازار سے لادونگی مین
ارض و افلاک کے قلابے ملا دونگی مین
یون نہین پیشتر آنکھون سے دکھا دونگی مین

گرم ہے دیکھے نہ بازار تماشا کرنا

دیکھ لینا تو سمجھ بوجھ کے سودا کرنا

اِسقدر چرب زبانی سے ہزار غمز و ناز
پائی مرضی تو بہ تعجیل چلی شعبدہ باز

دل مین پیدا ہوا اُس شمع تجلی کے گداز
سامنے آکے مرے دور سے دی یہ آواز

لو مبارک ہو ترا کام کیا واہ ری مین
بت کو کعبے سے چرا لائی ہون لو دیکھ یہ مین

اب کوئی روپ بناؤ یہ شباہت بدلو
چاہیے نقل مکان بھی یہ عمارت بدلو

غیر کی شکل بنو اپنی یہ صورت بدلو
کہو کیا دوگے مجھے شرط تو حضرت بدلو

باغ سے جائے خزان بادِ بہاری آئے
جس مکان مین کہو اُس گل کی سواری آئے

مژدہ یہ سنکے سوے باغ گیے لوگ رواں
عیش و عشرت کے مہیا ہو سارے ساماں

صحن گلزار مین تھا ایک تکلف کا مکان
در و دیوار سے تھا جلوۂ فردوس عیاں

مثل آئینہ کدورت سے زمین پاک ہوئی
فرش زرین جو بچھا غیرت افلاک ہوئی

مثل فردوس ہو گلشن تر و تازہ پایا
شیشہ آلات نے کچھ رنگ عجیب دکھلایا

خوب اسباب تکلف سے اُسے سجوایا
روشنی نے شب مہتاب کو بھی شرمایا

شمع کافور ہوا ابر جو اُٹھا نور ہوا
سنگ در تک ہی خوشی سے یہ بڑھا طور ہوا

ڈالیان پھولون کی آتی تھین نظر چار طرف
عنبر و مشک ختن عود اگر چار طرف
شیشیان عطر کی موجود تھین ہر چار طرف
جا بجا خوان گزک نقل و ثمر چار طرف
ہار پھولون کے کہین ساقی گلفام کہین
بادۂ ناب کہین شیشے کہین جام کہین

اُس طرف منہدی لگی رنگ جوانی چمکا
بدلی پوشاک نئی پھولون کا زیور پہنا
کھاکے بل دوش پہ لہرانے لگی زلف رسا
سرمہ آنکھون مین لگایا ان کا لاکھا بھی جما
طرز بیدادئ کاکل خمدار نے کی
اک قیامت تھی کہ پازیب کی جھنکار نے کی

اور ادھر کو ہوئے بھروپ کے سامان تمام
زلف کی طرح سے رخسار ہوئے سنبل فام
وہ بھرا روپ کنہیا بھی کرے جسکو سلام
زیب تن صبح نے گویا کہ کیا جامہ شام
بال سر کے ہوئے بل کھاکے وہ گھونگھر والے
وہ تو کیا جس سے نہ پہچانین برابر والے

دل مین پوشاک بدلنے کا پھر آیا جو خیال
صاف ظاہر ہوا باندھا جو کمر سے رومال
انگرکھا پہنا کہ جو تنگ تھا اور حسب کمال
عشق پیچہ کوئی لپٹا ہوا ہو گرد نہال
پائجامہ کہ جو لپٹا ہوا زانو سے رہے
بانکی ٹوپی جو ملی گوشۂ ابرو سے رہے

الغرض شام نے جلوہ جو دکھایا ہمکو
مژدۂ وصل مقدر نے سنایا ہمکو

اضطراب دل مضطر نے ستایا ہم کو
شوق گلشن کیطرف کھینچ کے لایا ہم کو

ہمنشین جا کے فرو کش ہوے دالانون مین
شور ے نظم و نسق کے ہوے دربانون مین

مین تو مسند پہ یہان شکل بدلکر بیٹھا
نہین معلوم وہان کونسا افسون پھونکا
زن محتالہ گئی سوے چمن شل صبا
طرفۃ العین مین آئی نہ ہوئی دیر ذرا

اُس پریرو کو محافے مین بٹھاکر لائی
نکہت گل کی طرح صاف اڑاکر لائی

در پہ اک دھوم ہوئی بخت کا اختر چمکا
ظلمت ہجر گئی ماہ منور چمکا
دن پھرے عاشق شیدا کا مقدر چمکا
بخت بیدار ہوے طالع صفدر چمکا

آئی اُس فتنۂ عالم کی سواری آئی
یا گلستانکی طرف باد بہاری آئی

تا در باغ گیا شوق مین سُنکر یہ خبر
چشم و دل دونون ہوے محو جمال دلبر
اُس پریزاد کو مسند پہ بٹھایا لاکر
زن محتالہ کو خوش ہوکے دیا خلعت نذر

پاکے انعام وہ خوش ہوکے گئی گھر کیطرف
متوجہ مین ہوا اُس مہ انور کی طرف

اُسنے وہ شکل وہ پوشاک جو بانکی دیکھی
مین نے پوچھا کہ ہوئی آپ کو حیرت کیسی
دیر تک شرم و تکلف سے کوئی بات نہ کی
کہا حیران ہون کہ تقدیر کہان لے آئی

بندہ پرور مجھے کیون یاد کیا کام ہی کیا
یہ تو کہیے کہ اس آغاز کا انجام ہی کیا

کون ہین آپ بیان کیجیے کچھ نام و نشان
پوچھا کس کا ہی یہ گلشن یہ چمن رشک جنان
کہا مشہور ہون مین عاشق خوبان جہان
کہا مین نے کہ اسے جانیے آپ اپنا مکان

باغ سبز اس گل رعنا کو دکھلائے مین نے
اور یہی نام و نشان اپنے بتلائے مین نے

دل بیتاب کو پھر ضبط کا یارا نہ رہا
بے حجابانہ اسے ہاتھ پکڑ کر کھینچا
نشۂ بیخودی شوق نے مخمور کیا
لاکھ انکار کیا ایک نہ مانا کہنا

کس کشاکش سے مسہری مین اٹھایا مین نے
خوب جی کھول کے سینے سے لگایا مین نے

شوق ادھر ذوق ادھر پیار ادھر چاہ ادھر
خواہش وصل ادھر چھیڑنے پر آہ ادھر
ایک ہی حالت دلخواہ ادھر خواہ ادھر
طلب بوسۂ رخسار ادھر واہ ادھر

زلف کے چھوٹنے پہ کھینچی مگر اک ناز کے ساتھ
لب پہ لب ہونے پہ رکنا مگر انداز کے ساتھ

مستی شوق مین پھر خوب چلے جام پہ جام
اٹھ گیا سارا تکلف نہ رہا شرم کا کام
مثل گل نشۂ مے سے ہوے چہرے گلفام
دلبری کی کبھی باتین کبھی رنجش کے کلام

کچھ کا کچھ منہ سے کہا نشہ کی طغیانی مین

ننگی شمشیر بنی عالم عریانی مین

دلمین پھر دونون طرف جوش محبت اُٹھا
لطف اُس رات جو اُٹھا وہ بشرکت اُٹھا
زندگانی کا مزہ کیا شب وصلت اُٹھا
روح کو ذائقۂ میوۂ جنت اُٹھا

پھر وہی رنگ جما صورت اصلی کیطرح
دو ورق تھے کہ بہم ہوگئے وصلی کیطرح

دو بجے صحبت عشرت کا گیا رنگ بدل
عالم خواب مین بھی دونون تھے دست و بغل
عیش وصلت مین پڑا نیند کے جھونکون سے خلل
نہ حیا کا کوئی موقع نہ تکلف کا محل

زانو و نین مرے شب بھر رہے زانو اُسکے
طوق گردن ہوے بل کھلکے وہ گیسو اُسکے

وہ اُدھر نیند مین غافل مین اِدھر خواب مین مست
صبح کے بعد نصیبون کی گری یہ شکست
جسطرح نشہ مین بیہوش ہون دو بادہ پرست
کہ نمایان ہوے آثار قیامت سر دست

شور محشر ہوے کانون کو گجر کی آواز
بن گئی دل کو چھری مرغ سحر کی آواز

خواب راحت سے کھلی آنکھ جو ہنگام سحر
بستر خواب سے مین اُٹھکے گیا مسند پر
جلوہ گر تخت فلک پر ہوا شاہِ خاور
سامنے وہ بھی عجب حال سے بیٹھے آکر

نشے مین چور تھے ہوش ربا کے باعث
سر نہ اُٹھتا تھا ذرا شرم و حیا کے باعث

اُسطرف ضعف بدن سستی و اعضا شکنی
اُسطرف شرم وحیا نیچی نظر کم سخنی
اِسطرف چہرہ مسرت سے عقیق یمنی
اِسطرف دلمیں خوشی لب پہ ہنسی خندہ زنی

حوصلے خوب نکالے کوئی حسرت نرہی
رنج فرقت کی مقدر سے شکایت نرہی

پھر جو منظور ہوا آپ کو ظاہر کرنا
سامنے اُسکے نہانے سے یہ مطلب تھا مرا
غسل کے واسطے حمام کو قصداً نہ گیا
صاف ہو صورت اصلی نرہے کچھ پردا

مجکو پہچان کے وہ شوخ پشیمان ہوجائے
حوصلہ پھر نرہے تابع فرمان ہوجائے

الغرض غسل کی جسوقت کہ نوبت آئی
اُس پری رو کو نظر جب مری صورت آئی
جسم شفاف ہوا چہرے پہ رنگت آئی
رنگ فق ہوگیا ہوش اُڑ گئے حیرت آئی

وجہ تنبیہ ہوا رعب ہمارا اُسکو
جز اطاعت نہ رہا پھر کوئی چارہ اُسکو

منفعل ہو کے گرا پانون پہ بھولا نگ و ناز
اشک آنکھون سے رواں شمع صفت دلمیں گداز
ایسے مغرور کو مطلق نرہا حسن پہ ناز
جوڑ کر ہاتھ کہا عفو کا دامن ہی دراز

واہ کیا بات تمھاری تمھیں پہچان گئے
ایک ہو ایک ہو تم جان گئے جان گئے

بخشدو بہر خدا ہوگی نہ اب ایسی خطا
کہا مین نے کسی نادان کو فقرہ یہ سنا

اب یقین تیری کسی بات کا مجکو نہ رہا | کہا ہم جھوٹ نہین بولتے لاحول و

تیری چاہت کی قسم تیری وفا کی سوگند
اپنے غمزے کی قسم اپنی ادا کی سوگند

مُسکرایا جو مین بیساختہ سُنکر یہ قسم
قول بدلے تو قلم ہو یہ زبان مثل قلم

کہا سچ کہتے ہین واقف ہی خدا آگاہ
شک اگر ہو تو ابھی چلکے اُٹھا لو ہمین علم

ہاتھ پر سورۂ جن سورۂ رحمان رکھدو
لاؤ لاؤ مرے سر پر ابھی قرآن رکھدو

شرفِ مرتبۂ حضرت حوا کی قسم
پاکدامانی بلقیس و زلیخا کی قسم

دامن طیبۂ مادر عیسی کی قسم
سب سے بڑھکر ہی ہمین فاطمہ زہراؓ کی قسم

بانوے سید مظلوم کی عصمت کی قسم
حضرت زینبؓ و کلثومؓ کی عفت کی قسم

علم جعفرؓ تیار کی سوگند ہمین
تربت حیدرؓ کرار کی سوگند ہمین

شان عباسؑ علمدار کی سوگند ہمین
روضۂ احمدؐ مختار کی سوگند ہمین

لوث عصیان سے بچائینگے برابر دامن
کنوین مین ڈوب مرین ہو جو کبھی تر دامن

ایسی قسمون سے مرے دلکو ہوا صاف یقین
گئی وحشت دل بیتاب نے پائی تسکین

کہا مین نے کہ بس اب شک مجھے زنہار نہین
پھر وہی باغ وہی پھول وہی ہین گلچین

بخت اسی طرح سے برگانے یگانے کے پھرین
دن مرے جیسے پھرے سارے زمانے کے پھرین

نئے انداز کا واسوخت سنایا صفدر
عشقبازی کا عجب رنگ جمایا صفدر

جلوۂ حسن سخن خوب دکھایا صفدر
دل عشاق کو دیوانہ بنایا صفدر

ہے جو نافہم اُسے ذائقہ کیا اُٹھیگا
صاحب فہم کو البتہ مزا اُٹھیگا

قطعہ تاریخ نتیجہ طبع وقاد جناب منشی امیر احمد صاحب اُستاد حضرت مصنف

آجکل طبع شوخ صفدر نے
سر بزانو ہوا امیر فقیر

کی جو موزون حکایت شیرین
نام رکھا شکایت شیرین ۱۳۰۱ھ

قطعہ تاریخ نتیجہ فکر رسا شیخ امیر احمد صاحب تسلیم لکھنوی

زہے فکر بلند رشک سحبان
شرافت مفتخر از گوہر اُو
بہ لطف و خلق در آفاق نامی
جنابش قبلۂ ہمت بلندان
چو استادان بہ موزونی فسانہ
بہ تکلیف احبا طبع کامل
بہ اندک مدتِ آن نظم گرامی

رئیس نامور صفدر علی خان
امارت خانہ زاد چاکر اُو
چو اجداد خود از اقران گرامی
درش امید گاہ مستمندان
بہ نظم و نثر ممتاز زمانہ
سوِ واسوخت گوئی گشت مائل
ز فکرش یافتہ حسن تمامی

بخوبی شهرت انگیز جهان شد — پسند خاطر پیر و جوان شد
بجان مشتاق شد هر کس که بشنید — بطرز خواب آخر طبع گردید
خطش مانند خط گلعذاران — طرب بخش دل ریحان نگاران
سوادش موج دود شمع کافور — بیاضش جلوه بخش عارض حور
نقاب از روے معنی چون کشادم — تمنا را مبارکباد دادم
طلسم آرزو پیش نظر شد — من از دل دل ز حیرت بیخبر شد
نزاکت یافتم شوخی هم آغوش — بلاغت با فصاحت دوش با دوش
نمایان از بیان نازک خیالی — تصدق بر ادابندی زلالی
لطافتهاے الفاظ و معانی — خبر دادند از غیب اللسانی
درین بیتابی شوق جمالش — خیال آمد پئے تاریخ سالش
نوشتم مصرعی تسلیم بے یوست — تقفی شکوه بیرحمی دوست
بے غیب ۱۲ — ۱۳۰۱

مرقع ماتم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یارب مرا ریاض طبیعت نہال ہو
رنگ بہار ذہن رسا بیمثال ہو
جو گل کھلے وہ غازۂ روے جمال ہو
سنبل بڑھے تو طرۂ تاج کمال ہو

یکتا ہو رنگ و بو مین ریاض سخن مرا
پھولے پھلے بہار و خزان مین چمن مرا

جاری ہین تیرے فیض کے چشمے ہزارہا
ابر کرم سے گل کو عطا رنگ و بو کیا
قمری کو نغمہ بلبل شیدا کو زمزما
پروانے کو جو سوز دیا شمع کو ضیا

بخشا فروغ ماہ کو تنویر مہر کو
وسعت ملی زمین کو بلندی سپہر کو

پروردگار دے وہ طبیعت رسا مجھے
قدسی کلام سنکے کہین مرحبا مجھے
بحر محیط علم سے کر آشنا مجھے
مضمون عطا ہون مثل در بے بہا مجھے

شہرہ ہو میری نظم فصاحت نظام کا
چرچا ہو خاص و عام مین حسن کلام کا

ہر بند بےمثال ہو ہر بیت لاجواب
بندش مین صاف سلک گہر کے ہو آب و تاب
ہر شعر بےنظیر ہو ہر لفظ انتخا
معنی دکھائین جلوہ مہتاب و آفتا

مضمون ہر ایک تاج سر افتخار ہو
جو حرف نکلے کلک سے وہ یادگار ہو

آواز غیب آئی کہ صفدر نہو ملول
مطلب بر آیا دل کی تمنا ہوئی حصول
درگاہ حق مین تیری دعا ہوگئی قب
مداحون مین امام زمن کے ہوا شمو

وقفہ نہ کر عنان کمیت قلم اُٹھا
وہ سامنے ہی منزل مقصد قدم اُٹھا

سنکر ندائے غیب ہوا دل مین شادمان
دل مضطرب ہی شوق سے رکتی نہین زبان
دریا سے بڑھکے میری طبیعت ہوئی
ای عندلیب نطق یہ ہی وقت امتحا

اہل سخن کو زور طبیعت دکھادے آج
نغمے نئے ترانہ رنگین سنادے آج

ای نخلبند طبع ریاض سخن دکھا
ای طائر خیال پری کا چلن دکھا
بزم عزا مین رنگ بہار چمن دکھ
عرش برین پہ قدسیون کے انجمن دکھ

ای یکہ تاز فکر بسرعت روانہ ہو

ای شہسوار ذہن وحید زمانہ ہو

فرمانروا اے ملک سخن ہی قلم مرا
روشن ہی مثل نیر اعظم حشم مرا
سرو ریاض خلد بریں ہی علم مرا
ہستی کے انجمن مین غنیمت ہی دم مرا
مانند شمع رونق بزم جہان ہو نمیں
طرز بیان مین شہپرونکا نشان ہو نمیں

بلبل کے زمزمون سے سوا ہی بیان مرا
ممکن نہین نظیر تہ آسمان مرا
رشک عروس باغ ہی حسن زبان مرا
شاخ نہال سدرہ پہ ہی آشیان مرا
ہین آپ ملک نظم مین اپنا مثال ہون
مانند مہر روز جزا لازوال ہون

باغ جہان مین بلبل بستان نظم ہون
روح کلام قلب سخن جان نظم ہون
فرمانروائے شعر ہون سلطان نظم ہون
روز ازل سے شیر نیستان نظم ہون
روشن ہی مثل شمس و قمر مرتبہ مرا
پہونچا ہی شرق و غرب تلک دبدبہ مرا

گلزار مین بہار چمن مین نسیم ہون
معدن مین لعل بحر مین در یتیم ہون
لالے مین رنگ جامۂ گل مین شمیم ہون
دشت ختن مین مشک یمن مین ادیم ہون
یہ سب اثر ہی رحمت پروردگار کا
کیا نطق کیا بیان ہی اس خاکسار کا

بس ای زبان بشر کو تعلی نہین روا
راہی ہی ایک روز سوے عالم بقا
کیا اصل کیا وجود ہی اک مشت خاک کا
آوازِ غیب آتی ہی ہر دم فنا فنا
جانا ہی ایسی راہ کہ جسکا نشان نہین
منزل نہین مقام نہین کاروان نہین

ملک عدم کا قافلہ ہر دم روانہ ہی
دنیاے بے بقا کا عجب کارخانہ ہی
ہر ذیحیات تیر اجل کا نشانہ ہی
پیش نظر جو آج ہی کل وہ فسانہ ہی
آفاق مین اجل سے کسی کو مفر نہین
آمادہ رحیل ہین لیکن خبر نہین

یہ دہر بے ثبات نہین قابلِ قیام
وہ کام کر زمانے مین رہجاے جس سے نام
اندیشے کی جگہ ہی یہ عبرت کا ہی مقام
پھر کیا کریگا موت کا جب آگیا پیام
ہنگام نزع صدمۂ فرقت اُٹھائیگا
اعمال کے سوا نہ کوئی ساتھ جائیگا

کیا حال ہوگا روح کا ہنگام انتقال
اندیشۂ عذاب گناہون کا انفعال
رنج عیال فرقت احباب کا ملال
بعد فنا لحد مین نکیرین کے سوال
کنج مزار مین بھی نہ آرام پائینگے
زیر زمین مصیبتین کیا کیا اُٹھائینگے

وہ چھوڑنا جہان کا وہ تکلیف جانکنی
وہ اضطراب قلب وہ حسرت وہ بیکسی

وہ خوف بازپرس وہ وحشت جواب کی
وہ یاس وہ ہراس وہ عبرت وہ بےبسی

ہمدم نہین رفیق نہین آشنا نہین
وان کوئی دستگیر سواے خدا نہین

اکدم کی زیست پر عبث اتنا غرور ہی
دار فنا سے ملک بقا کتنی دور ہی
اک روز سب کو چھوڑکے جانا ضرور ہی
جو دوربین سمجھے فہم کا اُسکے قصور ہی

کہتا ہی روز ہاتف غیبی فنا فنا
اے ساکنان منزل ہستی فنا فنا

کیا کیا دو رنگی چمن روزگار ہی
بزم جہان مین شادی و غم ہمکنار ہی
فصل خزان کبھی کبھی فصل بہار ہی
عبرت کی جا یہ ہستی ناپائدار ہی

اندیشۂ خزان ہی تو لطف بہار کیا
اِس چلتی پھرتی چھاؤن کا ہی اعتبار کیا

فانی ہین سب قیام کسی کو یہان نہین
دستِ قضا سے شاہ و گدا کو امان نہین
جو صاحبِ علم تھے اب اُنکا نشان نہین
وہ کونسا چمن ہی کہ جسکو خزان نہین

جو آج سرفراز ہی کل پائمال ہی
جسکو کمال ہی اُسے اک دن زوال ہی

عزم سفر ہی پاس نہین زاد راہ آہ
افراط معصیت سے ہی نامہ سیاہ آہ
منزل کڑی ہی دوش پہ بار گناہ آہ
لیکن عبث ہی حسرت و افسوس و آہ آہ

پیش خدا وسیلہ ہمین پنجتن کا ہی
روز جزا ذریعہ حسین و حسن کا ہی

کیا خوف ہو کہ شافع محشر ہین مصطفا
محشر مین ہو گا سایۂ دامن بتول کا
حلال مشکلات دو عالم ہین مرتضا
پشت و پناہ امت عاصی ہین مجتبا

کیا کیا قلق اٹھائے شہ مشرقین نے
دی جان بہر بخشش امت حسین نے

کیا جانے کوئی منصب اعلا حسین کا
از فرش تا بعرش ہی جلوا حسین کا
پیش خدا بلند ہی رتبا حسین کا
کافی ہی عاصیون کو وسیلا حسین کا

سر دیکے اسکی راہ مین سردار ہوگئے
سرکار ذو الجلال کے مختار ہوگئے

برج شرف کے نیر اعظم حسین ہین
رونق فزاے کعبہ و زمزم حسین ہین
مسند نشین بزم دو عالم حسین ہین
درگاہ کبریا مین معظم حسین ہین

ممکن نہین کہ وصف شہ دوسرا لکھون
اب سرگذشت معرکہ کربلا لکھون

جب آسمان پہ جلوۂ نور سحر ہوا
تخت فلک پہ مہر مبین جلوہ گر ہوا
پنہان ہوے نجوم روانہ قمر ہوا
شورش ادہر صلوۃ کا نعرہ ادہر ہوا

سب نے حضور قلب سے ذکر خدا کیا

یعنی فریضۂ سحری کو ادا کیا

وہ صبح کا ظہور وہ میدان پر فضا وہ یاد کبریا میں درختوں کا جھومنا
وہ شاخ گل پہ نغمۂ مرغان خوشنوا وہ سبزہ زار وہ گل خودرو ہزار ہا
مہکا ہوا تھا دامن صحرا نسیم سے
میدان تھا رشک عنبر سارا شمیم سے

جلوے عجیب تھے چمن روزگار کے جوبن نئے نئے تھے عروس بہار کے
نغمے تھے قمریوں کے ترانے ہزار کے کیا کیا تھے رنگ قدرت پروردگار کے
مست مے نشاط جوانان باغ تھے
بوئے گل وسمن سے معطر دماغ تھے

موج نسیم صبح میں پھولوں کی وہ مہک عکس شعاع مہر سے شبنم کی وہ جھلک
وہ لالہ زار سبزۂ صحرا کی وہ لہک کوئل کی کوک بلبل شیدا کی وہ چہک
وہ پھولنا شفق کا وہ جوبن بہار کا
نقشہ کھنچا تھا صنعت پروردگار کا

پھولے تھے دشت میں گل خودرو چمن چمن گلنار و لالہ نرگس و نسرین و نسترن
غنچوں میں وہ مہک کہ فدا نافۂ ختن تھی شاخ گل پہ بلبل خوش لہجہ نعرہ زن
ہر باغ میں بہار ریاض جنان کی تھی
ہر گلشن حسین میں آمد خزان کی تھی

ناگاہ آئی ہاتف غیبی کی یہ صدا
آمادۂ جہاد ہوا لشکر خدا
سُنکر ہوے سوار جوانان مہ لقا
کھائی ہواے سرد تو خوش ہو گیے یہ کہا
غم کیون نہ دور ہو دل عرفان سرشت سے
جھونکے ہوا کے آتے ہین باغ بہشت سے

جرأت مین رشک سام و نریمان تھا ہر جوان
چہرون سے جنکے صولت شیر خدا عیان
ترکش کمر مین بر مین زرہ دوش پر کمان
نیزے تھے سب کے ہاتھو مین مانند کہکشان
یون دمبدم تڑپتی تھین تیغین نیام مین
جسطرح اضطراب ہو ماہی کو دام مین

آئی جو رزمگاہ سے آواز کوس حرب
بولی زبان تیغ کہ آیا ہی وقت ضرب
گھوڑے کیطرح تہ و بالا تھے شرق و غرب
شوق وغا مین کوئی نہ تھا غازیونکو کرب
مست شراب شوق شہادت کمال تھے
چہرے خوشی سے صورت یاقوت لال تھے

گھوڑے اُٹھا اُٹھا کے جو نیزے ہلاتے تھے
خورشید کانپتا تھا فلک تھرتھراتے تھے
شان و شکوہ و شوکت و جرأت دکھاتے تھے
اعدا پہ ضرب تیغ کے سکے بٹھاتے تھے
عمر ابد سے مرتبۂ مرگ فوق تھا
جنت کا شوق چشمۂ کوثر کا ذوق تھا

تلوارین تول تول کے کہتے تھے سب جری
ہم سے کرینگے اہل ستم کیا برابری

وہ تابع یزید ہیں ہم فوج حیدری
اترے فلک کو ہم سے نہیں تاب ہمسری
بیجا یہ زعم ہیں سپہ نابکار کے
جوہر نہیں کھلے ہیں ابھی ذوالفقار کے

یہ بھوک اور یہ پیاس ہمارا شعار ہے
فاقہ نہیں ہے نعمت پروردگار ہے
سرو چمن کی بے ثمری سے بہار ہے
رخت حیات پیرہن مستعار ہے
سر بھی کٹے تو فرق نہ آئے حواس میں
کیا خوشنما ہے یاد خدا بھوک پیاس میں

فاقے میں تشنگی میں لڑینگے سپاہ سے
ہیں سیر ذکر اشہد ان لا الہ سے
سیراب ہو چکے ہیں مے عشق شاہ سے
قرب خدا ملیگا اسی بارگاہ سے
کیونکر جدا ہوں ہم شہ بیکس کے ساتھ سے
پیتے ہیں جام ساقی کوثر کے ہاتھ سے

جعفر تھے حرب و ضرب میں جعفر کے یادگار
شان محمدی تھی محمد سے آشکار
قاسم کے رخ پہ شادی کے سہرے کی تھی بہار
اکبر تھے ہمشبیہ رسول فلک وقار
تھا یہ نشان علیؓ ولی کے نشان کا
لہرا رہا تھا سر پہ پھریرا نشان کا

عباس نامور کا زہے رعب و احتشام
ہلچل تھی فوج شام میں لرزاں تھے خاص و عام
کہتے تھے کس زبان سے ہو شکر شہ انام
دیکر نشان بلند کیا غازیوں میں نام

فوج خدا کے آج علمدار ہونگے ہم
شانے کٹا کے جعفر طیار ہونگے ہم

اکبر کا وہ شباب جوانی کی وہ امنگ
چہرہ دفور شوق شہادت سے سرخ رنگ
بازو میں زور لب پہ ہنسی دلمیں شوق جنگ
قوت میں شیر دشت وغا زور میں نہنگ

جلوہ تھا گیسوؤں میں رخ لاجواب کا
یا برج سنبلہ میں ظہور آفتاب کا

قاسم کا وہ جمال وہ گیسوے مشکبار
سینے پہ پرتو در دندان تھا آشکار
وہ حسن بیمثال وہ رخسار تابدار
جسطرح سے ہو زیب گلو موتیوں کا ہار

رخسار پر جو خال قضا را چمک گیا
پہلو میں آفتاب کے تارا چمک گیا

آمادۂ قتال تھے زینب کے نونہال
وہ سن وہ دل وہ حوصلہ وہ رعب وہ جلال
جرأت میں لاجواب شجاعت میں بیمثال
تلواریں کھینچ کھینچ کے کہتے تھے خردسال

جانبازیاں دکھائینگے گو بھوکے پیاسے ہیں
فدیہ حسین کے ہیں علیؑ کے نواسے ہیں

حاضر تھے در پہ سب یہ گل گلشن شباب
تشریف لائے خیمۂ عصمت سے یوں جناب
تھا انتظار آمد شاہ فلک رکاب
نکلے خیام حرم سے جس طرح آفتاب

آئے جو آپ حیدر صفدر کی شان سے

خورشید نے سلام کیا آسمان سے

صف بستہ جو کھڑے تھے رفیقان خوشخصال — تسلیم کو خمیدہ ہوئے صورت ہلال
بولا قدم کو چوم کے اقبال لازوال — مانند سبزہ ہو سر بدخواہ پائمال
خلاق کائنات کا فضل وکرم رہے
نصرت ہو ہمرکاب ظفر ہمقدم رہے

وان ابن سعد فوج کا لیتا تھا جائزا — سرگرم اہتمام تھا وہ بانی جفا
پھر افسران فوج ستمگر سے یہ کہا — ہان اے دلاورو یہی موقع ہے نام کا
فرصت ملی نہ فاطمہ کے نورعین کو
خاطر یزید کی ہے تو مارو حسین کو

تلوارین کھینچ کھینچکے بولے وہ اشقیا — خنجر سے آج کاٹین گے شبیر کا گلا
مشہور ہے شجاعت عباسؑ باوفا — بازو کرینگے نہر پہ اُس شیر کا جدا
کیا ذکر فوج شاہ مین برنا و پیر کا
اصغر تلک بھی آج نشانہ ہے تیر کا

یہ سُنکے ابن سعد ہوا دلمین شادمان — اسوار جوق جوق گیے نہر پر روان
خود وہ شریر ہاتھ مین لیکر بڑھا کمان — پھینکا خدنگ ظلم سوے شاہ انس و جان
پھر تو لگائے تیر یہ فوج شریر نے
طوفان اُٹھایا بارش باران تیر نے

فوج خدا مین تیر جو آئے ہزارہا
مجروح ہوگئے رفقائے شہ ہدا
سینہ کسی کا خانۂ زنبور بنگیا
سیرون کسی کے جبہ ر دشمن سے خون بہا
انجام کار عازم پیکار ہوگئے
سب جان نثار جنگ پہ تیار ہوگئے

جس وقت مستعد ہوئے غازی جہاد پر
برق غضب گری سر اہل عناد پر
سرگرم تھے وہ فتنۂ عالم فساد پر
انکی نظر عنایت رب العباد پر
نظرون مین مرتبے جو شہادت کے تلگئے
آنکھون کے سامنے در فردوس کھلگئے

ہر اک کے دلمین گلشن جنت کی تھی اُمنگ
فوج ستم سے آئی جو آواز طبل جنگ
چہرے ہوئے وفور شجاعت سے سرخ رنگ
کہتے تھے اب دغا مین مناسب نہین درنگ
کثرت پہ ظالمون کو نہایت غرور ہے
چلکر سپاہ شام سے لڑنا ضرور ہے

القصہ ہوکے شاہ سے رخصت رفیق و یار
شیرانہ معرکے مین گئے بہر کارزار
فوج ستم سے لڑتا تھا ایک ایک جان نثار
دس دس ہزار گرتے تھے اُسپر ستم شعار
اِس درجہ مجمع سپہ بدخصال تھا
یک خیال کا بھی گذرنا محال تھا

پہونچا غبار دشت جو تا اوج آسمان
پیش نگاہ سد سکندر ہوئی عیان

تاریک مثل پردۂ ظلمت ہوا جہان — نصف النہار پر تھا شب تار کا گمان

دشت نبرد صحن قیامت سے کم نہ تھا
مینائے چرخ شیشۂ ساعت سے کم نہ تھا

اُس گرد مین امام زمن کے رفیق ویار — مانند مہر و ماہ درخشان تھے بار بار
اسطرح جلوہ گر تھے زمین پر وہ نامدار — جسطرح آسمان پہ ستارے ہون آشکار

آلودہ تھے نہ چہرۂ گلگون غبار مین
محضر لکھا تھا خون کا خطِ غبار مین

ہر گام پر تھی برق سمندون کی جست وخیز — مثل زبان شعلۂ آتش تھی تیغ تیز
خنجر شرر فشان تھے سنانین تھین برق ریز — صحرائے رزمگاہ تھا میدان رستخیز

جتنے پہاڑ روئے زمین پر تھے ہل گئے
اُس نہ طبق سے ہفت طبق جا کے ملگئے

دریا خون کا دشت وغا مین ہوا یہ جوش — مچھلی کی طرح تیرتے پھرتے تھے درع پوش
بسمل کی ہچکیون کا اُٹھا ہر طرف خروش — مثل نشانہ اُڑتے تھے اہل ستم کے ہوش

طاری تھا رعب فوج خدا رزمگاہ مین
ہلچل تھی اُنکے ہاتھ سے ساری سپاہ مین

آتی تھی ذرے ذرے سے آواز الامان — کہتا تھا قطرہ قطرہ کہ طوفان ہوا عیان
انجم فلک پہ تھے صفت چشم خونفشان — ساکن تھا مثل قطب تحیر سے آسمان

روز وغا نمونۂ روز شمار تھا
اعدائے دین پہ قہر خدا آشکار تھا

جاتے تھے فوج فوج جہنم کو اہل شر
فوج یزید کو بھی تمنائے مال و زر
مد نظر تھا غازیون کو خلد کا سفر
اِن سب کا دل مین فاطمہ کے بنگیا تھا گھر
کیا کیا لڑے جہاد مین کیا کام کر گئے
کون و مکان مین حشر تلک نام کر گئے

ہر چند ایک ایک نے لشکر کو دی شکست
عبرت کی جا ہے ہستی فانی کا بند و بست
اعدا پہ حملہ ور ہوے مانند شیر مست
دام اجل مین ہوگئے پابند حق پرست
گلزار فاطمہؑ پہ خزان رن مین آگئی
کیا بیکسی حسینؑ کے لشکر پہ چھا گئی

حر مر گئے تو شاہ کے یاور ہوے شہید
زینب کے دونون ماہ منور ہوے شہید
پھر مسلم غریب کے دلبر ہوے شہید
شادی کی صبح قاسم مضطر ہوے شہید
عباس ابن ساقی کوثر بھی مر گئے
اکبر بھی مر گئے علی اصغرؑ بھی مر گئے

باقی رہا نہ طفل تلک فوج شاہ مین
بسمل پڑے تھے خاک پہ سب قتلگاہ مین
آئی خزان ریاض رسالت پناہ مین
عالم سیاہ تھا شہ دین کی نگاہ مین
ٹوٹے ہوے تھے پھول چمن مین پڑے ہوے

شبیر مثل سرو تھے اُس مین کھڑے ہوے

اکبر کی لاش کو کبھی چھاتی لگاتے تھے
عباس نامدار کبھی یاد آتے تھے
قاسم کو دیکھکر کبھی آنسو بہاتے تھے
اصغر کی چھوٹی سی کبھی تربت بناتے تھے
بھائی کے قتل ہونے کا صدمہ کمال تھا
فرزند کے فراق مین جینا محال تھا

رخصت کو آئے خیمہ مین پھر شاہ بحر و بر
فرمایا اہل بیت کو حسرت سے دیکھکر
دنیائے بے ثبات سے اب ہے مرا سفر
تم سب عنایت احدی پر رکھو نظر
اب اہل بیت سے نہ مجھے گھر سے کام ہے
پیاسے گلے کو برش خنجر سے کام ہے

یہ سنکے اہل بیت تو روتے تھے زار زار
سمجھاتے تھے ہر ایک کو شاہ فلک وقار
کیا فائدہ فغان سے کرو صبر اختیار
لازم ہے وقت رنج و الم شکر کردگار
لو الوداع سب سے ہے رخصت حسینؑ کی
دنیا سے عنقریب ہے رحلت حسینؑ کی

یہ کہکے اہل بیت سے رخصت ہوے امام
حاضر تھا در پہ خیمے کے اسپ سبک لجام
کس شان سے سوار ہوے شاہ تشنہ کام
میکال و جبرئیل تھے سرگرم اہتمام
برج شرف سے رن کو سواری رواں ہوئی
گویا چمن سے باد بہاری رواں ہوئی

کس طمطراق سے فرسِ باد پا چلا
مستانہ مثل باد صبا جھومتا چلا
حسنِ خرام ناز دکھاتا ہوا چلا
مانند راہوار شہ لافتا چلا
بڑھکر سبکروی مین نسیم سحر سے تھا
دو چار گام آگے یہ یک نظر سے تھا

یکتا و لاجواب تھا راہوار بیمثال
گلگون نژاد حور شمائل پری جمال
عالی دماغ زہرہ جبین عنبرین امال
نازک مزاج تیز طبیعت ملک خصال
چہرہ عروس نو کا سراپا تھا نور کا
جھل بل پریوشونکی جھمکڑا تھا حور کا

گیتی نورد بادیہ پیما صبا شتاب
بیتاب بیقرار سبکرو قمر رکاب
تیزی مین باد تند روانی مین موج آب
لاکھون مین بے نظیر ہزارون مین انتخاب
مثل براق یہ ہمہ تن بے مثال ہی
بالاروی مین رہبر یک خیال ہی

ایسا بلند حوصلہ دیکھا نہین فرس
اُڑ جاے آسمان سے جو راکب کہے نہ بس
اُسکی رکاب تک جو کسی کو ہو دسترس
باقی رہے نہ سیر دو عالم کی پھر ہوس
بیتاب تھا وہ برق جہانتاب کی طرح
مضطر تھا بیقرار تھا سیماب کی طرح

سرعت مین برق جست مین یک نظارہ تھا
شعلہ زمین پر تھا فلک پر ستارہ تھا

آتش تھا صاعقہ تھا ہوا تھا شرارہ تھا | زہرہ جمال مہر تھا ماہ پارہ تھا

آیا صف نبرد مین اس زرق برق سے
جسطرح آفتاب نمایان ہو شرق سے

پہونچے جو رزمگاہ مین شاہ فلک مقام | چارو نطرف تھا فوج ستمگر کا ازدحام
اعدائے دین سے آپ نے فرمائے یہ کلام | منصف ہو اپنے دلمین ذرا اے گروہ شام

تم جسکے کلمہ گو ہو مین اسکا نواسا ہون
مہمان ہون غریب ہون بھوکا ہون پیاسا ہون

آگے مرے شہید ہوے سب رفیق و یار | باقی رہے نہ اکبر و عباس ذیوقار
مرنے کی آرزو ہے شہادت کا انتظار | ہو جلد راہ خالق اکبر مین سرنثار

کچھ اور مدعا نہین حجت تمام کی
اب مانو یا نہ مانو نصیحت امام کی

سنکر یہ گفتگو پسر سعد نے کہا | ہم خوب جانتے ہین جو رتبہ ہے آپ کا
لیکن قبول ہو گی نہ اب کوئی التجا | حاکم کے دشمنون پہ ترحم نہین روا

بہتر یہی ہے کیجیے بیعت یزید کی
لازم ہے ہر بشر پہ اطاعت یزید کی

جب یہ سنا خموش ہوے شاہ نامدار | تلوارین کھینچ کھینچکے آئے ستم شعار
حضرت بھی اسطرف ہوے سرگرم کارزار | دیکھا نگاہ قہر سے پھر سوے ذوالفقار

فیض دم مسیح تھا چشم امام مین
اکبار جان آگئی جسم حسام مین

نکلی چمک کے میان سے اس آب و تاب سے
جیسے عروس نو نکل آئے حجاب سے
یا برق شعلہ خو تھی کہ نکلی سحاب سے
یا ہوگئی شعاع جدا آفتاب سے

کس بل دکھائے فوج کو چمکی رکی چلی
گھونگھٹ الٹ کے ناز و ادا سے پری چلی

آمادہ وغا ہوئی صمصام حیدری
جلوہ نما تھی چار طرف شان قیصری
ضو مین قمر فروغ مین خورشید خاوری
صورت مین حور خو مین ملک ناز مین پری

چلنے مین شعلہ بار کبھی تھی آبدار بھی
باد سموم بھی تھی نسیم بہار بھی

خم دم مین لاجواب تھی کس بل مین بے مثال
آتش مزاج شعلہ فشان صاعقہ خصال
سفاک وقت جنگ سر افگن دم جدال
پیغام مرگ حکم قضا قہر ذوالجلال

پنہان کبھی نظر سے کبھی آشکار تھی
تلوار کیا تھی قدرت پروردگار تھی

چلتی تھی رن مین چار طرف تیغ دوربان
ہر سمت شعلہ ریز تھی ہر سو شرر فشان
زیر زمین گئی کبھی بالائے آسمان
ارض و سما سے آتی تھی آواز الامان

دہشت سے وحش و طیر بیابان مین چھپ رہے

ہیبت سے جاکے شیر نیستان مین چھپ گئے

آیا پیام مرگ جدھر رن مین آگئی
بیدم ہوا جسے جھلک اپنی دکھا گئی
ہستی سے نقش کفر و ضلالت مٹا گئی
طوفان اُٹھا ہی خون کے دریا بہا گئی
آمادۂ جدال تھی گرم قتال تھی
گویا نمونۂ غضب ذوالجلال تھی

چم خم دکھا رہی تھی عجب رنگ ڈھنگ سے
جلوہ نما تھی ایک پری لاکھ رنگ سے
کھنچ کھنچ کے جان لیتی تھی کس کس امنگ سے
آتی تھی آفرین کی صدا طبل جنگ سے
کس کر و فر سے فوج پہ جاتی تھی بار بار
سفاکیان غضب کی دکھاتی تھی بار بار

چمکی تو مثل برق چمکتی چلی گئی
لچکی تو مثل شاخ لچکتی چلی گئی
مہکی تو مثل غنچہ مہکتی چلی گئی
بھڑکی تو مثل شعلہ بھڑکتی چلی گئی
اُس تیغ آبدار کا جس جا گذر ہوا
اک ضرب مین زمانہ اِدھر سے اُدھر ہوا

گرم وغا تھی مستعد کارزار تھی
سیماب وار مضطرب و بیقرار تھی
سرکش تھی سرفراز تھی عالی وقار تھی
نصرت تھی دم کے ساتھ ظفر ہمکنار تھی
سج دھج نئی تھی قطع نئی بانکپن نیا
دم خم نیا تھا چال نئی تھی چلن نیا

ناگن کی طرح فوج پہ لہرا کے پھر گئی
دریائے خون میں لاکھونکو نہلا کے پھر گئی
اٹکھیلیاں نئی نئی دکھلا کے پھر گئی
دل مین مثال وہم وگمان آ کے پھر گئی
کھنچنے کا اشتیاق تھا چلنے کا شوق تھا
جو رنگ کی ہوس تھی صفائی کا ذوق تھا

چمکی تڑپی مڑکی اِدھر آئی اُدھر چلی
جس صف پہ جس پرے پہ چلی بنجیٹھہ چلی
ہلچل پڑی سپاہ عدو مین جدھر چلی
خونریز آئی خون کیے خون مین تر چلی
آیا جو سامنے وہ عدم کو روانہ تھا
یہ جان لے رہی تھی قضا کا بہانہ تھا

سن سے اگر وہ آئی تو زن سے نکل گئی
زخمون کے گل کھلا کے وہ رن سے نکل گئی
روئین تنونکی روح بدن سے نکل گئی
بادِ بہار تھی کہ چمن سے نکل گئی
چلنے مین دونون باگون وہ سفاک کستی تھی
تھی ابر نوبہار جھما جھم برستی تھی

وہ تیغ اور وہ دست امامِ فلک وقار
ہلچل تھی زلزلہ تھا قیامت تھی آشکار
لاشون سے کوسون پاٹ دیا دشت کارزار
ناگاہ الامان کی ہوئی ہر طرف پکار
اک شور تھا کہ شافع محشر کا واسطہ
اے تشنہ کام ساقی کوثر کا واسطہ

آئی ندائے غیب کہ اے فدیۂ خدا
دو دن کی بھوک پیاس مین یہ جنگ مرحبا

اب ذوالفقار روک لو بس ہو چکی وغا ۔ امت کے بخشوانیکا وعدہ کرو وفا

جس دم ہوا یہ حکم شہ نامدار کو
لبیک کہکے روک لیا ذوالفقار کو

رکتے ہی ذوالفقار پھرے ننگ خانمان ۔ ہنگامۂ نشور ہوا زیر آسمان
پھر بہر کارزار ہوئی فوج کین رواں ۔ پھر طبل جنگ بجگئے پھر کھل گئے نشان

پھر ہر طرف سے سیکڑوں خونخوار آ گئے
پھر مثل ابر تیرہ و تاریک چھا گئے

تنہا امام اور ستمگر ہزار ہا ۔ اِک بے گناہ ظالم خود سر ہزار ہا
اِک نیمجان کے واسطے خنجر ہزار ہا ۔ اِک دل فگار مستعد شر ہزار ہا

یہ ظلم و جور فاطمہ کے نور عین پر
ہر گز کسی کو رحم نہ آیا حسین پر

سرگرم قتل شاہ ہوئی فوج روم و شام ۔ لاکھوں جفا شعار تھے اور ایک تشنہ کام
چاروں طرف سے چلنے لگے نیزہ و حسام ۔ مجروح ہو گیا ہمہ تن پیکر امام

تیر ستم گذر گئے بازو کو توڑ کر
نوک سنان نکل گئی پہلو کو توڑ کر

اِک بانی ستم نے لگایا جبین پہ تیر ۔ اُس زخم جانستان سے ہوا صدمۂ کثیر
وہ تیر کھینچتے تھے امام فلک سریر ۔ ناگہ جگر کے پار ہوا نیزۂ شریر

چہرے پہ اشک شمع کے مانند ڈھل پڑے
نزدیک تھا کہ منھ سے کلیجا نکل پڑے

کیا سنگدل تھے وہ ستم ایجاد ہائے ہائے
وہ تشنہ لب وہ خنجر فولاد ہائے ہائے
تیر و سنان لگاتے تھے جلاد ہائے ہائے
دلبند مصطفیٰ پہ یہ بیداد ہائے ہائے
لاکھون مین ایک بیکس و تنہا ہزار حیف
وہ فاطمہ کے نازون کا پالا ہزار حیف

ای حاضرین بزم اب آیا ہی وہ مقام
نزدیک ہی سیاہ ہو روے زمین تمام
سنتے ہی جسکو خاک اڑائینگے خاص و عام
نزدیک ہی کہ درہم و برہم ہون صحن عام
گھوڑے سے خاک و خون مین شہنشاہ دین گرا
قندیل کعبہ گل ہوئی عرش برین گرا

بیٹھا زمین پہ قبلۂ آفاق قبلہ رو
تھی سب کو قتل سید بیکس کی آرزو
سردار فوج جمع ہوے آکے چارسو
لاکھون سنان و خنجر و شمشیر اک گلو
اسلام ابن سعد ستمگر نے کھو دیا
ایمان کا نام شمر لعین نے ڈبو دیا

ناگاہ وقت عصر قیامت ہوئی بپا
بیرحم نے ذرا نہ کیا خوف کبریا
خنجر کمر سے کھینچ کے شمر لعین بڑھا
فرزند شیر حق کا گلا کاٹنے لگا
جنبش ہوئی فلک کو زمین تھرتھرا گئی

آندھی سیاہ دشت مصیبت مین آگئی

خنجر تھا حلق پاک پہ لب پر خدا خدا ہنگام نزع بخشش امت کی تھی دعا
القصہ تن سے فرق مبارک جدا ہوا دنیا سے مہر اوج شرف کوچ کر گیا
آئی صدا شہید امام زمن ہوا
عالم مین آج خاتمۂ پنجتن ہوا

لاشونکی ابن سعد ستمگر کو تھی تلاش دشت بلا مین کانپ رہی تھی ہر ایک لاش
نزدیک تھا کہ کوہ و زمین آسمان ہو پاش پاش آتی تھی ہر طرف سے یہ آواز دلخراش
سرور ریاض ختم رسالت نگون ہوا
ماتم سے روئے چرخ برین نیلگون ہوا

تھے بیقرار و خستہ جگر سید البشر شیر خدا تھے مضطرب الحال نوحہ گر
جاری تھے اشک فاطمہ کے روئے پاک پر بھائی کے رنج و غم مین حسن تھے برہنہ سر
صدمہ تھا بیحساب شکایت ذرا نہ تھی
جز شکر حق گلہ سے زبان آشنا نہ تھی

ماتم سے اہلبیت کے محشر تھا آشکار زینب قریب مرگ تھی کلثوم بیقرار
سر پیٹتی تھی بانوے شاہ فلک وقار یاد پدر مین بالی سکینہ تھی اشکبار
سینہ زنی سے چار طرف شور و شین تھا
ارض و سما مین ماتم قتل حسین تھا

شبنم سے اشکبار تھا چرخ برین تلک — فرط الم سے خاک بسر تھی زمین تلک
غم سے جگر کباب تھا مہر مبین تلک — سدرہ پہ بیقرار تھے روح الامین تلک
لرزان تھا عرش گاؤ زمین تھرتھراتی تھی
جن و ملک کے رونے کی آواز آتی تھی

فوج ستم مین بجتے تھے نقارۂ ظفر — دیتا تھا ایک دوسرے کو فتح کی خبر
تھی بسکہ ظالمون کو تمنائے مال و زر — غارت کو آئے خیمۂ عصمت مین اہل شر
اسباب لوٹا آگ لگائی خیام مین
اہل حرم کو قید کیا ازدحام مین

صفدر بس اب خموش کہ صدمہ کمال ہے — شرح مصائب شہ والا محال ہے
بزم عزا مین کثرت رنج و ملال ہے — اہل ولا کو وجد محبون کو حال ہے
خلاق کائنات سے اب ہے دعا یہی
خواہش یہی مراد یہی التجا یہی

جبتک کہ مہر رونق چرخ برین رہے — جبتک گلون سے زینت روے زمین رہے
جبتک رواج دین شہ مرسلین رہے — جبتک جہان مین بزم غم شاہ دین رہے
نواب نامدار کا رتبہ دوچند ہو
اقبال مثل شہرۂ تحسین بلند ہو

گلدستۂ معرفت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لکھون حمد پروردگار جہان — نشان جسکے لاکھون ہین جو ہی بےنشان
وہی بندہ پرور وہی دستگیر — وہی ہی علیٰ کلِ شئیٍ قدیر
سمیعٌ بصیرٌ غفورٌ الرحیم — علیمٌ خبیرٌ عزیزٌ حکیم
حسیبٌ مجیبٌ حفیظٌ وکیل — غنیٌ کبیرٌ عظیمٌ جلیل
ترا نام جبار و قہار ہی — تجھے خودپسندی سزاوار ہی
تجھی کو ہی زیبا خدائی تری — ہی بے انتہا بادشائی تری
نہ کوئی ہوا ہی نہوگا شریک — تری ذات ہی وحدہ لاشریک
فنا سب ہین باقی ترا نام ہی — نہ آغاز ہی اور نہ انجام ہی
کسی چیز کی تجکو پروا نہین — کسی کا تجھے خوف اصلا نہین
ترے کنہ قدرت کو پہونچے خیال — یہ ہی غیر ممکن سراسر محال

ترے نور وحدت سے کیا کیا بنا — زمین آسمان کوہ وصحرا بنا
عیان ہے ہر اک شے مین جلوا ترا — کن آنکھون سے دیکھون تماشا ترا
نہو کس طرح مغفرت کا یقین — تری ذات ہے ارحم الراحمین
نہان قطرے قطرے مین پھر ہے عیان — عیان ذرے ذرے مین پھر بے نشان
دو عالم کو اک دم مین پیدا کیا — تماشاے قدرت ہویدا کیا
فقط لفظ کن سے جہان بنگیا — زمین بن گئی آسمان بن گیا
عیان صورت کہکشان ہوگئی — گلون سے زمین بوستان ہوگئی
نہ غور و تامل زیادہ کیا — وہی ہوگیا جو ارادہ کیا
اُسی سے ہین گردش مین لیل و نہار — اُسی کے ہین قدرت کے جلوے ہزار
اُسی کی تجلی ہے دیکھو جہان — عیان مین نہان ہے نہان مین عیان
ظہور اُسکا ماہی سے تا ماہ ہے — جدھر دیکھو اللہ ہی اللہ ہے
اُسی کی ہر اک لب پہ ہے گفتگو — اُسی کی ہر اک دلمین ہے آرزو
اُسی سے درخشان ہین شمس و قمر — اُسی سے نمایان ہین شام و سحر
اُسی سے ہے ہر شے کی نشو و نما — اُسی سے بقا ہے اُسی سے فنا
اُسی سے مناسب ہے امید و بیم — وہی منتقم ہے وہی ہے کریم
وہ ہر شے مین ہے پھر نہین ہے کہین — وہ سب کچھ ہے دیکھو تو پھر کچھ نہین
اُسی نے بنائے ہین حور و قصور — اُسی کا ہے ارض و سما مین ظہور

نباتات و بحر و بر و ذی حیات
اُسی کے ہین پر تو اُسی کے صفات

ملائک بشر جن و غلمان و حور
نہین ہر کوئی اُسکی رحمت سے دور

ازل سے ہین سب اُسکے در کے فقیر
غنی و گدا و صغیر و کبیر

سب اُسکے ہین مخلوق خالق ہے وہ
سب اُسکے ہین مرزوق رازق ہے وہ

سب اُسکے ہین محتاج وہ بے نیاز
سب اُسکے ہین بندے وہ بندہ نواز

ہے اول وہی اور آخر وہی
ہے باطن وہی اور ظاہر وہی

ہمیشہ رہی ہے رہیگی نمود
اُسی کو سزاوار ہے ہست و بود

وہ خالق وہ رازق وہ نکتہ نواز
وہ مالک وہ مختار وہ بے نیاز

جہان مین عبث ہے غم بیش و بس
ہے اللہ بس اور باقی ہوس

دیا رتبۂ اوج افلاک کو
کیا فرش اِس سطح خاک کو

ضیا مہر کو تاب اختر کو دی
تڑپ برق کو آب گوہر کو دی

شفق کو دیا ارغوانی لباس
فلک کو ملا آسمانی لباس

ہوئی زیب و زینت گلونکو عطا
ترانے ہوئے بلبلون کو عطا

کیا زر کو عالم مین حاجت روا
جواہر کو بخشا عجب مرتبا

کسی کو کیا تاج شاہی عطا
کسی کو گدائی کا کاسہ ملا

سکندر رہوا مالک و بحر و بر
سلیمان کو بخشا عجب کر و فر

کسی کو جہان مین توانگر کیا
کسی کو قناعت کا خلعت دیا

کسی کو کیا وصل جاناں سے شاد
مقدر سے کوئی رہا نامراد
کسی کو دیا شوق ناز و ادا
کسی کو ملا ذوق مہر و وفا
کسی کو دیا اُسنے حسن و جمال
کسی کو تمنا ہے لطف وصال
کسی کو نہیں دخل چون و چرا
وہ مالک ہی جو اُسنے چاہا کیا
کوئی باہنر ہی کوئی بے ہنر
مگر اُسکی رحمت ہی ہر ایک پر
وہ چاہے تو قطرے کو دریا کرے
سمندر کو چاہے تو قطرا کرے
بشر کو دیے گوش و چشم و دہن
دہن سے کیے لاکھ پیدا سخن
بہار چمن زینت انجمن
سخن ہی سخن ہی سخن ہی سخن

بیان مراتب انبیا و ائمہ و اولیا و علما

ہدایت کو بھیجے بہت انبیا
جدا اگانہ ہر اک کو رتبہ ملا
خلافت کا آدم کو منصب دیا
گروہ ملائک نے سجدہ کیا
ملا طوق لعنت کا ابلیس کو
عنایت ہوا علم ادریس کو
ہوئی نوح کی التجا مستجاب
گنہگار و مشرک ہوے غرق آب
یہ تھا فضل پروردگار جلیل
ہوئی رشک گلزار نار خلیل
ملی چشم خونبار یعقوب کو
عنایت کیا صبر ایوب کو
اگر خضر کو آب حیوان ملا
تو داؤد کو لحن دلکش دیا
دیا ماہ کنعان کو حسن و جمال
بڑھایا سلیمان کا جاہ و جلال

ہوئے طور سینا پہ موسیٰ کلیم | نظر آئے انوار رب کریم
مسیحا کو بخشا عجب معجزا | کہ قُم کہکے مردون کو زندہ کیا
محمد ہوئے خاتم الانبیا | شفیع قیامت حبیب خدا
ہوا اُنکے مقدم سے روشن جہان | ہوئے اُنسے پرنور ہفت آسمان
ہوئے سرد فارس کے آتشکدے | گرے قصر کسریٰ کے سب کنگرے
ہوا دہر کفر و ضلالت سے پاک | ہوئے بت پرست و منافق ہلاک
بجا عام نقارہ اسلام کا | مٹا نام ہستی سے اصنام کا
نہ گھر مشرکون کے نہ بستی رہی | رہی جس جگہہ حق پرستی رہی
ازل سے ہوا کون محبوب خاص | ملا کس پیمبر کو یہ اختصاص
ہوئی کسکو مہر نبوت عطا | کسے حق نے تاج شفاعت دیا
میسر ہوئی کسکو سیر جنان | بنا کس کا خلوتکدہ لامکان
یہ ادنی ہی اعجاز خیر البشر | کیا اک اشارے سے شق القمر
کسی نے نہ سایے کا پایا نشان | کہان ہی کہان ہی کہان ہی کہان
ہوئے آپکے جانشین و وصی | امیر عرب شاہ مردان علیؑ
کیا حق نے زور ولایت عطا | وہی ہین زمانے کے مشکلکشا
ملین زوجہ بنت نبی فاطمہؓ | کہ عصمت کا اُنپر ہوا خاتمہ
رہین محو یاد خدا عمر بھر | یہی شغل تھا آپ کا عمر بھر

عنایت کیے حق نے دو نور عین | کہ ہے نام جنکا حسن اور حسین
خلف تھے کہ دو گوہر بے بہا | شہادت کا دونون کو رتبہ ملا
ہوے سلسلہ وار پھر تو امام | رہے دین و دنیا مین سب نیکنام
ہر اک رہنماے زمانہ ہوا | ہر اک معرفت مین یگانہ ہوا
رہے شان اصحاب خیر الوریٰ | کہ اوصاف ہین جنکے بے انتہا
ہزارون ہوے اولیاے کرام | بہت اُنسے جاری رہا فیض عام
کیے خلق ارباب علم و یقین | ہوے عالم دین و رکن رکین
بہت اہل دل اور موحد ہوے | بہت علم عرفان کے موجد ہوے
بہت جام وحدت سے مدہوش تھے | غم دین و دنیا فراموش تھے
ہوا مختصر حال سب کا رقم | رہا سب یہ خالق کا فضل و کرم
اگر چشم انصاف سے دیکھیے | وہ کیسا ہے جسنے یہ رتبے دیے
اُسی سے منور ہین دونون جہان | وہی ہے یہان اور وہی ہے وہان
اُسی کا عیان ہر طرف نور ہے | اگر لاکھ پردون مین مستور ہے
سوا سب سے ہے بد حجاب دوئی | جہان اُٹھ گیا یہ حضوری ہوئی
نہ جائے کسی وقت اُسکا خیال | اگر دل مین ہے اشتیاق وصال
دلا منزل دوست کیا دور ہے | کہ جوئندہ یابندہ مشہور ہے
پرستش کے قابل نہین ہے کوئی | وہی ہے وہی ہے وہی ہے وہی

بیان فصل بہار و فضاے صحن گلزار زمزمہ سنجی مرغان خوشنواد
حمد و ثناے خالق یکتا

پلا ساقیا ساغر مشکبار — نظر آئے حسن عروس بہار
شگفتہ ہوا ہے خاطر خستہ آج — بنا دے مضامین کا گلدستہ آج
نگاہون مین پھر جاے رنگ چمن — کھلین لالہ و نرگس و نسترن
ورق آج گلچین کا دامن بنے — بہار طبیعت سے گلشن بنے
مضامین رقم ہون عجب رنگ سے — معانی بیان ہون نئے ڈھنگ سے
حسینان گلشن دکھائین ادا — شمیم چمن لائے باد صبا
مہیا ہو بزم عروس چمن — ہر اک غیرت گل ہو غنچہ دہن
بڑھے اوج طبع خداداد کا — گھٹے حوصلہ سرو و شمشاد کا
نوا سنجیان بلبلین بھولجائین — سنین یہ مضامین تو گل بھولجائین
الٰہی ہوا اِس بیخودی کا بُرا — بہک کر کہان سے کہان آگیا
نہین آدمی کو تعلی روا — ذرا دیکھو گلشن مین صنع خدا
گل و غنچہ و سرو و ابر بہار — جہان مین اُسی کے ہین نقش و نگار
تماشے ہین گلشن مین بے انتہا — جدھر دیکھو ہے اک شگوفہ بپا
جہان مین وزان کی نسیم بہار — چمن مین شگفتہ ہوے گل ہزار
دیا حسن گل کو خلش خار کو — عطا کی تڑپ بلبل زار کو

اگر آنکھ نرگس کو حیران ملی
تو سنبل کو زلف پریشان ملی

کیا بلبلون کو چہکنا عطا
گل و یاسمن کو مہکنا عطا

جو سبزے کو اُسنے دیا خواب ناز
تو سوسن کو بخشی زبان دراز

ملے راستی سرو آزاد کو
دیا قد محبوب شمشاد کو

اگر بوے گل کو لطافت ملی
تو شاخ سمن کو نزاکت ملی

محافظ کیے برگ ادھر اور اُدھر
کہ لچکے نہین شاخ گل کی کمر

جو آب روان کو روانی ملی
تو سبزے کو پوشاک دھانی ملی

اگرچہ دیے دل پہ لالے کے داغ
مگر خار کے غم سے بخشا فراغ

جو غنچون کو شوق تبسم دیا
تو بلبل کو صرف ترنم دیا

ملی چال کبک دری کو اگر
تو نغمے مین طوطی کے بخشا اثر

نہین بے سبب یہ بہار و خزان
اُسی کی ہین در پردہ نیرنگیان

جوانان گلشن برومند ہین
حسینان گلزار خرسند ہین

لچکتی ہی شاخ گل تر کہین
اکڑتے ہین سرو و صنوبر کہین

زمین پر گل و لالہ و ارغوان
فلک پر شفق پھولنے کا گمان

کہین ہی گلستان مین ابر بہار
کہین ہی روان چادر آبشار

نسیم سحر کی وہ اٹکھیلیان
وہ مرغان گلشن کی خوش ذعلیان

کہین رقص طاؤس مستانہ ہی
کہین عشق بلبل کا افسانہ ہی

کہیں لطف موج نسیم بہار | کہیں ہے عروس چمن کا سنگار
کہیں شاہد گل کی جلوہ گری | کہیں عندلیبوں کی نوحہ گری
کہیں نغمۂ طوطی خوش گلو | صنوبر پہ قمری کی حق سرہ
کہیں صبح کی ٹھنڈی ٹھنڈی نسیم | کہیں جوہی کی بھینی بھینی شمیم
کہیں یاسمن کی عروسانہ بو | کسی سمت چنپے کی مستانہ بو
وہ شاہانہ خوشبو ریحان کی | وہ مہکی ہوئی جابجا کامنی
کہیں مالتی ہے کہیں سیوتی | کہیں کیوڑا ہے کہیں نسترنگی
کہیں موگرا ہے کہیں موتیا | لب نہر شبو کی شب کو فضا
کہیں زینت باغ سورج مکھی | کہیں زیب گلشن گل چاندنی
کہیں شوخی رنگ تاج خروس | سراپا ہے رشک لباس عروس
کہیں تختہ صد برگ کا خوشنما | کہیں ہے گل اشرفی کی فضا
کسی سمت لالہ ہے ساغر بکف | نہالان نوخیز ہیں صف بصف
گلوں کا وہ جوبن دکھانا کہیں | درختوں کا وہ لہلہانا کہیں
معطر ہے سنبل کی چوٹی کہیں | بہار چمن چھوٹی چھوٹی کہیں
وہ لپٹا ہوا عشق پیچاں کہیں | وہ پھیلی ہوئی بوئے ریحاں کہیں
مہکتا ہے گلشن میں بیلا کہیں | حصار گلستاں ہے کیلا کہیں
چمن میں حنا کی کہیں ٹٹیاں | شگفتہ کہیں تختۂ زعفراں

درختان سایہ فگن میوہ دار — سراسر تکلف سراسر بہار
کہین ہین گلستانمین نہرین روان — کسی جا ہین فوارے گوہر فشان
کسی سمت عالم ہی گلنار کا — جدا سب سے جوبن ہی اثمار کا
کسی سمت گلشن مین آمونکا بور — دکھاتا ہی ہر بار عالم کچھ اور
وہ انگور جلوہ نما تاک پر — ستارے ہون جسطرح افلاک پر
کہین سیب خوشرنگ خوش اتقا — کہ سیب زنخدان ہو جسپر فدا
کہین ہی شریفہ کہین ہی انار — کہین زینت باغ ہی کوکنار
کہین جلوہ گر ہین درختون مین آم — تماشائی ہین جنکے سب خاص و عام
کہین ناشپاتی ہی جامن کہین — دکھاتی ہی رنگ اپنا آمن کہین
اگر کوہ و صحرا کی دیکھو بہار — شگفتہ ہین گلہاے خود رو ہزار
جدا سب کی خوشبو جدا سبکے رنگ — جدا سبکی خلقت جدا سبکے ڈھنگ
بہت دیکھے گلشن بہت لالہ زار — ق — نظر آئے لاکھون گل نو بہار
نہ وہ خود نمائی نہ وہ رنگ بو — اسی کی مگر سب کو ہی جستجو
ہر اک رنگ سے بلبل بوستان — اسی کی بیان کرتی ہی داستان
مگر سننے کو چاہیے گوش ہوش — نہین ذکر سے کوئی اسکے خموش
طلب کر اسی سے گل آرزو — اسی کی ہی پھیلی مہک چار سو
اسی سے ہی تازہ نہال مراد — اسی کا تجسس اسی کی ہی یاد

وہی اس گلستان کا ہے باغبان | گل و غنچہ سے اُسکی صنعت عیان
یہ گلشن جو اس زیب و زینت کا ہے | لگایا ہوا دست قدرت کا ہے
ہمیشہ رہے چشم و دل سوئے حق | ہر اک گل سے آتی ہے خوشبوئے حق
بشر کو مناسب ہے سب سے سوا | رہے رات دن محو یاد خدا
بنایا اسے اشرف کائنات | عنایت کیے حق نے اپنے صفات
نہ بھولو کبھی اُسکا فضل و کرم | ہمیشہ رہے فرق تسلیم خم
رکھو اُسکے آگے جبین نیاز | وہ معبود برحق ہے بندہ نواز
کہان ہین کہان حمد پروردگار | کہان نکہت گل کہان نوک خار

بیان موسم برسات سرسبزی و شادابی نباتات حال نازنینان سراپا صفات و حمد و ثنائے خالق کائنات

کدھر ہے تو اے ساقی عشوہ گر | تجھے کچھ بھی برسات کی ہے خبر
اُٹھی ہے پہاڑون سے کالی گھٹا | چھلکتا ہوا آج ساغر پلا
یہ موسم یہ سامان یہ ٹھنڈی ہوا | گھٹا آئی ہے دل بڑھا ہے مرا
فضا بادہ خوارونکو دکھلائے آج | مے طاہر و صاف برسائے آج
یہ موسم ہے مہمان برسات کا | مہیا ہو سامان برسات کا
دکھا ساقیا پیاری پیاری ادا | سبو کی طرف دست نازک بڑھا
رہے نام تیرا سخاوت تری | دکھا مے پرستون کو دریا دلی

یہی ہے تمنا یہی آرزو — کہ ٹوٹے کہین جلد مہر سبو
دکھا عارض دختِ رز کی بہار — دلِ مضطرب ہے بہت بیقرار
رخِ مہر پر ہے گھٹا کا حجاب — دکھا جام مین جلوۂ آفتاب
دکھاتی ہے برسات عالم کچھ اور — چلے دور پر بادہ خوارون مین دور
صدا رعد کی ابر مین ہو اُدھر — اُٹھے بزم مین شورِ قلقل اِدھر
اُدھر برق تابان کو ہو اضطراب — اِدھر سیر دکھلائے موجِ شراب
ہوس آج کوئی نہ ساقی رہے — سبو مین نہ اک بوند باقی رہے
پلا اِسقدر بادۂ تند و تیز — کہ میکش کرین نشے مین جست و خیز
وہ مے کیا ہے جس مے مین مستی نہو — وہ تلوار کیا ہے جو ستی نہ ہو
مگر مستی معرفت ہو ضرور — رہے جسکا روزِ ابد تک سرور
یہ مینخوار ہے بادہ خوار الست — ازل سے ہے دل جام وحدت سے مست
ہر اک سمت چلتی ہے ٹھنڈی ہوا — ذرا دیکھو برسات کی بھی فضا
وہ سبزے کی صحرا مین شادابیان — وہ برقِ درخشان کی بیتابیان
وہ بادل کا آنا گرجتا ہوا — وہ نقارۂ رعد بجتا ہوا
وہ ساون کی گھنگھور کالی گھٹا — تڑپ برق کی رعد کی وہ صدا
تلے ہین برسنے پہ بادل کہین — بھرے آبِ رحمت سے جل تھل کہین
وہ گلشن مین سبزی پہ پینہا بہار — وہ بادل مین قوس قزح کی بہار

وہ برسات کی ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا | وہ بارش مین پروائیونکی فضا
وہ آنا گھٹاؤن کا گلزار پر | وہ بیتابی برق کہسار پر
وہ سبزے کی صحرا مین کوسون لہک | وہ پھولونکی بادِ صبا مین مہک
وہ تھم تھم کے بجلی دمکنا کہین | وہ تارون کا کم کم چمکنا کہین
ہوا کا وہ تھمنا وہ چلنا کبھی | قمر کا وہ چھپنا نکلنا کہین
دکھاتی ہی برق اپنا عالم کہین | برستے ہین بادل جھما جھم کہین
وہ جگنو چمکنا شب تار مین | وہ دادر کی آواز گلزار مین
کہین ابر باران مین مورونکا شور | کہین کالی کالی گھٹاؤنکا زور
کسی سمت آمون مین کویل کی کوک | اُٹھے جس سے بیساختہ دلمین ہوک
کہین نغمۂ بلبل بوستان | پپیہے کی دلکش صدائی کہان
دھواندھار بادل مین بگلونکی سیر | چراگاہ مین کثرت وحش وطیر
وہ طغیانی آب دریا کہین | وہ شادابی کوہ وصحرا کہین
وہ دریا مین سرخاب مرغابیان | ہوا سے وہ موجونکی بیتابیان
تلاطم سے گرداب پڑنا کہین | حبابون کا بننا بگڑنا کہین
وہ جھیلونمین لطف گل نیلوفر | وہ کھلنا کنول سطح آب پر
چمن مین خرامان کہین گلعذار | حسینون کے وہ جھولنے کی بہار
کہین دلربائون کی نازوادا | شفق مین کہین چنریونکی فضا

کسی کے وہ دست حنائی غضب | کسی کی وہ نازک کلائی غضب
کسی آفت جان کی جنبی بھوین | کسی شوخ کی تا کمر کا کلین
کسی سرو قد کی کمر مین لچک | کسی زلف کی بھینی بھینی مہک
سراپا کوئی صورت نازہی | کسی کا جدا سب سے اندازہی
کسی کی نشیلی وہ چتون غضب | جوانی کا اٹھنا وہ جوبن غضب
خرامان کوئی مثل کبک دری | کسی مین سراپاے عشوہ گری
دکھاتی ہی کوئی رخ تابناک | کھڑی اینڈتی ہی کوئی زیر تاک
کوئی سیر گل دیکھتی ہی کھڑی | بناتی ہی پھولونکی کوئی چھڑی
کوئی گل بداماں کوئی گل بسر | لپیٹے کوئی تار موباف پر
کوئی محو نظارۂ آبشار | کوئی برق کو دیکھکر بیقرار
کوئی خوش گلو گارہی ہی ملار | بجاتی ہی گلشن مین کوئی ستار
کوئی دیس گاتی ہی کوئی بہاگ | کوئی کامل فن سناتی ہی راگ
کسی سمت ہی ناچ کی دھوم دھام | کہین مہ جبینون کا ہی ازدحام
دم رقص چھل بل دکھانا کبھی | ستانا کبھی مسکرانا کبھی
وہ گانا حسینونکا ٹپا خیال | وہ دو دو قدم دلربائی کی چال
وہ گھونگھٹ مین رخسار زیبا کی شان | سر دوش زلف چلیپا کی شان
وہ عشوہ وہ انداز وہ بانکپن | تبسم سے وہ گنج لب پر شکن

کسی کا کبھی دیکھنا ناز سے — کبھی مسکرانا اک انداز سے
کسی کی وہ زلف رسا خم بخم — کسی کی وہ رفتار دو دو قدم
اٹھا کر وہ پشواز چلنا کہین — ٹھہرنا اکڑنا سنبھلنا کہین
حسینون کے جمگھٹ کے جمگھٹ کہین — ہزارون خرامان ہین زہرہ جبین
کہین چشم مخمور جادو بھری — کہین مہ جبینون کی جلوہ گری
بڑھاتی ہی جھولے مین پینگین کوئی — کوئی چپکی بیٹھی ہی سہمی ہوئی
الگ سب سے دو چار زہرہ جبین — پکاتی ہین پکوان میٹھی کہین
نباتات انواع واقسام کے — گلستان وصحرا مین پیدا ہوے
طرب خیز موسم ہی برسات کا — دکھاتا ہی عالم طلسمات کا
جہان مین ہر اک شی کو دیکھا بغور — سوا اُسکے صانع نہین کوئی اور
وہی ہی خداوند ہفت آسمان — اُسی سے منور ہین دونون جہان
اُسی کی طلب مین روان آب ہی — اُسی کے لیے برق بیتاب ہی
اُسی سے وزان ہی نسیم بہار — اُسی سے روان چادرِ آبشار
اُسی سے ہی نیرنگی دو جہان — اُسی سے ہی قوس قزح کا سمان
زمین آب رحمت سے سیراب ہی — جہان فیض قدرت سے شاداب ہی
حیات دو روزہ ہی مثل حباب — سراسر یہ بحر جہان ہی سراب
کرو فکر سامان ملکِ عدم — دو روزہ ہی دنیا کا جاہ وحشم

تعلق سے دامن ہو پہلے ہی پاک
ملے خاک مین جبتلک مشت خاک

جہان مین عبث اتنا غافل ہی تو
نہ بھول اُسکو دم بھر جو عاقل ہی تو

نہ باقی رہے دل مین حرف دوئی
جہانتک ہو ممکن کرو یک سوئی

اُسی کا تصور رہے روز و شب
اُسی کا تجسس اُسی کی طلب

خوشا دل کہ جو دل ہو محو خدا
خوشا چشم جو چشم ہو حق نما

عبث جرم کی فکر پاداش ہی
خطا پوش ہی وہ عطا پاش ہی

حکایت معراج خیر الورا و رسیدن بمقام سدرۃ المنتہی و دیدن انشران بے انتہا و تماشاے قدرت خدا بعدہ حمد جناب کبریا

پلا ساقیا ساغر بیخودی
کہ حاصل ہو کیفیت سرمدی

ترقی ذہن رسا آج ہو
بڑھے یہ طبیعت کہ معراج ہو

دکھا اسقدر اوج فکر رسا
کہ آئے نظر سدرۃ المنتہا

ہمیشہ رہے فضل رب جلیل
تہا ئین مضامین مجھے جبرئیل

نقاب رخ دختر رز اُٹھا
بس اب کھولدے قفل صندق کا

نہین احتیاج کباب سمک
بطرمی کے بیٹھے ہون جا گزک

چلے اسقدر دور یہ آج دور
نظر آئے مستی مین عالم اک اور

مے معرفت کی یہ تاثیر ہو
کہ نشے مین بھی لب پہ تکبیر ہو

نہین سجدۂ حق سے بہتر عمل
جو لغزش بھی ہو تو گرون اسپر مچل

ذرا ہوش میں آؤ بیخود نہ ہو
جو معراج کی شب رسول خدا
نظر آئی وان قدرتِ کردگار
نہ کچھ ابتدا تھی نہ کچھ انتہا
مسلسل چلی جاتی تھی وہ قطار
تھے صندوق دو دو ہر اک اونٹ پر
کلیدیں بھی قفلوں کے ہمراہ تھیں
پیمبر نے روح الامین سے کہا
کہاں سے چلی آتی ہے یہ قطار
یہ صندوق کیسے ہیں کیا ان میں ہے
یہ بولے بہت سوچکر جبرئیل
سمجھتے جب سے خالق نے پیدا کیا
نہیں انکی کچھ ابتدا انتہا
یہ کی میں نے خالق سے عرض ایکبار
مجھے اسمیں حیرت ہے شام و سحر
حبیب خدا جب یہان آئیگا
یہ رازِ نہان اب بتائیں حضور

بس اب قصۂ قدرت حق لکھو
ہوے وارد سدرۃ المنتہیٰ
چلی جاتی تھی اشترونکی قطار
ہوے محو حیرت رسول خدا
کوئی ساربان تھا نہ کوئی سوار
مگر سب مقفل تھے وہ سربسر
مگر ساتھ کوئی محافظ نہیں
بتاؤ اخی ہے یہ کیا ماجرا
کہاں جاتے ہیں اشتر بیشمار
خدا جانے کیا مدعا انمیں ہے
رہے شان پروردگار جلیل
ہمیشہ یونہیں انکو دیکھا کیا
نہیں کوئی واقف سوا خدا
کہاں جاتی ہے اشترونکی قطار
ہوا حکم حیدر سے ابھی صبر کر
تو یہ راز سربستہ کھل جائیگا
انہا شاہ سے قدرت دکھائیں حضور

یہ سُنکر رسول خدا نے کہا ذرا کھولو قفل ایک صندوق کا
حبیب الٰہی کے ارشاد سے جو کھولا وہ صندوق جبریل نے
کُھلا راز قدرت جو مستور تھا وہ صندوق بیضون سے معمور تھا
ہر اک بیضے پہ قفل تھا اور کلید ہوئی اور حیرت پہ حیرت مزید
کہا اُسکو بھی کھول کر دیکھیے حقیقت ہی کیا اک نظر دیکھیے
وہ قفل سر بیضہ جب وا ہوا تماشائے قدرت ہویدا ہوا
نظر آیا اک اور عالم وہان اسیطرح دیکھے زمین آسمان
فلک پر اسیطرح تھی کہکشان اسیطرح قوس قزح کا سمان
ستارے یونہین زیر افلاک تھے اسیطرح گل زینت خاک تھے
یونہین رات بھر چاندنی کی فضا یونہین مہر تابانکی دن کو ضیا
اسیطرح فصل بہار و خزان اسیطرح گردش مین تھا آسمان
روان تھی کہین چادر آبشار وزان تھی چمن مین نسیم بہار
کہین سبزہ صحرا مین کوسون تلک کہین پھولونکی بھینی بھینی مہک
یونہین مور کرتے تھے پانی کی دُھوم گھٹائین یونہین آتی تھین جھوم جھوم
سمندر مین دیکھی جہازونکی سیر کہین دیکھے انسان کہین وحش وطیر
یہی کوہ و صحرا یہی بحر و بر یہی قصر و ایوان یہی بام و در
اسیطرح آبادی روزگار یونہین جابجا دیکھے شہر و دیار

ہر اک شہر مین خلق کی دھوم دھام — زن و مرد کا ہر طرف اژدحام
کہین بزم شادی کہین بزم غم — کسی کو مسرت کسی کو الم
کہین دور مین ساغر مشکبو — کہین دیکھے لبریز جام و سبو
یوہین ہر جگہ محفل انبساط — اسی طرح برپا تھی بزم نشاط
کہین دیکھے میلے براتین کہین — سنین عشقبازی کی باتین کہین
کہین مدرسون مین مسائل کی دھوم — مریضون کا دارالشفا مین ہجوم
کہین مسجدین خانقاہین کہین — کہین سجدے مین عابدونکی جبین
کہین بزم عیش و نشاط و سرور — کہین جوش ماتم سے شور و نشور
غرض دیکھتے سیر پست و بلند — ہر اک چیز قدرت کی کرتے پسند
گئے اک جگہ جو رسالت مآب — نظر آیا وان مجمع شیخ و شاب
جو دیکھا تو وان بزم میلاد ہی — ہر اک فکر دنیا سے آزاد ہی
زبان پر ہی سب کے یہی تذکرا — کہ ہی آج معراج خیرالورا
ہوے سنکے حیران رسول خدا — کہا اسکی قدرت ہی بے انتہا
یہ کہکر رکھا سجدۂ حق مین سر — کیا شکر خلاق جن و بشر
چلے وان سے ہمراہ روح الامین — گئے تھے جہان سے پھر آئے وہین
نہو شمۂ قدرت حق بیان — لکھون عمر بھر گر نئی داستان
بہت ایسے عالم بہت روزگار — ہمیشہ بنائے بگاڑے ہزار

اُسی کی رہی عمر بھر جستجو	اُسی کا تجسس کرو کو بکو
اطاعت کرو تو اُسی کی کرو	عبادت کرو تو اُسی کی کرو
وہ راضی اگر ہو تو راضی جہان	وہ ناراض ہو تو ٹھکانا کہان
چلو اُسکی راہِ طلب مین چلو	ہمہ تن اُسی کی طرف ہو رہو
ہمیشہ زمانے مین رہنا نہین	کفن مرگ کا کس نے پہنا نہین
غنیمت ہی یہ چند روزہ حیات	جہان مین کسے ہی قیام و ثبات
جو کچھ ہو سکے راہ خالق مین دو	بھلا کچھ تو راہ سفر لے چلو
فقط زندگی تک ہین سب آشنا	پس مرگ ہوگا خدا ہی خدا
جیو تو تصور مین اُسکے جیو	مرو تو تصور مین اُسکے مرو
نہ مڑ کر بھی دیکھو کبھی کی طرف	اُڑے خاک بھی تو اُسی کیطرف

استدراک موسی از خلقت ارض و سما بجناب کبریا و حسب حکم بر سر چاہ رسیدن و سنگریزہ دران انداختن و از تماشای قدرت آگاہ شدن

پلا ساقیا آج صہبائے نور	دکھا چشم و دل کو تجلی طور
اُٹھا دے نقاب رخ تابناک	زمانہ ہی مشتاق دیدار پاک
دکھا سیر وادی ایمن مجھے	نظر آئین جنت کے گلشن مجھے
پہونچ طور سینا پہ طبع سلیم	کہ دیکھون تجلی رب کریم

وہی شوق نقشہ جمانے لگے
صدا لن ترانی کی آنے لگے

وہی ہو تمنا وہی التجا
وہی کوہ سینا وہی ہو ضیا

یہ لذت بڑھے جلوۂ یار سے
کہ آنکھین نہون سیر دیدار سے

اُسیطرح پھر طور جلنے لگے
اُسیطرح آنکھون کا سرمہ بنے

تڑپ کر گرے دل پہ وہ صاعقہ
کہ جسکا رہے عمر بھر ذائقہ

بڑھے نشۂ معرفت اِسقدر
نہو دل کو دونون جہان کی خبر

وہ مستی ہو جس مین ہون ہشیار بھی
نہ بھولون کبھی یاد پروردگار

مگر کس زبان سے ہو حمد خدا
صفاتِ حمیدہ ہین بے انتہا

ہمیشہ سے ہے اُسکی خلقت یونہین
عیان ہے تماشائے قدرت یونہین

خدا جانے یہ کہکشان کب سے ہے
زمین کب سے ہے آسمان کب سے ہے

یہ شمس و قمر کب سے پیدا ہوئے
یہ شام و سحر کب ہویدا ہوئے

ہوئی کب سے کون و مکان کی نمود
ہوا کب سے عرش و سما کا وجود

کسی کو نہین علم اُسکے سوا
وہ خالق ہے بے شبہہ ہر چیز کا

ادب سے بدرگاہ پروردگار
گذارش یہ موسی نے کی ایکبار

ہوئے خلق کب آسمان و زمین
ہوا جلوہ گر کب یہ عرش برین

ہوئی کب طلسم جہان کی بنا
ہون مشتاق مین اُسکے ادراک کا

ہوا حکم چند سے کرو قطع راہ
ملیگا فلان دشت مین ایک چاہ

اُٹھانا کوئی سنگریزہ وہاں
اُسے ڈالنا چاہ کے درمیان

مفصل ملیگا تمھیں اُن جواب
عیاں ہوگی قدرت اُٹھیگا حجاب

غرض واں سے موسیٰ علیہ السلام
چلے اُس طرف کو بہ شوق تمام

ملے راہ میں کوہ و صحرا کہیں
نظر آئے پر شور دریا کہیں

پہاڑوں میں دیکھے کہیں ایسے غار
نہ ہو جنمیں تمیز لیل و نہار

کہیں جھاڑیاں دیکھیں جنگل کہیں
نظر آئے پر خوف بادل کہیں

کہیں کالی پیلی اُٹھیں آندھیاں
کہ جیسے ہو تاریک سارا جہاں

ملے وحشت افزا بیاباں کہیں
نظر آئے خار مغیلاں کہیں

کہیں بن میں بن بانسوں کا ہجوم
کسی جا ترائی میں شیروں کی دھوم

کسی جا ملی موج ریگ رواں
کہیں اژدہے دیکھے آتش فشاں

کہیں سایہ معدوم کوسوں تلک
کہیں دیکھے انبار خار و خشک

نہ آئی نظر دور تک شکل آب
جسے آب سمجھے وہ نکلا سراب

نظر آئے غول بیاباں کہیں
نہ دیکھی مگر شکل انساں کہیں

بہت جا بجا دیکھے پست و بلند
بہت منزلوں میں اُٹھائی گزند

مصائب اُٹھا کر ہوئی قطع راہ
وہاں آئے جس دشت میں تھا وہ چاہ

نظر آیا اک سنگریزہ وہاں
وہ پھینکا جو اُس چاہ کے درمیاں

ندا چاہ سے آئی حیرت فزا
کدھر آئے ہو کون مطلب ہے کیا

تبایا کہ موسیٰ مرا نام ہے | کہا کون موسیٰ ہو کیا کام ہے
کہا ہون فرستادۂ کبریا | پڑھا اپنا آدم تلک سلسلا
ندا آئی پھر چاہ سے ناگہان | اسیطرح اک شخص آتا ہے یان
نہین حق کا مرسل اسی نام کا | بتاتا ہے آدم تلک سلسلا
یونہین ڈالکر سنگریزہ یہان | مفصل بتاتا ہے نام ونشان
یہانتک کہ آدھا کنوان بھر چکا | نہین سنگریزونکی کچھ انتہا
ہو تم کون سے موسیِ ذی کتاب | کس آدم کی اولاد مین ہو جناب
بہت آپ کو سنکے عبرت ہوئی | تماشائے قدرت سے حیرت ہوئی
خداوند عالم کو سجدہ کیا | رہے دیر تک محو حمد وثنا
کہا قدرت حق ہے لا انتہا | نہین اسکی کچھ ابتدا انتہا
سراسر معطل ہے عقلِ بشر | بشر کیا نہین عقل کُل کو خبر
رہے محو حیرت جہان انبیا | تو ہم کیا ہماری حقیقت ہے کیا
وہی سب سمجھے جو اُسنے سمجھا دیا | وہی دیکھتے ہین جو دکھلا دیا
مگر اسقدر جاننا ہے ضرور | اُسی کا ہے دونون جہانمین ظہور
جدھر دیکھو مرضی رب العلا | اُدھر رخ کرو مثل قبلہ نما
ادا ہو نہ شکر خدائے جہان | سراپا اگر موسے تن ہو زبان
یہ کیا لطف اکرم ہے کہ انسان کیا | پھر اُسپر ہوا نور ایمان عطا

یہ سب سے زیادہ عنایت ہوئی	کیا خلق امت مین محبوب کی
کیا مرحمت دل کو علم و یقین	کوئی اسکی توحید مین شک نہین
جہان مین عطا سرفرازی ہوئی	سراسر یہ بندہ نوازی ہوئی
ہوئی بزم عالم مین عزت عطا	بہ کثرت ہوا مال و دولت عطا
مہیا زمانے کی نعمت ملی	بڑی بات یہ ہے کہ صحت ملی
ہمیشہ رہا اسکا فضل و کرم	بڑھا روز بندے کا جاہ و حشم
عطا کین امیرانہ خوئین بہت	برآئین مری آرزوئین بہت
رکھا ہے مصیبت مین ثابت قدم	نہ آیا کبھی پاس رنج و الم
کرین شکر کس کس عنایت کا ہم	ازل سے ابد تک گنین تو ہے کم
غنیمت ہے یہ عمر ناپائدار	کرو روز و شب یاد پروردگار
رہا ہے نہ باقی رہے گا کوئی	رہا ہے ہمیشہ رہے گا وہی

حکایت عرض نمودن فطرس بجناب کبریا برائے دورہ وطواف عرش علا حسب حکم معبود رفتن فطرس براہ منزل مقصود وبعد عاجز رسیدن معترف عجز و قصور گردیدن

پلا ساقیا جام کوثر پلا	کہ لکھنے ہین اوصاف عرش خدا
مضامین لکھی بن نشہ مین جھومکر	کرون نظم شیشے کا منہ چومکر
پلا آج اتنی کہ بہکنے لگون	عنایت سے تیری چہکنے لگون

بجاے گزک سینت جنت منگا ۔۔۔ اٹھا جام شیشے کی گردن جھکا
گھٹے بیقراری بڑھے انبساط ۔۔۔ نظر آئے حورون کی بزم نشاط
وہ مضمون عالی ہون طبع رسا ۔۔۔ ملائک کہین سُنکے صلِّ علا
بلندی پرواز دکھلادے آج ۔۔۔ خبر کرسی و عرش کی لادے آج
یہ رفعت دکھا آج پیک خیال ۔۔۔ کہ آسان نظر آئے کارِ محال
بہک کر چلا بیخودی مین کہان ۔۔۔ بس اے بوالہوس آگئے ہی لامکان
مناسب نہین اتنی بالادوی ۔۔۔ کرو اہل تہذیب کی پیروی
مقام ادب ہی یہ فکر رسا ۔۔۔ ہوس ہی تو عرش برین کم ہی کیا
لکھے مدح کیا اسکی طبع سلیم ۔۔۔ خدا جسکو فرمائے عرشِ عظیم
کرون اسکی وسعت کاکیونکر بیان ۔۔۔ مقابل نہین جسکے کون و مکان
وہ گنبد کی رفعت وہ برجونکی شان ۔۔۔ جہان عقل کل کا نہ پہونچے گمان
ستون لعل و الماس کے بیحساب ۔۔۔ ہر اک کنگرہ غیرتِ آفتاب
جدھر دیکھو سامان اُدھر نور کے ۔۔۔ کلس نور کے بام و در نور کے
حجاب اُسمین قدرت کے بے انتہا ۔۔۔ سراسر عیان صنعتِ کبریا
وہ تابندہ قدرت کے نقش و نگار ۔۔۔ کہ ہون لعل و یاقوت اُنپر نثار
نہ وان دھوپ ہی اور نہ وان چاندنی ۔۔۔ تجلی ہی چارون طرف نور کی
نہ شام و سحر ہین نہ شمس و قمر ۔۔۔ مشابہ ہی کچھ کچھ جنانکی سحر

ہر اک سمت قدرت کی نہرین روان — گل و غنچہ رشکِ ریاضِ جنان
کہین طائرانِ خوش الحان کی دھوم — وہ مرغانِ نغمہ سرا کا ہجوم
نہ پانی کی خواہش نہ دانے کی فکر — ہر اک کی زبان پر اُسی کا ہی ذکر
یہی اُسکی تعریف محدود ہی — تجلی گہِ خاص معبود ہی
لکھا ہی کہ پائے ہین ستر ہزار — محافظ ہر اک کے ملایک ہین چار
جدا اگانہ ہین اُن ملائک کے نام — ہر اک اُنمین فطرس بھی مشہور عام
خدا نے عطا کی ہی طاقت بہت — ہی پرواز کی اُسکو کثرت بہت
وہ اُڑنے مین ہی سب سے چالاک تر — بہت مستعد ہی بہت تیز تر
ہر اک پل مین کرتا ہی وہ تیز گام — ہزارون برس کی مسافت تمام
بہت ناز ہی اُسکو پرواز پر — روش اُسکی ہی ایک انداز پر
ادب سے ہوا ملتمس ایکبار — کہ ہی آرزو میری پروردگار
ترے عرش اعظم کا دورا کرون — تری صنعتون کا تماشا کرون
مین دیکھون تو ہی کسقدر اسکا دور — کرون سیر عرش معلی بغور
ہوا حکم خلاق ارض و سما — کہ ممکن نہین سیر عرش علا
ترے بال و پر مین یہ قوت کہان — تجھے اتنی اُڑنے کی قدرت کہان
بصد التجا اُسنے پھر عرض کی — ہوا حکم رب خیر تیری خوشی
چلا سنکے فرمان معبود کو — روانہ ہوا راہ مقصود کو

اُڑا چھ مہینے علی الاتصال	نہ آگے بڑھا اُس سے یک خیال
یہ کی عرض خالق سے ای بے نیاز	ہوئی کس قدر طے یہ راہ دراز

قطعہ

ہوا حکم پروردگار غفور	ہے اک پائے سے دوسرا جتنی دور
وہان تک پہونچنا تو معلوم ہے	ہوئی ہے چہارم ابھی راہ طے
وہ پھر چھ مہینے اُڑا متصل	ہوا فرط پرواز سے مضمحل
خداوند عالم سے پھر عرض کی	یہ منزل کڑی کسقدر طے ہوئی
ہوا پھر یہ فرمان رب العلا	کہ اب مرحلہ نصف طے ہوگیا
یہ سنکر ہوا ہوگئے اُسکے ہوش	نہ مطلق رہا پھر وہ جوش و خروش
بہت منفعل ہو کے پھر عرض کی	بڑی یہ خطا مجھ سے سرزد ہوئی
نہایت ہے اب میری حالت سقیم	تو ہے بندہ پرور غفور الرحیم
نہ اب وہ قدم آگے جانیکی تاب	نہ اپنی جگہ پھر کے آنیکی تاب
نہیں کوئی چارہ سوائے گریز	نہ جائے اقامت نہ پائے گریز
ہوا حکم خلاق جن و بشر	پریشان نہو آنکھ کو بند کر
غرض آنکھ فطرس نے جب بند کی	مسافت وہ اک دم میں طے ہوگئی
جہان سے اُڑا تھا وہین آگیا	کیا سجدۂ شکر خالق ادا
مکان جسکا ایسا ہو عرش بریں	خدا جانے کیسا وہ ہوگا مکین

وہ چاہے تو ایسے بنائے ہزار — نشان اُسکی قدرت کے ہین بیشمار
کوئی اُسکا عالم مین ہمتا نہین — کسی کو بھی یکتائی زیبا نہین
وہ ہی ہر مصیبت مین سبکا شریک — مگر آپ ہی وحدہ لاشریک
نہ بھولو کبھی دل سے خالق کی یاد — رہے اُسکی توحید کا اعتقاد
ہوے اسلیے خلق جن و بشر — عبادت کرین اُسکی شام و سحر
سوا معصیت کے جو چاہو کرو — اگر سلسلہ اُس سے باقی رکھو
کرو زندگانی مین یادِ خدا — پس مرگ پھر تمنے جانا تو کیا
دو روزہ ہی یان کی خزان و بہار — کسی کو نہین ہی ثبات و قرار
ہر اک شی یہان کی ہی ناپائدار — فنا سب کو ہوتا ہی انجام کار
نہ آفاق مین دل لگائے بشر — کسی کی ہوئی ہی سرا مین بسر
محل تعجب ہی حیرت کی بات — ق — ہو قبضے مین جسکے حیات و ممات
بشر اُس سے غافل رہے روز و شب — غضب ہی غضب ہی غضب ہی غضب

حکایت استفسار فرمودن رب جلیل از حضرت عزرائیل در بارۂ قبض روح خلق خدا و رحم آمدنش بر کسے شاه و گدا عرض نمودن ترحم خود بر احوال طفل تختہ نشین و بار دیگر از سیر ارم محروم ماندن شداد لعین و باز حکم خدا اگر دیدن آن طفل را کہ بر تختہ دیدی و رحم نمودی

ہمین شد ادنا شاد بود

تجھے ساقیا دخت رز کی قسم
وکھا دے تماشائے باغ ارم
مے معرفت کا طلبگار ہون
پلا مجکو جتنی سزاوار ہون
مگر پاس اسکا بھی ساقی رہے
تمیز بد و نیک باقی رہے
زمانہ ہوا مجکو چھوڑے ہوے
خم و شیشہ و جام توڑے ہوے
وگرنہ مجھے خم کے خم بھی تھے کم
سبو کے سبو پی کے لیتا تھا دم
مری جان وہ صہبائے گلرنگ دے
کہ جو نشہ شوق مین رنگ دے
خبر جان وتن کی نہ مطلق رہے
رہے تو فقط الفت حق رہے
مے صاف وطاہر کا دریا بہا
تلاطم اٹھا جوش طوفان دکھا
بط مے ہراک سمت بہتی پھرے
صراحی ہون ہر طرف قہقہے
بنا اے تصور ارم کی مثال
مگر ہو نہ شداد کا سا خیال
مین نازک طبیعت ہون عالی دماغ
دکھا بڑھکے باغ ارم سے بھی باغ
وہ گلشن کہ جسمین ہو سیر جنان
وہ گلشن زمین جسکی ہو آسمان
لب نہر ہو ٹھنڈی ٹھنڈی نسیم
ہراک سمت ہو بھینی بھینی شمیم
وہان تجھے اگر گوہر آبدار
تجلی قدرت ہو یان آشکار
بنائے تجھے آ سنے ستون بلور
سراپا نظر آئے یان قصر نور
وہان تجھے جو فوارہ وآبشار
یہان قطرے قطرے پہ موتی نثار

زر و سیم کے کنگرے تھے وہان — سر بام شمس و قمر ہون یہان
وہان تھی اگر نکہت بوستان — یہان ہر طرف ہو شمیم جنان
وہان تھین اگر دختران حسین — یہان آئین حوران خلد برین
بہت طول دینے سے کیا فائدہ — اٹھاؤ قلم اب لکھو مدعا
جناب خداوند آفاق نے — کہا ایک دن قابض روح سے
خلائق کی روحین بہت قبض کین — کسی پر تمھین رحم آیا کہین
یہ کی عرض سب کچھ ہے روشن تجھے — فقط دو جگہ رحم آیا مجھے
ہوا حکم پروردگار جہان — مفصل کرو سب حقیقت بیان
گذارش کی اے خالق دوسرا — سمندر مین جاتا تھا اک قافلہ
قضارا تباہی مین آیا جہاز — نہ شاہ و گدا مین رہا امتیاز
پھنسے سب میان محیط الم — سرون پر گرا ناگہان کوہ غم
اٹھا ہر طرف شور آہ و فغان — ہوے صاف آثار محشر عیان
کوئی نوحہ گر تھا کوئی بیقرار — کوئی مضطرب تھا کوئی اشکبار
تلاطم سے تختے ہوے سب جدا — مسافر ہوے غرق بحر فنا
اجل سے کسی کو نہ مہلت ملی — مگر اک زن حاملہ رہ گئی
اکیلے وہ تختے پہ تھی بیحواس — بجز یاس و حسرت نہ تھا کوئی پاس
وہ تختہ کئی روز بہتا رہا — دل اسکا غم و رنج سہتا رہا

ڈری سہمی گھبرائی روئی کبھی	نہ آرام پایا نہ سوئی کبھی
وہین دردِ زہ اُسکو پیدا ہوا	یہ اک اور صدمے پہ صدمہ ہوا
نہ مادر نہ خواہر نہ ہمدم کوئی	نہ مونس نہ دایہ نہ محرم کوئی
وہ رہ رہ کے تکلیف اُس درد کی	وہ چارون طرف حسرت و بیکسی
ہوا سے وہ تختے کا ہلنا کبھی	وہ موجون سے موجون کا ملنا کبھی
وہ ہر سمت بادِ مخالف کا زور	مگر مچھ کے پانی اُگلنے کا شور
تلاطم سے پانی اُچھلنا کہین	وہ گرداب بڑھکر اُبلنا کہین
بجز ذاتِ معبود کوئی نہ تھا	جو اُس درد و غم مین اُسے دیکھتا
غرض رازِ قدرت ہویدا ہوا	اُسی حال مین طفل پیدا ہوا
زہے شانِ پروردگارِ کریم	صدف سے نکل آیا دُرِّ یتیم
تسلی ہوئی طفل کو دیکھکر	رہا دل مین خوفِ ہلاکت مگر
وہ تختہ گیا تھا ابھی تھوڑی دور	نہ ٹھہرا تھا اُسکا دلِ ناصبور
ہوا مجکو حکم خدا اے جہان	کرو قبض روحِ زنِ خستہ جان
بجا لایا فرمان رب العلا	وہ بیجان ہوئی طفل تنہا رہا
وہان رحم آیا مجھے دیکھکر	کہ بے شیر کیونکر جیے گا پسر
مگر دل مین پھر سوچ کر یہ کہا	مجھے حکم معبود مین دخل کیا
دوبارہ پھر اے خالق بحر و بر	تاسف ہوا حال شہ ادیر

کیا تونے اسکو یہ رتبہ عطا | کہ تھا قاف سے قاف تک دیدیا
غرض دن دمبدم اسکی سطوت ہوئی | ہر اقلیم بخت حکومت ہوئی
بڑھا اسقدر اسکا جاہ و حشم | مسخر ہوا سب جہان یک قلم
گذرتا تھا ہر دم بعیش و نشاط | نہ تھی فکر کوئی بجز انبساط
مہیا زمانے کا اسباب تھا | ہر اک قصر مین فرش سنجاب تھا
شب و روز تھا عیش و عشرت سے کام | کبھی شور قلقل کبھی دور جام
ملی تھین جہانکی اسے نعمتین | اٹھاتا تھا ہر چیز کی لذتین
یہ کمبخت کے دلمین آیا خیال | کہ خلد برین کی بناؤن مثال
کیے جمع سامان سب انتخاب | زر و سیم و لعل و گہر لاجواب
رہا ایک مدت اسی فکر مین | اسی مشغلے مین اسی ذکر مین
بلائے ہر اک جا سے اہل کمال | جو صنعت گری مین تھے سب بیمثال
زمین دیکھکر اک جگہ پر فضا | رکھی اسنے باغ ارم کی بنا
ہر اک فن کے صناع و اہل ہنر | تھے سرگرم تعمیر شام و سحر
لگاتے تھے اینٹین زر و سیم کی | چنائی وہ سب مشک و عنبر سے تھی
طلائی چھتین تھین مرصع نگار | ستون اسمین بلور کے بیشمار
عوض سنگریزونکے در خوشاب | پڑے تھے ہر اک نہر مین بیحساب
زر و سیم کے کنگرے دس ہزار | چمک جنکی یکسان تھی لیل و نہار

عوض خاک کے زعفران و عبیر / ہر اک سمت تھی نکہتِ دلپذیر

وہ کوسون تلک مشک و عنبر کی بو / گل و یاسمن کی مہک چارسو

درختون پہ نغمہ سرا جانور / گلستان مین لطف نسیم سحر

کہین طائرونکی نوا سنجیان / کہین عندلیبونکی خوش فعلیان

ہوئین منتخب دختران جہان / رکھا قصر مین مثل حور جنان

جو غلمان بنانے کا آیا خیال / کیے جمع طفلان صاحب جمال

بلندی و وسعت کا کیا ہو بیان / نہ تھا مثل اُسکا تہ آسمان

ہوا پانسو سال مین اختتام / زر و مال بھی ہوگیا سب تمام

خبر سُنکے تیاری باغ کی / بہت اُسکے دل کو مسرت ہوئی

عجب کر و فر سے بجاہ و حشم / روانہ ہوا سوے باغ ارم

در باغ تک بھی وہ پہونچا نہ تھا / کہ آیا مجھے حکم رب العلا

روانہ کر د اُسکو سوے عدم / نہ دیکھے تماشاے باغ ارم

یہ سنتے ہی حکمِ خداے جہان / بسرعت ہوا اُسطرف مین روان

قدم پشت زین سے اُتارا نہ تھا / کہ پہونچا مین سر پر مثال قضا

نہ دی مہلت سیر ناکام کو / کیا قبض روح بد انجام کو

مشیت مین تیری مجھے دخل کیا / مگر اُسکی حسرت پہ رحم آگیا

بنانے مین کی صرف عمر عزیز / جہان مین نہ باقی رکھی کوئی چیز

کیے صرف الماس ولعل وگہر
ہوا حکم خلاق جن وبشر
وہی طفل ناشاد وشداد تھا
سمجھتا تھا تو جسکا جینا محال
جہان مین کیا مالک تخت وتاج
یہانتک عطا کی اُسے برتری
سراسر جو کفران نعمت کیا
یہ سُنکر ہوے قابضِ روح دنگ
کی عرض ای قادرِ ذوالجلال
جسے چاہے دم مین کرے سرفراز
جسے چاہے نازل ہو اُسپر عذاب
خالق ہی مالک ہی مختار ہی
ان قابضِ روح کا ہویہ حال
کی چشم حق بین سے دیکھے اگر
ی ہی زمانے کا حاجت روا
اکو وہ چاہے تو سلطان کرے
چاہے تو ذرے سے ہو آفتاب

تماشا نہ دیکھا مگر اِک نظر
تجھے رحم آیا تھا جس طفل پر
کیا ہمنے عالم کا فرمانروا
دیا ہمنے اُسکو یہ جاہ وجلال
بہت شاہ دیتے تھے اُسکو خراج
کہ کرنے لگا دعوئے ہمسری
اُسی کی دو عالم مین پائی سزا
ہوا خوف سے زرد چہرے کا رنگ
تجھے سب ہین آسان کار محال
غنی ہی تری ذات اور بے نیاز
جسے چاہے تو بخشدے بیحساب
تجھی کو خدائی سزاوار ہی
وہان کیا ہی عقلِ بشر کی مجال
تو آئے تماشائے قدرت نظر
وہی ہی زمانے کا مشکلکشا
اگر مور ہو تو سلیمان کرے
وہ چاہے تو قطرہ ہو درِ خوشِ آب

وہ ادنیٰ کو چاہے تو اعلیٰ کرے — جو اعلیٰ کو چاہے تو ادنیٰ کرے
ہر اک اُسکی رحمت سے ہی فیضیاب — برابر ہین وان ذرہ و آفتاب
کرے جسکا خالق ستارا بلند — وہ آفاق مین کیون نہو ارجمند
اگر بندہ پرور ہو ایسا تو ہو — جو خلاقِ اکبر ہو ایسا تو ہو
اُسی سے ہی عرض وسما کی نمود — سمندر رہی اک قطرۂ بحر جود
ہر اک شی سے ظاہر ہی شانِ خدا — اِسی سے ملا ہی نشانِ خدا
نہو اُسکی وحدت کا کیونکر یقین — کوئی اُسکا ہمتا و ہمسر نہین
کرو یاد مین صرف عمر عزیز — کہ خالی نہین ذکر سے کوئی چیز
زبان کو نہ مہلت ملے ذکر سے — نہ خالی رہے دل کبھی ذکر سے
اُسی کی ہوا ہو اُسی کی ہوس — نہ بھولو کسی حال مین اک نفس
ہمیشہ رہو طالب کبریا — زبان پر ہو ہر دم خدا ہی خدا

حکایت جناب سلیمان علیہ السلام و انکار سیمرغ از قضا و قدر بدربار عام نشان دادن حضرت از وصل شاہزادی مشرق باشاہزادہ مغرب و کوشش سیمرغ در عدم وصال و اتصال ہر دو بحکم قادر ذو الجلال و نہان گردیدن سیمرغ از انفعال

شرابِ طہورا پلا ساقیا — دکھا سیر تخت ہوا ساقیا
بیاض ورق مہر تابان بنے — ہر اک نقطہ مہر سلیمان بنے

مضامین دکھائین پری کی ادا — معانی مین جلوہ ہو بلقیس کا
ہر اک بیت بیت مقدس ہو آج — جو مصرع ہو عالم مین پائے رواج
وہ بندش مین پیدا ہو جلوہ گری — کہ جس پر تصدق ہون جن و پری
چلے خوب دور مے شعلہ رنگ — دل مضطرب مین بھری ہے امنگ
یہ تاثیر ہو بادۂ صاف کی — سیاحت کرون پردۂ قاف کی
سراسر نہ دل محو مستی رہے — تمیز بلندی و پستی رہے
وہ مے ہو کہ جسمین رہون ہوشیار — نہ بھولون کبھی یاد پروردگار
پلا بادۂ معرفت اِسقدر — لکھون داستان قضا و قدر
جنابِ سلیمان علیہ السلام — تھے اک روز مصروف دربار عام
مودب چپ و راست انسان تھے — کھڑے دست بستہ نبی جان تھے
بہت تھے امیران عالی وقار — بہت صاحب مملکت تاجدار
ہزارون غلامان زرین کمر — جوانان نامی و صولت اثر
ہزارون کمر بستہ خدمتگذار — تھے بے انتہا حاجب و چوبدار
چرند و پرند و وحوش و طیور — دو رویہ تھے صف بستہ پیش حضور
وہ شوکت وہ عظمت وہ رعب جلال — وہ سیرت وہ صورت وہ حسن و جمال
خدا نے دیا تھا عجب کر و فر — عیان شان معبود تھی سربسر
لکھون قصر و ایوان کی تعریف کیا — نظر آتی تھی قدرتِ کبریا

رقم ہون اگر وصف دربار عام — ازل سے ابد تک نہون یہ تمام
اُٹھاؤن قلم اب سوے مدعا — بیان آپ کرتے تھے حمد خدا
پس حمد خلاق عالم کہا — نہین اُسکی قدرت کی کچھ انتہا
ظہور اُسکا دیکھا اُسی کا اثر — جو ہوتا ہی حکم قضا و قدر
کوئی کام قدرت سے باہر نہین — کسی سے ہو سرزد کبھی ہو کہین
یہ کی سُنکے سیمرغ نے التماس — کہ ای بادشاہِ جہان حق شناس
قضا و قدر کا مین قائل نہین — مرے دلکو تصدیق کامل نہین
مشیت ہی کیا خیر فرمائیے — حقیقت ذرا اِسکی سمجھائیے
کوئی حال ایسا بتائین حضور — جہان مین ہو آیندہ جسکا ظہور
کہا اُس سے حضرت نے ای بدگمان — مشیت ہی حکم خدا اے جہان
جو کچھ اُسنے روز ازل لکھدیا — وہ بے شبہہ عالم مین پیش آئیگا
کسی سے بیان اُسکی قدرت ہو کیا — کسی پر عیان اُسکی حکمت ہو کیا
یہ اک مختصر حال سن لے ضرور — کہ جسکا کسی وقت ہوگا ظہور
نہین اُنکا عالم مین ابتک وجود — نہین اُنکے وہم و گمان مین نمود
ہی مغرب مین اک شاہ والا گہر — اُسے دیگا خلاق عالم پسر
جو مشرق مین ہی شاہ عالی مقام — ملیگی اُسے دختر لالہ فام
وہ جب دختر و طفل ہونگے جوان — ملائیگا اُنکو خدا اے جہان

زہے قدرتِ قادرِ ذوالجلال — لکھا ہی مقدر مین اُنکے وصال
بہت گرچہ مغرب سے مشرق ہی دور — مگر جو مشیت ہی ہوگا ضرور
اُسی دن سے سیمرغ کو تھا خیال — وہ مشرق مین جاتا تھا ہر ماہ و سال
ہوئی خلق جب دخترِ گلعذار — اُٹھا لایا پنجون مین مثلِ شکار
اُڑا کر اُسے قاف مین لے گیا — وہان آشیانہ بنا کر رکھا
دیا کچھ دنون شیرِ حیوان اُسے — نہ دکھلائی پر شکل انسان اُسے
پس شیر میوے کھلاتا رہا — تر و تازہ پھل روز لاتا رہا
غرض رفتہ رفتہ جوان ہوگئی — سراپا وہ جانِ جہان ہوگئی
یہ بڑھکر ہوئی آفتِ روزگار — حسینانِ عالم ہون جسپر نثار
وہ دن سن وہ جوبن وہ حسن و جمال — مگر تھی طبیعت مین وحشت کمال
نہ مطلق خبر تھی کہ دنیا ہی کیا — نہ کھاتی تھی باغِ جہان کی ہوا
ہوئی جیسے وہ ماہ پارہ جوان — نر و مادہ دونون رہے پاسبان
اِسے رہنے دو ساکنِ آشیان — سنو شاہ مغرب کی اب داستان
وہی تھا زمانہ وہی ماہ و سال — دیا حق نے فرزند صاحب جمال
ہوا فضلِ خالق سے وہ نوجوان — سراپا شجاعت سعادت نشان
رہے صرف تعلیم اہلِ کمال — ہوا تھوڑے عرصے مین وہ بیمثال
ہر اک علم مین وہ یگانہ ہوا — غرض انتخاب زمانہ ہوا

ازل سے ملا تھا دل بیقرار — طبیعت مین تھا ذوق شیر و شکار
وہ کھیلا شکار غزالان کبھی — کیے صید شیر نیستان کبھی
نہ چھوڑا شکار چرند و پرند — مگر دل سے تھا صید ماہی پسند
وہ کشتی مین اکدن ہوا جلوہ گر — رفیق آکے بیٹھے اِدھر اور اُدھر
سمندر مین کشتی روانہ ہوئی — نسیم سحر تازیانہ ہوئی
یکایک جو بادِ مخالف چلی — اُڑا کر اُسے قاف مین لیگئی
سمندر مین کشتی تھی مثل سحاب — تلاطم سے آخر ہوئی غرق آب
مصاحب ہوے غرق بحر فنا — یہ بیچارہ اک تختے پر رہ گیا
کئی دن برابر وہ تختہ بہا — کنارے پر اک روز لائی ہوا
نظر آیا اک دشت وحشت فزا — اُتر کر اُدھر شاہزادہ چلا
قضا و قدر سے وہ پہونچا وہان — کہ سیمرغ کا تھا جہان آشیان
ٹھہر کر لیا سائے مین دم ذرا — ہوا کھائی ٹھنڈی افاقہ ہوا
شہنشاہ مشرق کی نو دختر — اُسی آشیانے مین تھی جلوہ گر
قضا دشت کی دیکھتی تھی کھڑی — سوے شاہزادہ نظر جا پڑی
محبت سے دیکھا بہت دیر تک — رہی محو حیرت نہ جھپکی پلک
دل مضطرب کا بڑھا اضطراب — طبیعت مین پیدا ہوا اضطراب
اُدھر شاہزادے نے دیکھا ذرا — کہ ہر محو نظارہ اک مہ لقا

محبت کا دل پر اثر ہو گیا ۔ وہ تیر نظر کارگر ہو گیا
سراپا یہ محوِ تماشا ہوا ۔ دل اُس آفتِ جان پہ شیدا ہوا
لگا عشق کا تیر دونون طرف ۔ ہوئی دل مین تاثیر دونون طرف
یہ بیخود وہ مضطر یہ حیران تھا ۔ یہ بسمل وہ بیدل یہ بیجان تھا
اُدھر تیر الفت ہوا دل کے پار ۔ ادھر پڑ گئے دلمین رخنے ہزار
اُدھر شکل نرگس بندھی ٹکٹکی ۔ ادھر چشم حسرت سے ندی بہی
گرے اسکے آنسو اگر خاک پر ۔ گئی اُسکی فریاد افلاک پر
ادھر ہجر مین اُسکا دل بیقرار ۔ اُدھر دمبدم تھا اُسے اضطرار
ادھر لب پہ لب ہونیکی جستجو ۔ اُدھر شربت وصل کی آرزو
اشارے سے اُسنے بلایا قریب ۔ گیا یہ بصد شوق سوے حبیب
وہ بیٹھی آشیانے مین یہ خاک پر ۔ یہ فرشِ زمین پر وہ افلاک پر
بہت کچھ اشارے کنایے ہوے ۔ سخن رہ گئے لب پہ آئے ہوے
نہ سمجھی کوئی بات وحشی خصال ۔ پریشان ہوا شاہزادہ کمال
نر و مادہ جسوقت آئے اُدھر ۔ تو چھپ جاتا شہزادۂ نامور
جب اُنمین سے کوئی نہ ہوتا وہان ۔ یہ آ بیٹھتا پھر تہ آشیان
نئے رنگ سے پھر وہ رشک پری ۔ دکھاتی تھی ہر روز جلوہ گری
کئی دن اشارہ نمین باتین رہین ۔ محبت کی الفت کی گھاتین رہین

غرض رفتہ رفتہ ہوئی آشنا — سمجھنے لگی بات کچھ کچھ ذرا
کہا شاہزادے نے ای مہ لقا — بلالے مجھے یا مرے پاس آ
یہ سنکر ہوا اُسکو صدمہ کمال — رہا شاہزادی کے دلمین خیال
اُسی روز سیمرغ بہرِ شکار — گیا آشیان سے سوے کوہسار
اُٹھا لایا پنجے مین اک نیل گاو — کہا اپنی مادہ سے جی بھر کے کھاو
غرض کھاکے دونون نے زیر نہال — وہین چھوڑ دی نیل گاے کی کھال
وہ جسدم ہوے سیر ہوکر روان — کہا شاہزادی نے ای نوجوان
نہین کوئی تدبیر اِسکے سوا — تو اِس پوست گاو مین اب بیٹھ جا
جب آئیگا سیمرغ ہنگام شام — منگا لونگی اِس پوست کو لا کلام
یہ تدبیر سنکر بہت خوش ہوا — سرِ شام اُس پوست مین چھپ رہا
ہوا شب کو سیمرغ کا جب نزول — بہت شاہزادی کو پایا ملول
کہا اُسنے گھبرا کے ای مہ لقا — مکدر رہی کیون آج باعث ہی کیا
کہا شاہزادی نے ای مہربان — پڑی ہی یہ کیا شی تہ آسمان
مجھے اِسمین حیرت ہی جلدی بتاؤ — کہا اُسنے ہی پوستِ نیل گاو
وہ بولی یہ شی ہی عجیب و غریب — ذرا اُسکو لے آؤ میرے قریب
گیا سُنکے سیمرغ زیر نہال — سوے آشیانہ اُٹھا لایا کھال
بہت خوش ہوئی کھال کو دیکھکر — رکھا آشیانہ مین پیشِ نظر

گئے جب نر و مادہ وقتِ سحر
نکل آیا شہزادۂ نامور

بڑھا شوق مین جانبِ دلربا
ہوئی ہم بغل آکے وہ مہ لقا

رخ صبر سے اُٹھ گئی یان نقاب
ہوئی فرطِ الفت سے وہ بیحجاب

لبون سے ملے لب دہن سے دہن
دلون سے ملے دل بدن سے بدن

یہانتک بڑھا لطف بوس و کنار
کہ دونون کے دل ہو گئے بیقرار

اُٹھانے مزے شربت وصل کے
شرابِ محبت سے دونون چھلکے

ہوئے شکل جوزا ہم مہر و ماہ
ادا ہو گئی وصل کی رسم و راہ

دلون مین نہ باقی رہین حسرتین
ہوئین ہجر کی دور سب کلفتین

غرض روز و شب خرم و شادکام
بسر کرتے تھے وہ بعیش تمام

جب آتے نر و مادہ ہنگام شام
یہ اُس پوست مین جاکے کرتا قیام

بسر کرکے تنہائی مین رات بھر
نکلتا تھا گھبرا کے وقتِ سحر

وہ رہتے تھے دن بھر بعیش و طرب
اِسی طرح گذرے کئی سال جب

دیا حق تعالی نے طفلِ حسین
تولد ہوئی دخترِ مہ جبین

اِسے چھوڑ کر ہمراہ اہل و عیال
سنو اب جنابِ سلیمان کا حال

کہا ہنسکے اک روز سیمرغ سے
ظہورِ مشیت کے دن آگئے

یہ کی عرض سیمرغ نے ای جناب
ہوا اپنے دعوے مین مین کامیاب

گیا سر بسر وہ زمانہ گذر
کہان اب وہ دختر کہان وہ پسر

تبسم کیا آپ نے اور کہا
ٹھہر جاؤ ذرا دیکھ شانِ خدا

ابھی تھا زبان پر یہی تذکرا
کہ سلطان مغرب بھی حاضر ہوا

اُسی وقت مشرق کا فرمانروا
سراسیمہ دربار مین آگیا

یہ کی عرض دونون نے پیش جناب
کہ اے مرسل حق رسالتمآب

عجب مخمصے مین گرفتار ہین
ستمدیدہ بیکس دل افگار ہین

خدا نے کیا آپ کو دادرس
جہان مین غریبون کا فریادرس

کہا آپ نے کچھ کہو تو سہی
کیا عرض دونون نے دردِ دلی

سنی دختر و طفل کی داستان
ہوئی سب حقیقت مفصل بیان

کہا سُنکے سیمرغ سے آپ نے
ابھی شاہزادی کو لا قاف سے

یہ سُنکر اُدھر وہ روانہ ہوا
غرض داخلِ آشیانہ ہوا

پہونچکر کہا اُس گل اندام سے
تو اِس پوست مین بیٹھ آرام سے

مرے دل کی برآئیگی اب مراد
کیا ہے جناب سلیمان نے یاد

وہ بیٹھی تو لیکر شتاں ہوا
سوئے تختگاہ سلیمان چلا

جناب سلیمان کو تھا انتظار
کہ پہونچا یہ دربار مین ایکبار

ادب سے قریب آکے مجرا کیا
وہ پشتارہ پیش نظر رکھدیا

کہا کھولدے اب یہ رازِ نہان
کہ ہو قدرت حق تعالیٰ عیان

وہ پشتارہ کھولا جو منقار سے
کہا اُسطرف دیکھکر آپ نے

نکل شاہ مشرق کی لخت جگر نکل شاہ مغرب کی نور نظر
یہ سنکر نکل آئے دونون شتاب وہ مہتاب یہ غیرت آفتاب
مودب کھڑے ہوکے مجرا کیا سلیمان کے قدمون پہ سر رکھدیا
دیا حکم بچون کو بھی ساتھ لاؤ وہ کم سن ہین گھبرائے ہونگے بلاؤ
وہ جاکر اُسی پوستِ گاؤ سے اُٹھا لائے بچون کو بھی سامنے
کیا پیار حضرت نے اطفال کو کہا دیکھو خالق کے افضال کو
ہوا پھر یہ ارشاد سیمرغ سے تماشائے شان خدا دیکھ لے
قضا و قدر کا نمونہ یہ ہے مشیت سے خالی نہین کوئی شے
ہوا بسکہ سیمرغ کو انفعال ندامت سے تھا سر اُٹھانا محال
نگاہون مین سب کے جو رسوا ہوا خجالت زدہ ایک سمت اُڑ گیا
ہوا چشم انسان سے ایسا نہان نہ پایا کسی نے پھر اُسکا نشان
یہ اونی ہے ذکر قضا و قدر ہزارون تماشے ہین دیکھو اگر
مشیت مین جس چیز کا ہے ظہور وہ ہوگا وہ ہوگا وہ ہوگا ضرور
جو کچھ لکھدیا اُسنے روز ازل ابد تک نہ آئیگا اُسمین خلل
مشیت مین اُسکے تبدل نہین سر مو ترقی تنزل نہین
کرو بندگی اُسکی شام و سحر رکھو اُسکے فضل و کرم پر نظر
اُسی کی عبادت کرو متصل رہے اُسکی الفت سے لبریز دل

سوا اُسکے سب کی طلب چھوڑ دو — ادھر توڑ و رشتہ اُدھر جوڑ دو
نہ کھاتے پھرو ٹھوکرین دربدر — اُسی کے رکھو آستانے پہ سر
کرو ماسوا ترک جو ہو سو ہو — دوئی چھوڑ کر اک طرف ہو رہو
اُسی سے رکھو عمر بھر اعتقاد — اُسی کی دمِ واپسین بھی ہو یاد
عجب اُسکی قدرت عجب شان ہی — جو مشکل سے مشکل ہو آسان ہی
جب ایسا ہی خالق تو پروا ہی کیا — یہ دنیا ہی کیا مالِ دنیا ہی کیا
بڑی اُسکی سرکار ہی کیا نہین — کسی کی مگر چشم بینا نہین
مسرت ہو یا رنج ہستی رہے — ہر اک حال مین حق پرستی رہے

بیان بے ثباتی دہر ناپائدار و عبرت احوال گذشتگان روزگار بوقلمونی گلستان جہان و نیرنگی بہار و خزان انجام ہر ذیحیات فنا و ذات جناب باری را بقا

پلا ساقیا بادۂ مشکبو — سلامت رہین تیرے جام و سبو
حیاتِ دو روزہ کا کیا اعتبار — دکھا دے مے لالہ گون کی بہار
وہ مے ہو جو ناقص کو کامل کرے — وہ مے ہو جو مستونکو بسمل کرے
وہ مے ہو کہ جس سے ہو ترک طلب — تعلق کے ہو چھوٹنے کا سبب
وہ مے ہو کہ جس سے نہو دل اُداس — وہ مے ہو کہ جس سے نہ غم آئے پاس
وہ مے ہو کہ جس سے نہو دردِ سر — رہے بیخودی مین بھی حق پر نظر

وہ مے ہو کہ جس سے طلاقت بڑھے — سخن مین فصاحت بلاغت بڑھے

وہ مے ہو کہ جس سے نہ بہکے خیال — دکھائے عروس سخن کا جمال

دو رنگی زمانے کی ہے آشکار — چلے دور پر دور لیل و نہار

کہان ہم کہان پھر مے لالہ فام — پلا آج اتنی کہ رہ جائے نام

بھروسا نہین صبح کو شام کا — ملا دے مرے منہ سے منہ جام کا

زمانے کی ہر شے ہے نقش برآب — فقط ہمکو کافی ہے دور شراب

یہ ہو بیخودی بادۂ صاف مین — بہکتا پھرون روز انصاف مین

خرابات مین جوش مستی رہے — گھٹا میکدے پر برستی رہے

ہمین کیا رہے یا نہ عالم رہے — ترا خم سلامت ترا دم رہے

بدلتا ہے ہر روز رنگ آسمان — مٹاتا ہے نام اورون کے نشان

زمین اسکی رہتی ہے امیدوار — کہ ہر دم ملے مجکو تازہ شکار

عیان ہین زمانے کی نیرنگیان — نمونہ ہے جنکا بہار و خزان

کبھی جلوہ گر انجم و کہکشان — کبھی خاک ہے پردۂ آسمان

خرابات دنیا ہے عبرت کدہ — تماشائے عالم ہے حیرت کدہ

کسی کو جہان مین نہین ہے بقا — ہر اک شے فنا ہے فنا ہے فنا

یہ دنیائے فانی ہے مہمان سرا — جو آیا یہان چار دن رہ گیا

مسافر یہان جسقدر آئینگے — یونہین رفتہ رفتہ چلے جائینگے

فقط رات کی رات لیتے ہیں دم
سرا ہے یہ دنیا مسافر ہیں ہم

یہ جا گھر بنانے کے قابل نہیں
ذرا دل لگانے کے قابل نہیں

جو آیا وہ حسرت سے اُٹھا کر گیا
بہت اشک حسرت بہا کر گیا

جو عاقل ہیں وہ دل لگاتے نہیں
غم و رنج ہستی اُٹھاتے نہیں

جو عالم میں آکر یگانہ ہوا
وہ تیر قضا کا نشانہ ہوا

ق
ہوا ہوگا کوئی زمانے میں شاد
ہزاروں چلے جاتے ہیں نامُراد

رہے ہم تو اکثر ہمیشہ ملول
ریاض جہاں سے ہوا یہ حصول

کبھی بھول کر مثل گل جو ہنسا
وہ روتا ہوا اِس چمن سے گیا

ثمر اِس جہاں سے یہ حاصل ہوا
کہ دو روز جینا بھی مشکل ہوا

ہوا و ہوس کے پھندے میں ہیں
رہے مبتلا دور ایام میں

نہ کوئی رہیگا نہ کوئی رہا
رہیگا فقط ایک نام خدا

احوال انبیا

زمانے میں آئے بہت انبیا
بڑھا اُنسے اسلام کا سلسلہ

شناور ہوے بحر توحید کے
طلبگار تھے حق کی تائید کے

شب و روز جاری رہا فیض عام
بجز دعوتِ حق نہ تھا کوئی کام

ہدایت رہی سب کو مدِ نظر
گذرتی تھی طاعت میں شام و سحر

زمانے سے کفر و ضلالت مٹے
بڑھے اہل ایمان منافق گھٹے

دوئی مشرکون مین مطلق رہی ۔۔۔ رہی جس جگہ وحدتِ حق رہی
شفیعِ امم کا یہ رتبہ بڑھا ۔۔۔ ہوے رفتہ رفتہ حبیبِ خدا
کسی کو قضا نے نہ چھوڑا یہان ۔۔۔ گئے دارِ فانی سے سوے جہان
نہ باقی رہے جب وہ عالی مقام ۔۔۔ تو ممکن نہین ہی کسی کو قیام
بقا ہی تو اک ذاتِ واحد کو ہی ۔۔۔ سوا اُسکے فانی ہی ہر ایک شی

احوالِ پادشاہان

سُنا ہوگا شاہانِ ماضی کا حال ۔۔۔ کہان آج ہی اُنکا جاہ و جلال
کدھر ہی سکندر کا تاج و لوا ۔۔۔ کہان ہی سلیمان کا تختِ ہوا
کہان ہی فریدون کا جاہ و حشم ۔۔۔ زمانے سے کیا ہو گیا جامِ جم
بڑی حکمرانی تھی ضحاک کی ۔۔۔ ہوا خاک گردش سے افلاک کی
نہ جمشید کچھ لے گیا اپنے ساتھ ۔۔۔ سکندر جہان سے گیا خالی ہاتھ
ہوا دورِ گردون سے یہ انقلاب ۔۔۔ نہ بہمن رہا اور نہ افراسیاب
ہی عبرتکدہ طاقِ نوشیروان ۔۔۔ کہان ہی وہ دارا کا طبل و نشان
کہان ہی وہ محمود کی دار و گیر ۔۔۔ کہان ہی وہ تغلق کی فوجِ کثیر
کہان اب ہی تیمور صاحبقران ۔۔۔ فسانہ ہوا حالِ چنگیز خان
نہ سنجر کی باقی رہی سنجری ۔۔۔ نہ نادر کی باقی رہی نادری
جہان مین ہو قیصر کہ خاقانِ چین ۔۔۔ نہ چھوڑیگی باقی کسی کو زمین

ہمیشہ فلک پر تھا جنکا مزاج
تہ خاک غافل وہ سوتے ہین آج

کبھی جنکے سر پر تھا چتر زری
لحد مین ہوئی خاک سے ہمسری

کسی کی نہ تھی اصل جنکے حضور
ملے خاک مین وہ سر پُر غرور

جہان کے مزے سب فراموش ہین
عروس لحد سے ہم آغوش ہین

کسی کی حکومت نہ سطوت رہی
رہی تو فقط یاس حسرت رہی

اگر دیکھو انصاف سے اک نظر
کھلونے تھے مٹی کے یہ سربسر

احوال علما

بہت دار فانی مین فاضل ہوے
بہت علم منطق مین کامل ہوے

کیے مسئلہ یاد منقول کے
ہوے منتہی علم معقول کے

کسی کی ہوئی فقہ مین عمر صرف
کسی نے پڑھا نحو کو حرف حرف

کسی کو رہا شغل تفسیر کا
کوئی فقہ دان و محدث ہوا

کسی کو تھا علم ادب مین کمال
کوئی علم اخلاق مین بےمثال

معانی مین کوئی جو مشاق تھا
تو علم بیان مین کوئی طاق تھا

وظائف کوئی پڑھکے عامل ہوا
کوئی نقش لکھنے مین کامل ہوا

معطل رہے سب کے علم و کمال
ہوا عاقبت خاک سب کا مآل

نہ کام آئی تحریر و تقریر کچھ
قضا کی نکالی نہ تدبیر کچھ

لحد مین پڑے سوتے ہین بیخبر
ہوے سارے بیکار علم و ہنر

ہر اک علم مین تھے بہت ہوشیار	رہے محوِ حیرت وہ انجام کار

احوال حکما

جہان مین ہو خلق کیا کیا حکیم	عنایت ہوئی اُنکو عقلِ سلیم
نہ تھا مثل حکمت مین لقمان کا	فلاطون زمانے مین کامل ہوا
بڑا صاحبِ فہم بقراط تھا	محیط کمالات سقراط تھا
ارسطو جہان مین یگانہ ہوا	بلیناس فخرِ زمانہ ہوا
ہر اک فن مین بوذر تھا انتخاب	ہر اک علم مین بو علی لاجواب
کوئی نبض بینی مین مشاق تھا	کوئی فن تشریح مین طاق تھا
کوئی تھا نہایت قیافہ شناس	کسی کا گیا آسمان تک قیاس
کسی کو پسند آیا علم نجوم	کسی کو ہوئی علم ہیئت مین دھوم
کوئی محوِ تشخیص امراض تھا	کسی کو مطب کا رہا مشغلا
ریاضی کوئی پڑھکے لائق ہوا	طبیعی کوئی پڑھکے فائق ہوا
نہ کام آیا اشراقیون کا کمال	ہوا خواب مشائیون کا خیال
کیے عمر بھر سب نے کیا کیا علاج	نہ کچھ ہو سکا پر قضا کا علاج
نہ کچھ بس چلا حکمتین کین ہزار	ہوے استخوان خاک انجام کار

احوال پہلوانان

ہزارون نمودار تھے پہلوان	ہوے رفتہ رفتہ عدم کو روان

نہ باقی ہین زال و نریمان و سام | نہ آسمان رہ گیا سب کا نام
فسانہ ہوا رستم داستان | فرامرز و سہراب و برزو گہان
قباد و فریبرز و اسفندیار | ہوئے اور بھی پہلوان بیشمار
کوئی شیردل تھا کوئی پیلتن | کوئی تیغزن تھا کوئی صف شکن
کوئی نشۂ زور طاقت سے مست | سمجھتا تھا کوہ گران کو بھی پست
کسی کو رہا ذوق تیر و کمان | کسی کو تھا مرغوب گرز گران
کسی نے کیا دیو کا سامنا | کوئی شیر نر سے مقابل ہوا
مگر چل سکا کچھ قضا سے نہ زور | ہوئے بعد مردن ہم آغوش گور
جو دیتے رہے لشکروں کو شکست | اجل کا نہ کچھ کر سکے بند و بست
جہان مین بڑی دھوم رستم کی تھی | قضا سے نہ کچھ چل سکی رستمی
جو زور آزمائی مین تھے بیمثال | لحد مین ہوئی انکو جنبش محال
جب آگے قضا سر پہ نازل ہوئی | تو کروٹ بدلنی بھی مشکل ہوئی

احوال حسینان

بہت مہ جبین زیب عالم ہوے | بہت انپہ عشاق بیدم ہوے
کسی کا وہ جوبن وہ حسن جمال | کسی کو تھا ناز و ادا مین کمال
کسی پر جوانی کی آمد غضب | کسی گل کا وہ سرو سا قد غضب
کسی کی وہ اٹکھیلیان چال مین | کوئی مست بادہ عجب حال مین

کسی کو تھا دل کے جلانیکا شوق — کسی کو تھا نبے بنانیکا شوق
کسی کے وہ رخسار رشک قمر — کسی کی وہ زلفِ رسا تا کمر
کسی کا وہ آنکھین لڑانا غضب — اشارون سے وہ دل لُبھانا غضب
کسی آفتِ جان کی نیچی نظر — کوئی بادۂ حسن سے بیخبر
کسی کو تھا ناز و ادا پر غرور — کسی کو مے لالہ گون کا سرور
کوئی نازنین کوئی جادو ادا — کوئی مہر طلعت کوئی مہ لقا
قضا نے نہ چھوڑا کسی کو مگر — ملے خاک مین سب وہ رشک قمر
کہان وہ رخ و گیسوے تابدار — کہان آئینہ شانہ لیل و نہار
کوئی مثل گیسو پریشان گیا — کوئی شکل آئینہ حیران گیا
فقط زندگی تک تھے ناز و ادا — نہ کچھ یاد آیا جب آئی قضا
گران تھی جنھین نکہتِ یاسمن — تہ خاک سوتے ہین وہ گلبدن
کہان ہے وہ اب عاشقونکا ہجوم — کہان ہے وہ اب جان نثارونکی دھوم
کوئی فاتحے کو بھی آتا نہین — سر قبر آنسو بہاتا نہین
پس مرگ پھر وہ محبت کہان — وہ الفت کہان وہ رفاقت کہان
تصدق جو ہوتے تھے شام و سحر — لحد پر وہ آتے نہین بھولکر

احوال نوجوانان

ہزارون جوانان عالی نژاد — گئے منزل دہر سے نامراد

شراب جوانی سے مدہوش تھے
عجب ولولے تھے عجب جوش تھے

کوئی روز و شب صرف بزم نشاط
کوئی محو ہنگامۂ انبساط

ہوا رسم الفت کا بانی کوئی
دکھاتا تھا اپنی جوانی کوئی

کوئی حسن پر اپنے دیوانہ تھا
کوئی شمع رویون کا پروانہ تھا

کوئی رات بھر یار سے ہمکنار
کوئی ہجر جانان مین تھا بیقرار

مے حسن سے کوئی سرشار تھا
کسی کا کوئی محو دیدار تھا

کوئی محو نظارۂ گلبدن
کسی کو تھی مرغوب سیر چمن

رہا کوئی طوق و سلاسل مین بند
کسی کو تھی صحرانوردی پسند

کسی پر رہا سایہ افگن جنون
کسی کا ہوا دل لگانے مین خون

کسی کو ہوا عیش و عشرت نصیب
کسی کو ہوا داغ حسرت نصیب

کسی مین جوانی کا اک بانکپن
وہ چتون بھوین کج لب پرشکن

وہ رخسار پر سبزۂ خط کی شان
ہر اک بات مین اک نئی آن بان

کسی کو تھا پنجے کلائی کا شوق
کسی کو تھا زور آزمائی کا شوق

کسی کو تھا تیر افگنی مین کمال
کوئی شہسواری مین تھا بےمثال

یہ سر مین ہر اک کے بھری تھی ہوا
کہ مجھ سا جہان مین نہین دوسرا

حقیقت مین عہد جوانی تھا خواب
ہوا ہو گئی سب بہار شباب

نہ مانند بلبل رہے چہچہے
نہ اب ہمصفیرون کے وہ قہقہے

نہ باقی رہا کچھ جوانی کا جوش	ہوئی مثل شمع لحد سب خموش

احوال چمن

تحیر فضا ہی طلسم جہان	کبھی فصل گل ہی کبھی ہی خزان
کبھی چشم بلبل مین ہی جاے گل	کبھی ہر طرف شور ہی ہاے گل
کبھی ہی بہارِ گل و یاسمن	کبھی خار و خس ہین میان چمن
کبھی نغمۂ بلبل بوستان	کبھی برگ و گل نذر باد خزان
کبھی شاہدِ گل کے جلوے ہزار	کبھی صحن گلشن مین انبار خار
کبھی طائرانِ خوش الحان کی دھوم	کبھی شور کرتے ہین یان جغد و بوم
کبھی جھومتے ہین نہالِ چمن	کبھی جاے عبرت ہی حالِ چمن
کبھی زینت باغ شمشاد ہی	کبھی سرنگون سرو آزاد ہی
کبھی قمریون کی ہی حق سرہ	کبھی نغمۂ جغد ہی چار سو
کبھی طوطی خوشنوا خندہ زن	کبھی شور کرتے ہین زاغ و زغن
کبھی سایہ افگن ہی گلشن مین تاک	کبھی باد صرصر سے اڑتی ہی خاک
نہ بلبل کو وقفہ نہ گل کو قرار	دو روزہ ہی باغ جہان کی بہار
کبھی زندگانی پہ نازان نہ ہو	برنگِ گل و غنچہ خندان نہ ہو
بہت پھول کھل کھلکے مرجھا گئے	بہار اپنی عالم مین دکھلا گئے
خزان نے مٹائی فضاے چمن	ہوئی باد صرصر ہواے چمن

ترانون مین بلبل کے ہے یہ صدا | بہارِ چمن کو ہے آخر فنا
عبث نغمہ سنجان گلشن ہین شاد | مناسب ہے فصل خزانکی بھی یاد
نہین بے سبب گریۂ آبشار | عدم کی مسافر ہے فصل بہار
گلون کو نہ ہنسنے کی مہلت ملی | نہ غنچون کو کھلنے کی فرصت ملی
بقا رنگ کو ہے نہ بو کو ثبات | بہار گل تازہ ہے ایک رات
ریاض جہان کا تماشا کیا | نہ پائی کسی گل مین بوے وفا
عجب یاس سے بلبل بیقرار ق | یہ کہتی ہے با دیدۂ اشکبار
کبھی ایسے گلشن مین آنا نہ تھا | یہان آشیانہ بنانا نہ تھا
یہان آکے کیا شاد و خرم ہوے | ہوئی اک خوشی سیکڑون غم ہوے
جفا گل کی دیکھی خلش خار کی | نہ حسرت بر آئی دل زار کی
کہا گل نے سنکر پریشان نہ ہو | سبب اسکا ظاہر ہے گریان نہو
یہان عیش و عشرت کی فرصت کسے | تبسم تکلم کی مہلت کسے
ہم اک دم کو گلشن مین آئے تو کیا | اگر لاکھ جلوے دکھائے تو کیا
فنا سر پہ ہر وقت موجود ہے | خوشی اس گلستان مین بیسود ہے
زبان پر تھا گل کے ابھی یہ کلام | کیا آکے بادِ خزان نے سلام
کہا ایسے الفت مین بیخود ہوے | کہ اکبار دل سے بھلایا مجھے
بھری دل سے بلبل نے اک آہ سرد | تحیر سے گل کا ہوا رنگ زرد

ابھی دل میں دونوں کے اک خوف تھا | کہ بادِ فنا کا طمانچہ لگا
فنا کا تصرف ہوا چار سو | نہ گل تھا نہ بلبل نہ وہ گفتگو
کسی کو نہیں ہے قیام و ثبات | نباتات ہوں خواہ ہوں ذیحیات
جہاں میں فقط شب کی شب ہے قیام | رہا ہے نہ کوئی رہے گا مدام
فنا ہے زمانے میں سب کے لیے | بقا ہے فقط ذات رب کے لیے
ہمیشہ رہیگا ہمیشہ سے ہے | وہ باقی ہے فانی ہے ہر ایک شی
زمانہ ہے حادث وہی ہے قدیم | مسافر ہیں ہم سب وہی ہے مقیم
نہ تھا کچھ بھی پہلے مگر تھا وہی | نہ ہوگا کوئی اک رہیگا وہی
کوئی اُسکا عالم میں ثانی نہیں | کسی کو بقا جاودانی نہیں
نہ باقی رہیگا کوئی ذیحیات | ہمیشہ رہیگی فقط اُسکی ذات
نہ ہمسر ہے اُسکا نہ ہمتا کوئی | نہ اب تک ہوا ہے نہ ہوگا کوئی
یہ ہے وحدتِ حق کی کافی دلیل | زمانے میں ہر چیز ہے بے عدیل
وہی دونوں عالم کا معبود ہے | وہی دین و دنیا کا مقصود ہے
گل و شمس و نجم و قمر دیکھیے | ہزاروں میں جلوے جدھر دیکھیے
اُسی کی ہر اک گل میں ہے رنگ و بو | اُسی کی عنادل کو ہے جستجو
وہ شمع تجلی ہے پرتو ہیں سب | حقیقت میں اُس نور کی ضو میں سب
ہمیشہ اُسی سے رہے لو لگی | نہ ہو بزم عالم میں دلبستگی

سراسر یہ دنیا ہے خواب خیال — بجز یاس و حسرت نہین کچھ مآل

ق

شب زندگانی بسر ہوگئی — مین غافل رہا اور سحر ہو گئی

سحر بھی ہوئی اور نہ چونکا ذرا — غضب ہے اُسی طرح سوتا رہا

بجا سر پہ جسوقت کوس رحیل — کھلی آنکھ جب رہگیا دن قلیل

مین اُسوقت جب لب بام تھا — سفر کا جہان سے سرانجام تھا

چلی چھوڑ کر جسم روح روان — اُٹھا ہر طرف شور آہ و فغان

ہوے جمع بیگانہ و آشنا — ہجوم عزیز و اقارب ہوا

ہوا پھر یہ منظور احباب کو — پے دفن جلدی اِسے لیچلو

غرض جملہ ساماں جب ہو چکا — جنازہ مرا لے چلے آشنا

حیا نے کہا منھ چھپائے چلو — جہان مین عیان روسیاہی نہو

نہ اُٹھا کرو اِسکا حال تباہ — عدم کو چلا ہے بہت روسیاہ

غرض رفتہ رفتہ لحد تک گئے — مگر بار عصیان سے سب تھک گئے

لحد مین اُتارا جنازہ مرا — ہر اک دیکھتا تھا تماشا مرا

عزیز و اقارب نے تختے دیے — دعا سب نے کی مغفرت کے لیے

لحد مین مری آنکھ جبدم کھلی — نظر آئی چار و نطرف تیرگی

ہر اک سمت حسرت ہر اک سمت یاس — نہ مونس نہ ہمدم نہ غمخوار پاس

عجب ور اِس ہمسایہ لاکھون مگر — نہین ایک کی دوسرے کو خبر

نکیرین کے وہ سوال وجواب — وہ رنج وتعب وہ لحد کا عذاب

ندامت گناہونکی وہ بیکسی — وہ تنہائی قبر وہ بےبسی

وہ چاروں طرف سے فشار لحد — وہ خوف مکافات اعمال بد

نہ خورشید کی ضو نہ نور قمر — کہین سے نہ مطلق ہوا کا گذر

نہ خویش اقارب نہ یار آشنا — خدا ہی خدا ہی خدا ہی خدا

ہوا دل کو اُسوقت حق الیقین — یگانہ سوا اُسکے کوئی نہین

مگر حیف ہی مرکے مانا تو کیا — پس مرگ خالق کو جانا تو کیا

کبھی زندگی مین نہ کی اُسکی یاد — رہا دولت دین سے مین نامراد

سراپا ہون عصیان بہر طور مین — بہت دست افسوس ملین ور مین

قیامت تلک ہی یہی اضطراب — کرون کس سے اظہار حال خراب

سوا اُسکے کوئی نہین دادرس — وہی ہی غریبونکا فریادرس

وہی عاصیونکا ہی آمرزگار — وہی روسیاہون کا ہی پردہ دار

عذر جرائم ومناجات بجناب قاضی الحاجات

یہی آرزو ہی یہی التجا — یہی جستجو ہی یہی مدعا

ملے نار دوزخ سے یارب نجات — حیات دو روزہ ہی آخر ممات

ہوے آکے ہستی مین کیا کیا قصور — تو ستار ہی مین سراپا قصور

جہان سے چلا ہون بہت روسیاہ — اُٹھائے ہوے سر پہ بار گناہ

اگر تیری رحمت ہو قصہ ہی پاک	حقیقت ہی انسان کی مشت خاک
ترا بحر رحمت ہی بے انتہا	گناہونکی میرے حقیقت ہی کیا
مرے جرم عصیانکی کچھ حد نہین	ترے لطف و احسانکی کچھ حد نہین
بجز یاس و حسرت نہین کوئی ساتھ	ریاض جہان سے چلا خالی ہاتھ
کیا تونے دنیا مین سب کچھ عطا	ہوا کچھ نہ مجھ سے سوائے خطا
تماشائے قدرت نہ دیکھا کبھی	حقیقت نہ سمجھا نہ سمجھا کبھی
جہان مین رہا صرف عصیان مدام	بجز روسیاہی نہ تھا کوئی کام
کیا ایسا کیا کام جسپر ہو ناز	مگر ہی ترا دست رحمت دراز
کٹی عمر غفلت مین صبح و مسا	ہوا کچھ نہ حق عبادت ادا
اگر تیری رحمت ہو بیڑا ہی پار	وگرنہ جو منظور پروردگار
سزائے خطا یا ہو فضل و کرم	بہر حال ہی فرق تسلیم خم
جب آئیگی محشر مین نوبت مری	عیان ہوگی شان رحیمی تری
عنایت کا تیرے طلبگار ہون	گنہگار ہون مین گنہگار ہون

خاتمہ کتاب

نہ دو طول صفدر کرو اختصار	کہان تم کہان حمد پروردگار
ازل سے ابد تک لکھے گر قلم	نہو شمۂ حمد خالق رقم
صفات اُسکے لکھنا کچھ آسان نہین	جو طے ہو سکے یہ وہ میدان نہین

طبیعت کو گر آزمایا تو کیا | فروغ مضامین دکھایا تو کیا
کرے قطرہ کیونکر سمندر کا وصف | ہو ذرے سے کیا مہر انور کا وصف
لکھین حمد خلاق جن و بشر | یہ دشوار ہی بلکہ دشوار تر
زبان و قلم کو یہ قدرت کہان | کرین حمد خلاق عالم بیان
رقم ہون اگر دفتر بیشمار | نہ ہون ختم اوصاف پروردگار
کسی سے بھی ممکن نہین اسکی حمد | اسی کو سزاوار ہی اپنی حمد
ذریعہ مگر معذرت کا یہ ہی | بہانہ فقط مغفرت کا یہ ہی
یہ ہی عرض اہل سخن سے مری | گذارش ہی ارباب فن سے مری
کسی جا اگر دیکھین سہو و خطا | کرین چشم پوشی بہ لطف و عطا
لکھی ہی عجب حال مین مثنوی | تمیز بد و نیک مطلق نہ تھی
فصاحت بلاغت کا کیا تذکرا | زبان پر جو آیا وہ موزون کیا
دکھائی نہ تھی قابلیت مجھے | کہ منظور تھا ذکر وحدت مجھے
مے معرفت کا تھا ہر دم سرور | نہ پاس آنے پاتا تھا کبر و غرور
نہ تھی ان دنون مجکو دل کی خبر | نہ دل کو تھی زنہار میری خبر
مین دل سے الگ مجھ سے دل تھا جدا | نظر مین تھا ہر دم خدا ہی خدا
فصاحت بلاغت جو منظور ہو | تو حاضر ہی دیوان کو دیکھ لو
سوا اسکے ہر قسم کا ہی کلام | سلاست متانت ہی جسپر تمام

صلہ اسکا ممدوح دیگا مجھے — جو خوش ہوگا سب کچھ ملیگا مجھے
زمانے کا ہر دینے والا وہی — جہان مین سب ادنی ہین اعلی وہی

کسی سے طلب ہو جو اِسکے سوا
تو صفدر خطا ہی خطا ہی خطا

قطعات تاریخ طبع

قطعہ تاریخ از جناب منشی امیر احمد صاحب امیر

زہے بندش زہے مضمون وہ آئینہ ہر یہ حیرت — زبان اچھی بیان اچھا عجب حسن طبیعت ہی
امیر اِسکی کہی تاریخ مین نے بھی بہت سچی — کہ حقا جو حکایت ہر وہ اکسیر ہدایت ہی
۱۳۰۹ھ

قطعہ تاریخ از جناب مولانا ظہور الحق صاحب

مثنوی شد نظم چون سلکِ گہر — در ثنائے خالق رب جلیل
بے تکلف گفت ہاتف سال طبع — بے نظیر و بیمثال و بے عدیل
۱۸۹۲ء

قطعہ تاریخ از جناب منشی گوبند پرشاد صاحب صبا

حشمت و جاہ جلال مین مرے نواب ہین — حضرت صفدر علی خان بہادر مثل
باسل رستم شکار عاقل لقمان شعار — عادل کسری وقار باذل حاتم عمل
میوہ دولت کے باغ باغ ایالت کے نخل — نخل ریاست کی شاخ شاخ امارت کے پھل

مثنوی تازہ ایک آپنے تصنیف کی	معرفت اُسکے ہراک شعر کا ہی ما حصل
طبع صفدر سے ہوا جلوہ نما سال طبع	واہ چھپی خوب یہ مثنوی بے بدل ۱۳۰۹ھ

قطعہ تاریخ از فیروز شاہ خانصاحب فیروز

چھپ گئی فضل خدا سے مثنوی وہ لاجواب	جسکے ہر مصرع مین ہی حسن بیان معرفت
فکر جب فیروز سال طبع کی مجکو ہوئی	غیب سے آواز آئی بوستان معرفت ۱۳۰۹ھ

قصائد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قصیدہ اول در حمد خداوند کون و مکان خالق زمین و آسمان
مسمیٰ بہ انوار وحدت

آب کوثر سے میں دھوؤں پہلے خامے کی زبان
پھر لکھوں حمد خداوند زمین و آسمان

شہپر جبریل و چشم حور ہوں کلک و دوات
ہاتھ میں جائے ورق ہوں برگ اشجار جنان

احتیاج صوف بھی ہے روشنائی کے لیے
ماہ سے کہدو کہ لائے پارۂ جیب کتان

حاجت شنجرف بھی ہوگی مجھے وقت رقم
لائے رضوان سرخی رخسار حوران جنان

بہر نقاشی سپیدہ بھی مجھے درکار ہے
جلوہ گر آکر بیاض صبح جنت ہو یہان

چاہیے وقت کتابت ماہی قرطاس گیر
جلد آئے عالم بالا سے حوت آسمان

گوشۂ قرطاس اگر کیوں نہیں کرتے درست
کس لیے مقراض جوزا چرخ پر ہے رایگان

مجکو ناحق ہے تلاش کارد کاغذ تراش
کیا نہیں کافی ہے میری تیزی طبع روان

آب زمزم آئے کعبے سے وضو کیواسطے	پھر مصلہ چاہیے وقتِ رقم فرشِ مکان
پھر طلب تائید کی اللہ سے ہی فرض عین	آیہ نصر من اللہ چاہیے وردِ زبان
ہو چکین جسدم مہیا سب یہ سامان رقم	پھر قلم کاغذ پہ مثل ابر ہو گوہر فشان
خامہ میری انگلیوں مین دیکھکر عیسیٰ کہین	پنجۂ خورشید مین یہ جلوہ گر ہی کہکشان
تہ بتہ زانو پہ کاغذ دیکھکر بولین ملک	بے تکلف رحل پر قرآن کا ہوتا ہی گمان
لکھکے بسم اللہ اسکی حمد لکھتا ہی قلم	کہکے کن پیدا کیے جسنے زمین و آسمان
صاف خالق کا نشان ظاہر ہی مخلوقات سے	حور و غلمان خلد و دوزخ ارض و افلاک انس و جان
اسکی قدرت پر گواہی دی رہے ہین روز و شب	عرش و کرسی مہر و مہ لوح و قلم دریا و کان
قدرتِ کامل سے کیا بے مادہ پیدا کیے	چار عنصر خاک و باد و آتش و آبِ روان
کیا بنائے دست و پا و چشم و گوش و جان و تن	شکر خلاق دو عالم کس زبان سے ہو بیان
ہی وہی خالق وہی رازق وہی حی و قدیم	ہی وہی قادر وہی عادل وہی ہی غیب دان
ہی وہی دانا وہی بینا وہی ربِ کریم	ہی وہی مالک وہی بخشندۂ تاب و توان
ذکر اسکا ہی ہر اک آفت مین پیغام نجات	یاد اسکی ہی ہر اک مشکل مین تعویذِ امان
ہی کلام پاک اسکا روح جسم ہر کلام	یہ گہر ہی سب صدف یہ مغز ہی سب استخوان
حمد خالق کیا حیات بے بقا مین ہو سکے	بات کم سے کم زیادہ سے زیادہ داستان
یک رہ وادی قدرت مین یہ ساری زمین	ایک قطرہ بحر صنعت مین حبابِ آسمان
سبزہ دشت مین دلیل صنعتِ پروردگار	باغ سے ظاہر ہوا اسکا ہی کوئی باغبان

کاسہ گر کے پھیرنے سے چاک پر بنتے ہین ظرف
دور روز و شب نہین کرتا ہی خود یہ آسمان

چشم دل بینا اگر ہی رنگ قدرت دیکھ لے
یہ قمر یہ مہر یہ قوس قزح یہ کہکشان

ذرے ذرے قطرے قطرے مین نہان پھر آشکار
تیتے تیتے بوٹی بوٹی سے عیان پھر بے نشان

ہر جہت مین ہی وہی موجود لیکن بے جہت
ہر مکان مین ہی مگر اُسکی تجسس مین جہان

جستجو سب کو ہی یوسف کا پتا ملتا نہین
رنگ کی صورت ہی نالان کاروان کا کاروان

بحر و بر مین ہو رہی ہی روز و شب اُسکی تلاش
آب دریا مین روان ہی ریگ صحرا مین روان

کون ہی مشتاق جو اُسکا زمانے مین نہین
وعدہ دیدار پر مرتا ہی یہ سارا جہان

جلوہ حق دیکھنے کو چشم بینا چاہیے
ورنہ کب فانوس مین ہی شمع کا شعلہ نہان

چشم نے پائی ہی بینائی جو اُسکے فیض سے
کیا زمین سے جلد جاتی ہی نگہ تا آسمان

حمد خلاق دو عالم دل سے کیونکر ہو سکے
کوزہ کمظرف مین گنجایش دریا کہان

اب لکھون کچھ شعر ایسے جنمین ہون ناز و نیاز
ہون رقم تحریر یہ حسن و عشق دونون توامان

دیدہ یعقوب مین وہ حسن روے ماہ مصر
طور پر بنکر تجلی چشم موسیٰ مین عیان

جلوہ حسن حقیقی صاف آتا ہی نظر
روے گل کو دیکھکر بلبل جو کرتی ہی فغان

فاختہ کو ہی جو اُسکے قد موزون کا خیال
جان و دل سے ہو گئی شیداے سرو بوستان

دیکھکر گلشن مین کیون رقصان ہی طاؤس چمن
گر نہین ابر سیہ وہ گیسوے عنبر فشان

صاف جلجاتے ہین پروانے ذرا پروا نہین
شمع کے پردے مین اُسکی بے نیازی ہی عیان

قیس کو ہی گرد باد دشت کی گردش پسند
لیلی محمل نشین کا کچھ تو پایا ہی نشان

عشق شیریں چھوڑ شیریں آفریں پر جان دے
کوہکن سے روز کہتی تھی یہ تیشے کی زبان

چاہیے دل کو کہ اُس سے سلسلہ پیدا کرے
دام آفت ہی دمن کا گیسوئے عنبر فشان

عاریت کچھ نور اُسنے اپنے چہرے کا دیا
ہو گئے اسوجہ سے یوسف عزیز کاروان

اپنے پرتو سے نہ دیتا وہ اگر حسن و جمال
قابل نظارہ کب ہوتے حسینان جہان

رہبر عشق حقیقی ہی یہان عشق مجاز
کون جا سکتا ہی اوج بام پر بے نردبان

چشم عالم سے نہان ہی پر ہی ہستی آشکار
جلوہ گر ہی ہر طرف ہر سو نشان بے نشان

حق ہی یہ دعوی مرا کافی ہین اسکے دو گواہ
اک حسینون کا دہن اور دوسرے انکی میان

اُسکی ہستی کو وہی پہونچے جو ہو ہستی سے نیست
دیر اتنی ہی کہ پردہ ہی خودی کا درمیان

جاگ اے غافل کہ دنیا کا نہین کچھ اعتبار
غفلت دنیائے فانی کو سمجھ خواب گران

روح کو اس جسم خاکی مین نہین ہرگز قیام
چار دن کو ملگیا ہی یہ کرایہ کا مکان

نقش باطل ہی جہان اول فنا آخر فنا
تا کجا پائے جو مثل خضر عمر جاودان

سمجھے کیا راحت کو رنج دل اگر غم دوست ہو
ہی صباح عید پر شام محرم کا گمان

جب ہو ایسی بے ثباتی فکر عقبی ہی ضرور
چار دن کیواسطے سر پر نہ لے بار گران

جستجو ایسے مکان معرفت کی چاہیے
جس مکان مین پردہ چشم ملک ہو سائبان

نور کے پردے ہون اُسمین نور کے دیوار و در
جلوہ برق تجلی جسکی ضو سے ہو عیان

فرش کی جا اُسمین آنکھین قدسیون کی فرش ہون
کرسی و عرش کا پایہ نظر آئے وہان

رقص اُسمین رقص بسمل نغمہ اُسمین آہ دل
سامعین جامے سے باہر بیخودی آرام جان

کچھ بھی حاصل ہو اگر تجکو تصوف کا مزہ ۔ بے تکلف ہو مرے خوان سخن پر میہمان
ایک ہین چشم موحد مین اگر گل ہون ہزار ۔ کون کہتا ہی کہ رنگا رنگ ہی یہ بوستان
ایک لالہ ایک نرگس ایک سنبل ایک گل ۔ ایک سوسن ایک نسرین ایک سمن ایک ارغوان
ایک اصل نسترن ہی ایک فرع یاسمن ۔ ایک برگ ضیمران ہی ایک شاخ زعفران
چشم وحدت بین اگر ہی ایک ہین سب خشک وتر ۔ سبزۂ بیگانہ ہو یا سبزۂ آب روان
باغ مین گلہاے رعنا دیکھکر ثابت ہوا ۔ ہی خزان مین نوبہاران نوبہار آئین خزان
خاک و باد و آب و آتش مین نہین کچھ تفرقہ ۔ ایک طینت ایک خلقت ایک قالب ایک جان
قاضی و مفتی و شیخ و واعظ و میخوار و رند ۔ غور سے دیکھو تو سب ہین ایک جلوہ ہی عیان
ایک محفل ایک صحبت ایک فانوس ایک شمع ۔ ایک طنبور ایک زخمہ ایک مطرب نغمہ خوان
ایک شیشہ ایک بوتل ایک ساغر ایک مے ۔ ایک ساقی ایک شاہد ایک بزم میکشان
ایک طوفان ایک قطرہ ایک گرداب ایک موج ۔ ایک کشتی ایک ساحل ایک بحر بیکران
ایک صحرا ایک ذرہ ایک جادہ ایک راہ ۔ ایک محمل ایک ناقہ ایک میر کاروان
ایک صفحہ ایک نقطہ ایک معنی ایک لفظ ۔ جو بیان ہی وہ زبان ہی جو زبان ہی وہ بیان
گوش سامع چاہیے دونون کی ہی گفتار ایک ۔ خواہ غنچے کا دہن ہو خواہ سوسن کی زبان
جب ہو یکتائی تو پھر کیسی دوئی خاطر نشین ۔ ایک ہین خورشید و ذرہ ایک مہتاب وکتان
شک اگر ہو آئینہ خانے مین چلکر دیکھ لو ۔ ایک صورت کی نظر آتی ہین سو شکلین وہان
راہ ناہموار جب چھوٹی کہان پست و بلند ۔ عالم عرفان مین یکسان ہین زمین و آسمان

اُس زمین کو ترک کر جسمین حدین قایم ہون چار
اُس فلک سے بھاگ ہو جسپر کہ جوزا کا نشان

ایسی محفل مین جا جسمین کہ دو شمعین جلین
ایسے گلشن سے حذر کر پھل ہون جسمین توامان

دیکھ ایدل اسقدر بالا دوی اچھی نہین
کس طرف کا قصد تھا تجھو سے آنکلا کہان

ہوش مین آ گفتگوے بیخودی لازم نہین
یہ وہ محفل ہے جہان انسان کی گنگ ہے زبان

چھوڑ اپنی یہ سخن جو مدعی عرفان کے ہون
صاحب لولاک کا تو ماعرفنا ہے بیان

جان اتنا قائل توحید رب کو ہے نجات
اور کو چین نہین ہے چلنے والونکو امان

کفر مطلق دہر ہے باطل حلول و اتحاد
محض بیجا ہے مذاہب مین حکیمونکا بیان

دور باطل ہے تسلسل کی حقیقت کچھ نہین
ہین سراسر کذب احکام نجوم آسمان

ہر طرح بیفائدہ ہے بحث جبر و اختیار
مصلحت اسکی ہے ظاہر اختیار اسکا عیان

چار جانب ٹھوکرین کھانے سے کچھ حاصل نہین
راہ سیدھی ہے طریق بادشاہ مرسلان

باعثِ ایجاد عالم منبع جود و کرم
مفخر حوا و آدم سرور کون و مکان

نیر برج رسالت شمع بزم معرفت
قبلۂ اہل حقیقت کعبۂ کروبیان

مہبط روح الامین محبوب رب العالمین
زیب بخش صدر تمکین خسرو عرش آستان

حامی و غمخوار امت تاجدار شش جہت
شافع روز قیامت مالک نار و جنان

واہ کیا رعب نبوت ہے کہ جسکے خوف سے
زلزلے مین آجتک ہے مرقد نوشیروان

معجزے ایسے گرمی بستر رہی باقی رہی
آپ آئے بھی گئے بھی پھر سیر لامکان

معنی لولاک سے یہ صاف روشن ہو گیا
وہ نہوتے تو کبھی پیدا نہوتے آسمان

مجمع اعجاز ہی ذاتِ مقدس آپکی　یہ شرف یہ مرتبہ اور انبیا کا ہی کہان
نقش پاے مور تک گر ہے شب تاریک مین　چشم نابینا مین ہو سرمہ جو خاکِ آستان
بندۂ عاجز سے کیا نعت پیمبر ہو سکے　وصف خود کرتا ہی قرآن مین خداے دوجہان
اب قصیدہ ختم کر صفدر اٹھا دستِ دعا　کھول درگاہِ الٰہی مین تضرع سے زبان
یا خداے پاک بہرِ شافعِ روزِ جزا　یا خداے پاک بہرِ حیدرِ عالی مکان
اِس سراپا جرم پر محشر مین ہو فضل و کرم　نار دوزخ سے رہائی ہو ملے باغ جنان
عیش و عشرت مین ہمیشہ زندگانی ہو بسر　جملہ مکروہات دنیا سے ملے مجکو امان

قصیدہ دوم در نعت سرورِ کائنات باعث ایجاد موجودات
مسمی بہ مہر نبوت

بزم سخن مین ہمزبان خاک ہو مجھ انوری　شمع صفت جلا ہے تکے گل ہو چراغ شاعری
خالق علم سے مجھے روز ازل سبق ملا　کسکو نصیب ہے ہی مرا مرتبہ سخنوری
ملک کلام مین مجھے پایہ خسروی ملا　پائی ہر ایک بیت نے رفعت قصر قیصری
وردِ زبان ہی ذکرِ حق مصحف رب ہی دل مرا　کون ہو ہمزبان مرا کون کرے برابری
خلقت عالم جب ہوئی ملک کلام جب بسا　سب ہو میرے امتی مجکو ملی پیمبری
قطرۂ آب بحر ہو ذرۂ خاک مہر ہو　جسکی طرف پڑی مری ایک نگاہ سرسری
سیم قمر طلاے مہر کیون نہ بنا صبح و شام　مجھ سے سپہر پیر نے سیکھی ہی کیمیاگری

فضل خدا سے ہر گھڑی طبع رسا کے ساتھ ہین
پانچ حواس باطنی پانچ حواس ظاہری

نو دعی زبان ہو نمین المعی زمن ہو ئین
نسخہ نویس ہی مرا ایک حکیم آذری

صفحہ مرے بیاض کا صفحۂ آفتاب ہی
نقطے مرے قلم کے ہین زہرہ و ماہ و مشتری

منطق و معنی و بیان سب ہین مری زبان پہ
کندہ ہی میرے نام پر خاتم نام آوری

علم و حدیث مین کمال فقہ مین ہون مین بیمثال
علم ادب مین بو علی علم لغت مین جوہری

کاشف راز حق ہو نمین دعوی کشف ہی مجھے
کس سے کرون مقابلہ زندہ نہین زمخشری

نقطہ ہر ایک ہی مرا متن جوامع الکلم
نکتہ ہر ایک ہی مرا شرح فصول اکبری

معنی صاف کا مرے سامنے ہی وہ آئنہ
جسکی چمک سے آب آب آئنہ سکندری

خانۂ فکر ہی مرا ملک سخن مین بادشاہ
صفحہ ہی تخت سلطنت دائرہ تاج قیصری

عامل اگر کوئی کہے مجکو تو کچھ عجب نہین
بندش صاف شیشہ ہی معنی روشن اک پری

باغ سخن کی سیر سے دولت سرمدی ملی
ہر گل جعفری ہی یان رشک طلای جعفری

سنکے مرے کلام کو کہتے ہین جنکو فہم ہی
معجزہ کلیم ہی یا یہ فسون سامری

طبع رسا ازل سے ہی بحر ہنر مین آشنا
بط کو نہین ہی حاجت کسب فن شناوری

فضل و کمال کم نہین جاہ و جلال کم نہین
اسمین بھی لاجواب ہون گرچہ ہی ننگ شاعری

خسرو خوش بیان ہو نمین سعدی نکتہ دان ہو نمین
اور سے اور ہو گیا مرتبۂ سخنوری

ذہن کو وہ ضیا ملی جسکی چمک کے روبرو
دود سیاہ بنگیا شعلۂ شمع انوری

خضر رہ کلیم ہون پیش رو مسیح ہون
ہو کے مری نیاز مند کرتی ہی ناز شاعری

میرے محیط فکر مین رود کی ایک موج ہی — میرے بیاض شعر کا جزو ہی ایک عنصری

جامی و اہلی و کمال قاسم و فطرت و ظہیر — شرم سے سب ہین سرنگون غالک کرینگے ہمسری

عرفی و فیضی و منیر شوکت و بیدل و حزین — قافیہ تنگ ہو اگر مجھ سے کرین برابری

صائب و حافظ و غنی طالب و دانش و وحید — کہدو کہ مجھ سے سیکھ لین رسم و رہ سخنوری

شاعر انتخاب ہون ناثر لاجواب ہون — سبزہ پائمال ہو مجھ سے کرے جو ہمسری

حق کے تلامذہ جو ہین اُنمین وحید عصر ہون — ملتی مجھے نبی کے بعد ہوتی اگر پیمبری

ایسے سخن اگر کہے مین نے تو کیا مضایقہ — اہل سخن کی رسم ہی لاف و گزاف شاعری

سامنے اہل فہم کے پڑھکے اُسیطرح کے شعر — مین نے بھی کچھ دکھا دیا دبدبۂ سخنوری

ہی یہ عجیب ماجرا تھا مین کہان کدھر گیا — طبع رسا دکھاوے اب شوکت مدح گستری

اُس شہ دین پناہ کا وصف مین اب رقم کرون — جسنے خدا سے ختم کی روز ازل پیمبری

مطلع آب و تاب کا زیب رقم ہوا ہی قلم — جسکو سپہر بھی کہے مطلع مہر خاوری

جلد پلادے ساقیا بادۂ صاف کوثری — عرش برین پہ جائے فکر تا دم مدح گستری

پڑھکے کلام نعت جو قدسیونکو سناؤن مین — سب یہ کہین کہ مرحبا چاہیے ایسی شاعری

مدح ہی جسکے دوست کی بخشے وہی صلہ مجھے — مین ہون گناہ سے بری مجھ سے گناہ ہون بری

نعت نبی شروع ہی بزم مین آئین سامعین — حورین و ولدان خلد سے چرخ سے آئے مشتری

احمد عرش آستان باعث خلقت جہان — فخر زمین و آسمان افسر فرق سروری

خاص جناب کبریا فخر گروہ انبیا — آیۂ رحمت خدا شافع روز داوری

زیر نگین ہین دو جہان تابع حکم آسمان ۔ چرخ برین پہ کیون نہو رجعت مہر قہقری
رب کا شریک ہی عدم آپکا سایہ ہی عدم ۔ غور سے دیکھو مرتبہ کس سے ہوئی برابری
جاکے جو لامکان مین سوئے فلک نگاہ کی ۔ آیا حباب سا نظر گنبد چرخ چنبری
اُس شہ خاص و عام کا خوان کرم ہی یہ فلک ۔ مہر ہی ایک لنگری ماہ ہی ایک تشتری
نام شر و فساد کا عہد مین اُسکے اُٹھ گیا ۔ ذرہ و آفتاب مین مٹ گئی جنگ زرگری
دور مین اُسکے اسقدر دختر رز ذلیل ہی ۔ توڑ دیا ہی تاک نے رشتہٗ مہر مادری
عدل سے اُسکے یک قلم ظلم کا نام مٹ گیا ۔ عشوہ و غمزہ حسین بھول گئے ستمگری
شافع حشر کا کرم خلق سے کس نے کہدیا ۔ خشکی زہد پر ہوئی دامن تر کو برتری
خلق و کرم کا وصف جو کلک و دوات نے لکھا ۔ نکہت مشک اسمین ہی اُسمین ہی آئے بوئے عنبری
عارض تابناک پر گیسوے مشکبار ہی ۔ پنجہٗ آفتاب مین دامن ابر آ رہی
رفعت قصر جاہ ہی غیرت اوج لامکان ۔ ہی وہ بلند آستان رشک سپہر چنبری
اُسکے محب کو حشر مین خوف حساب کچھ نہین ۔ لاکھ گناہ ہون مگر ہی وہ گناہ سے بری
اُسکے محیط فیض سے آب بقا جو مل گیا ۔ طول حیات خضر ہی تا دم دور آخری
کون نہین ہی بہرہ ور کون نہین ہی فیضیاب ۔ عادت آفتاب ہی شیوہٗ ذرہ پروری
واہ رے اوج گنبد مرقد فخر انبیا ۔ ایک کلس ہی سبز رنگ گنبد چرخ اخضری
اُسکی نگاہ قہر کو دیکھلین اگر وہ اک نظر ۔ آنکھین تبدلی کبھو بجائین ساحری و ستمگری
ملک عرب سے ہند تک تیغ جہاد کھنچ گئی ۔ چھپتی ہی خوف قتل سے دیر مین جاکے کافری

جسم سے صاف اُڑ گئے جنگ مین سرکشون کے سر — طنطنہ جہاد تھا معجزۂ پیمبری
ساتھ تھے جو رفیق و یار سب وہ جری بھی جان نثار — رخ سے ہر اک کے آشکار دبدبۂ غضنفری
واہ رے اُنکے زور و دست چار سے چار لاکھ پست — کسکی کہون بہادری کسکی کہون دلاوری
ناریونکو دم وغا برق صفت جلا دیا — چاہ مین آگ بن گئی آب حسام حیدری
راہ خدا سے جو پھرا احلق پہ تیغ پھر گئی — آیا جو راہ راست پر قتل سے وہ رہا بری
عالم دین مین جا بجا رکن رکین ہزار رہا — آج تلک ہی موجزن قلزم فیض گستری
شور اذان کا پانچ وقت وعظ سے منبرون کی زیب — شہرہ ہی آجتک وہی زیر سپہر خیبری
دین مبین مین حشر تک آنہ سکے خلل ذرا — شرع متین سے باندھ دے طرفہ سد سکندری
روز ازل تھا آپ پر صنعت حق کا خاتمہ — اسلیے ذات پاک پر ختم ہوئی پیمبری
ق نور جناب کبریا آپ مین جلوہ گر ہوا — بیچ مین چند روز تھا ایک حجاب ظاہری
نور پھرا کہان کہان پھر وہین پہونچا تھا جہان — دائرۂ ازل ہوا حلقۂ دور آخری
صفدر اب اختصار کر طول سخن کہان تلک — مانگ خدا سے یہ دعا بعد نیاز گستری
چار کرونکو جبتلک گھیرے رہے یہ آسمان — جبتلک آسمان پہ ہی جلوۂ مہر خاوری
پھولین چمن مین جبتلک لالہ و نرگس و سمن — چرخ پہ جبتلک ہین زہرہ و ماہ و مشتری
ابر بہار جبتلک باغ جہانکو زیب دے — نکہت گل ہو جبتلک رشک شمیم عنبری
شاہد گل ہو جبتلک تخت چمن پہ جلوہ گر — بلبل زار جبتلک گل کی سہے ستمگری
بزم جہان مین جبتلک جام سے نام جم رہے — جبتلک آئنے سے ہو تذکرۂ سکندری

زیر فلک ہے جبتلک شام و سحر کا سلسلہ ۔ شمس و قمر ہین جبتلک رونق چرخ چنبری
دین نبی کا جبتلک چار طرف ہو غلغلہ ۔ دہر مین جبتلک رہے شہرۂ تیغ حیدری
صحت و عافیت رہے عزت و منزلت رہے ۔ دولت و مرتبت مین ہو بخت رسا کی یاوری
لیل و نہار زندگی عیش و طرب مین صرف ہو ۔ ابر عطاے حق سے ہو کشت مراد دل ہری

حامی شرع مرتضی شافع حشر مصطفی
سایۂ جعفر و تقی لطف نقی و عسکری

قصیدہ سوم در منقبت علی شیر یزدان مشکلکشاے ہر دو جہان مسمی بہ نادعلی

کونین مین بخشی ہے خدا نے مجھے توقیر ۔ پستی مین ہون سجدہ تو بلندی مین ہون تکبیر
لکھا جو سر لوح مرا حال قلم نے ۔ تقدیر نے خوش ہو کے کہا واہ ری تحریر
سرکار کرامت سے ملا منصب عالی ۔ اقلیم سعادت مین عنایت ہوئی جاگیر
کیا کیا ہین شرف شش جہت دہر مین حاصل ۔ علم و عمل و خلق و کرم عزت و توقیر
رکھون جو قدم سنگ پہ ہو جاے وہ پارس ۔ گر ہاتھ مین لون خاک تو بنجاے وہ اکسیر
کہدو یہ مصور سے مرا رتبہ ہے اعلی ۔ دنیا کے مرقع مین نہ کھینچے مری تصویر
ذی رتبہ مین ایسا ہون کہ تھی روز ازل بھی ۔ فرد سر دفتر مری لوح خط تقدیر
سایہ کیطرح ساتھ ہون شانون سے اتر کر ۔ معلوم فرشتون کو اگر ہو مری توقیر
سر تا بقدم عزم ہون جرات ہون سراپا ۔ شمشیر ہون نہین موے بدن جوہر شمشیر
موسی مری پیشانی پر نور جو دیکھین ۔ فرمائین کہ بیشک یہ تجلی کی ہے تنویر

ہنگام تکلم ہے دہن بہر سلیمان
پھر کیون مجھے آسان نہو آفاق کی تسخیر

شامل ہین بلاشبہہ مرے خاک کے ذرے
مس کو زر خالص جو بنا دیتی ہے اکسیر

میخانہ حکمت مین فلاطون سے آگے
اک عمر سے ہے گوشہ نشین خم تشویر

اللہ رے شرف دیکھ کے ماہ رمضان کو
منہ دیکھتے ہین لوگ مرا صورت شمشیر

روشن ہے مری روشنی طبع سے عالم
ہے قاف سے تا قاف برابر مری تنویر

بیوجہ مرے گرد اجابت نہین پھرتی
نقطہ ہے دعا حلقۂ پرگار ہے تاثیر

اللہ سے پہلے ورق عرش تو مانگے
سنتا ہون کہ کھینچیگا مصور مری تصویر

ابرو کی طرح ہون جو تواضع سے خمیدہ
آنکھون پہ بٹھاتے ہین مجھے صاحب توقیر

حملہ یہ شرف تونے کیے خلق پہ ظاہر
اب اور کوئی نغمہ سنا بلبل تقریر

وہ آئنہ ہے بزم سخن مین مری تقریر
دیکھے تو ابھی بول اٹھے طوطی تصویر

کیا مرتبہ بخشا ہے مرے علم نے مجکو
دل ہے مرا قرآن زبان ہے مری تفسیر

مردون کو مسیحا کیطرح کرتی ہے زندہ
اعجاز کا اعجاز ہے تقریر کی تقریر

ق خالق نے نبی کو دیئے علم بجز شعر
قسمت سے ملی روز ازل مجکو یہ جاگیر

توبہ مین پیمبر نہین شاعر ہون ولیکن
اعجاز مضامین ہین کرامت مری تقریر

بیساختہ تحسین کی صدا غیب سے آئی
دیکھے مری تحریر کو گر کاتب تقدیر

پاکیزہ مرے شعر اگر کان مین پہونچین
بیوقت ہو یا وقت موذن کہے تکبیر

فقرے مرے دو چار اڑائے ہین مقرر
واعظ سر منبر جو کیا کرتے ہین تقریر

پُر نور زمانہ ہی مرے فیض سخن سے — ہون روشنی طبع سے خورشید جہانگیر
قائل ہین مرے کہتے ہین سب صاحب انصاف — دیکھی نہ سُنی ہمنے یہ تحریر یہ تقریر
اور انکا سخن خاک ملے میرے سخن سے — داؤد کا الحان نہین آواز عصافیر
کیا مجھ سے مقابل ہو وہ میدان سخن مین — ہی علم عدو قبضۂ نامرد مین شمشیر
کیا مرتبہ پایا ہی دوات اور قلم نے — وہ نور جہان ہی اسے کہتے ہین جہانگیر
ہنگام رقم رشک سے کٹ جاتے ہین حاسد — تحریر کی تحریر ہی شمشیر کی شمشیر
دیوان مین نقشے جو مضامین کے کھنچے ہین — اوراق ہین سب صورت اوراق تصاویر
ان سب کے سوا اور سنو جوہر ذاتی — کیسی مجھے لائی ہی رہ راست پہ تقدیر
خاک قدم احمد و حیدر ہو نہین جب سے — جن کرتے ہین تعظیم ملک کرتے ہین توقیر
آنکھین رہ مولا مین مری فرش ہین ہر دم — گویا مجھے مخمل سے ملی خواب کی تعبیر
ای طبع رسا اور سُنا مطلع روشن — جسکو کہ مسیحا کہین خورشید کی تنویر
کی مدحت حیدر مین کوئی بیت جو تحریر — گھر اپنا ہوا گلشن فردوس مین تعمیر
جس دن ورق صنع پہ کھینچی تھی وہ تصویر — تھا بال ملک موقلم مانی تقدیر
معلوم ہی سب کو کہ وہ ہمنام خدا ہی — معنی مین جو ہمکو تو نہین کچھ مری تقصیر
وہ نور نبی ہی جو ہی نور خدا مین — پھر قوم نصیری کی عبث کرتے ہین تکفیر
منظور ہی جو اسکو وہ منظور خدا ہی — ہلتے ہی زبان صاف بدل جاتی ہی تقدیر
ادنی کو عنایت ہو اگر رتبہ اعلی — ذرہ ہو چمک کر ابھی خورشید جہانگیر

وہ قہر سے جو وقت بلند ونکو کرے پست
انجم صفت قطرۂ شبنم ہون زمین گیر

وہ چاہے تو گرمی کو بنا دے ابھی سردی
پیدا کرۂ نار کرے برف کی تاثیر

وہ چاہے تو سرما کو کرے موسم گرما
آتشکدۂ گبر بنے خطۂ کشمیر

دریا پہ جو وہ بحر کرم شہر بسائے
موتی کے محل بدلے حبابونکے ہون تعمیر

ہو شب کو اگر نور فشان وہ کفِ روشن
خورشید کرے ماہ سے دریوزۂ تنویر

کیا عدل ہی جو دانۂ شبنم ہو شکستہ
گردون صفت آس کرے نالۂ شبگیر

یہ خوف ہی گوشے سے نکلتی نہین ظالم
ہی چلہ نشین قوس کی محراب مین ہر تیر

سب کام ہین یون مرضی خالق کے موافق
جسطرح ہو مقصود دلی کلک سے تحریر

ایسے ہین زمانے مین کہان محو عبادت
سر سجدے مین ہو پا مبارک سے کھنچے تیر

کیا ساقی کوثر کا ہی میخانۂ اُلفت
مست مے وحدت کے لیے درد ہی اکسیر

اب ڈیلمین ہی کچھ شعر لکھون ہوکے مخاطب
جسکو کہین سب اہل نظر نور کی تصویر

مضمون جو ترے خلق حسن کے ہوے تحریر
مشہور بیاض اپنی حسینی ہوئی تفسیر

وسعت سے ہی وسعت ترے دریائے کرم مین
چھوٹا سا حباب ایک ہی جسمین فلک پیر

ہر چند ترے لطف و غضب دونون ہین یکسان
لیکن اسے تقدیم ہی اور اسکو ہی تاخیر

آیا جو غضب پر تو کیا داخلِ دوزخ
دیکھا نظر لطف سے دی خلد مین جاگیر

کیا دور عدالت ہی کہ میدان مین دم جنگ
دو ٹکڑے برابر ہی ترا کشتۂ شمشیر

گر وقت دعا لب پہ ترا نام نہ آئے
کہنے مین مناجات نہو صاحب تاثیر

قدسی ہوئے کیا شاد جو نقاش ازل نے — کھینچی ورق عرش برین پر تری تصو

جس بزم مین روشن ہو چراغ رخ انور — اعمی ہو تو اُس بزم مین پڑھ لے خط تقد

یون نقش ہی ہر دلمین ترا داغ محبت — آئینے مین جسطرح کھنچے عکس کی تصو

مشہور ہی جو عرش خداوند دو عالم — شاہا وہ ترے روضۂ انور کی ہی تعم

جاتی ہی ہوا جب ترے روضے کی چمن مین — کانٹون سے بھی گل پھوٹتے ہین وہ رہی تا

ذرون سے ترے در کی اگر آنکھ ملائے — خورشید کا حربا کی طرح رنگ ہو تغی

اسدرجہ زمانہ ہی جوان عہد مین تیرے — ہفتے مین کوئی روز بھی باقی نہ رہا پ

یہ کاتب اعمال بھی دشمن ہین عدو کے — نامے مین لکھین اُسکے جو ہو دوست سے تقصی

ق کوثر ہو دوات اور قلم سب شجر خلد — اوراق یہ ساتون طبقات فلک پ

سرگرم کتابت ہون ملائک بھی ابد تک — ممکن نہین ہرگز کہ ترے وصف ہون تحر

تعریف شجاعت کی تو جرات نہین پڑتی — منظور ہی اب خاص مجھے مدحت شمش

کیونکر سر میدان ہو کوئی معرکہ آرا — اللہ سے وہ شیر جری پائے جو شمش

ہی سورۂ والفتح اِسی تیغ کا تمغا — النصر من اللہ سر قبضہ ہی تحریر

کیا کام کیے بدر مین خندق مین اُحد مین — آوازہ ہی اِس تیغ دو پیکر کا جہانگ

حاجت نہین کچھ اسکی نکلنے کی وغا مین — چل جائے اگر ذکر تو آفاق ہو تسخیر

دم دیکھے یہ لیتی ہی ستمگار کی جانین — وہ ہوتی ہین فی النار یہ ہوتی ہی فلکگ

نقاش بنائے اگر اِس تیغ کا نقشہ — ہو جائین ابھی ہاتھ قلم کھینچتے ہی تص

خورشید قیامت کیطرح فوج عدو پر
کس شان سے جاتی ہی دکھاتی ہوئی تیور

یون کاٹتی ہی برق کو یہ تیغ دو پیکر
جسطرح سر شمع جدا کرتی ہی گلگیر

سفاک ہی قتال ہی خونخوار ہی خونریز
پیغام اجل قہر خدا کی ہی یہ تصویر

اشرار کی کیونکر نہ جلین خرمن ہستی
برق غضب خالق اکبر ہی یہ شمشیر

اے طبع روان اب یہ ہوا سر مین بھری ہی
رہوار سبکرو کی صفت کیجیے تحریر

ثابت نہین ہوتا کہ چھلاوا ہی یہ کیا ہی
ہر ہر کا یہ نقشہ ہی کہ بجلی کی ہی تصویر

جو تیز طبیعت ہین یہ ہی انکی زبان پر
ناوک یہ روانی مین ہی تیزی مین ہی شمشیر

گلشن مین اگر بستر گل پر یہ روان ہو
برگ گل تر کا نہ ذرا رنگ ہو تغیر

بالاے ہوا جست مین آیا جو پسینا
کیا کاغذ ابری پہ کھنچی برق کی تصویر

پڑتے ہین سر خاک جو نقش قدم اسکے
اُڑ اُڑ کے وہ بنجاتے ہین انجم فلک پیر

اِس صرصر چالاک سے سب گرد ہین جو اُس
پرواز کو عنقا کے نہ پہونچینگے عصافیر

بالاے فلک ہی کبھی یہ زیر زمین ہی
جانے مین توقف ہی نہ آنے مین ہی تاخیر

یہ شش جہت دہر کو طی کر کے پھر آئے
پہونچے بھی نہ انسان کی نگہ تا فلک پیر

سیماب سے سیلاب سے بجلی سے ہوا سے
یہ سب سے سوا ہی اِسے کیا کیجیے تعبیر

اب طول قصیدے کو مناسب نہین صفدر
ہوتی ہی گران سب کو جو بڑھ جاتی ہی تقریر

اِس دور مین حضرت کی صفت لکھنی ہی مشکل
شاید کہ قیامت کی اُدھر ہمسے ہو تحریر

کسکی ہی یہ طاقت کہ لکھے مدحت مولے
یہ روز قیامت یہ شفاعت کی ہی تدبیر

مقصود دلی ساقی کوثر سے طلب کر — واقف ہین ترے حال سے خود شاہ جہانگیر
یا شیر خدا واسطہ باقر و سجاد — یا شیر خدا واسطہ شبر و شبیر
عقبیٰ مین عنایت ہو مجھے دولت عقبیٰ — دنیا مین نہون صدمۂ دنیا سے مین دلگیر
محتاج نہون دولت و حشمت سے بسر ہو — فرداے قیامت کو ملے خلد مین جاگیر

محشر مین پیمبر کی شفاعت ہو میسر
اللہ نہ دے جرم و خطا کی مجھے تعزیر

قصیدہ چہارم در منقبت امام حسن مقبول بارگاہ ذوالمنن مسمی بہ خلق حسن

نقش باطل ہے طلسم ہستی ناپائدار — ہے تصرف مین خزاں کی اس گلستاں کی بہار
جاے عبرت ہے سراسر یہ جہان بے بقا — اسکا حاصل حسرت و افسوس ہے انجام کار
روز و شب راہی ہین لاکھون قافلے سوے عدم — غیر ذات حق کسی شی کو نہین دم بھر قرار
اس تماشاگاہ مین چشم بصیرت چاہیے — ہر جگہ ہر شے مین ہے نیرنگ قدرت آشکار
صنعت خلاق عالم خشک و تر سے ہے عیان — آج صحرا خشک ہے کل موجزن ہونگے بحار
عالم اسباب مین توام ہین شادی و غم — گلشن ایجاد مین جسطرح گل کے ساتھ خار
عالم فانی مین ہم آئے ہین دم بھر کے لیے — زندگی اپنی حباب آسا ہے یا مثل شرار
پیش آنی ہے ہر اک کو منزل ملک عدم — شیخ ہو یا برہمن یا محتسب یا بادہ خوار
کوئی بچکر جاے اس سفاک عالم سے کہان — سر پہ ہر دم ہے قضا مانند تیغ آبدار
روح ہے ہنگام فنا کاشانۂ تن چھوڑ کر — طائر بے آشیان کیطرح ہوگی بیقرار

رنگ عبرت چھا رہا ہے ہر طرف گلزار میں
دیکھتا کیا ہوں کہ سارا باغ ہے آتشکدہ
فاختہ سکتے میں بلبل دم بخود طوطی خموش
داغ حسرت دل پہ کھائے ہے سبزہ سرنگون
اک طرف پژمردہ ہے باغ میں کوئل کی صدا
چشم عبرت بین سے خون دل بہاتی ہے حنا
پای گل شمشاد ہے شمشاد پر قمری خموش
پتے حسرت سے کف افسوس ملتے ہیں کہیں
انقلاب ہستی موہوم پر ہنستے ہیں گل
دیکھکر یہ کثرت رنج و الم گلزار میں
بھر کے آہ سرد یہ بولا کہ ظاہر ہے سبب
فصل گل میں چل رہی ہے چار سو باد فنا
کیقباد و بہمن و اسکندر و دارا و جم
کل تلک رکھتے تھے ہفت اقلیم پر جو دسترس
کیا ہوا تخت سلیمان کیا ہوا خسرو کا تاج
طاق سے کسریٰ کو جم کو جام سے کیا مل گیا
جیفہ ہے پامال ہو وہ کاسۂ سر ای فلک

جوش وحشت میں جو کی اک روز سیر لالہ زار
گل گریبان چاک ہیں روتی ہے شبنم زار زار
محو حیرت نرگس شہلا ہے گریان آبشار
بار غم سے اٹھ نہیں سکتی ہے شاخ میوہ دار
اک طرف گلشن میں عبرت خیز ہے صوت ہزار
لوٹتی ہے خاک پر سنبل کی زلف مشکبار
کثرت افسردگی سے سرنگون ہیں برگ و بار
ہر شجر ہے نخل ماتم ابر گلشن اشکبار
بے ثباتی دیکھکر روتی ہے شبنم زار زار
باغبان سے میں نے پوچھا ماجرا بے اختیار
بے ثباتی ریاض ہستی ناپائدار
اس ریاض بے بقا میں چار دن کی ہے بہار
اٹھ گئے اس عالم فانی سے کیا کیا نامدار
آج وہ کنج لحد میں سوتے ہیں بے اختیار
کیا ہوا چتر فریدون کیا ہوا اسفندیار
رہ گئے دنیا میں سے دنیا کے یہ نقش و نگار
تھا کبھی جلوہ نما جس سر پہ تاج افتخار

طوطیائے چشم سے بڑھکر تھی جنکی خاک پا — کو بکو صرصر لیے پھرتی ہی اب اُنکا غبار
نیند آتی تھی نہ جنکو فاقم و سنجاب پر — خاک پر وہ سو رہے ہین بیخبر زیر مزار
آج اُنکی تربتون پر شامیانہ تک نہین — گرد سر پھرتا تھا جنکے چتر زرین بار بار
صفحۂ ہستی سے کیا کیا مٹ گئے نام و نشان — کیسی کیسی شوکتین دکھلا گئے عالی وقار
جب کسی کی شمع عشرت بزم مین روشن ہوئی — جنبش بادِ فنا سے گل ہوئی انجام کار
ہوگئے ہین داغ حسرت کیسے کیسے مہ جبین — ملگئے ہین خاک مین کیا کیا حسین و گلعذار
خاک مین آلودہ ہین آج اُنکے موے عنبرین — غیرت سنبل تھی کل جنکی زلف مشکبار
اُنکی وہ نازک دماغی کیا ہوئی بعد فنا — جنکو ہوتی تھی چمن مین نکہتِ گل ناگوار
مثل گل جو خندہ زن تھے مثل بلبل نعرہ زن — سوتے ہین خاموش وہ کنج لحد مین غنچہ وار
مرقدون مین اُنکے اب تار کفن تک بھی نہین — جنکے زیب جسم رہتا تھا لباس زرنگار
چھپ گئے افسوس کیا کیا مہر طلعت خاک مین — شکل اسکندر تھی جنکی سیکڑون آئینہ دار
خواب مین بھی اب نظر آتی نہین وہ صورتین — زلف و عارض دیکھتے تھے جنکی ہم لیل و نہار
ہوگئے آنکھون سے اوجھل اب وہ یاران عدم — جنکو بے دیکھے ہمین دم بھر نہ آتا تھا قرار
کسکو کسکو یاد کیجے کسکو کسکو رو دیئے — روز جاتے ہین عدم کو ہمنشین دو تین چار
جسکے اول بھی عدم ہو اور آخر بھی عدم — اُس حیات چند روزہ کا بھلا کیا اعتبار
کس طرح طے ہوگی یارب منزل ملک عدم — بیخبر گم کردہ رہ بے توشہ بے یار و دیار
دیکھتے ہین وہ تماشے جو کبھی دیکھے نہ تھے — دیکھیے کیا کیا دکھائے انقلاب روزگار

اس تصور مین جو سویا خواب مین دیکھا یہ حال
ایک مرد پیر مجھ سے کہہ رہے ہین خضر وار

ہر بشر کو پیش آتی ہی یہ راہِ ناگزیر
ایک دن ہر اک کو ہوتا ہی لحد سے ہمکنار

فکر سے کیا فائدہ جسمین بشر مجبور ہو
روز و شب اِسکے تصور مین عبث ہی بیقرار

چاہیے وہ کام کرنا جس سے رہ جائے نشان
آدمی دنیا مین کچھ تو چھوڑ جائے یادگار

ذکر آجاتا ہی اکثر جام سے جمشید کا
نام اسکندر رہی اب تک آئنے سے برقرار

ہی کلام اچھا ترا لیکن اِسے ضایع نہ کر
فرض ہی تجھپر ثنائے خسروِ عالی وقار

سبطِ پیغمبر قسیمِ کوثر و جنت حسن
نیرِ دین شمعِ بزمِ بادشاہِ ذوالفقار

خواب راحت سے ہوا بیدار جب وقتِ سحر
آنکھ کھلتے ہی خیال آیا یہ دل مین ایکبار

وصف مین اُس شاہ کے ایسا کوئی مطلع لکھون
ہو جو دیوانِ سخن مین انتخابِ روزگار

مطلع بخشش امت کا ہی تیری شفاعت پر مدار
عروۃ الوثقائے دین و امن کا تیرے تار تار

ایک ذرہ تیرے دستِ فیض مین ساتون فلک
ایک قطرہ تیرے بحرِ جود مین ساتون بحار

قاسمِ خلد و جہنم حاکمِ ارض و سما
واہ کیا پایا ہی سرکارِ خدا مین اختیار

جن و انسان و ملک سب ہین ترے فرمان پذیر
تھے سلیمان بھی مگر ایسا کہان تھا اقتدار

جب ترے خلقِ حسن کا ذکر ہوتا ہی کہین
دود مجمر اُسکے بنجاتا ہی ابرِ مشکبار

بے طلب پاتے ہین سائل تیرے در سے ہر مراد
جنبشِ لب کی نہ کچھ حاجت نہ رنجِ انتظار

آنکھ کھولے منتظر رہتے ہین تارے رات بھر
اِس تمنا مین کہ سرمہ ہو ترے در کا غبار

روز میدان ہمعنانِ جعفرِ غازی لقب
وقتِ جولان ہمرکابِ خسروِ دلدل سوار

آستانِ پاک پر تیرے ہوئے ہین اگر بہرہ یاب
ساکنانِ سربلند باشندگانِ ہر دیار

واہ کیا تاثیر ہی موجِ نسیمِ فیض کی
کہکشانِ گردون پہ ہین تارون سے شاخِ میوہ دار

تیرے کوچے مین قدم رکھے تو حاصل ہو یہ اوج
نقشِ پا اسکا بنے گردون پہ تاجِ افتخار

تیرے باغِ خلق سے شاید ہوئی ہی مستفیض
جامۂ گل مین جو شبنم نے ملا عطرِ بہار

اعتبارِ خاندانِ حشمت و اقبال و جاہ
افتخارِ دودمانِ شوکت و عز و وقار

بزمِ عالی مین اگر ہو جائے بلبل کا گذر
پھول کر گل سے کے اپ یکسے مین ہون ہزار

مہر کو تیرے رخِ روشن سے کچھ نسبت نہین
اسمین اور اسمین نظر آتا ہی فرقِ نور و نار

عدل تیرا سارے جنگل کو جلادے یک قلم
پاے رہرو کے اگر چھالے کو توڑے نوکِ خار

سنگ اگر شیشے کے چہرے پر کڑی ڈالے نظر
تیرے رعبِ معدلت سے کانپ جائین کوہسار

تیری میزانِ عدالت مین اگر عالم تلے
سال بھر نکلین برابر وزن مین لیل و نہار

رونقِ اسلام تیرے عہد مین ایسی ہوئی
پاے بت پر اب ہی سجدہ برہمن کو ننگ و عار

مرتکب دزدی کا جو ہوتا ہی پاتا ہی سزا
خطِ کفِ خوبان لگے ہین دزدِ حنا کے حق مین دار

تیری تعریفِ شجاعت گر کوئی کاتب لکھے ق
ہاتھ مین بنجائے خامہ صاف تیغِ آبدار

جتنے ہین حرفِ مرکب سب اُن لکھنے مین جدا
صفحۂ قرطاس پر مانند امواجِ بحار

اسقدر اوصاف ہین ذاتِ مقدس مین ترے
ہو سکے ہرگز شمار اُنکا نہ تا روزِ شمار

ایک ساحل تو ازل ہی دوسرا ساحل ابد
کس قدر رکھتا ہی وسعت قلزمِ عز و وقار

عہد مین تیرے کہین تکلیف اب باقی نہین
تندرستی تمام صحت ہر کسی سے ہمکنار

ذرے ذرے کو ہی تیرے زایرونکا یہ ادب — کاروان جا بجا بہر تعظیم کو اُٹھے غبار

جو ترے پیرو ہین اُنمین صاف پرتو ہی ترا — جیسے ذرات زمین خورشید کے آئینہ دار

ق

آستان پاک پر گر دفن ہو تیرا محب — عرش سے قندیل آ کر کیون نہو شمع مزار

حشر تک آسایش و آرام سے سوتا رہے — پرسش اعمال کی دہشت نہ تکلیف فشار

مدحتِ شمشیر مین قاصر ہی خامے کی زبان — تیز مثل برق رخشان مثل گوہر آبدار

روز میدان اِسکے کھینچنے کی کوئی حاجت نہین — ذکر چلجاے اگر نصرت ہو دم مین آشکار

معرکے مین جب چلی اک حشر برپا کر دیا — صاف آتی ہی نظر شان جلال کردگار

روز میدان اک جھلک اُس برق وش کی دیکھکر — کوئی بسمل ہی کوئی بیتاب کوئی بیقرار

بادۂ خون عدو پیکر عجب انداز سے — جھومتی ہی نشۂ جرأت مین مثل بادہ خوار

یہ برش یہ آب یہ دم خم یہ جوہر یہ چمک — ہی یہ تیغ حیدری یا قدرتِ پروردگار

بے تکلف لیتی ہی بوسے دہان زخم کے — بے تامل ہوتی ہی اعداے دین سے ہمکنار

ہوگئے بسمل ہزارون اُڑ گئے لاکھون کے سر — چل گئے جب وار اِس سفاک کے دو تین چار

مومنون کے ہاتھ مین روز وغا ہوتی ہی پھول — کافرون کے دل مین چبھتی ہی برنگ نوک خار

ناشناسا پیشکش کرتے ہین نقدِ جان و دل — واہ کیا پایا ہی بازار فنا مین اعتبار

بیشمار اوصاف ہین کس کسکو ظاہر کیجیے — پاک طینت صاف باطن مستقل عالی وقار

روز اول سے یہی غنا ہی اِس شمشیر کا — لا فتا الا علی لا سیف الا ذو الفقار

کس زبان سے وصف ہو اب سبکرفتار کا — ہی براق مصطفی کی نسل سے یہ راہوار

سب ازل سے اسکے ہین وارفتہ طرزِ خرام
موج دریا بوے گل ریگ روان بادِ بہار

کیا چھلاوا ہے کہین اک دم ٹھہرتا ہی نہین
مثلِ دل بیتاب مثلِ نبض عاشق بیقرار

ایک دن دیکھا تھا کادہ اس صبا رفتار کا
ڈھونڈھتی پھرتی ہے ابتک گردشِ لیل و نہار

جلد ایسی جیسے رنگ روے شیرین ہو فدا
بال ایسے جیسے زلفِ صاحبِ محمل نثار

شوخی رفتار پر بس پس گئے پریون کے دل
جب ادا و ناز سے رکھے قدم دو تین چار

برق و باد و ابر و خورشید و سہیل و ماہتاب
عالم ایجاد مین سب ہین اسی کے یادگار

خاتمہ سرعت کا ہے اس اسپ خوش رفتار پر
آگے جاتا ہے اسے اپنے نظر کا ناگوار

عزمِ راکب سے پہونچ جاتا ہے پہلے رزم مین
باگ اٹھانے کا کبھی کرتا نہین یہ انتظار

طے کرے افلاک کو آئے تعلی پہ اگر
داخلِ تحت الثری ہو گر دکھائے انکسار

عرصہ کونین کو یہ بے تکلف طے کرے
جبتلک بالشت بھر بھی راہ مین اٹھے غبار

ق
کیا کرون تعبیر اسکو کس سے نسبت دون اسے
سیل ہے سیماب ہے شعلہ ہے بجلی ہے شرار

کیا کمیت فکر اسکی وصف موزون کر سکے
جو سمندِ بادپا ہو انتخابِ روزگار

اب قصیدہ ختم کر صفدر دعا کا وقت ہے
عرض کر خلاقِ عالم سے کہ اے پروردگار

دعا
جبتلک عالم مین ہے دینِ نبی کا غلغلہ
جبتلک مشہور ہے حیدر سے نامِ ذوالفقار

جبتلک ہے گردشِ گردونِ دون کا سلسلہ
جبتلک آفاق مین ہے انقلابِ روزگار

جبتلک ہین بلبلین گلزار مین گل پر فدا
جبتلک ہین قمریان سرو لبِ جو پر نثار

تا زبیدہ رہ چمن جبتلک خزان سے ہون ملول
گلشنِ عالم مین آئے جبتلک فصلِ بہار

عشقبازی مین ہو جبتک عہد و پیمانکا رواج	عاشق و معشوق مین ہون جبتک قول و قرار
بیقرار و مضطرب ہون جبتلک ہجران نصیب	وصل مین ہون عاشق و معشوق جبتک ہمکنار
جبتلک ہون پیرہن جوش جنون سے چاک چاک	جبتلک ہون فرط وحشت سے گریبان تار تار
ورثہ التاج شرف ہو ظل چتر مغفرت	سایۂ رحمت مرے سر پر ہو تاج افتخار
روز محشر ہون پناہ احمد مختار مین	گرمی مہر قیامت سے بچے جسم نزار
مین سراپا جرم ہون تو خالقِ نکتہ نواز	مین ہمہ تن معصیت تو داور آمرزگار
شکل غنچہ باغ عالم مین نہ ہو دلبستگی	یاد مین تیرے بسر ہو زندگی لیل و نہار

جبتلک دنیا مین ہے شعر و سخن کا تذکرہ
یہ قصیدہ بھی رہے بزم جہان مین یادگار

قصیدہ پنجم در منقبت امام حسین نور نگاہ شہنشاہ مشرقین مسمی بہ جام شہادت

آجکل حال زمانے کا ہوا ہے ابتر	کیا ہی بگڑا ہے مزاج فلک دون پرور
روز اک شعبدہ تازہ پیا کرتا ہے	نہین معلوم کہ ہے چرخ کو کیا بد نظر
صحبت علم و ہنر اب کہین باقی نہ رہی	دلکو بہلائین کہان کس سے ملین جائین کدھر
فلکِ شعبدہ پرداز کی نیرنگی سے	دربدر خاک بسر پھرتے ہین ارباب ہنر
غیرت نغمۂ بلبل تھے ترانے جنکے	دم بخود بیٹھے ہین وہ سر کو جھکا کے ششدر
بات کرنیکا نہ تھا جنکو سلیقہ مطلق	شکل بقراطی زبان چلتی ہے انکی فر فر

ایک گردش مین فلک کی صفت تیغ اصیل — زنگ کلفت مین چھپے اہل ہنر کے جوہر
وہ سمائے نہین نظرو نمین کسی کے افسوس — شیر بھی بھاگتے تھے دیکھ کے جنکے تیور
چشم عالم سے نہان ہو گئے یون اہل کمال — ابر تاریک مین چھپ جاتا ہی جسطرح قمر
نام عالم مین کہین شرم و حیا کا نہ رہا — لٹتی پھرتی ہین سر عصمت و عفت گھر گھر
اب کہان نعرۂ تکبیر کہان شور اذان — زنگ و ناقوس کی آتی ہی صدا آٹھ پہر
ہو اگر قصد حرم دیر کا رستہ تبلائین — منزل دہر مین پیش آتے ہین ایسے رہبر
چارسو گرم ہی آفاق مین بازار فریب — جنس ایمان کو عبث بیچتے ہین سوداگر
ایک پیسے کے عوض کھاتے ہین جھوٹی قسمین — پہنین قرآن کا جامہ تو نہ آئے باور
آب رحمت کی دعا گر کوئی دہقان مانگے — کشت امید پہ افلاک سے برسین تبر
صورتِ خضر اگر آب بقا بھی ملجائے — نخل امید نہو حشر تلک بار آور
قصر و ایوان مین جو دن رات بسر کرتے تھے — اب کرائیکا میسر نہین اُنکو چھپر
فرش تھے قاقم و سنجاب سے بہتر جنکے — بورئے اب وہ بچھاتے ہین بجائے بستر
رہگئے عالم فانی مین فسانے اُنکے — اٹھ گئے قیصر و خاقان و جم و اسکندر
تیری ٹوپی پسند آئی ہی اک عالم کو — بھول کر بھی کوئی لیتا نہین نام افسر
کرسی و منبر کا اس درجہ چڑھا ہی پایہ — تخت طاؤس بھی پائین تو لگائین ٹھوکر
تمغۂ گستر و نمین لگا ہی خلافت تہذیب — سرگرانی کا سبب ہوتے ہین مشک و عنبر
قید نسرین و سمن کی نہین گلزار دہن — گل خوشبو نہو جسمین وہ لگاتے ہین تبر
۱۰

انقلاب نوجوانان

نئے انسان ہین نئے علم نئی صحبت ہی　　کیا کرے وہ جو نہو ان ہفتونکا خوگر
نہ بزرگون کا ادب ہی نہ عزیزونکا لحاظ　　نوجوان آجکل اس درجہ ہوے ہین خودسر
دنکو ہی بادہ کشی رات کو شاہد بازی　　نہ انھین باپ کا اندیشہ نہ خوف مادر
چانڈو خانونمین شب و روز پڑے رہتے ہین　　امرازادون کی یون ہوتی ہی اوقات بسر
شرم قاضی سے کسی کو ہی نہ مفتی سے حیا　　خُم کے خُم پیتے ہین میخانون مین بیخوف و خطر
فہم برعکس ہی تدبیر غلط عقل خلاف　　منفعت جسکو سمجھتے ہین اُسی مین ہی ضرر

انقلاب نازنینان

ناز مین بھول گئے عشوہ و انداز و ادا　　آنکھ عشاق سے ملتے ہی طلب کرتے ہین زر
نہ وہ چنچل پن نہ وہ شوخی نہ وہ طرز رفتار　　نہ وہ انداز نہ وہ عشوہ گری کے تیور
نظر آتی نہین وہ چشم فسونساز کبھی　　پھرتی ہی آنکھونمین وہ زلف سیاہ تا بکمر
کیا ہوے مہر لقا ماہ جبین گلرخسار　　ڈھنبان بیٹھی ہین پہ چکلونمین جو بنکر دلبر
چشم وہ چشم ہی جسمین کہ نہین شرم و حیا　　زلف وہ زلف ہی جس سے کہ پریشان ہو بشر

انقلاب میخانہ

فلک تفرقہ انداز کی اک گردش مین　　دفعتہً بزم خرابات ہوئی زیر و زبر
گردش جام کہان صحبت احباب کہان　　درِ مسک کیطرح بند ہین میخانون کے در
نشۂ مے کی ترنگین ہین نہ شور قلقل　　بادہ خوارون کے نہ جمگھٹ ہین نہ دور ساغر
اب ہی اس دور مین یہ حال تنگ ظرفونکا　　آپ کو بھول گئے بادۂ نخوت پیکر
ان کو بدمست پھرا کرتے ہین بازارونمین　　شب کو بیہوش پڑے رہتے ہین ٹکھائی کے گھر

انقلاب جواہر

قیمت لعل بدخشان ہی نہ قدر الماس　　سنگریزون سے زبون تر ہی عقیق احمر

اشک خون بنکے گرا چشم جہان سے یاقوت | سبزۂ فصل خزان سے ہے زمرد کمتر
کوئی فیروزے کو لیتا نہیں زنگار کے مول | نیلگون شیشے کو دیتے ہین شرف نیلم پر
جھوٹے موتی ہین حسینونکو پسند خاطر | باہر آتے نہیں اب بطن صدف سے گوہر

(انقلاب چمن)

قابل رحم ہے احوال جوانان چمن | کوئی پژمردہ خزان سے ہے کوئی خاک بسر
بلبلین بھول گئین زمزمہ سنجی اپنی | نازپروردِ چمن ہوگئے حسرت پرور
نہ کہین نعرۂ قمری ہے نہ مذاق الفت | نہ کہین شور عنادل ہے محبت کا اثر
نہ کہین نرگس شہلا نہ بہار سوسن | نہ کہین نکہت گل ہے نہ کہین باد سحر
نغمہ سنجان چمن اڑگئے گلزارون سے | چیلین منڈلاتی ہین اب باغ کی دیوارون پر
حسرت و یاس و ملال و قلق و رنج و الم | باغ عالم سے ملے ہمکو یہ دو چار ثمر

(انقلاب جانوران)

بلبلین مثل صبا ہوگئین گلشن سے ہوا | کلچڑی بیٹھتی ہے شاخ گل نسرین پر
گردش چشم غزالان چمن بھول گئے | لومڑی زعم مین اپنے ہے پری سے بڑھکر
ہنس آنکھون سے نہان ہوگیا مثل عنقا | زاغ کی دم مین نکل آیا ہے سرخاب کا پر
چیل بھیری سے سوا شپرہ ہدہد سے فزون | باز سے بوم سوا چغد ہما سے بہتر
نعمتین کھاکے ہوئی گربۂ مسکین فربہ | ہوگئے شیر ژیان فاقہ کشی سے لاغر

(انقلاب [illegible])

دیکھتا کوئی نہیں رقص حسینان جہان | ناچتے پھرتے ہین اب شہر مین گھر گھر بندر
دیکھکر ابلق ایام کی فتنہ سازی | خانۂ چشم سے باہر نہیں جاتی ہے نظر
کیون ہوا حال زمانے کا دگرگون یارب | وہی دن ہین وہی راتین ہین وہی شام و سحر

شکل آئینہ مجھے آٹھ پہر حیرت ہی
جو تماشے نہین دیکھے تھے وہ آتے ہین نظر

گردش چرخ سے دونون ہین یہ محو حیرت
دل کو کچھ میرے خبر ہی نہ مجھے دل کی خبر

لیچلے عالم فانی سے تحائف کیا کیا
سوز دل رنج و الم کثرت غم داغ جگر

استخوان خاک ہوے خاک بھی برباد ہوئی
جور افلاک سے ممکن نہین مر کر بھی مفر

ہین زمانے سے خفا مجھ سے زمانہ بیزار
مجھسے عالم ہی گران مین ہون گران عالم پر

بات وہ بات ہی جس بات مین ہو کچھ تاثیر
رنگ وہ رنگ ہی جس رنگ کا دل پر ہو اثر

فائدہ پند سے کیا جب کوئی سنتا ہی نہین
شمع کیطرح سر بزم خموشی بہتر

اس تصور مین رہا دیر تلک مین خاموش
دل بیتاب نے گھبرا کے کہا ای مضطر

انقلاب فلک پیر نہین آج نیا
سیکڑون رنگ بدلتا ہی یہ چرخ اخضر

دیکھ تو گذرے ہین عالم مین وقایع کیا کیا
یاد کر معرکۂ قتل شہ نام آور

جنکے گھر کا ملک الموت ادب کرتے تھے
شام و کوفہ مین پھرے انکے حرم خاک بسر

نیچے فرق شہ دین تخت کے اوپر ہو یزید
گردش چرخ کا کہتے ہین اسے زیر و زبر

چھوڑ اس فکر کو لکھ مدح شہنشاہ زمن
جسکا ادنی ہی صلہ گلشن جنت کا ثمر

دل کی یہ راے پسند آئی نہایت مجکو
دفعتہ مدحت شبیر ہوئی مد نظر

آب زر سے لکھون اب مطلع روشن ایسا
جسکے آگے ہو خجل مطلع مہر خاور

ساقیا جلد پلا بادۂ صاف کوثر
شوق کہتا ہی کہ لکھ مدح شہ جن و بشر

وہ شہ جن و بشر کون حسینؑ مظلوم
فدیۂ خالق کونین شہید اکبر

صابر و شاکر و غازی و امامِ برحق — قرۃ العین نبی راحتِ جانِ حیدر

نیرِ برجِ شرف لمعۂ خورشیدِ نجف — رونقِ دینِ مبین زینت و زیبِ منبر

حاکمِ کون و مکان بادشہِ ہر دو جہان — قاسمِ نار و جنان مالکِ حوضِ کوثر

واہ کیا مرتبہ دربارِ خدا مین پایا — وے کے سر ہو گئے سرکار کے منظورِ نظر

کام وہ کام کیا جو نہ کسی سے ہوگا — کیون نہ ہو مرتبہ درگاہِ خدا مین برتر

جسمین ہو یادِ جنابِ احدی دل ہے وہ دل — جو فدا راہ مین معبود کے ہو سر ہے وہ سر

کیون نہو کسکے یہ بیٹے ہین نواسے کسکے — خلفِ شیرِ خدا لختِ دلِ پیغمبر

سیکڑون رنج و الم صدمہ و غم تھے لیکن — مغفرت امتِ عاصی کی رہی مدِ نظر

سر دیا حاکمِ ظالم کی اطاعت نہ ہوئی — کرتے فرزندِ نبی بیعتِ فاسق کیونکر

شہِ مظلوم پہ گذرے ہین مصائب کیا کیا — سوزِ دل داغِ جگر دردِ کمر ضعفِ بصر

قصد جب آپکے اوصاف کے گننے کا کرے — پہلے تبلادے ہمین ریگ کے ذرے گنکر

بہرِ بخشش ہمین کافی ہے دلاسہ دین — خوفِ محشر سے نہو اے دلِ غمگین مضطر

اور طوفان سے نہین کوئی بچانیوالا — کشتیٔ امتِ عاصی کے یہی ہین لنگر

صفتِ عبادت

کون ہے خلق مین مصروفِ عبادت ایسا — کبھی غافل نہوے یادِ خدا سے دم بھر

ذکرِ حق یادِ خدا بخششِ امت کی دعا — تھے یہی شغلِ امامِ دو جہان آٹھ پہر

دل وہ دل ہے رہے جس دلمین تصور اُسکا — آنکھ وہ آنکھ ہے جس آنکھ کی حق پر ہو نظر

تھا یہ اعجاز بس قتل کہ ہنگامِ نماز — نیزے پر کعبہ کو پھر جاتا تھا فرقِ اطہر

صفات حضرت امام

بندگی ایسی ہو خالق کی عبادت ایسی
دم آخر بھی رہا سجدۂ معبود میں سر

صبر و شکر و ادب و جود و سخا خلق و کرم
خاتمہ ہو گیا ان سب کا شہ والا پر

نہ کیا شکوہ بجز شکر کسی آفت میں
رہی ہر حال میں خالق کی عنایت پہ نظر

ہمہ تن خیر تھے سرتا بقدم خلق و کرم
جامۂ صبر و رضا قطع ہوا تھا شہ پر

دشمنوں سے تھے مدارات میں مجنوں پہ کرم
تھے سراسر شہ دین رحمت حق کے مظہر

صبر ایوب ملا خلق حسن زور علیؑ
علم ادریس ملا معجزۂ پیغمبر

صفت عدالت

ختم تھا حضرت شبیر پہ عدل و انصاف
اب کہاں ایسے زمانے میں عدالت گستر

نام تک ظلم و ستم کا کہیں باقی نہ رہا
بچہ بز کو نہیں شیر سے کچھ خوف و خطر

سنگ دیکھے جو کڑی آنکھ سے شیشے کی طرف
آتش عدل سے جلکر ہو وہیں خاکستر

آئینہ شکل کم و بیش اگر دکھلائے
خوف سے زیر زمیں کانپ اٹھے اسکندر

نیند میں سبزۂ خوابیدہ کے آئے جو خلل
دار شمشاد پہ گلشن میں چڑھے باد سحر

کوئی چھپ کر ہو اگر مرتکب میخواری
طوق میخوار بنے حلقۂ دور ساغر

شمع کر سکتی نہیں گرمیاں پروانے سے
شعلۂ آتش سوزاں کو ہے پتنگے سے حذر

صفت سخاوت

کبھی دیکھی نہ سنی ہوگی سخاوت ایسی
مال کیا چیز ہے امت کے لیے دیدیا سر

وقت بخشش کبھی اُن ہمت کرم کے آگے
نہ جواہر کی حقیقت تھی نہ کچھ مال تھا زر

ہوا مولیٰ کی سخاوت سے یہ عالم معمور
مفلسی کہتی ہے ہر بیت کے میں جاؤں کدھر

فاقہ رہنے نہیں پاتا تھا کہیں عالم میں
آکے مولیٰ کے یہاں کرتا تھا اوقات بسر

شہ نے بخشا تھا اُسے ہنر دو شالہ اک دن
اوڑھے پھرتا ہے جو آفاق میں چرخ اخضر

دیکھکر جود و عطا چاک ہوا انجل کا دل
پھٹ گیا اُنکی سخاوت سے سخاوت کا جگر

فیض سے جنکے نہ محروم رہے شاہ و گدا
اُٹھ گئے عالم فانی سے وہ عالم پرور

صفت شجاعت

لکھنی ہے جرأت ابن شہ مردان مجھکو
تیزی طبع دکھا تیغ زبان کے جوہر

دیکھتے سام و نریمان جو وغا کے مولی
نام لیتے نہ شجاعت کا کبھی بار دگر

شاہ کو تیغ بکف دیکھ کے ہنگام وغا
خوف سے ترک فلک کانپتا تھا گردوں پر

روز میدان شہ والا نے ستمگاروں کو
صاف دکھلا دیے شمشیر قضا کے جوہر

چشم شپیر میں تھا رعب الٰہی ایسا
آنکھ ملتے ہی ہوے درہم و برہم لشکر

صفت شمشیر

کیا ہو شمشیر زبان سے صفت تیغ اصیل
آب میں برق تپان آب میں شک گوہر

حق نے بخشے ہیں اسے جوہر ذاتی کیا کیا
ہاتھ میں فتح اجل حکم میں قبضے میں ظفر

فوج اعدا کی صفیں درہم و برہم کردیں
چار سو ہوگیا ہنگامۂ روز محشر

سرکشوں کے کبھی سر میں گئی مثل نخوت
مردم چشم سے نکلی کبھی مانند نظر

جب ذرا شکل پری تیغ نے جھل جل دکھلائی
نور کیا ناریوں کا رہ گئے سائے جلکر

خون فشاں دیکھ کے تلوار کو کہتی تھی قضا
پھل ہے یہ تیغ کا یا نخل شجاعت کا ثمر

تھلکا پڑ گیا ہلچل تھی تلاطم برپا
رن میں لشکر تہ و بالا ہیں صفیں زیر و زبر

صفت اسپ

تیزیاں اپنی دکھا فکر رسا یک خیال
صفت اسپ سبکرو ہے مجھے مد نظر

نور کے سانچے میں ڈھالا ہے مصور یا اسکا
حور سے شکل سوا چال پری سے بہتر

دل تہمتن کا تڑپ برق کی شعلی کا مزاج
جست آہو کی نظر شیر کی چیتے کی کمر

دیکھے گر سوے فلک آنکھ اُٹھا کر راکب
گذرے افلاک سے یہ راہ مین رہ جاے نظر

گرد سم تک بھی نہ اِس شوخ کے پہونچیگا کبھی
سیکڑون ابلق ایام لگا ئے چکر

عزم راکب سے بھی پہلے یہ وہانتک پہونچے
غیر ممکن ہو جہان پیک تصور کا گذر

دیکھنے پائے نہ جی بھر کے مبصر اُسکو
ہو گیا آنکھون سے اوجھل یہ چھلاوا بنکر

صفت رفقا

کس خوشی سے شہ والا کے رفیق و انصار
نشے مین جھومتے تھے جام شہادت پیکر

نشۂ بادۂ جرأت سے جھکے تھے غازی
سر فروشون نے شہادت کا پیا تھا ساغر

سر کیا نذر ہوے شاہ کے قدمون پہ فدا
بھائی عباسؑ دلاور سا ہو اکبر سا پسر

قید ہستی سے رہا ہو گئے سوختہ جان
مل گیا غازیون کو باغ شہادت کا ثمر

حال شہادت

خون ناحق کا شہیدون کے اثر باقی ہے
آجتک ہے شفقی پیر فلک کی چادر

دیکھے سرو نے کیا مرتبہ اعلیٰ پایا
اِس شہادت کے قدم پر ہو فدا لاکھ ظفر

شمر بے دین نے ذرا بھی نہ کیا پاس ادب
تھا گلوے شہ دین بوسہ گہ پیغمبر

رخ پرنور تھا اِسطرح لہو مین تابان
جیسے ہنگام شفق ہو رخ مہر انور

خون شبیر دم ذبح زمین پر نہ گرا
خاک پر فرش تھے جبریل امین کے شہپر

واہ نیرنگ فلک یہ بھی ہے اِنصاف کوئی
قتل ہون تشنہ دہن مالک حوض کوثر

بیان ماتم

غم حسینؑ ابن علی کا ہے خدا کے گھر مین
دیکھ لو کعبے کی پوشاک مین ماتم کا اثر

ارض و افلاک مین برپا ہے عزا مولیٰ کی
روتے ہین آج تلک حور و ملک جن و بشر

برق بیتاب ہی ماتم میں شہِ بیکس کے — پھرتی ہی خاک اُڑاتی ہوئی باد صرصر
اشک ریزان ہی غمِ شاہ شہیدان میں سحاب — نخل ماتم ہی ہر اک گلشن عالم کا شجر
نالۂ بلبل شیدا میں ہی نوحے کی صدا — ابتلک چاک گریبان ہی چمن میں گل تر
ہی زمین خاک بسر غم میں شہِ والا کے — آسمان پھرتا ہی اوڑھے ہوئے نیلی چادر
رحم آیا نہ ذرا سنگدلونکو افسوس — دل سے پتھر کے بھی اِس غم میں نکلتے ہیں شرر

خاتمہ

ہو رقم ہون کبھی اوصاف شہِ ہر دوسرا — گر لکھین کاتب اعمال ابد تک دفتر
روک خامے کو مناسب نہیں اب طولِ سخن — سننے والونکی نہ خاطر ہو پریشان صفدر
عرض کر خالق عالم سے کہ ای بندہ نواز — جبتلک زینتِ افلاک رہین شمس و قمر
جبتلک دہر میں ہی سلسلۂ لیل و نہار — گردشِ چرخ سے جبتک ہی جہان زیر و زبر
جبتلک خلق میں ہی غلغلۂ دین نبی — جبتلک دہر میں ہی شہرۂ تیغ حیدر
موجزن گلشن جنت میں ہی جبتک تسنیم — بادۂ صاف سے لبریز ہی جبتک کوثر
جبتلک شاد ہیں گلشن میں جوانانِ چمن — جبتلک بلبل شیدا کے ہی نالون میں اثر
جبتلک باغ ہون باغونمیں رہے فصل بہار — جبتلک نخل ہیں اور نخل میں گل گل میں ثمر
جبتلک بلبل شیدا کرے آہ و زاری — جبتلک چاک گریبان ہیں چمن میں گل تر
جبتلک پھولونکی خوشبو سے معطر ہو دماغ — جبتلک گلشن عالم میں چلے باد سحر
جبتلک بزم میں ہی قلقل مینا کی صدا — جبتلک محفل عشرت میں ہی دورِ ساغر
جبتلک وصل حسینان ہو نصیب عشاق — جبتلک ناز و کرشمے ہون باندازِ دگر

جبتلک شانہ رہے زلف رسا کا ہمدم
جبتلک آئینہ حسینوں کے رہے پیش نظر

فکر دنیا سے نہ ہو مجکو ملال خاطر
نخل اقبال ہمیشہ ہو مرا بار آور

تخت کی دل کو تمنا ہو نہ افسر کی ہوس
زندگانی ہو تری یاد و عبادت مین بسر

اسقدر تیری محبت مین بڑھے محویت
دل بیتاب کو مطلق نہ رہے اپنی خبر

دل نہ گھبرائے مرا قبر کی تنہائی سے
نہ جہان خویش و برادر نہ رفیق و یاور

گرمی مہر قیامت سے بچانا یارب
شافع حشر کا سایہ رہے میرے سر پر

نار دوزخ سے ملے بندۂ عاصی کو نجات
باغ فردوس کی ہردم ہو فضا پیش نظر

کوئی عالم مین گنہگار نہین مجھ سے سوا
الحذر الحذر ای داور روز محشر

قصیدہ ششم در منقبت چہاردہ معصوم علیہ السلام ہادی و رہنما خاص و عام مسمی بہ گنج شہیدان

خدا نے روز ازل دلکو جب کیا پیدا
دکھایا عالم وحدت مین عشق کا جلوا

رجوع دلکی ہے یون سوے عشق ہوش ربا
کہ جیسے جانب قبلہ ہو روے قبلہ نما

جہان مین خلق ہوے ہین یہ لازم و ملزوم
فدائے عشق جو دل ہے تو دل پہ عشق فدا

حضور عشق نہین بے سبب کشش دلکی
برنگ کاہ ہے دل عشق مثل کاہ ربا

کسی ثمر کسی نعمت مین یہ نہین لذت
جو سوز عشق مین حاصل ہے میرے دلکو مزا

یہ دو مقام ہین دو تیسرا حضرت عشق
مکان خاص ہے دل عام عالم بالا

عیان ہین خلق مین مظہر نمایان اِسکی
کہین ہی یہ دم عیسی کہین ید بیضا

یہی تھا وادی ایمن مین خضر منزل شوق
ہوے جو طالب دیدار حضرت موسی

یہی ہی ہدہد پیغام بر یہی بلقیس
یہی ہی مہر سلیمان یہی ہی تخت ہوا

یہی ہی پردۂ ظلمت یہی ہی اسکندر
یہی ہی خضر طریقت یہی ہی آب بقا

یہی ہی دیدۂ ارباب معرفت کا نور
یہی ہی روشنی قلب اہل صدق و صفا

یہی صلوۃ یہی ہی اذان یہی تکبیر
یہی رکوع یہی فاتحہ یہی سجدا

یہی ہی ورد و وظائف یہی ہی نقش و عمل
یہی ہی سبحہ خاصان حق یہی ہی دعا

یہی صداے انا الحق ہی اور یہی منصور
یہی ہی دار یہی دار پر ہی جلوہ نما

یہی مریض محبت یہی مسیح زمان
یہی ہی درد یہی درد لا دوا کی دوا

کسی کو صورت وحدت دکھائی کثرت مین
کسی کے دل سے دوئی کا اُٹھا دیا پردا

کبھی ہی خانۂ کعبہ مین نعرۂ تکبیر
کبھی ہی دیر مین ناقوس برہمن کی صدا

کبھی ہی پیر طریقت کبھی ہی شیخ حرم
کبھی یہود کبھی برہمن کبھی ترسا

سبو و ساغر و مینا شراب خانے مین
سبق ہی مدرسے مین خانقاہ مین ہی دعا

اِسی کا دیر و حرم مین ہی جا بجا مذکور
اِسی کا گبر و مسلمان مین کو بکو چرچا

یہ بزم دہر مین کس کا شریک حال نہین
جلیس مجلس سلطان انیس کنج گدا

اِسی سے عشق زلیخا ہی آجتک مشہور
اِسی سے یوسف کنعان کے حسن کا شہرا

طیور نے سر مجنون پہ آشیان باندھے
خوشا تصور لیلی خبر ہوئی نہ ذرا

رہا یہ زانوے شیرین پہ آئنہ بنکر
ہوا یہی سر فرہاد کے لیے تیشا

نل و دمن ہین اُسی کے سبب سے نام آور
اسی کی وجہ سے مشہور وامق و عذرا

وہ ہے نصیب جو محمود ہو غلام ایاز
یہ وہ مقام ہے یکسان ہین جسمین شاہ و گدا

بنائے اُسنے زمانے مین سیکڑون معشوق
سکھائے اسنے حسینونکو طرز ناز و ادا

کبھی ہے یہ کسی لیلی منش کی زلف کا خم
کبھی کسی رخ شیرین ادا کا ہے غازا

کبھی ہے چشم فسونگر کبھی ہے سیب ذقن
کبھی ہے عارض روشن کبھی ہے زلف رسا

کبھی ہے آنکھ مین سرمہ کبھی ہے لب پہ مسی
کبھی ہے ہاتھ پہ افشان کبھی ہے رنگ حنا

لچک کمر مین تو چشم سیاہ مین جادو
فروغ روے حسین پیچ و تاب زلف دوتا

دہان تنگ مین تنگی نگاہ قہر مین زہر
ستمگری مین شرارت فسونگری مین حیا

کبھی فراق مین فریاد و نالہ و زاری
کبھی وصال مین شوخی و شرم و ناز و ادا

کبھی کسی کو رلایا کسی کی فرقت مین
کبھی کسی کو کسی کا بنا دیا شیدا

کسی کو صاحب عصمت بنا دیا اسنے
کسی کو کوچہ و بازار مین کیا رسوا

کسی کی مجلس ماتم مین گرم آہ و فغان
کسی کی محفل عیش و طرب مین نغمہ سرا

کسی کے دلمین جگہ پائی آرزو بنکر
کسی کے چشم خماری سے خون ہوکے بہا

کسی کے غنچہ دل مین ہواے بوس و کنار
کسی کی نرگس مخمور مین ہے شرم و حیا

اسی کی بو ہے ہر اک بو مین آشنائے دماغ
اسی کا رنگ ہر اک رنگ مین ہے جلوہ نما

چراغ و شمع پہ جلتے ہین آکے پروانے
غرض یہ جانورون تک کو بھی ہوا ہے عطا

چمن مین عاشق ابر بہار ہی طاؤس　　ازل سے قمری و بلبل ہی سرو و گل پہ فدا
یہی ہی شور عنادل یہی ہی نکہت گل　　یہی ہی رنگ گل تر یہی ہی باد صبا
یہی ہی نکہت و رنگ گل ریاض جنان　　یہی ہی ذائقہ سیب جنت الماوا
اسی کی صرف ثنا ہی بہار مین سوسن　　اسی کی محو تماشا ہی نرگس شہلا
ملا مذاق محبت پہ عشق پیچان کو　　لپٹ لپٹ کے درختون سے لوٹتا ہی مزا
چمن مین لالہ و گل نہر و سبزہ سرو و چمن　　فلک پہ مشتری و زہرہ مہر و ماہ و سہا
ہرے ہرونکو یہ عذاب پیچ دیتا ہی　　اسی کے ہاتھ سے پھرتا ہی چرخ بیسر و پا
کہان کہان نہ اٹھائے شررنے طوفان　　کہان کہان نہ سنبھلنے گیے تہ و بالا
ظلم کیے کہین شانے اڑا دیے کہین سر　　یہ تیغ مو دم ہیجا چھری ہی وقت دغا
فریب سے نہین خالی ہی راستی اسکی　　نہان ہی تیغ بھی انمین جو ہاتھ مین ہی عصا
گرائی سب سے ہین نیرنگ سازیان اسکی　　یہ روز کرتا ہی اک شعبدہ نیا برپا
ادا جو دل کو ستائے تو مرحبا یہ کہے　　ستم جو ناز کرے دے یہ آفرین کی صدا
نہ آئے رحم کسی کے فغان و شیون پر　　سنے جو نالے تو سمجھے کوئی ہی نغمہ سرا
گرین جو چاہ مین یوسف برائے اسکی مراد　　چڑھائے خضر علیہ السلام کا بیڑا
دکھائے دشت جنون رہروان الفت کو　　بچھائے کانٹون پہ لالہ رخونکو بیسر و پا
گمان ہو اسکو کہین شادیانے بجتے ہین　　جو ہو پہنچے کان مین بسمل کے ہچکیونکی صدا
یہ تیر وہ ہی جو گرتا ہی بیقصور ہدف　　یہ تیغ وہ ہی جو بیجرم کاٹتی ہی گلا

یقین ہوا کہ اسی نے یہ گل کھلائے ہین
کبھی جو رن مین نظر آئے لاشۂ شہدا

رکے توسل کی صورت گراے خانۂ صبر
چلے تو فتنے گرے گرد راہ سے پیدا

جہان ہے درہم و برہم اسیے نہین مطلب
زمانہ ہو تہ و بالا اسے نہین پروا

کہین ہے دلق گدائی کہین ہے کاسۂ فقر
کہین ہے افسر شاہی کہین ہے ظل ہما

کہین ہے نشۂ صہباے محفل عشرت
کہین ہے بزم حریفان مین قلقل مینا

کہین ہے جادۂ الفت کہین ہے منزل شوق
کہین ہے شور جلاجل کہین ہے بانگ درا

کہین ہے درد جدائی کہین ہوائے وصال
کہین ہے زہر ہلاہل کہین ہے آب بقا

کہین ہے شور سلاسل کا سلسلہ جنبان
کہین ہے جوش جنون مین یہ بادیہ پیما

کہین ہے تفرقہ پرداز صحبت احباب
کہین ہے خانہ برانداز عاشق شیدا

کہین فراق نصیبون کے دل کی بیتابی
کہین وصال مین پازیب دلربا کی صدا

یہی انیس دل زار ہے یہی غمخوار
کوئی شریک مصیبت نہین ہے اسکے سوا

اسی کی راہ مین مرگ و حیات یکسان ہے
فنا ہے عین بقا اور بقا ہے عین فنا

جہان مین عشق کے پیدا ہوئی ہین دو قسمین
مجازی الفت خوبان حقیقی عشق خدا

خدا کے بعد ہے بندون پہ فرض عشق رسول
محمد عربی بادشاہ ہر دو سرا

ہے آیہ معنی لولاک سے ہمین روشن
نہ ہوتے آپ تو پیدا نہوتے ارض و سما

انھین کا رشتۂ الفت ہے رشتۂ ایمان
انھین کا دامن دولت ہے عروۃ الوثقا

نجات امت عاصی انھین سے ہے موقوف
وہی وسیلہ وہی ہین شفیع روز جزا

کسے عطا ہوا محبوب کبریا کا لقب | کسے نصیب ہوئی سیر عالم بالا
چلے یہ راہ طلب مین کہ بن گئے مطلوب | ہوئے محب تو حبیب خدا خطاب ملا
ازل سے آپ کے اعجاز کے ہین سب قائل | خلیل و یوسف و یعقوب و عیسیٰ و موسا
یہی ہی سایہ نہونیکی حجت روشن | عیان ہو نور الٰہی کا کس طرح سایا
وہی ہی آپ کی خواہش جو حکم رب جلیل | وہی ہی آپ کی مرضی جو ہی رضائے خدا
کہو جو اشہد ان لا الٰہ الا اللہ | تو آئے صل علی خیر خلقہ کی صدا
خلیفہ اُنکے وصی انکے جانشین اُنکے | جناب حیدر صفدر علی رضؓ شیر خدا
امام اول و مشکلکشائے جن و بشر | سخی و عادل و حاجت روائے شاہ و گدا
یہ سپہر جلال آفتاب اوج کمال | نہنگ بحر شجاعت ہزبر دشت وغا
لقب ملا ہی ید اللہ روز اول سے | یہی ہین تا بہ ابد دستگیر خلق خدا
قمر ہی جلوہ نما آسمان اول پر | گیا ہی عرش تلک نور پاک کا جلوا
اُتر کے چاہ مین نو لاکھ جن کیے فی النار | پہاڑ ہل گئے جنبش مین آئے ارض و سما
خدا کے گھر مین کیا چاک کلہ اژدر | یہ زور دست تھا طفلی مین واہ صل علی
اُحد مین بدر مین خیبر مین جنگ کی ایسی | شجاع مان گئے ذوالفقار کا لوہا
اُنھین کا لطف ہی مومن کے حق مین لطف الٰہ | انھین کا قہر ہی کافر کے حق مین قہر خدا
جہان مین رتبہ عالی کو کوئی کیا جانے | کہ مثل کنہ خدا ہی یہ فہم سے بالا
جناب فاطمہ رضؓ خاتون حشر بنت رسول | پناہ آسیہ و فخر مریم و حوا

انھیں کی شان مین نازل ہوا آیۂ تطہیر — انھیں کی خالق جن و بشر نے کی ہے ثنا
خط کنیزی زہرا اگر لکھے بلقیس — تو اُسپہ مہر سلیمان کی ثبت ہو برضا
نہ پائی عفت و عصمت نے دہر مین راحت — امان ملے تو تہ ظل دامن زہرا
ہمیشہ امت عاصی کی مغفرت چاہی — اُٹھا کے دست دعا سوے عالم بالا
خدا نے جملہ فضائل عطا کیے اُنکو — ق — سخاوت و کرم و خلق و حلم و صدق و صفا
قناعت و ادب و صبر و شکر و علم و عمل — نماز و روزہ و تسبیح و ذکر و یاد خدا
حسنؑ امام دوم پیشواے ہر دو جہان — مہ سپہر شرف آفتاب صدق و صفا
انھین ہی احمدؐ و حیدرؑ سے اِسطرح نسبت — کہ دونون آنکھون سے جیسے ہو اک نظر پیدا
ہمیشہ رہتے ہین مشتاق دونون عالم مین — زمین پہ جن و بشر آسمان پہ حورا
یہ دو انیس ہین اول رضا دوم تسلیم — یہ دو جلیس ہین اول قدر دوم ہے قضا
اگر ہو آنکھو کو تعلیم طرز آمیزش — نظر نظر سے ہو ملکر برنگ رشتۂ دوتا
پسند خاطر اقدس نہو جو عریانی — برہنہ طفل کو مادر نہ کر سکے پیدا
ہوا چمن مین جو منع برہنگی کی چلے — تو غنچے شاخ سے نکلین پہن پہنکے قبا
کلام آپ کا ہی مظہر اجابت حق — ہمیشہ لازم و ملزوم ہین قبول و دعا
سخی کا مطبخ عالی ہے وہ جہان پرور — جہان خلیل بھی ہین میہمان خوان عطا
حسنؑ کے بعد امام سوم جناب حسینؑ — ہوے جو راہ خدا مین شہید تیغ جفا
زمانے تین ہین ماضی و حال و استقبال — نہ تھا نہ ہے نہ کبھی ہوگا دوسرا ایسا

انھین کے فیض سے تینون ہین تو ہین قائم — انھین سے ہر سہ موالید کو ہی نشوونما
سنین جو کلمہ توحید اِنسے نصرانی — کبھی نہ بھولکے تثلیث کا کرین دعوا
ملے ہین آپ کو درگاہ حق سے تین لقب — امام برحق و غازی و سید الشہدا
نجات امت عاصی کبھی نہ ممکن تھی — نہ کرتے آپ جو گھر بار راہ حق مین فدا
کیا نہ قصد دم جنگ اشقیا ورنہ — عدو کے قتل کو کافی تھی ضرب تیغ وغا
ہزار و نہصد و پنجاہ زخم تھے لیکن — جو تیغ کھینچی صفین ہو گئین تہ و بالا
وہ بھوک پیاس وہ غربت مگر زہے اعجاز — بچا لی کشتی تاجر سنی جو اُسکی صدا
ہوے امام چہارم جناب زین عباد — مسیح چرخ چہارم پہ جیسے جلوہ نما
تن بشر مین عناصر کا ربط ہی جبتک — انھین کا بھرتے ہین دم آب خاک و نار و ہوا
ہوئی ہین چار کتابین جو عرش سے نازل — خدا نے چارونکا انکو کیا ہی علم عطا
وہ نامدار کہ چارون حدین ہین زیر نگین — وہ تاجور کہ سلیمان سے مرتبے مین سوا
یہ شاہ ہر دو جہان ہین وہ شاہ ہفت اقلیم — وہان ہی سایہ ہدہد یہان ہی ظل ہما
الم وہ بدبخت اعدا سے کربلا مین سہے — جزا شفاعت امت ہی جسکی روز جزا
رہا انھین سے امامت کا سلسلہ قائم — یہی جہان مین رہے یادگار آل عبا
امام خلق ہین پنجم محمد باقر — فروغ چشم حبیب خداے ارض و سما
نمازین جیسی کہ ہین پانچ وقت کی واجب — اِسیطرح ہی محبون پہ فرض انکی ولا
اصول خمسۂ اسلام آئنہ ہی اگر — محبت انکی ہی اُس آئنے کے حق مین جلا

وہ ذات پاک مخمس ہین جسمین مصرع پانچ
سعادت ابدی علم وحلم وجود وعطا

خطا سے جرم سے نسیان سے حرص وہوس سے پاک
ذرا یہ پنجتن پاک سے نہین ہین جدا

یقین ہی اُس تن پر نور سے اگر جھو جائے
تو پشت خار کا پنجہ بنے ید بیضا

جو فیضیاب ہو مولیٰ کیطرف عالی سے
کبھی سمائے نہ چشم حباب مین دریا

جناب جعفرؓ صادق ہوے امام ششم
کہ جنکے صدق وصفا کی ہی شش جہت مین ثنا

خدا نے بخشے ہین عالم مین چھ شرف اِنکو
عبادت وکرم وخلق ورحم وعدل وسخا

یہ وہ جگہ ہی جہان فہم وعقل ششدر ہین
رقم کرے کوئی کِس طرح مدحت مولا

نبیؐ نے سینہ بہ سینہ عطا کیے اعجاز
خدا نے اُنکو دیا علم معرفت اپنا

اگر ہو مدنظر آپ کو مسیحائی
زبان بلبل تصویر ہو ابھی گویا

کیا ہی آپ نے اِس درجہ گنج دین تقسیم
گدائے در کو ہی دونون جہان سے استغنا

سزائے بادہ کشان گر ہو آپکو منظور
تو دور جام بنے طوق گردنِ مینا

جناب موسیٰؓ کاظم امام ہفتم ہین
کہ گرد پھرتے ہین بہرِ ثواب ہفت سما

خلیل کعبہ دین پیشوائے ہفت اقلیم
امام جن وملک رہنمائے ہر دوسرا

اسی امید پہ پھرتے ہین سبع سیارہ
کہ سات بار کرین طوف مرقد والا

جو ہو رہا ہی ستارون سے آسمان ہر سفت
یہ نور پاک کا ہم فلک یہ ہی جلوا

وہی ہی گوش کہ جسکو ہی اشتیاق کلام
وہی ہی چشم کہ جسکو ہی شوق دید لقا

لکھون جو آپکے اوصاف خندہ پیشانی
زمین شعر مین ہو کشت زعفران پیدا

ہوے ہین دست سخاوت سے بحر و کان خالی
کہے حکیمون سے کوئی نہین محال خلا

امام ضامن ثامن ہین رہنماے جہان
جو خاص و عام مین مشہور ہین جناب رضا

اگرچہ در پے ایذا تھے لوگ آٹھ پہر
مگر تھی بخشش امت کی فکر صبح و مسا

گناہگارو نمین جسکی یہ مغفرت چاہین
خداے پاک کرے اُسکو ہشت خلد عطا

اگر ہو جسم عدو ہشت دہات سے بڑھکر
خیار تر کی طرح کاٹے اُسکو تیغ وغا

عجیب در کہ جہان ایک ہین صغیر و کبیر
رہے جناب برابر جہان ہین شاہ و گدا

بجاے سرمہ حسین خاک در لگاتے ہین
کہ بھر نرگس بیمار ہو یہ خاک شفا

جو فیضیاب ہوا روضۂ مقدس مین
اُسے نصیب ہوئی سیر جنت الماوا

ہین اُنکے بعد محمدؑ تقی امام نہم
کہ نہ فلک ہین در پاک پر جبین فرسا

جو مستفیض ہون مولیٰ کے دست رس سے
تو سنگریزو نمین پیدا ہو نور تن کی ضیا

امام بطن ہو نو ماہ بطن مادر ہین
نہ بھولی آپکو دم بھر وہان بھی یاد خدا

ہین دونون عارض پر نور غیرت مہ و مہر
جو ایک بدر دجی ہو تو ایک شمس ضحا

عین کے فیض سے قائم رہیگی محشر تک
بناے طاعت و پرہیزگاری و تقوا

بوے گل کبھی بے اذن باغبان لیجاے
عدالت اُسکی کرے قطع دست موج صبا

اہی بزم مین جو حکم امتناع سرود
گلوے نے مین گرہ بنکے رہگئی ہو صدا

اہ خلق امام دہم علیؑ نقی
کہ وہ عقول بھی ششدر ہین وقت مدح و ثنا

اک بشر کو ملے دس حواس و نازل
مگر ہو قوت ادراک انکی سب سے سوا

دسون انا اہل قدس ہین مغفرت کی دلیل   گواہ بیعت مومن ہین روبروے خدا
کسی طرح نہین کم عشرۂ محرم سے   عزا کے واسطے ایام رحلت مولا
زہے عروج کہ برتر ہی بام گردون سے   زمین روضۂ نورانی امام ہدا
ہمیشہ آتے ہین اہلِ صفا زیارت کو   نہ خوف حدت گرما نہ دہشت سرما
اذیتین نہین ہوتی ہین سر راہ انھین   رکے نہ بحر حبابون سے ہو کے آبلہ پا
امام یازدہم عسکری عالی قدر   امام سبحۂ خاصان بارگاہ خدا
قلم کی کیا ہی حقیقت جو لکھ سکے اوصاف   کہ وقت مدح شش و پنج مین ہی فکر رسا
شرف حسین و حسن سے ہی اسطرح انکو   کہ دو الف سے ہو جسطرح یازدہ پیدا
یہی ہی نذر یہی پیشکش یہی ہدیہ   کہ صدق دل سے پڑھین گیارہ بار صل علیٰ
جو قول آپکا ہی وہ کلام رب جلیل   جو بات آپکی ہی وہ حدیث خیر ورا
مراد مانگی در پاک پر کسی نے اگر   صدا یہ عرش سے آئی ہوئی قبول دعا
جو انکے وصف لکھے ہین قلم کو دعوی ہی   مین افصح الفصحا ہون مین ابلغ البلغا
امام مہدی ہادی جو ہین دوازدہم   اگرچہ آنکے ہین ایام غیبت کبرا
مگر نشان امامت ہین خلق پر روشن   فروغ مہر تہ ابر جیسے جلوہ نما
دوازدہ ہین بروج فلک اگر دیکھو   ہر ایک برج مین ہی نور پاک کا جلوہ
رہا ہی پہلے بھی بارہ حجاب مین یہ نور   ہی اب بھی پردۂ غیبت مین شبل نور خدا
یہی ہی کام یہی مشغلہ دوازدہ ماہ   دعا و حمد و ثنا یاد خالق یکتا

جو حق پرست ہین اُنکو دوازدہ ساعت
وجود سے ہی اُنھین کے ثبات عالم کو
زمین ظلم و تعدی سے ہو چکی معمور
زمانہ عدل کا آئے ہو رونق اسلام
ورق ہون چودہ طبق آسمان و زمین
کبھی نہ ختم ہو وصفِ چہاردہ معصوم
رقم کیے ہین یہ اشعار مغفرت کے لیے
بس اب زیادہ مناسب نہین ہی طولِ سخن
کہ جبتلک ہین الٰہی یہ چار حد قایم
زمین پہ ذرے ہین جبتک چمک ہی در زمین
فلک سے بارش شبنم ہو خاک پر جبتک
صدائے فاختہ جبتک ہی سرو پر کو کو
ریاضِ دہر مین جبتک ہی لطف ابر بہار
فریفتہ ہون حسینون پہ نوجوان جبتک
اسیر زلف حسینان ہین جبتلک بیدل
شب وصال ہو جبتک کہ عاشقونکو نصیب
کرشمہ ناز مین جبتک ہی نازنین انداز

بغیر آپ کے ہر اک ہی اک برس سے سوا
قیام سے ہی اُنھین کے قیام ارض و سما
ظہور مہدی ہادی ہو جلد بار خدا
اُٹھے یہ پردۂ ظلمت عیان ہو آب بقا
قلم ہون نخل گلستان جنت الماوا
اگر لکھین ملک و جن و انس صبح و مسا
خدائے پاک عنایت کریگا انکا صلا
دعا کا وقت ہی صفدر اُٹھاؤ دست دعا
یہ مہر و ماہ ہین جبتک چراغ بزم سما
فلک پہ مہر ہی جبتک ہی مہر مین جلوا
گلون کو باغ مین جبتک کھلائے باد صبا
چمن مین بلبلین جبتک ہین زمزمہ پیرا
جہان مین بارش باران سے جبتلک ہی فضا
خدنگ ناز چلین کار گر ہو تیغ ادا
کمند زلف مین دل دلمین جبتلک ہو وفا
چلین سرور مین جبتک کہ ساغر صہبا
حجاب شوخی مین شوخی مین جبتلک ہو ادا

یہ انقلاب یہ دورِ سپہر دون جبتک / کسی کو شاہ بنائے کرے کسی کو گدا
رہون حوادثِ لیل و نہار سے محفوظ / نہ ہو جہان مین کسی چیز کی مجھے پروا
تمام عمر بسر ہو تری عبادت مین / نجات پاؤن عذابِ لحد سے بعد فنا
وہ روز جسمین طلب ہونگے نامۂ اعمال / وہ روز جسمین لحد سے اُٹھینگے شاہ و گدا
امیدوار ہون اُس روز تیری رحمت سے / معاف ہون مرے عصیان بحل ہون جرم و خطا
بچون مین گرمیِ خورشید روزِ محشر سے / ترے حبیب کا سر پر مرے رہے سایا
رہا ہو نارِ جہنم سے بندۂ عاصی / بحقِ شافعِ محشر ہو باغِ خلد عطا

سزا ہو یا ہو عطا خم ہی گردنِ تسلیم / نہین ہی مالک و مختار کوئی تیرے سوا

قصیدہ ہفتم در صفتِ فصلِ بہار و صحبتِ حسینانِ پری رخسار و تذکرۂ شعرائے نامدار مسمّی بہ نسیمِ بہار

جلوہ آرا ہی جو گلشن مین سلیمانِ بہار / مثلِ ہدہد فرقِ بلبل پر ہی تاجِ افتخار
صورتِ طاؤس رقصان ہین نہالانِ چمن / جھوم کر آیا ہی گلشن مین جو ابرِ کوہسار
چلتی ہی بادِ بہاری کوندتی ہین بجلیان / چار سو چھایا ہی ابرِ رحمتِ پروردگار
کس خوشی سے کہ رہی ہی عندلیبِ خوشنوا / مژدہ باد اے ہمصفیرو دھوم سے آئی بہار
فصلِ گل مین سبز چمن ہی رشکِ گلزارِ ارم / شاہدانِ گل کی صف ہی یا کہ حورونکی قطار
لالہ و گلنار و نافرمان و نسرین و سمن / جا بجا دکھلا رہے ہین اپنی اپنی سب بہار

ہر گل نو خیز اپنے رنگ مین بے مثل ہے / ہر شگوفہ خوشنما ہے نکہتِ گل مشکبار

مژدۂ فصل بہاری سنکے فرط شوق سے / پیرہن بدلے عروسانِ چمن نے زرنگار

غنچۂ نو گلشن مین ہے اس درجہ رنگ تازگی / پنجۂ مرجان صفت رنگین ہے ہر دستِ چنار

آتشِ رنگ چمن مین نام سوزش کا نہین / باغ ابراہیم سے کچھ کم نہین فصل بہار

پتی پتی بوٹی بوٹی مین ہے رنگِ تازگی / بارش باران رحمت ہے کہ پڑتی ہے پھوار

ابر آیا لہلہایا سبزہ تازہ گل کھلے / چشم نرگس سے تو پوچھو اب ہے کسکا انتظار

ایک جا نغمہ سرا ہے طوطیِ شیرین مقال / اک طرف ہے شاخ گل پر زمزمہ پیرا ہزار

اک طرف دلچسپ ہے باغون مین کوئل کی صدا / پی کہان اک سمت کہتا ہے پپیہا بار بار

ایک جانب سرو ہے مشغول توحید خدا / اک طرف سوسن ہے مصروف ثنائے کردگار

ایک جانب نرگسِ شہلا ہے خواب ناز مین / اک طرف لہراتی ہے سنبل کی زلفِ مشکبار

واہ ری قسمت حنا کی ہر جگہ ممتاز ہے / عطر مین بو باغ کی رونق حسینونکا سنگار

ہر روش پر اڑتی پھرتی ہے گلشن مین صبا / دیکھکر آرائش حسن عروس نو بہار

باغ مین ہے گلشن فردوس کی آب و ہوا / کوثر و تسنیم سے کچھ کم نہین ہر آبشار

بادۂ شبنم کو پیکر جھومتے ہین باغ مین / بادہ خوارونکی یہ صف ہے یا درختونکی قطار

جو گیا گلشن مین ظلِ عاطفت مین لی جگہ / لوٹتے ہین مہمان نوازی پر درختِ سایہ دار

فصل گل مین کیا محبت خیز چلتی ہے ہوا / گل پہ بلبل مبتلا ہے سرو پر قمری نثار

باغبان لا کر جو گلشن مین لگا دے چوب خشک / ایکدم مین نخل تازہ ہو کے لائے برگ و بار

واہ ری نزہت خط گلزار نبجائے ابھی — کوئی کاتب باغ مین لکھے اگر خط غبار
موتیون کی آب ہر دانے مین پیدا ہوگئی — درج گوہر بنگیا ہر ایک برج کوہسار
ہے مسیحا کی طرح سرگرم جان بخشی نسیم — بنکے جگنو اڑ گئی جب سنگ سے نکلے شرار
باغبان سمجھا چمن مین ژالہ باری دیکھکر — چرخ کرتا ہے عروس باغ پر موتی نثار
ہر خیابان مین ہے حسن صنعت خالق عیان — ق — ہر گل و غنچہ مین ہے نیرنگ قدرت آشکار
ہر چمن ہے آجکل گلدستہ باغ جنان — رنگ لائی ہے بہار قدرت پروردگار
یہ فضا یہ جوش گل یہ رنگ گلشن دیکھکر — خواہش دل کا تقاضا ہے یہی اب بار بار
بزم عشرت ہو مقرر جمع ہو سامان عیش — مطرب و ساقی طلب ہون انتخاب روزگار
نہر پر فرش مکلف ہو شب مہتاب مین — زینت بزم طرب ہون شاہدان گلعذار
روشنی کی کچھ شب مہتاب مین حاجت نہو — جلوہ گر مثل چراغان ہو چمن مین لالہ زار
پرتو مہتاب سے ہو نہی تہی مین چمک — نور کا عالم دکھائے نونہالونکی قطار
ساقیان مہ لقا ہون ہاتھ مین ساغر بکف — بزم عشرت مین چلے دور شراب خوشگوار
آتش تر گرم کردے میکشونکا جب غبار — زال کے شعلے کی صورت ہو فنا اڑ جائے خمار
ہر گلابی سے ہو کیفیت نمایان پھول کی — بوئے گل سب کو سنگھائے نکہت عطر بہار
قاصد باد بہاری ہو روانہ ہر طرف — برگہائے گل کے خط ہون ہاتھ مین دیتین جا بجا
در پہ میخانے کے جا کر یہ ہیلے آواز دے — غنچو اٹھو چلو گلشن مین آئی ہے بہار
پھر کے صحبت بھی ایک ایسی ہوئی ہو منعقد — حشر تک جو باغ عالم مین رہیگی یادگار

خانقاہون مین یہ مژدہ زاہدون سے کہی ... تہ مصلونکو کرین تسبیح کا بھولین شمار

شوق سے زاہد چلین ہو رن کہکے کاندھے پر سبو ... جسطرح دوش پدر پر طفل ہو کوئی سوار

الغرض اکدن ہوئی بزم طرب آراستہ ... سیکڑون مجرے کو آئے شاہدان روزگار

مونس و ہمدم ہوا کر شریک بزم عیش ... چار جانب سے تماشائی بھی آئے بیشمار

ہر طرف محفل مین ساز خوشنوا بجنے لگے ... بربط و چنگ و رباب و بین و قانون و ستار

بانسری الغوزہ بیلا ہارمنیم جلترنگ ... ارگن و تنبور و معشوق و سرود و سنگار

تہاپ طبلون پر پڑی سارنگیان بجنے لگین ... پہونچی بائین کی گمک اس گنبد گردون کے پار

بزم عشرت مین ہوا رقص بتان مہ جبین ... کوکے کوئل کیطرح چہکے حسین مثل ہزار

وہ ادا و ناز وہ چہلبل وہ طرز دلبری ... وہ سوئے عشاق ہنس ہنسکر بتانا بار بار

وہ اٹھا کر ہاتھ مین پشواز کو چلنا کبھی ... وہ بجانا پاؤن سے گھنگھرو کبھی دو تین چار

مثل طاؤس چمن دو دو قدم بڑھنا کبھی ... پھر دل عشاق تڑپا کر پلٹنا ایکبار

مسکرا کر عشوہ و انداز دکھلانا کبھی ... دیکھکر حیران رہجانا کبھی آئینہ وار

منھ چھپانا دفعۃً شرما کے آنچل سے کبھی ... کھول دینا پھر کبھی گھبرا کے روئے تابدار

ناچنے مین وہ بتانا چشم و ابرو سے کبھی ... چھوڑ دینا وہ کبھی چہرے پہ زلف مشکبار

وہ اشارہ عاشقون سے بوسہ لب کا کبھی ... وہ بتانے مین کبھی ہونا کسی سے ہمکنار

وہ کسی کو دیکھنا غصے کی چتون سے کبھی ... وہ کسی پر کھینچنا ابرو کی تیغ آبدار

وہ ادا و ناز وہ غمزہ وہ عشوہ دیکھکر ... کوئی بسمل تھا کوئی بیتاب کوئی بیقرار

وہ حسینان جہان کا تان پلٹا زمزمہ
وہ سریلی انکی آوازین کہ زہرہ ہو نثار

چاندنی کی وہ فضا اور وہ کداری کا سماں
وہ پرج کی کیفیت اور وہ کلنگڑے کی بہار

کس مزے سے بین مین کوئی بجاتا تھا بہاگ
دیس کا چرچا کہین تھا کوئی گاتا تھا ملار

پہونچی بالا ہوا جسوقت نغمونکی صدا
مثل طاؤس چمن رقصان ہوا ابر بہار

اک طرف تھا ساقیان مہر طلعت کا ہجوم
اک طرف تھی جلوہ آرا مہ جبینونکی قطار

بہکی بہکی انکی باتین پیارے پیارے اختلاط
ہر ادا ایسی کہ جسپر سیکڑون جانین نثار

وہ نشیلی انکی آنکھین وہ نگاہین شرمگین
لوٹ لین بازار دل کا فور ہو صبر و قرار

وہ کسی کے عارض تابان پہ زلف خم بہ خم
وہ کسی کے کنج لب پر مسکراہٹ غنچہ دار

وہ کسی کی نرگس مستانہ قتال جہان
وہ کسی کے گیسوے پرخم بلاے روزگار

وہ کسی کی بھولی بھولی صورت عالم فریب
وہ کسی کی بھینی بھینی بوے زلف مشکبار

وہ ادا و ناز وہ انداز وہ حسن و جمال
وہ امنگین نوجوانی کی وہ جوبن کا ابھار

وہ کسی کا روے تابان گیسوؤن مین دیکھکر
پھر گئی آنکھون کے آگے گردش لیل و نہار

زینت محفل تھے کیا کیا مہر طلعت مہ جبین
جنکی صورت دیکھکر بیساختہ آجاے پیار

بادۂ گلگون کا سامان تھا مہیا ہر طرف
ساغر و مینا تھے لبریز شراب خوشگوار

بادہ وہ بادہ جو پی لے ایک قطرہ بھی کوئی
پھر خمار اترے نہ اسکے سر سے تا روز شمار

میکشی کے لطف اٹھے سیکڑون ساغر چلے
نونہالان چمن کیطرح جھومے بادہ خوار

مطربونکی بزم مین اگر کبھی نغمے سنے
نہر پر جاکر کبھی کھیلا بط مے کا شکار

مہر طلعت سامنے تھے ماہ پیکر ہم بغل — چاندنی مین خوب اُٹھی لذت بوس و کنار
نشہ مے کی ترنگین فصل گل عہد شباب — مہ جبینون کا لپٹ جانا گلے سے بار بار
جوش مستی مین کہان انکو خیال عار و ننگ — ہر گھڑی دس بیس بوسے گالیان دو تین چار
ہر طرف حور دنکا جلوہ ہر طرف سامان عیش — محفل عشرت تھی یا شان خدا تھی آشکار
صحبت احباب مین باہم یہ ٹھہرا مشورہ — رات کم ہے صبح کوئی دم مین ہوگی آشکار
جمع ہین اہل سخن ہوجائے صحبت شعر کی — باری باری گائے جائین سب کے شعر آبدار
میر کے اشعار کی پہلے جو نوبت آگئی — دل پکڑ کر اہل دل رونے لگے بے اختیار
سوز کے اشعار سنکر جل گئے سب کے جگر — درد کے شعرون سے اکثر ہوگئے دل بیقرار
مصحفی کے شعر پر لوگونکو حیرت ہوگئی — وجد مین آئے جو صاحب فہم تھے عالی وقار
شعر سودا سنکے پیدا ہوگیا جوش جنون — ہوگئے وحشت کے عالم مین گریبان تار تار
جرأت و انشا کے سنکر شعر لوگون نے کہا — خیر اپنے وقت کے یہ بھی ہین دونون یادگار
سنکے اشعار ہوس محفل پہ عبرت چھا گئی — مٹ گئی دل سے ہوائے ہستی ناپائدار
ذوق کے اشعار سے پیدا ہوا شوق سخن — خوش ہوئے سب سنکے مومن کا کلام آبدار
شعر غالب مین جو پائین پختیان سب نے کہا — کوہکن کی طرح سے اچھے تراشے کوہسار
ناسخ و آتش کو لوگون نے کہا بالاتفاق — فی الحقیقت ہین یہ دونون انتخاب روزگار
اہل محفل سنکے اشعار گہربار اسیر — ہوگئے آزاد قید فکر سے سب ایکبار
فارسی غزلون کی بھی جلسے مین نوبت آگئی — خسرو و سعدی یہ ٹھہرا شعر گوئی کا مدار

نظم فردوسی نے نقشہ رزم کا دکھلا دیا — پھر گئی آنکھون کے آگے صاف شکل کارزار

آ گئی نظم نظامی اہل محفل کو پسند — جام جامی سے ہوئے مست طرب سب بادہ خوار

خوش ہوئے سنکر کلام حافظ فرخندہ فال — سمجھے خاقانی کو ارباب سخن مین تاجدار

شعر قدسی کو کہا سب نے کہ یہ ہی پاک صاف — شعر صائب سب سخندانون نے ٹھہرے استوار

سب ہوئے عرفی و فیضی کے سخن سے فیضیاب — انوری کے ہو گئے نور مضامین آشکار

شعر اہلی و ہلالی سنکے بولے قدر دان — اہل یہ ہی چاند وہ بیشک ہین دونون تاجدار

بیدل و ناصر علی پر سر تو لوگون کے ہلے — ایک عرصے تک مگر حیران رہے آئینہ دار

مثنوی سنکر غنیمت کی یہ بولے اہل فہم — ہان غنیمت یہ بھی ہین پانچون سوارون مین سوار

کچھ حزین و آرزو کے شعر بھی سب نے سنے — آفرین بولا کوئی خاموش کوئی غنچہ وار

شعر صفدر کی جو سب کے بعد نوبت آ گئی — غل ہوا اعجاز ہی یا سحر ای پروردگار

یہ فصاحت یہ بلاغت یہ بیان ایسی زبان — واہ کیا کہنا کہان ایسے ہین شاعر نامدار

صورت بسمل کسی نے دل پکڑ کر آہ کی — وجد مین کوئی ہوا مانند صوفی اشکبار

چاک دامن تک گریبان ہو گئے دس بیس کے — سنکے وارفتہ ہوئے اہل سخن دو تین چار

خود سخن کہنے لگا ای آفرین صد آفرین — شاعری ہونے لگی خود آکے قدمون پر نثار

چرخ پر ظاہر ہوے اتنے مین آثار سحر — اپنے اپنے گھر چلے محفل سے وہ شب زندہ دار

وقت رخصت عطر مین ڈوبے جوانان حسین — پان کھائے بدھیان پہنین نئے گوٹیکے ہار

اب قصیدہ ختم کر صفدر اٹھا دست دعا — عرض کر درگاہ خالق مین بعجز و انکسار

یا الٰہی جبتلک ہی دورِ چرخِ چنبری
جبتلک نُہ فلک ہی گردشِ لیل و نہار

جبتلک ہر رنگ مین ہی تیری قدرت کا ظہور
جبتلک ہی یہ تماشا گاہ عالم برقرار

گلشنِ عالم مین جبتک باغ ہین باغو مین نخل
نخل مین گل ہین گلون پر بلبل شیدا نثار

جبتلک ہون بار آور نونہالان چمن
جبتلک گلزار عالم مین چلے باد بہار

جبتلک سنبل پریشان ہی کسی کی یاد مین
جبتلک ہی چشم نرگس کو کسی کا انتظار

فاختہ شمشاد پر جبتک کہے حق سرہ
شاخ گل پر زمزمہ پرداز ہو جبتک ہزار

غنچہ و گل جبتلک خندان ہین فرط شوق سے
جوش غم سے جبتلک گریان ہی چشم آبشار

جبتلک ہی دامن صحرا گلون سے پر فضا
جبتلک ہی مخزن لعل و زمرد کوہسار

جبتلک باران رحمت سے ہی عالم فیضیاب
جبتلک ہین موجزن آفاق مین ساتون بحار

جبتلک ہی زعفران و زعفرا مین رنگ و بو
جبتلک نافہ ہی اور نافے مین ہی مشک تتار

زلف مین پنہان ہی جبتک عارض لیلای شب
صبح صادق کا ہی جبتک روے روشن آشکار

شمع پر ہین جبتلک محفل مین پروانے فدا
سرو و گل پر جبتلک ہین قمری و بلبل نثار

جبتلک ہی عشق کا سکہ دل عشاق پر
جبتلک ہی الفت صادق کا دلکو اعتبار

نازنینون کو ہی جبتک حسن صورت پر غرور
عاشقان زار ہین فرقت مین جبتک بیقرار

جبتلک عشاق کو ہی وصل معشوقان نصیب
جبتلک ہی وصل مین کیفیت بوس و کنار

جبتلک خمخانۂ عالم مین ہی دور شراب
جبتلک مخمور ہین صہبا کشی سے بادہ خوار

دولت و اقبال و جاہ و عزت و صحت رہے
عیش و عشرت مین بسر ہو زندگی لیل و نہار

آرزو کوئی نہ ہو تیری محبت کے سوا
بعد مردن دامان مجکو فشار قبر سے
داغ عصیان پھول بنجائین جو رحمت ہو تری
محو دل سے ہو خیالِ ہستی ناپائدار
حشر تک آرام سے سوتا رہون زیر مزار
یہ سراپا جرم دیکھے باغ جنت کی بہار

عفو کریا دے سزا جو حکم ہو راضی ہون مین
میرے عصیان پر ملا ہین تیری رحمت آشکار

قطعات تاریخ طبع قصائد کہ موسوم بہ سبعہ سیارہ است در سال یک ہزار و سہ صد و نہ ہجری طبع شدہ بودند

رباعی تاریخ از استادی جناب منشی امیر احمد صاحب امیر

ہے کیا سخن مصنف عالیجاہ
تاریخ ہے اِس نعت و مناقب کی امیر
سبحان اللہ ثم سبحان اللہ
کیا صل علی کا ہر طرف شور ہے واہ

قطع تاریخ از منشی گوبند پرشاد صاحب صبا

نواب ما صفدر علیخان بہادر کہ عطا
آراست از خلق نکو خوش گلشن پر رنگ و بو
طبعش کہ زیور بند ابکار سخن با شد کنون
چون بیت ابروی بتان فرد ہر یک شعر آن
فرمود چون مطبوع آنرا بہر تاریخش صبا
خار و خس حاجات را از صحن گیتی پاک رفت
ہر سوز دیدہ باد از وصد غنچہ دل بر شگفت
درہای مکنون قصائد را بہ سلک نظم سفت
بر طاق بیت ابروی بتان طاقیست کانرا نیست جفت
این سبعہ سیارہ گشتہ زیب اوج طبع گفت ۱۳۰۹ھ

قطعہ تاریخ از فیروز شاہ خان صاحب فیروز

بیمثل ہے یہ نظم جیسے اِسمین ہو انکار
لے آئے کسی اور سخنور کے قصیدے
فیروز نے یہ طبع کی تاریخ رقم کی
مجموعہ اسرار ہین صفدر کے قصیدے
۱۳۱۹ھ

قطعات تاریخ طبع دیوان نگارستان الفت کہ در تاج المطابع طبع شدہ بود

قطعہ تاریخ از جناب منشی مظفر علی صاحب اسیر

عجب دیوان کہ سطرین کہکشان ہین
ہہ و خورشید کی رکھتا ہے ضو خط
ہوئی تاریخ اسیر اسکی چھپا جب
زہے محبوب دل معشوق نو خط
۱۲۹۵ھ

قطعہ تاریخ از جناب منشی امیر احمد صاحب امیر

زہے عرایس افکار و شاہدان خیال
نہ ہو نچین گرد کو پریان جنھین شرارت مین
امیر شوخ سا مصرع لکھو پئے تاریخ
پری ہے پھولون مین معنی نہین عبارت مین
۱۲۹۵ھ

قطعہ تاریخ از جناب سید محمد سمعیل حسین منیر

یہ دیوان فضل خدا سے چھپا جب
ہوے اہل دل اسکی خوبی سے ماہر
منیر اسکی تاریخ مین نے یہ پائی
کہ زیبا و نایاب نظم جواہر
۱۲۹۵ھ

قطعہ تاریخ از میر حشمت علی صاحب مصلح سنگ

زہے ذی مرتبہ صفدر علی خان
کہ فرہود این چنین دلچسپ دیوان
فصاحت ناز بردار زبانش
بلاغت جلوہ آرائے بیانش
ادا و حسن و الفاظ و معانی
ہمہ ہم پایۂ نظم فغانی

چو شد مطبوع این دیوان والا	بخط دلکش و آئین زیبا
پی تاریخ حشمت گوہری سفت	کلام شاعر شیرین بیان گفت ۱۲۹۵

قطعہ تاریخ از امراؤ مرزا خلف آغا مرزا صاحب شاغل برادرزادہ وشاگرد داغ دہلوی

زمانے کے ہمنے بھی دیکھے کلام	کہان اسقدر آب وتاب سخن
کہو اسکی تاریخ نادان تم	یہ دیوان ہی آفتاب سخن ۱۲۹۵ھ

تقریظ نتیجہ فکر آغا علی نقی غنی شاگرد منیر

محفل مین گدگداتی ہی شوخی نگاہ کی	شیشون سے آرہی ہی صدا قاہ قاہ کی

ہان ہان ای میکدہ سخن کے بادہ خوارو آج یہ خمار کیسا لو ادھر آؤ ہم جھکا دین کیا تم کسی حریف کے کہے سننے مین آکر دست و پا گم کردہ ہوگئے نہین نہین ای میرے ہم مشرب و ہمت نہ ہارو ابھی اس خمخانہ مین شراب سی شراب بھری پڑی ہی اور سراب بھی وہ شراب جسکے ہر قطرے مین خم افلاطون سے زیادہ تر جوش ہی پھر کیون خمیازہ کشی اور آہ دوا ویلا مچا رکھی ہی اٹھو حواس ٹھکانے رکھو تو ہم نور کے پھولون کا پھول فی سبیل اللہ کیے دیتے ہین مگر درازمین پر نہ ٹپکانا عرش پر قدسی منہ کھولے ہوے ہین سمجھو تو بادہ گویائی کی سرمستی کیا ہی حمد الٰہی اس مستی کا ترانہ کیا ہی نعت ختمی پناہی بس درود بھیجو اور آپ سے باہر ہو جاؤ یہ سب کچھ تو ہوا مگر غضب کیا بڑے سیہ مست کو سر دیا دلایا غنی کے کان مین بھنک پڑ گئی یہ بلا نوش

وہ حریص ہے جس نے عین بیخودی مین اِسی دو آتشہ کے خُم چڑھائے اور کبھی جھوٹون منہ سے نہین نہ کہا ساری عمر مین ایک ساعت ہوشیاری سے نہ کاٹی جب ذرا پلے لغزش کو ثبات ہوا اور دونی چڑھا گیا آج بھی نشے مین تانا شاہ بنا ہوا ایک صبح جنت کی سی بیاض لکھوائے اِسی شراب کے شیشون کی عینک چڑھائے آپ سے گذرا ہوا اپنی موج مین بیٹھا ہوا جھوم رہا ہے میکدہ انقلاب کے پیر مغان نے خرابات عالم مین حشر ونشر کے خمارشکن صبوحی کا ساغر دیا سرافیل نے دھوم دھام سے اپنی شہنا مین مصرع بشنو از نی چون حکایت میکند کا نغمہ سنایا فلک بدمست نے اپنا جام توڑا زمین نے بیخودی چھوڑ کر اپنا بوریا لپیٹا نقل کواکب اشک حسرت کی طرح گر کر ناپیدا ہوئے ابر بہاری مانند پنبہ مینا ندر حلاج فنا ہوا قطبین نے بحس وحرکتی کی شراب سے اپنے خُم خالی کیے مگر اِس تیرہ مست نے اُس نورانی بیاض سے آنکھ نہ اُٹھائی اپنی سرخوشی کی ترنگ مین بولا بھی تو واہ سبحان اللہ کے سوا کچھ نہ بولا مست ہو تو ایسا ہو شراب ہو تو ایسی ہو ذوق ہو تو ایسا ہو کتاب ہو تو ایسی ہو خیر اُس مدہوش معاذ اللہ ہوشیار کی بیخبری استغفر اللہ خبرداری ایک طرف خیال تو کرو وہ بیاض کیا سرور انگیز بیاض تھی جسنے ان تہلکون کے بعد بھی حور وغلمان کی دلکش داؤن سے جام دینے پر پاے نگاہ کو سجادۂ محویت سے لغزش نہونے دی اللہ ری بذلہ سنجی و شکر گفتاری جسکے آگے حافظ شیراز عناب بہاے شاخ نبات کو تخم حنظل تبائے خسرو شفتالو

عارض شیرین کو قصب الزرم تعبیر کرے الحق یہ دیوان فصاحت عنوان وہ
گنجینہ مضامین ہی جسمین ہر شعر منتخب ہی توحید مین نعرہ عارف سوز و گداز مین نالہ
عشاق عیش و نشاط مین نغمہ زہرہ مے آشامی مین ہاے ہوے سرمد جوش بہار
مین صباح جنت دردانگیزی مین آہ ناتوان زخم و جراحت مین گریہ خونفشان غرض
ہر رنگ مین جان فصاحت تاب و توان بلاغت ہی بسم الحمد کہ یہ صحیفہ معجز طرازی
بحسن سعی کارپردازان کارخانہ مطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ مین بعالی ہمتی
جناب منشی پراگ نراین صاحب دام اقبالہ مالک مطبع موصوف ماہ جون ۱۹۱۰ء مین
چھپکر لذت افزاے مذاق اہل دانش ہوا اگر کوئی کہین نقطہ یا شوشہ بیجا ہو تو ارباب
نظر نظر نہ فرمائین معافی کا حظ اٹھائین فقط

تمت الکلام

نام کتاب	قیمت
کلیات - انشاء اللہ خان شاعر نامی۔	عہ٫
کلیات نساخ - عمدہ کلیات مؤلفہ و مصنفہ مولوی عبد الغفور خان بہادر۔	عـہ۸٫۱۲
یہ کلیات شامل دس رسالہ ہے ازانجملہ بعض حسب ذیل علیحدہ بھی فروخت ہوتے ہیں۔	
(۱) شاہد عشرت۔	۶ پائی
(۲) سخن شعرا۔	۱۵ر
(۳) زبان ریختہ۔	۶ پائی
(۴) قطعۂ منتخب۔	۳ر۳
کلیات صنعت - عجیب صنعت	۹ر۹
دیوان شاہ تراب - کلام مشہور عارف باللہ کاکوروی۔	۱۱ر۳
کلیات نظیر اکبر آبادی۔	۶ر۶

نام کتاب	قیمت
دیوان وقار - از راجہ کشن کمار صاحب متخلص بہ وقار رئیس مشہور بلاری ضلع مراد آباد۔	۱۰ر ب
بہارستان اشعار - مصنفہ رائے کشن کمار صاحب متخلص بہ وقار	۳ر
کلیات وہبی - کلام سخنور کامل منشی شبو پرشاد دو قسم کاغذ۔	
(۱) کاغذ سفید چکنا۔	۹ر
(۲) کاغذ سفید رہمی۔	۷ر
دیوان غافل - از منور خان غافل	۴ر
دیوان ذوق - دہلوی استاد معروف۔	۳ر۳
دیوان فدا - جلد ثانی۔	۷ر
دیوان داغ۔	۱۲ر ب
گلزار داغ۔	عہ ب
آفتاب داغ۔	۱۲ر ب

نام کتاب	قیمت
دیوان رند مشہور از نواب سید محمد خان رند۔	۲ر۹ما
دیوان غالب۔ از مرزا اسد اللہ خان غالب دہلوی۔	۳ر۶ما
دیوان مرغوب جہان کلام سید تجمل حسین خان۔	۸رب
دیوان امیر موسوم بہ مرآۃ الغیب استاد بینظیر۔	۱۱ر
دیوان خواجہ میر درد۔ دہلوی عارف ولی۔	۲ر
دیوان بہار عرب۔ کلام مولوی محمد نذیر متخلص بہ حافظ۔	۱ر۶ما
بہارستان سخن تین استاد کا کلام ہموزن وہم ردیف ناسخ و آتش و آباد از مہدی حسینخان	۷ر۳ما
دیوان لطف۔ از حافظ لطف علیخان بریلوی۔	۲ر
دیوان نیاز۔ کلام حضرت شاہ نیاز احمد بریلوی۔	۲ر
شرح یوسفی دیوان حافظ۔ از مولوی محمد یوسف علی شاہ چشتی نظامی۔	۴ر
دیوان نعت سروری۔ از مفتی غلام سرور لاہوری۔	۴ر۳ما
دیوان جرار۔ از مرزا حسین	۳ر۹ما
دیوان عاشق۔ از پنڈت کنھیالال۔	۲ر
دیوان واسطی۔ کلام سید فضل رسول خان تعلقہ دار سندیلہ	۹ر۸
دیوان حمد ایزدی۔ کلام مفتی غلام سرور لاہوری۔	۳ر